COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

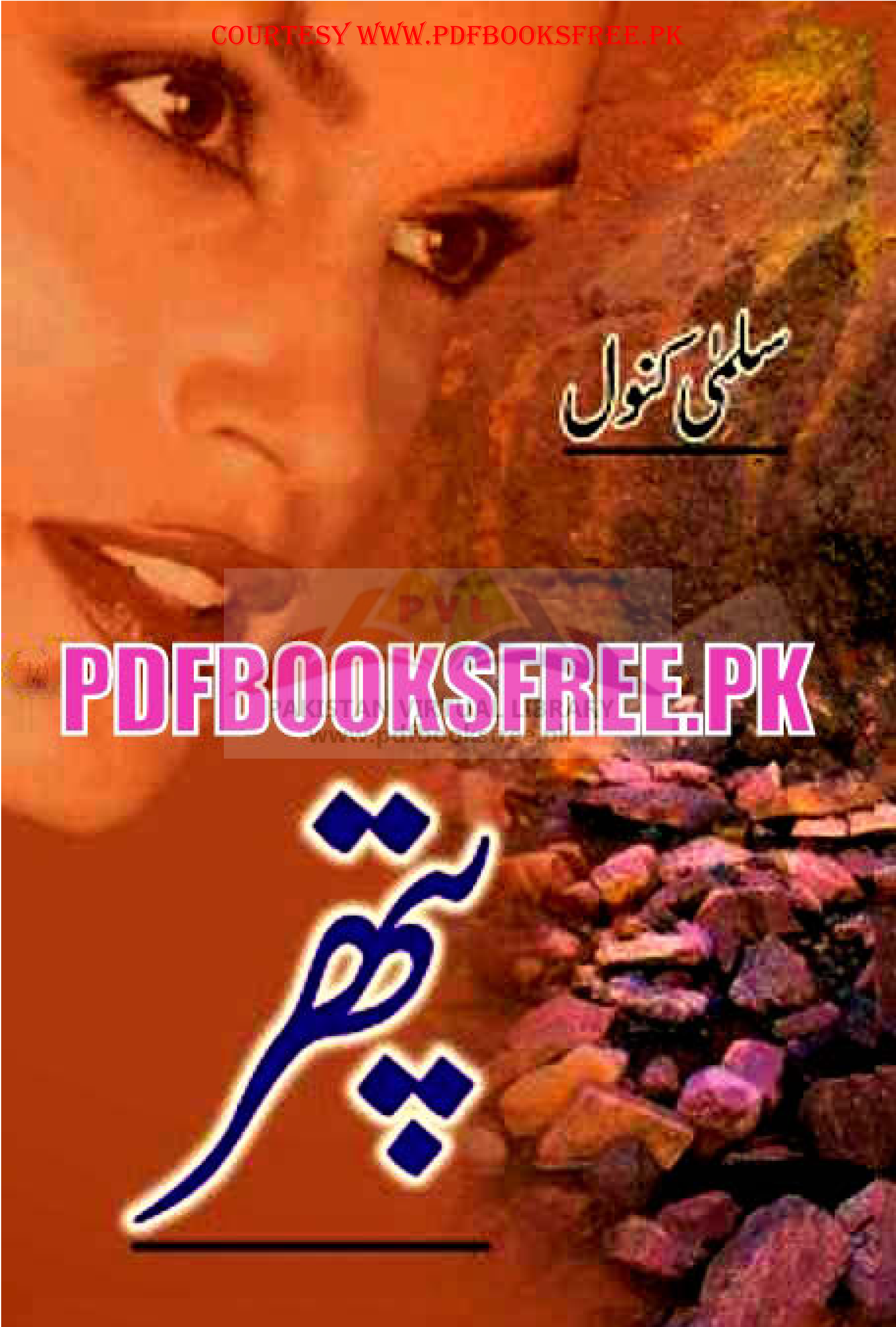

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سلمیٰ کنول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خواہش ... تمنا ... آرزو ... ارمان ... !! کون سا نام تمہیں دوں ؟
کس سے تمہیں خطاب کروں اے جان ..."

عمیر نے انگوٹھے اور درمیانی اُنگلی میں وہ چکنا ہوا سکہ گھمایا ... اُچھالا ... پھر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پھیلائی ، اور بڑی اُمیدوں اور مسکراتی اور مچلتی ہوئی اُمنگوں کے ساتھ ٹاس کرنے کے لئے اس پر چت گرا دیا۔

کاریڈور میں اندھیرا تھا۔ وہ اسی طرح بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر سکہ اور دایاں ہاتھ اس پر اُلٹا جمائے باہر روشنی میں نکل آیا۔

برآمدے میں بھی روشنی کم تھی لیکن ٹاس کرتے ہوئے آنکھوں میں جو اُمید کی جوت اُتر آئی تھی اس نے اس سکے کو روشن و منور کر دیا تھا۔ اسے سب کچھ دکھائی دینے لگا۔

"وہ آئے گی ناں ۔؟" حسرت بھرا سوال لئے اس نے سکے کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا ۔؟ پھر وہی حرکت ۔"

گلشن ہمیشہ کسی ہوائی کی طرح وارد ہوا کرتی تھی ۔ جانے ایک دم ہی، کس طرف سے نکل آئی تھی ۔ کسی کمرے سے ، صحن میں سے ، یا پھر ڈیوڑھی سے ، یا پھر وہیں موجود تھی ۔

یکایک سامنے آتے ہوئے اُس نے عمیر کے ہاتھوں پر ہاتھ دے مارا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور۔ سکّہ نیچے گر گیا۔

اس نے ابھی دیکھا بھی نہ تھا۔ اور اس ظالم نے کیسے اُس کے دل کا تاج محل گرا کر چکنا چور کر دیا تھا۔

"اوہ۔!" عمیر نے بڑے دُکھ سے اس کی طرف نظر اُٹھائی۔

"یہ تم نے کیا کیا۔؟"

"پر تم روزانہ اس وقت تیار ہو کر، سج بن کر، کہیں جانے سے پہلے یہ ٹاس کیوں کرتے ہو؟"

گلشن نے اسے سر سے پاؤں تک معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے اک تجسّس کے ساتھ پوچھا۔

عمیر کے تازہ دُھلے ہوئے چہرے پر مسکراہٹوں اور سکّہ نیچے گر جانے کے دُکھ کا امتزاج بڑا انوکھا پن سا پیش کر رہا تھا۔

"ویسے اچھے لگ رہے ہو۔"

اس رُوپ میں وہ بہن کو بھا گیا تھا شاید۔ تعریف سُنی تو عمیر کے چہرے پر سے دُکھ کا سایہ ہٹ گیا۔ اب وہاں صرف نکھار تھا۔ اور اس کی ہمیشہ والی وجاہت اور معصومیت۔

"جانے دو یار! سارا مُوڈ خراب کر دیا۔"

"کیا۔؟" وہ قدرے بلند آواز میں چلّائی۔

"مجھے دیکھ کر تمہارا مُوڈ خراب ہو گیا۔؟"

"نہیں نہیں۔" وہ مسکرانے لگا۔

"پھر بتاؤ۔ یہ کیا حرکت ہے۔؟"

"بس۔!" عمیر نے اسے ٹالنے کے لئے خود ہی وہاں سے ٹل جانا بہتر سمجھا۔۔۔

مگر۔ وہ اس کے قدم اُٹھانے سے پہلے ہی اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی۔

"دیکھو، عمیر! میں تمہاری رازدار، غمگسار۔۔۔"

"جاں نثار، خدمت گار، رنگزار، نزار زار۔۔۔"

"یہ کیا بکے جا رہے ہو۔۔۔؟"

"یہی کچھ کہا کرتی ہو ناں۔ مارے محبت، مارے شفقت اور مارے مسرّت و فرحت و رفعت کے۔۔۔"

"بہنوں کے جذبوں کا مذاق نہیں اُڑایا کرتے عمیر!"

بُرا مناتے ہوئے روکا ہوا راستہ گلشن نے چھوڑ دیا۔

"دیکھو گل! بھائیوں کے محبت بھرے مذاق کا بُرا نہیں منایا کرتے۔ تنگ دلی کی نشانی ہے یہ۔ اس سے بدمزاجی بھی عیاں ہوتی ہے اور۔۔"

"اور ڈالے جاؤ عیب جتنے ڈال سکتے ہو۔۔"

"توبہ، توبہ! میں عیب کیوں ڈالوں گا۔ میں تو بلکہ اس بات کا معترف ہوں کہ بہنیں تو بھائیوں کے لئے جان بھی دے سکتی ہیں۔ اور تم ایسی بہن تو۔۔۔"

"جاؤ، جاؤ۔ تمہارا انداز پھر طنزیہ ہونے لگا ہے۔۔؟"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"طنزیہ نہ ہو تو اور کیا ہو..." عمیر ایک دم سے ہی بھڑک اُٹھا۔

"کیا کیا تم نے میرے لئے کبھی بھی...؟"

"کیا مطلب...؟"

"بس ہمیشہ زبانی کلامی سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ عملی ثبوت کبھی دیا ہے؟"

"کیا مطلب...؟"

"کیا جاں نثاری کی تم نے میرے لئے...؟"

"ہائے تو میں سچ مچ گردن کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں دیدوں کیا...؟"

"جب کبھی ایسا وقت آئے گا نا، تو بھاگ کھڑی ہو گی تم، سارے دعووں سمیت... اور ہم بھائی لوگ پھر بھی اعتراف کئے جائیں گے... سب کے سب احمق بن چکے ہیں..."

"نہیں نہیں بھاگا کرتیں جناب عمیر صاحب! بھائی بھاگا کرتے ہیں..."

"پھر تو یہاں بات اُلٹی ہو گئی... تم ہار گئیں..."

"کیسے...؟"

"دونوں بھائی زبیر احمد اور عمیر احمد ٹکے ہوئے ہیں اور تم بھاگ کھڑی ہوئی ہو..."

گلشن اک خوب صورت سی، شرمیلی سی ہنسی ہنس پڑی۔

"اپنی مرضی سے تو نہیں بھاگی... تم سب کی مرضی نے بھگایا..."

"انکار کردو..." عمیر کی آنکھوں میں شوخی چمکی...

"کر دوں...؟"

"ہاں... تمہاری جُدائی میرے لئے بڑی تکلیف دہ ہو گی..."

"میرا انکار بھی تکلیف دہ ہو گا عمو جان!" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"اور نہ صرف تکلیف دہ، بلکہ... عزت گئی... ذلت پلّے پڑ گئی۔ منہ کالا ہو گیا... کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہیں رہ گئے... یہ سب کچھ سُننا پڑے گا۔"

گلشن کی سنجیدگی پر پھر گل و گلزار کھل گئے

"منظور ہے یہ سب تو انکار کر دیتی ہوں... ابھی... جاؤں... امّی سے کہہ دوں...؟"

"او... نہ نہ..." عمیر نے بھاگنے کے لئے قدم اُٹھاتی گلشن کو جلدی سے کندھوں سے تھام لیا...

"عمو! گلشن..." امّی دونوں کو پکار رہی تھیں۔ پچھلے کمرے میں سے ... جانے کب سے... وہ اپنی ہی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔

"کہاں ہو دونوں...؟ دیکھو کیا وقت ہو گیا...؟"

"ارے...!" ماں کی آواز کان میں اُتری تو عمیر نہ صرف چونک اُٹھا بلکہ بُری طرح گڑبڑا بھی گیا...

"یہ تم... بڑی منحوس ہو..." مارے غصّے کے اس نے گلشن کو پرے دھکیلا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے دیر کرادی... چڑیل... ! چھل پیری... ! کیا کسی اور گھر میں تم پیدا نہیں ہو سکتی تھیں...؟"

"نہیں... اور اگر ہو جاتی تو تمہیں بھی وہیں پیدا ہونا پڑتا..."

"کیوں...؟"

"اس لئے کہ تمہارے مقدر ہیں، اس پیاری سی بہن کا بھائی بننا لکھا گیا تھا... روزِ ازل سے ہی..."

"آہ... اور ہونی کو کوئی مٹا نہیں سکتا... واہ ری تقدیر کہاں آ کر چت کیا..."

صحن کی پرلی دیوار کے ساتھ، عین دروازے کے قریب، اُس نے سکوٹر کھڑا کیا ہوا تھا، تا کہ بوقتِ ضرورت فوراً نکل بھاگے۔

"عمو! کہاں جا رہے ہو...؟" امی اسے پکارتے ہوئے برآمدے میں نکل آئیں۔

"وہیں جہاں روز جاتا ہے۔"

گلشن نے چوٹ کی... "پتہ نہیں کس کوچے کی گدائی..."

"تم بکے جاؤ..." وہ سکوٹر پر بیٹھ کر اُسے کِکیں لگانے لگا۔

"عمو سنو... ایک ضروری بات..."

"آ کر سنوں گا۔"

"پر جا کہاں رہے ہو...؟"

"آ کر بتاؤں گا۔" اس نے اپنی مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائی۔

گلشن بھاگ کر سکوٹر کے سامنے آن کھڑی ہوئی اور دونوں ہاتھوں سے اس کا ہینڈل تھام لیا۔

"بھائی جان کا خط آیا ہے۔"

"واپس آ کر پڑھ لوں گا..."

عمیر سکوٹر کو اسٹارٹ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

"کمال کے انسان ہو۔ اتنے دنوں بعد خط آیا ہے اور تمہیں ذرا بھی تجسّس، بے قراری..."

"بے چینی... بے کلی... اضطراب... مترادف..."

"ہائیں، ہائیں! یہ کیا بولے جا رہے ہو... تمہارا دماغ تو نہیں چل نکلا...؟"

"تمہاری مدد کر رہا تھا جلدی جلدی۔ تم اسی طرح کے ہم قافیہ، ہم ردیف اور ہم معنی الفاظ بولنے کی کوشش کیا کرتی ہو نا، میں نے کہا جلدی سے تمہارا جملہ پورا ہو جائے۔ مجھے دیر ہو رہی ہے..."

"اوئے ہوئے..." گلشن نے پیشانی پر ہاتھ مارا۔ پھر مسکرا کر پیار سے بھائی کی طرف دیکھا۔

"دیکھو عمو..."

"عمو شمو کوئی نہیں... سیدھا سیدھا میرا نام لیا کرو۔ محمد عمیر کاظمی۔ ہاں۔"

اس نے ہینڈل سے ہاتھ ہٹا کر گلشن کی خوب صورت سر والی کھوپڑی جھنجھوڑ ڈالی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں معلوم نہیں... نام بگاڑنے سے اس کے اصلی معنی بھی بگڑ جاتے ہیں اور اگر معنی بگڑ جائیں تو ساری زندگی بگڑ جاتی ہے۔ مجھے لگتا ہے تم نے میری زندگی بگاڑ..."

"خدا نہ کرے..."

"خدا نہ کرے کیا ہوا۔ خدا نے کر دیا..."

اس نے جھنجلا کر گلشن کے ہاتھ ہینڈل پر سے ہٹائے۔

"یہ دیکھو اسٹارٹ نہیں ہو رہا... تم نے نام بگاڑا ہے نا تو یہ بھی بگڑ گیا۔ یہ بگڑا تو سمجھو میری زندگی بگڑ گئی۔"

"اب سارے قصور میرے ہو گئے..."

گلشن مُنہ بنا کر پرے چل دی۔

"یہ عمو کہاں جا رہا ہے...؟" امی برآمدے میں کھڑی پوچھے جا رہی تھیں۔

"مجھے کیا پتہ...؟" گلشن بگڑے ہوئے لہجے میں بولی۔

"روزانہ ہی اس وقت غائب ہو جاتا ہے۔"

"لگا دی نا نظر، بار بار روزانہ کہہ کر... اب اسٹارٹ ہی نہیں ہو رہا کمبخت... اور ادھر..."

کسی خیال، کسی سوچ کے زیرِ اثر عمیر مسکرایا۔ پھر زیرِ لب بڑبڑایا۔

"وہ انتظار میں ہو گی... پر نہیں۔ پگلی تو مجھے جانتی بھی نہیں... کہ میں کون ہوں... البتہ... میں تمہیں جانتا ہوں۔

"تم میری زندگی کی واحد سچائی ہو... تم ایک جذبہ ہو... اک محبت ہو... اک اُمید ہو... اک حقیقت ہو اور اک محور ہو۔ جس کے گرد میں گردش کر رہا ہوں..."

"یہ کیا کہہ رہے ہو...؟" گلشن پھر اس کے پاس آن کھڑی ہوئی تھی۔

"تم یہیں کھڑی ہو...؟ بھاگو یہاں سے..."

"کس کی گردش کا ذکر کر رہے تھے...؟"

"تمہارے ستاروں کی..."

"خدا نہ کرے کہ میرے ستارے گردش میں ہوں۔"

"خدا نہ کرے، کیا ہوا... خدا نے کُن کہا اور فیکون ہو گیا۔ دو تین ماہ تک تم اپنے ستاروں سمیت یہاں سے غائب..."

"بس۔ شروع ہو جاتے ہو۔ جب دیکھو یہی موضوع..." وہ شرمائی۔

"رانی جی! نکاح کرانے کے وقت یوں شرمانا، لجانا تھا۔ اس وقت تو بڑے زور زور سے سر ہلایا تھا... وکیل کے یا شاید گواہ شدہ کے ہاتھ سے چھین کر قلم، جلدی جلدی دستخط دے مارے تھے۔ کہ کہیں کام نامکمل نہ..."

"بکے جاؤ... بکے جاؤ..."

گلشن صحن پار کر کے واپس برآمدے میں جا بیٹھی۔

"عمو کو روکو نا... بھائی کا خط پڑھ لے..."

ماں نے شکایتی یا فریادی انداز میں اس سے کہا...

"تمہیں رُک رہا امی جی! یہ..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"اب جائے گا بھی نہیں... سکوٹر سٹارٹ ہی نہیں ہو رہا..."

"تمہاری زبان کالی ہے... تم خود کالی دیوی ہو..."

عمیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے غصّے سے بڑبڑایا۔

سکوٹر کا غصہ آنکھوں ہی آنکھوں سے گلشن پر نکالنے کی کوشش کی۔

"پر تمہاری بات بھی نہیں پوری ہونے دوں گا کالی دیوی۔!"

اس نے سکوٹر کو دو تین ٹھڈے لگائے۔

"کیسے نہیں جائے گا عمو! اس کی تو ٹانگیں ہیں"

عمیر نے سکوٹر دیوار کے ساتھ دے مارا۔

"لو... میں چلا... دیکھو... تمہارے سامنے..."

اور وہ گلشن کو منہ چڑاتا ہوا، تیز تیز قدموں سے باہر نکل گیا...

جاتے جاتے دھڑام سے پیچھے دروازہ بند کیا۔

"ارے توڑ ڈالنا ہے کیا...؟"

پر ماں کی بات کا جواب دینے والا تو جا چکا تھا۔

"عجیب ہے یہ لڑکا..."

شکایت کے ساتھ ماں کے لہجے میں غصہ تھا، پر ممتا بھرا غصہ۔ غصے اور محبت سے لبالب بھرا پیمانہ چھلک رہا تھا... نظریں دروازے پر گڑی تھیں۔

"نہ برسات دیکھے ہے، نہ دھوپ، نہ آندھی، نہ طوفان۔ بس یہ

وقت ہوا نہیں..."

"اور عمو سٹارٹ ہوا نہیں..."

گلشن کے ہونٹوں سے بھی پیار چھلکنے لگا...

"عمو... عمیر احمد کاظمی... کہتا ہے نام مت بگاڑو... اس نے زندگی میں سنوارا بھی کیا ہے..."

"پتہ نہیں اس نے زندگی میں کیا کرنا ہے..."

ماں نے حسرت سے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں۔

"پروردگار! تو ہی اس کا کچھ کر..."

"اری بھلی لوگ! جو کرنا ہے یا خدا نے کرانا ہے، وہ تو کر رہا ہے..."

کاظمی صاحب کھانستے ہوئے کمرے سے نکل آئے۔

"اباجی! یہ بھی بھلا کچھ کرنا ہوا۔ اُردو ادب میں ایم اے کر کے بیٹھ گیا ہوا ہے..."

گلشن ماں کے پاس آ کر بڑبڑانے لگی۔

"روز کی ایک آدھ کہانی لکھ چھوڑتا ہے۔ میں ادیب بنوں گا... میں ادیب بنوں گا... کسی بڑے چھوٹے کا ادب کرنا آتا نہیں اور نواب صاحب ادیب بنیں گے۔ ہونہہ..."

کاظمی صاحب برآمدے میں بچھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ کر کہنے لگے...

"بڑوں کا ادب کرنے سے کوئی ادیب بن جاتا نا، تو دنیا کا سب سے بڑا ادیب... اچھا تو بتا کون ہوتا...؟"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ بیٹی کی طرف پیار بھری نظروں سے تکنے لگے ...

"میں ... ابّا جی! میں ..."

گلشن لاڈ سے باپ کے گلے میں بانہیں ڈال کر ہنسنے اور جھومنے لگی ...

"ہیں نا، ابّا جی ...؟"

"تُو تو میری بچھڑی سب کچھ ہے ... ادیب بھی، ادب بھی، فنکار بھی اور میرا شاہکار بھی ..."

اُنھوں نے گلے میں حائل بیٹی کے دونوں بازو تھام لیے۔

"چڑھائے جاؤ سر پہ اس کو ... کچھ اور ..."

ماں نے بظاہر باپ بیٹی کے لاڈ پیار کو تیکھی نظروں سے دیکھا، لیکن آنکھوں سے جو جذبے مترشح تھے وہ کوئی اور چغلی کھا رہے تھے۔

"نہیں جہاں آرا بیگم! سر پر کیا چڑھانا ہے، دو تین مہینوں کی مہمان ہے ہماری بیٹی ..."

"تو پھر اسی لئے کہتی ہوں نا، پیار اور نہ بڑھاؤ۔ جُدا ہوگی تو تکلیف بھی زیادہ ہوگی۔"

جہاں آرا نے اپنی آنکھوں کی نمی کو باپ بیٹی سے چھپانے کی خاطر رُخ پرلی طرف موڑ لیا۔

"لو بھلا اس کی سُنو ... پیار اور نہ بڑھاؤں ... تکلیف زیادہ ہوگی ..."

کاظمی صاحب بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیٹی سے مخاطب ہوئے ...

انداز کچھ خود کلامی سا بھی تھا ...

"ارے پہلے کوئی کم ہے ... کبھی حد ناپی ہے جواب ...."

"زبیر کا خط پڑھا ...؟"

اس موضوع سے تکلیف ہو رہی تھی۔ سب کو ہی شاید۔ لہٰذا اسے بدل دینے میں ہی جہاں آرا نے عافیت سمجھی ... اپنی ... سب کی ...

"مجھے کسی نے دیا کب ...؟" کاظمی صاحب چونکے۔

"بتایا بھی نہیں ... چل گُل بچّے! خط لا کر مجھے سنا ..."

اُنھوں نے اک بے چینی کے ساتھ بیٹی کے بازو گلے سے نکالے۔

"جا شاباش! فوراً ... گئے کو اتنے سال ہوگئے پر دل کا اب بھی وہی عالم ہے ... اک دم ہی بیتاب ہو جاتا ہے ... ارے جا نا ..."

"اندر کہیں رکھا ہے ... میں آپ کو زبانی سُنا دیتی ہوں ..."

"دیکھ تُو کاہل اور سُست ہوتی جا رہی ہے"

"موٹی ہو جائے گی، اور پھر وہ کیا ہوتا ہے ..."

"ڈائٹنگ ..." گلشن نے خود ہی مسکرا کر بتایا۔

"ہاں ... وہ کمبخت ماری شروع ہو جائے گی ... اور پھر عین شادی والے دن یہ سوکھا سا منہ اور دھواں دھواں رنگت لئے پھرے گی ... ہماری بے عزتی کرانے کو ..."

"لوگ کہیں گے، بیٹی کو کھلایا پلایا نہیں ... کنجوسی کی ..."

کاظمی صاحب بڑے پیار سے بیٹی کو تکتے رہے۔

"تو اور کیا ...؟"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اور ہم نے اپنا خونِ جگر تک پلا دیا... ہیں نا... یہی تمہارا منشا ہے نا
جہاں آرا بیگم... ؟"
باپ نے بیٹی کو بڑے دُلار سے آنکھ ماری... جہاں آرا دیکھ رہی تھیں۔
ویسے انداز سے پہلے ہی سمجھ گئی تھیں۔
"بس آپ کو تو بیٹی کے ساتھ مل کر مجھے باتیں بنانے اور میرا مذاق
اُڑانے کا کوئی موقع ہاتھ آنا چاہیئے..."
انہیں موقع ہاتھ آیا، وہ طیش میں آگئیں اور گلشن نے فضا کو ناسازگار
پایا تو ایک دم اُٹھ کھڑی ہوئی۔
"ابّا جی! چائے پئیں گے...؟"
چائے کاظمی صاحب کا ویک پوائنٹ تھا۔ اور بیٹی ان کی نبض شناس...!
"لو... نیکی اور پوچھ پوچھ..." وہ یکدم مسرور ہو اُٹھے...
"بس پھر ایک منٹ میں بنا کر لائی..."
گلشن چٹکی بجاتے ہوئے کچن کی طرف بھاگی۔
"اور وہ خط..." کاظمی صاحب کو پھر بیٹے کی یاد آئی۔
"ارے وہ مجھے ہی دیتی جاؤ..."
"پھر آپ ساتھ چشمہ مانگیں گے..." گلشن نے جاتے جاتے رک کر جواب دیا۔
"جو یقیناً آپ کہیں رکھ کر بھول گئے ہوں گے۔ پھر میں وہ سارے گھر
میں تلاش کروں گی... مگر نہیں ملے گا..."
"اور تلاش تلاش میں ہی چائے کا وقت بھی نکل جائے گا... پھر

آخر میں کھانے کے وقت جیب سے برآمد ہو گا۔"
جہاں آرا نے ہنستے ہوئے بیٹی کی بات مکمل کر دی۔
"تو اس کا مطلب ہے..." کاظمی صاحب بھی ہنسنے لگے۔
"ہمیں خط نہیں ملے گا"
"جاؤ بیٹی! تم چائے بناؤ، میں خط اور چشمہ وغیرہ سب کچھ لے
آتی ہوں"
جہاں آرا خود اُٹھ کھڑی ہوئیں۔
"آپ کو جہاں آرا بیگم! زبانی یاد نہیں ہوا کیا...؟ آپ تو ماں ہیں"
"زبانی کیا یاد ہونا ہے..."
اک طویل سا ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے وہ اُٹھیں اُٹھیں واپس بیٹھ گئیں۔
"وہی پرانے بہانے، وہی ہمیشہ والی عذر داریاں۔ سینکڑوں خط
اس قسم کے آچکے ہیں..."
دُکھ کے مارے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔
"اب تو خط کا لفافہ دیکھ کر ہی مضمون سُنا سکتی ہوں..."
"وہ تو مجھے بھی پتہ ہے... خواہ مخواہ ہی بات اتنی لمبی کی..."
کاظمی صاحب نے آنکھوں کے گوشوں سے بیگم کو دیکھا۔
"جہاں آرا بیگم! تمہارا زبیر احمد تمہارے ہاتھوں سے گیا۔ میں تمہیں
کہتا تھا نا، امریکہ مت بھیجو... نظروں سے اوجھل نہ کرو، وہ تمہیں دل سے
دُور کر دے گا۔ پر تم اک نہ مانیں..."

"ہاں... سارا قصور میرا ہے..."

آنکھوں کے لبالب بھرے پیمانے چھلک پڑے۔

"وہ وقت بھول گئے جب اس کے اخراجات کے لئے خوشی خوشی مکان بیچ آئے تھے... مجھ سے پوچھے بغیر ہی..."

"ارے بھاگوان! وہ تو بیچے کی خواہش تھی..."

"بیچے سے زیادہ باپ کی تھی... جانتی ہوں سب..."

جہاں آرا تڑخ اُٹھیں۔ پیشانی پر بے شمار سلوٹیں پڑ گئیں۔

"اب الزام تیرے میرے اوپر دھرنے سے فائدہ...؟"

جہاں آرا گرمی میں آ گئی تھیں۔ بولے چلی گئیں۔

"میں وہ رات اب تک نہیں بھولی، جب بڑی آپا کا بیٹا پی، ایچ، ڈی کرنے گیا تھا... تو... ساری رات تمہاری ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں اور کروٹیں بدلنے کی آوازیں میں ہی سنتی رہی تھی..."

"تمہارا وہم ہے سب..." کاظمی صاحب نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کہیں گلشن تو نہیں سُن رہی تھی...؟ اولاد کے لئے سارے والدین کمزور ہو ہی جاتے ہیں۔

پر یوں... سرِعام... جہاں آرا کو ان کی کمزوریاں اُچھالنا تو نہیں چاہئیں تھیں...

اُنہوں نے شکوہ بھری نظر سے بیگم کو دیکھا، مگر وہ جوش میں بولے ہی جا رہی تھیں... بنا شوہر کی نظر پہچانے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پھر رات ہی رات میں جانے کیا فیصلہ کر لیا۔ اگلے دن سب میں بیٹھ ڈینگیں مار رہے تھے کہ یہ پی۔ایچ۔ڈی کیا ہے، میں اپنے نذیر کو باہر سے انجینئرنگ کراؤں گا... اور یہ کراؤں گا... اور وہ..."

"ارے بھلی لوگ! بولے ہی جا رہی ہے۔ اتنا تو سوچ... اولاد کو اونچا اٹھانے کی، کون والدین ہیں جنہیں خواہش نہ ہوگی..."

پھر ان کی آواز میں شکست کی کرچیاں سمٹنے لگیں۔ فون ہوتے ہوتے وہ ہولے ہولے مدھم پڑتی گئی۔

"پر مقدر یوں ہار بھی دے سکتا ہے... یہ مجھے کب معلوم تھا... کب معلوم تھا...؟"

"اسے دیکھو... دو تین سال بعد ڈگری لے کر گھر آ گیا... اور اب ماں باپ کی آنکھوں اور کلیجے کی ٹھنڈک بنا ان کے پاس رس بس رہا ہے..."

جہاں آرا کے لہجے میں حسرتیں لوٹ رہی تھیں۔

"نوکری بھی اتنی بڑی پر لگ گیا ہے... پیسہ بھی... شہرت بھی... عزت بھی... اور ہمارا مقدر ہی کمبخت نکلا... سات آٹھ سال ہو گئے باہر گئے۔ واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔"

"بیاہ رچا بیٹھا ہوگا وہاں..."

کاظمی صاحب نے محض دل کے بہلاوے کے لئے تیافہ لگایا۔ پر جہاں آرا بہلنے کی بجائے مزید بھڑک اُٹھیں۔

"تم ہمیشہ منحوس بات ہی مُنہ سے نکالنا۔"

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ارے بیاہ کرنا منحوس ہے...؟"

"خاک مٹی ڈالو چٹی چمڑی والیوں پر... وہاں بیاہ کرنا منحوس ہی ہوتا ہے... نہ مذہب ایک، نہ رہن سہن، نبھتی نہیں ہے وہاں کی شادی..."

"ابا جی! امی جی! اب بحث ختم کریں، اور چائے پئیں... دیکھیں کتنی مزے دار ہے..."

گلشن ٹرے میں پیالیاں لئے آ گئی۔ ماں اور باپ دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک پیالی دینے کے بعد اس نے باپ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹرے گھٹنوں پر رکھ لیا۔

"میز نظر نہیں آ رہی...؟" جہاں آرا نے اس کی اس حرکت پر اسے گھورا...

"جاہلوں، گنواروں کی طرح گھٹنوں پر رکھ کر بیٹھ گئی ہے۔ سسرال والوں میں سے کسی نے اس حالت میں دیکھ لیا تو..."

"نہ ہر وقت سسرال والوں سے لڑکی کو ڈرایا کرو۔ ان کا خوف دل میں بیٹھ گیا تو اُن کے ساتھ نباہ کیسے کرے گی...؟"

"اُس نے تو باہر ہی چلے جانا ہے..." جہاں آرا نے اطمینان بھرا جواب دیا...

"ہاں جیسے زندگی ہی باہر گزار دینی ہے۔"

کاظمی صاحب نے سر کو جھٹکا دیا۔

"صرف تین سال کا معاہدہ ہے۔ جس میں سے ایک گزر چکا ہے

گئی تو دو سال کے لئے ہی جائے گی نا... پھر تو لوٹ کر یہیں آنا ہے۔ انہیں لوگوں میں..."

"پھر الگ گھر لے لیں گے..." جہاں آرا لاپرواہی سے بولیں۔

"شاباش بھئی شاباش... آج تم بیٹی کے لئے ایسا سوچتی ہو، کل تمہاری بہو کے لئے اس کی ماں ایسا سوچے گی..."

"پھر ویسی ہی باتیں۔ طعنوں بھری، چوٹوں بھری۔ جلانے والی۔ خدا نہ کرے میرا بیٹا مجھ سے علیحدہ ہو..."

وہ ایک دم سے ہی چڑ گئیں... یہ کاظمی صاحب، ان کے شوہر ہو کر بھی، کبھی ان کے نہیں بنے تھے، ہمیشہ ان کے خلاف ہی، دوسروں کی حمایت میں ہی بولتے تھے۔

ساری زندگی ان سے گلہ رہا... نظروں میں شکوہ لئے وہ انہیں گھورنے لگیں۔

"اتنا بڑا گھر ہے، ایسا وسیع و عریض آنگن ہے۔ پوتے پوتیاں یہاں نہ کھیلیں گے تو پھر اور کون یہاں کی بہار بنے گا...؟"

"اسی طرح سب کے بیٹے ہوتے ہیں جہاں آرا بیگم! اور گھر آنگن ہوتے ہیں اور سب ایسے ہی خواب دیکھتے ہیں پوتوں پوتیوں کے اولاد کو اچھے سبق دیا کرو۔"

"ابا جی! اب جانے دیں۔ چھوٹی سی بات کو آپ دونوں نے اتنا بڑا کر دیا۔" گلشن شرمندہ شرمندہ سی بول اٹھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹرے میز پر رکھنے کی بات تھی نا۔ بیچ میں رکھ دیتی ہوں۔ اب تو ٹھیک ہے نا ابا جی۔۔۔؟"

گلشن نے پیالی ہاتھ میں پکڑ کر ٹرے میز پر رکھ دی۔

"روٹھ گئی بیٹی۔۔۔؟"

"نہیں ابا جی! ایسا ہو سکتا ہے کبھی۔۔۔"

"اچھا تو پھر۔۔۔ اب سنا۔۔۔ بھائی کا خط پڑھ لیا نا۔۔"

کاظمی صاحب نے حلق میں سے قہقہہ لگایا تھا، لیکن اس قہقہے کی آواز آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھی، ڈبڈبائی ہوئی، بھرائی ہوئی۔۔۔

جہاں آرا اور گلشن کے دلوں پر وہ آنسو ٹپک پڑے جو ان کی آنکھیں بہا نہیں سکتی تھیں اور وہ حلق میں آکر ٹھہر گئے تھے۔ جانتی تھیں، بہت پیار تھا زبیر سے۔۔۔ سب سے بڑی اولاد تھا اور بڑا ہی جگرا کرنا پڑا تھا اسے باہر بھیجنے کے لئے۔۔۔

پر۔۔۔ نتیجہ کیا نکلا۔۔۔؟ دکھ۔۔۔ آنسو۔۔۔ ٹوٹ پھوٹ۔۔۔ اندر بھی بربادی اور باہر بھی ویرانی۔۔۔

ان کے چہرے کی طرف دونوں کی نظریں اٹھ گئیں۔۔۔ مٹی جیسا رنگ ہو رہا تھا، پھیکا پھیکا اور بے نور سا۔۔۔ اور آنکھوں میں سے جیسے کسی نے زندگی نچوڑ لی تھی، پوری کی پوری ہی۔۔۔ خالی خالی نظروں سے گھورے جا رہے تھے۔

زبیر پہلی اولاد تھا۔۔ کیا کیا نہ کیا تھا اس کے لئے۔ دنیا جہان کے

ناز نخرے اٹھائے تھے۔۔۔ جو منہ سے نکالا، پورا کیا جاتا۔۔۔

اس کی ہر خواہش، ہر آرزو، ہر تمنا کو ماں باپ اپنا ارمان بنا لیتے۔ اچھے سے اچھے سکول کالج میں تعلیم دلوائی۔۔۔ اچھے سے اچھا پہنایا۔۔۔ اپنی بساط سے بڑھ کر۔۔۔ اپنی ہمت، توفیق سے زیادہ۔۔۔

امریکہ جا کر انجینئرنگ کی ڈگری لینا، گو سب سے مہنگی اس کی تمنا تھی۔۔۔ پر۔۔۔ ماں باپ کے لئے اولاد سب سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے والدین مہنگے سے مہنگا سودا کر ڈالتے ہیں۔

جائداد، املاک اولاد کے لئے ہی بنائی جاتی ہے۔۔۔ اکٹھی کی جاتی ہے۔۔۔ اور اسی جائداد سے اگر اولاد کا مستقبل بن جائے، سنور جائے، تو یہ سب سے زیادہ سود مند سودا ہوتا ہے۔

کاظمی صاحب کو ریٹائر ہونے پر جو رقم ملی تھی، اس سے اک مکان بنایا تھا۔۔۔ بڑا خوب صورت۔۔۔ بڑا وسیع و عریض۔۔۔

دو بیٹے تھے۔ دونوں کے لئے ایک ایک، وراثت کے لئے نہ لڑائی، نہ جھگڑا۔۔۔

ایک میں خود رہائش پذیر تھے، دوسرا کرائے پر اٹھا دیا تھا۔ لڑکے ابھی کمانے کے لائق نہیں ہوئے تھے۔ آمدن کا کوئی آسرا نہ تھا۔ وہ بن گیا۔۔۔

بڑا اچھا گزارہ ہو رہا تھا۔ اسی دوران امریکہ جانے کی زبیر کی خواہش، اور بیٹے کو امریکہ بھیجنے کی باپ کی تمنا، دونوں اکٹھی ہو گئیں تو

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پورا نہ کرنا ناگزیر ہو گیا۔

تب ... وہ مکان بیچ دیا گیا۔ اس کی قیمت میں زبیر تو امریکہ سدھار گیا، البتہ باپ کو یہ ادا کرنا پڑی کہ انہوں نے گھر کا خرچ چلانے کے لئے ایک پرائیویٹ فرم میں ملازمت کر لی۔

"جہاں آرا! ریٹائر ہونے کے بعد دوسرے لوگوں کی طرح میں کوئی کاروبار یا ملازمت وغیرہ نہیں کروں گا ... بہت تھک گیا ہوں۔ لہٰذا میرے بیٹے کمائیں گے اور میں آرام کروں گا ... پوتے کھلاؤں گا ... بہوؤں کا سودا سلف لایا کروں گا ..."

کاظمی صاحب ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے۔ مگر خواہشات کی تکمیل کے ہاتھوں بے بس ہوئے تو وہی کرنے لگے، جو کبھی نہ چاہا تھا۔

پنشن مکان کی صورت میں ڈھلی، اور مکان زبیر کے لئے امریکہ کے اخراجات کی شکل میں۔ کاظمی صاحب خالی دامن اور خالی ہاتھ لئے زندگی کی شاہراہ پر پھر وہیں کھڑے تھے، جہاں سے چلے تھے۔

مگر ... پھر بھی مسرور تھے۔ مطمئن تھے۔ زبیر کی امریکہ جا کر انجنیئرنگ کی اعلیٰ ڈگری لینے کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔

اس کی خواہش تکمیل کو پہنچ گئی تھی اور ماں باپ اس کی صورت دیکھنے کی خواہش دل میں بسا کر زندگی کا اک اک پل گن گن کر گزارنے لگے تھے۔ گزارے جا رہے تھے۔

"جہاں آرا! تم نے گلشن کی شادی کا زبیر کو لکھا تھا ...؟"

خیالوں میں کھوئے بیٹھے کاظمی صاحب اک دم چونکے ... چائے کا آخری گھونٹ، جو ٹھنڈا ایخ ہو چکا تھا، جلدی سے بھر کر پیالی گلشن کی طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔

"ایک اکیلی بہن ہے ... پیار بھی بہت کیا کرتا تھا ... شاید اس کی رخصتی پر آ ہی جائے ... اسی بہانے ہماری بھی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں ... نور آ جائے گا ان میں ..."

"لکھوں گی ... ضرور لکھوں گی ..." جہاں آرا بڑے جوش اور جذبے سے بولیں ...

"منت کروں گی ... بہن کی عزت کا واسطہ دوں گی ..."

"ماتا کا واسطہ نہ دے بیٹھنا۔ اولاد کے لئے یہ بالکل بے معنی ہوتا ہے۔"

طنزیہ سی ہنسی وہ ہنس دیئے اور پھر بڑی دیر کھانستے رہے ... ہنستے رہے ... کھانستے رہے ...

"ابا جی! پانی دوں ...؟" گلشن نے تردد سے انہیں دیکھا ... بڑی عجیب سی ان کی کیفیت ہو رہی تھی۔

"گرم چائے کے بعد ٹھنڈا پانی ...؟"

"آپ کو کھانسی جو آ رہی ہے ..."

"چائے ہی کی اک پیالی اور دے دو۔ پہلی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔"

"مقدر ہی ٹھنڈا ہے ..." جہاں آرا نے دکھ بھری آہ کھینچی۔

"کیوں امی جی! مقدر کیوں ٹھنڈا ہے؟ ایسی مایوسی کی باتیں نہ

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا کریں ...“

”زبیر کی یاد آتی ہے تو ....“

باقی جملہ وہ آنسوؤں کے ساتھ حلق سے نیچے اتار گئیں۔ گلشن ترس اور ہمدردی بھری نظروں سے ماں کو تکتے ہوئے باپ کے لئے چائے کی دوسری پیالی بنانے چلی گئی۔

”دو پیالیاں لے آنا ...“

کاظمی صاحب نے بھی بیٹی ہی کی نظر سے بیگم کو دیکھا۔

”جلے آنسوؤں سے اندر کے جلتے الاؤ ٹھنڈے نہیں ہوں گے“

”گرم چائے سے ہو جائیں گے ...؟“ جہاں آرا نے بھری بھری آنکھوں کے ساتھ اک زخمی سی مسکراہٹ بھی لبوں پر سجالی۔

”شکر کرو ... اللہ نے یہ گڑیا دی ہوئی ہے ... خدمت بھی کرتی ہے، تسلیاں بھی دیتی ہے اور ہمارا درد بھی دل میں لئے لئے پھرتی ہے ... نعمتوں کا اک خزانہ ہے پورے کا پورا ...“

”ہاں ... سچ کہتے ہیں ... ہر وقت شکر کرتی رہتی ہوں ... پر یہ بھی اب ... تھوڑا وقت ہی ...“

اب دوسری اولاد کے درد میں آنسو آن کر ان کے حلق میں یوں اٹک گئے کہ وہ جملہ بھی پورا نہ کرسکیں۔

”ارے افسوس مت کرو جہاں آرا ...! اس کی جدائی تو قربت کی سوغات جیسی ہوگی ... بیٹی تو بادشاہ نے بھی گھر میں نہیں رکھی ... صحیح عمر میں اچھا بر

مل گیا ہے ... ہمیں اور کیا چاہیئے ...؟“

”ہاں ... جائے اپنے گھر ... ہمارے بیٹوں کی اولادوں سے یہ آنگن سجے گا ...“

”ہاں ... بیٹوں کی اولادوں سے ... سجے گا ... پر بہار ہوگا ... پُررونق ہوگا ...“

کاظمی صاحب بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کر کمرے کی طرف چل دیئے۔ جہاں آرا کی طرف سے رخ موڑے ہوئے تھے۔ جیسے کچھ چھپا رہے تھے۔ جہاں آرا نے بھی نظر بھر اٹھا کر انہیں نہیں دیکھا۔ کہیں رخساروں پر بہنے والے ان کے آنسو کاظمی صاحب دیکھ کر پریشان ہو جائیں ...

ذرا صبر، حوصلہ، ہمت، طبیعت میں نہیں تھا۔ جہاں آرا اپنے آپ ہی کو کوسنے لگیں ...

”بے صبر زمانے بھر کی ... بے حوصلہ اور بے ہمت سارے جہان کی ...“

انجانے میں بڑبڑاہٹ بلند ہوگئی، تو سٹپٹا کر جلدی سے گھومیں کہیں گلشن سن تو نہیں رہی تھی ...

مگر ... وہ وہاں نہیں تھی ...

اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے وہ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوگئیں ... آجکل سوئی، سلائی ہر وقت ہاتھ میں رہتی تھی۔ گلشن کا جہیز بن رہا تھا۔ وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگیں ... لبوں پر دعاؤں کی مالا تھی ... ساتھ وہ پروتے گئیں ...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ کوئی رونے کی بات ہے...؟"

"تو اور ہنسنے کی ہے...؟ شرم سے پانی پانی ہو رہی ہوں..."

"آخر شرم کس بات کی...؟"

"آپ کو تو پتہ ہے اپی جی! میں نے اسی لیئے اسے بلایا تھا... عمو ایک نظر اسے دیکھ تو لیتا... اس نے تو مجھے لفٹ ہی نہیں کرائی..."

وہ اور زور زور سے رونے لگی۔

"بڑے بھائی سے ساری امیدیں توڑ کر اس پر لگائی تھیں... یہ بھی دھوکا دے گیا... اب میں کس کو اپنا کہوں...؟"

"دونوں تیرے ہیں... دونوں..."

"غلط... بالکل غلط... میرا کوئی نہیں ہے... دونوں میں سے ایک بھی نہیں... اور یہ عمو تو بالکل ہی مایوس کر گیا..."

"روئے ہی جائے گی... اب بس کر ناں..."

"کیسے بس کروں... کوئی چھوٹی بات تو نہیں ہوئی... آپا جی! آپ بتائیں... ایسا ہونا چاہیے تھا...؟"

سارا دن لگ کر گلشن نے گھر کو سجایا سنوارا تھا... بہت دنوں سے کام کرنے والی چھٹی پر گئی ہوئی تھی... اس لئے گھر کی حالت خاصی ابتر ہو

رہی تھی...

مگر... گلشن کے جذبوں میں بڑی گرمی تھی... بڑا جوش تھا اور بڑی صداقت تھی... بہن تھی بھائی کی... بھائی بھی عمو جیسا...

زبیر کی خواہشیں اور مانگیں تو دن کے ساتھ شروع ہوتی تھیں اور رات گئے تک، کوئی نہ کوئی نامکمل مکمل یا ادھوری رہ ہی جایا کرتی تھی۔

اور اک عمو تھا... کبھی کچھ نہیں مانگا... کبھی کوئی خواہش نہیں کی...

موٹا جھوٹا پہنا دیا... وہ پہن لیا... بھائی بڑا تھا... اس کے چھوٹے ہو جانے والے کپڑے ہمیشہ اس کے حصے میں آتے۔ وہ چپکے سے پہن لیتا۔ اترن ہی نیا کبھی بھی نصیب میں نہ ہوتا... اس کی زبان پر پھر بھی شکوہ نہ آتا۔ نہ کوئی شکایت پیدا ہوتی۔

"یہ نہیں ملا اور وہ نہیں ملا... یہ کیوں ملا اور وہ کیوں نہیں ملا۔"

صابر شاکر سا عمیر ہر حال میں خوش رہتا۔ زبیر جائیداد بکوا کر امریکہ پہنچ گیا، عمیر پاکستان کے ہی درمیانے درجے کے کالج میں بڑی قناعت سے پڑھتا رہا۔

اس کے سامنے زبیر کی لیاقت اور قابلیت کے چرچے ہونے اور اس کی نالائقی کی باتیں... وہ تب بھی چپکے سے سنتا اور مسکرا دیتا... جواب میں کچھ نہ کہتا...

نہ صفائی پیش کرتا... نہ اعلیٰ اور ادنیٰ کا فرق بیان کرتا اور نہ اپنے ساتھ ہمیشہ سے ہونے والی بے انصافی کی کوئی شکایت...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے کمرے میں گھسا، کہانیاں لکھتا رہتا یا پھر گلشن سے گپ شپ ہو جاتی۔
اس کے علاوہ وہ کہاں جاتا تھا، اس کے شب و روز کے مشاغل کیا تھے؟ نہ کسی کو کچھ معلوم تھا، اور نہ کبھی کسی نے اپنائیت سے پوچھا ہی تھا...

اپنی سہیلی کے ہاں گلشن نے اس کی ایک کزن کو دیکھا تو اسے وہ بے حد پسند آ گئی... دل میں ارمان مچلا... رخصت ہو کر جانے سے پہلے اگر زبیر یا عمیر میں سے کسی کی شادی وغیرہ ہو جائے تو وہ بھی اس خوشی میں شریک ہو سکتی تھی...

آٹھ سال سے زبیر امریکہ بیٹھا ہوا تھا... لے دے کر عمیر ہی نظر آ رہا تھا... بڑا یقین تھا کہ وہ بہن کی بات نہیں ٹالے گا... بچپن سے اس کے مزاج اور طبیعت کی اٹھان ہی ایسی تھی...

پوری توقعات کے ساتھ اور دل کی مچلتی آرزوؤں کے ساتھ اس نے دونوں کو انوائیٹ کر ڈالا۔

بڑی محنت کی تھی، اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے۔ اتنا کام اس نے کبھی نہیں کیا تھا، جتنا اسے آج کے دن کے لئے کرنا پڑ گیا تھا۔

گھر بھر کی صفائی، ترتیب و آرائش اور سجاوٹوں کے علاوہ چائے کی ساری لوازمات اس نے خود گھر میں تیار کی تھیں۔

سات ڈشیں بنائی تھیں۔ اپنے سارے کمالات صرف کر ڈالے تھے...
اس عمو کی خاطر... کسی طرح لڑکی کو دیکھ لیتا... پسند کر لیتا... اور پھر... گلشن کے جانے سے پہلے پہلے کوئی بات طے ہو جاتی... کتنی حسرت تھی اسے...

اور کتنے ارمانوں کے ساتھ اس نے یہ سب کچھ کیا تھا...
پر... اسے رونا نہ آتا تو اور کیا ہوتا... جب اس کے آنے کا وقت ہوا تو جناب عمیر صاحب ہمیشہ کی طرح بن سنور کر، اپنے چمکیلے چمکیلے رنگ کو اور چمکا کر، نکھار کر، دلبر، دلدار بن کر، ہتھیلی پر ٹاس کرتا ہوا نکلا چلا گیا تھا...

وہ آوازیں ہی دیتی رہ گئی، پیچھے پیچھے بھاگی... اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی... منت سماجت کی... التجائیں کیں... واسطے ڈالے...

مگر... وہ رکا ہی نہیں... جانے کس بات کی اسے جلدی پڑی ہوئی تھی... زندگی کی کون سی اہم گاڑی چھوٹ جا رہی تھی، جو اس نے یہ اتنا ضروری فنکشن چھوڑ دیا تھا... پرواہ ہی نہیں کی تھی...

وہ چلا گیا تو... اس کی سہیلی اپنی کزن کو لے کر آ گئی... دکھ کا ایک اور تیر لگا... دل کے آر پار ہو گیا...

آج تو وہ اس دن سے بھی زیادہ اچھی لگ رہی تھی... گیہوں کی بالیوں جیسی اس کی سنہری سنہری رنگت، اس کی صورت میں بڑا انوکھا پن سا پیدا کر رہی تھی...

مدھم مدھم لہجے میں اس کا باتیں کرنے کا انداز تو بالکل ہی گلشن کو زیر و زبر کر گیا۔

اس کے گلابی گلابی لبوں پر پھیلا دھیما دھیما تبسم اور لمبی لمبی کالی

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پلکوں کے سنہری رخساروں پر گرے ہوئے لمبے لمبے سائے، اسے کسی اور ہی دنیا کی مخلوق بنائے دے رہے تھے۔

اس کا اُٹھنے بیٹھنے کا انداز، اس کے مزاج کا سبھاؤ اور جھکی آنکھوں کو دھیرے دھیرے اٹھانے کی دل موہ لینے والی ادا۔

بہت کچھ تھا اس کے پاس... سب کچھ تھا اس کے پاس... اور ... ایسی ہی کوئی انوکھی اور نرالی سی لڑکی کو اس نے بھابھی بنانے کے متعلق سوچ رکھا تھا...

مگر... عمیر رکا نہیں اور پھر... واپس بھی نہیں آیا... ہر آہٹ پر گلشن چونک کر دروازے کی طرف دیکھتی...

اس وقت نہیں رکا تھا تو امید تھی اپنا ضروری کام کر کے، وہ گلشن کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے جلد لوٹ آئے گا۔

مگر... وہ نہیں آیا... گلشن کی بے تاب نظریں بار بار اٹھتی رہیں اور ناکام لوٹتی رہیں اور... آخر میں ناکامی اس کی جھولی میں پڑ گئی...

زیادہ دیر تک وہ نہیں ٹھہر سکتی تھیں... گھر سے اجازت نہیں تھی۔

تب وہ واپس چلی گئیں...

اور... گلشن بیٹھ کر اپنے نصیبوں کو رونے لگی...

"اباجی! میرے ساتھ آج یہ ظلم ہوا ہے اور کرنے والا عمو ہے۔"

ساری بات باپ کو سنانے کے بعد وہ پھر زار و قطار رو دی...

"پر یہ رونے کی بھی تو بات نہیں..."

"ہائے اباجی! آپ ایسا کہہ رہے ہیں... بتایئے نا... بھلا کیوں رونے کی بات نہیں ہے...؟"

"ہے تو... پر میں کہہ رہا تھا، تمہارے لئے نہیں..."

اس نے گھبرا کر بڑی بڑی آنکھیں کاظمی صاحب کے چہرے پر گاڑ دیں... ان کی اس بات پر بڑا اچنبھا ہوا تھا...

"میرے لئے نہیں تو پھر کس کے لئے...؟"

"جو نہیں آیا..."

"بڑا کمینہ ہے عمو... کتنی تاکیدیں کی تھیں..."

آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ساون بھادوں کی جھڑی کی طرح ٹپکے چلے آ رہے تھے...

"میں نے کہا نا..." باپ نے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"اس کے اپنے نصیب بُرے... تو نہ رو..."

"اباجی! اس سے اچھی لڑکی نہیں ملنی اسے... نہیں مل سکتی... کبھی بھی..."

"تو پھر وہ ہی روئے نا... تو کیوں اپنے آپ کو ہلکان کر رہی ہے..."

"دراصل میں چاہتی تھی... میں چاہتی تھی..."

ہچکولے کھاتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان اس نے ماں کے کان میں کچھ ہولے سے کہہ دیا...

"دراصل میں یہ میرا منشا تھا..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جہاں آرا بیگم گلشن کی بات سُن کر قہقہے لگانے لگیں۔

"سُنی بیٹی کی بات.... اصل رونا کس بات کا ہے...؟"

"سنا دو... ماں اور بیٹی ہی کی تو سُنتا رہتا ہوں ہر وقت... اولاد نرینہ سے تو ملاقات ہی کبھی کبھار ہوتی ہے..."

"رونا اس بات کا ہے کہ...."

"امی جی! پلیز..." گلشن نے ماں کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا...

"ارے باپ کو نہیں بتائے گی تو بات کیسے بنے گی...؟"

"اچھا پھر میرے سامنے نہیں... میں اُدھر چلی جاتی ہوں لاؤنج میں... آپ میرے پیچھے بتا دیں..."

گلشن آنسو صاف کرتے ہوئے اُٹھ کر کمرے سے نکل گئی...

"کہتی ہے..." اس کے جانے کے بعد، جہاں آرا شوہر کو بتانے لگیں...

"میرے یہاں ہوتے ہوئے کسی بھائی کی شادی کر دیں... میرے بعد کی تو بہت دُکھ ہوگا... اتنا... کہ پھر ساری زندگی اس گھر میں قدم نہیں رکھوں گی..."

"لو لو... ہمارا کیا قصور...؟ ہماری کیا خطا؟ ہمیں دھمکیاں دیتی ہے بیٹی..."

کاظمی صاحب ہنسنے لگے... بیٹی کے لئے آنکھوں میں ڈھیروں ڈھیر پیار اُتر آیا...

"گلشن! میری گل بیٹی... ارے اِدھر تو آ...

"جی ابا جی..." وہ گردن جھکائے واپس اندر آ گئی...

لبوں پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی... آنسو رخساروں پہ لالی کا میک اپ کر کے اب معدوم ہو چکے تھے۔ خوب صورت سی ناک کی نوک سُرخ ہو رہی تھی... اس حلیے میں، وہ آن کر باپ کے پاس کھڑی ہو گئی...

"ساری عمر اس گھر میں قدم نہ رکھنے کی قسم کھا کر ہمیں کیوں سزا دے رہی ہو... ہمیں بھی بتاؤ نا...؟"

وہ بڑے پیار سے بیٹی کے چہرے کو دیکھنے لگے...

"پر ابا جی! میرا بھی کوئی حق ہے ان پر... میں پھر اور کس کے آگے فریاد کروں... کس سے کہوں...؟"

"ہاں... تو بھی ہم سے کہہ... ہمارے آگے فریاد کر... اور ہم، ہم بڑے حق والے پہلے ہی بیٹھے مُنہ دیکھ رہے ہیں..."

کاظمی صاحب دُکھی سے لہجے میں بڑبڑانے لگے...

"بڑا غضب کر کے سارے کے سارے وہ، سات سمندر پار امریکہ جا کر بیٹھا ہوا ہے، اور ایک یہ ہے، چھوٹا... اِدھر آیا... اُدھر گیا... پل بھر کو، پہلی کے چاند کی طرح شکل دکھائی دینی ہے، دوسرے لمحے غائب..."

اسے یکدم ہی باپ پر بڑا ترس آ گیا... دونوں بیٹوں کے ہاتھوں کیسے مجبور و بے بس ہو رہے تھے...

"تو آپ کوئی رعب شعب ڈالیں نا ان پہ... اب دیکھیں کتنا اچھا موقع ہے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باپ بھی ذمی تو رہا تھا ... وہ بھی ان کے ہاتھوں دُکھی ہو گئی تھی ... ایک ہی کشتی کے سوار تھے دونوں ... ایک جیسا ہی درد تھا دونوں کا ... اسے اب پہلے سے بھی زیادہ رونا آ گیا ... اپنا بھی ... اور اب باپ کی لاچاری کا بھی ...

"چلو ... پھر بارش شروع ہو گئی ... کیچڑ ہو جائے گا بازاروں میں۔ اور پھر ہماری بیٹی کی بارات ..."

"ہائے! آپ بھی مجھے مذاق کرنے لگے ابّا جی!"

وہ اور غمزدہ ہو گئی ... سارے اختیار ہاتھوں سے چھوٹ گئے ...

"اوئے اوئے میرا بیٹا! میں تجھے مذاق تو نہیں کر رہا ... ارے تیرا دل بہلانے کی کوشش کر رہا ہوں ..."

کاظمی صاحب نے بیٹی کو گلے سے لگاتے ہوئے مدد طلب نظروں سے بیوی کو دیکھا۔

"آپ اس کی بات ذرا سنجیدگی سے سنیں نا ... وہ بھی ٹھیک کہہ رہی ہے ..."

نظروں ہی نظروں میں مدد کی بھیک انہوں نے مانگی تھی، اور جہاں آرا نے مدد کی بھی تو بیٹی کی۔ اس کی حمایت میں بولنے لگیں ...

"آپ کی نرمی اور بے جا لاڈ پیار نے یہ دن دکھایا ہے۔ ایک بھی ہاتھ میں نہیں رہا ... دُور والا تو پرے بیٹھا ہے۔ نظروں سے اوجھل، یہ جو پاس ہے، یہی کچھ کہنے میں ہوتا ..."

"لڑکی بڑی پیاری ہے ... بڑی سلجھی ہوئی ہے ..."

گلشن نے پھر لڑکی کی مدح سرائی کی۔

"ہاں ... مجھے بھی پسند آئی ہے ... کہیں عمو مان جائے تو نا ..."

جہاں آرا کی آنکھیں اک آس کے ساتھ چمکیں ...

"تو بس، چٹ پٹ ..."

"کمال ہے ..." کاظمی صاحب نے جہاں آرا کی آنکھ کی چمک کو تعجب اور افسوس سے دیکھا ...

"نکھٹو بیٹے کے پلّے سُلجھی ہوئی لڑکی کو باندھ دو گی، جہاں آرا بیگم! ذرا انصاف کی بات کرو ... اپنی لڑکی کا بَر تم نے ڈھیر ساری کمائی والا تلاش کیا اور ..."

"ابّا جی! آخر عمو نے ایک دن نوکری کرنی تو ہے نا ... پھر اس کی شادی بھی ہو گی ..."

"یہ ... یہ بات درست کی نا ... پہلے عمو کی نوکری ... پھر شادی ... نوکری سے پہلے شادی ہرگز نہیں ..."

کاظمی صاحب نے منصفانہ فیصلہ سنا دیا ...

"لیکن منگنی تو ہو سکتی ہے نا ...؟"

گلشن نے امید کی ڈور کا آخری سرا تھاما ... بڑی امید کے ساتھ ...

"کس کی منگنی ہو رہی ہے ...؟" قدموں کی بھاری چاپ کے ساتھ عمیر احمد کاظمی اندر داخل ہوا ...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نالائق تمہاری..." کاظمی صاحب نے جواب دیا۔

"ابا جی! نالائق بیٹوں کی منگنی بیاہ کرنا معاشرے کا سب سے بڑا جرم ہے..."

"جرم کا بچہ..." کاظمی صاحب کو غصہ آگیا، اپنی نالائقی کا، کس قدر ڈھٹائی سے اعتراف کر رہا تھا...

وہ بھی باپ کے سامنے۔ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ... کیسی ناخلف اولاد تھی...!!

"تو بندے کا پتر نہیں بنے گا اور ہمیں نصیحتیں کرے گا... یہ آجکل کی اولاد دیکھو..."

"ارے لگتا ہے یہ ہوائیں فضائیں سب مخالف ہیں آج..."

عمیر اک اک کی شکل دیکھتے ہوئے چپ چاپ، کان لپیٹ کر کمرے سے نکلنے لگا تو ماں نے آواز دے کر بلا لیا...

"تم نے کل سے آج کوئی وعدہ کیا تھا...؟"

"جی...؟ جی... جی ہاں..." وہ ہکلایا۔ کاظمی صاحب بھی سامنے تھے... اور ماں کی یہ باز پرس... سہم سا گیا۔

"پھر پورا کیوں نہیں کیا...؟"

"وہ... وہ..." ایک دو لمحے کے لئے اس نے سوچا... کوئی جواب نہیں سوجھ رہا تھا... اور اصلی بات بتا نہیں سکتا تھا...

"ہاں... کیا...؟ بولو..."

"وہ امی جی! پورا کرنے والا نہیں تھا..."

اک دم کچھ سوجھ گیا تو ہلکی سی مسکراہٹ بھی لبوں پہ آن ٹکی...

"کیا مطلب...؟"

"ابھی میری نہ کوئی نوکری، نہ جاب..."

اس نے چور آنکھوں سے باپ کو دیکھتے ہوئے رک رک کر جواب دیا۔

"آخر میں کس طرح کسی کی زندگی خراب کردوں... یہ تو بالکل ہے نری..."

"اچھا مان لیا، یہ پاگل ہے... تو... میرے متعلق جناب عمیر صاحب کا کیا خیال ہے...؟"

جہاں آرا کے طنز پر وہ سٹپٹا کر انہیں تکنے لگا۔

"آپ بھی یہی چاہتی ہیں...؟"

"کبھی سوچا بھی ہے کہ گلشن کے رخصت ہو جانے کے بعد میں یہ کروں گی۔ اتنا بڑا ڈھنڈار سا گھر اور میں اکیلی..."

"تو پھر تم بھی پاگل ہو جہاں آرا بیگم..."

کاظمی صاحب ساری گفتگو سن رہے تھے... مسکرائے... اب لڑکا کیسے کہہ دے...

"نہیں، نہیں! ابا جی!" وہ مزید سٹپٹایا... گڑبڑایا... سر کھجلانے لگا... خاصا خجل سا ہو رہا تھا...

"ویسے یہ شادی والی حرکت نوکری کے بعد ہی مناسب لگتی ہے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو شادی کر دو بیٹا جان! کیوں نہیں کرتے... تمہاری ماں بھی ٹھیک کہتی ہے... بیٹی رخصت ہو جائے تو پھر گھر کی رونق بہو سے بنتی ہے..."

"بھائی جان کو بلوا لیجئے نا..."

عمیر کا یہ کہنا تھا، کاظمی صاحب آتش زیرپا ہوا اٹھے۔ اندر جو نفرت کی آگ جل رہی تھی، وہ باہر بھی لپکیں دینے لگی...

"مت ہماری شہ رگ پر انگوٹھا رکھ دیا کرو... پہلے ہی جدائی کے مارے سانس لینا مشکل ہو رہا ہے..."

"آپ اس بے چارے کو کیوں ڈانٹنے لگے...؟"

جہاں آرا کے دل میں ماں کی مامتا مچلی... کیسے مسکین سی صورت بن گئی تھی...

"وہ... وہ... بس کچھ نہیں... کبھی کبھی دماغ خراب ہو جایا کرتا ہے۔"

کاظمی صاحب نے جیسے اپنی زیادتی کا اعتراف کر لیا۔ خاموشی اختیار کرتے ہوئے اخبار چہرے کے آگے پھیلا کر بیٹھ گئے...

"مجھے نہیں پتہ... بھائی جان کو بلوائیے یا عمو کو منائیے..."

گلشن ضد کے انداز میں بڑبڑائی...

"میں تو بس اسے اپنی بھابھی بنانا چاہتی ہوں..."

"اُسے کسے...؟"

"جو آج ہمارے ہاں آئی تھی..."

"یعنی کہ جس کا پھیلایا ہوا سارا زہر ہے..."

"اسے زہر نہ کہو عمو! وہ تو امرت ہے۔ ایک نظر بھی دیکھ لیتے نا تو معلوم ہو جاتا خوب صورتی اور معصومیت کسے کہتے ہیں...؟"

"پھر تمہیں بھی خوب صورتی اور معصومیت کا پتہ نہیں... دکھاؤں گا وقت آنے پر..." وہ ہولے سے بڑبڑایا...

"کیا...؟"

"کچھ نہیں... کچھ نہیں..." عمیر گڑبڑا گیا... بیخودی میں یہ کیا کہہ بیٹھا تھا...

"سنو گلشن رانی..." وہ جلدی سے، اسی کی کرسی کے بازو پر بیٹھ کر اس سے سرگوشی کرنے لگا...

"مجھ نکھٹو کو اتنی خوب صورت، اتنی معصوم لڑکی کے پلے نہ باندھ... ورنہ بعد میں تجھے ہی شرمندگی اٹھانا پڑے گی..."

"ابا جی کہہ رہے تھے نا کہ نکھٹو پن چھوڑ دو... اور خدا کے لئے اب بندہ بن جاؤ..."

"ٹھیک ہے۔ تمہارا کہنا سر آنکھوں پر... بن جاؤں گا بندہ... پر گل بیگم! بندہ بھی تو بنتے بنتے ہی بنوں گا... کچھ وقت تو لگے گا ہی..."

"اچھا بتاؤ تمہیں کتنا وقت درکار ہوگا بندہ بننے میں...؟"

"کم سے کم بھی لگے تو چار چھ مہینے تو لگیں گے ہی..."

عمیر نے جان بوجھ کر اتنی مدت بتائی کہ گلشن کی رخصتی کا وقت درمیان میں آ جائے... وہ اس کی شرارت سمجھ گئی تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سچ عمو! وہ لڑکی بڑی پیاری ہے..."

"تو ٹھیک ہے۔ جوڑی ایک جیسی ہونی چاہیئے نا۔ مجھے یقین ہے، بھائی جان بھی امریکہ کی آب و ہوا کھا پی کر مزید خوب صورت ہو چکے ہونگے۔ ان دونوں کی صحیح جوڑی بنے گی..."

"وہ میموں جیسی گوری چٹی نہیں ہے۔ بس سنہری سنہری سی ہے... کندن جیسی... سونے جیسی... عمو! کاش تم دیکھ لیتے نا..."

"سنہری سنہری... واہ واہ... پھر تو بھائی جان کے لئے اور بھی مناسب ہو گی... وہاں کی چٹی چمڑی، پھیکے شلجموں جیسی دیکھ دیکھ کر دل اوبھ گیا ہو گا... سنہری رنگت... بیرونی ممالک میں جسے ٹین کہتے ہیں... اک خوبصورت چینج ہو گا ان کے لئے... پلکوں پر بٹھائیں گے..."

جہاں آرا پاس ہی بیٹھیں کروشیا بُن رہی تھیں... کان بہن بھائی کی باتوں پر لگے تھے...

"عمو! تم بڑے واہیات ہو... کیسے بیچاری کے ہر سوال کا جواب گھڑ گھڑ کر دیتے جا رہے ہو... کبھی دوسروں کے جذبات کا بھی خیال کر لیا کرو..."

"اس میں، اس کے جذبات کیسے آن داخل ہوئے...؟"

"تمہیں بھی اتنا بھی پتہ نہیں... گل! تم کس سنگدل کے آستانے پر ماتھا پھوڑنے کی کوشش کر رہی ہو..."

"امی جی دیکھیں یہ نادل ہے۔ آپ بڑے بڑے ڈائیلاگ بول کر اسے

میرے خلاف کرنے کی کوشش نہ کریں..."

"میں نے کسی کے خلاف کیا کرنا ہے... اس کے ارمان اور حسرتیں خود ہی شور مچا رہی ہیں... گھنٹہ بھر سے بیٹھی رو رہی ہے... پر تم تو ہو ہی سنگدل..."

"کمال ہے... آپ بھی امی جی! اسی کی ہمنوا ہو گئیں... میری مجبوری بھی تو سنیں..."

"رکھو اپنی مجبوریاں اپنے پاس..." کاظمی صاحب کسی کام کے لئے پھر کمرے میں آئے تھے...

"اِدھر آ میری بیٹی میرے پاس... سب اپنی اپنی مجبوریاں بنائے جائیں گے... مگر تو انہیں چھوڑ اور میری بات سُن... میں نے اس مسئلے کا اک دوسرا حل ڈھونڈ لیا ہے..."

"سچ ابا جی...؟" وہ لپک کر باپ کے پاس جا کھڑی ہوئی...

"کیا...؟ جلدی بتائیے..." بڑی امید سے پوچھا...

"فی الحال تو..." انہوں نے بیٹی کو بازو میں لے کر پہلو کے ساتھ لگا لیا...

"صبر ہی کر لے... اور ان دونوں سے کوئی توقع نہ رکھ، کوئی امید نہ باندھ... پھر دیکھ لینا تمہارا دکھ کم ہو جائے گا... اور تم سُکھی سُکھی، خوش خوش اس گھر سے..."

"اوں... نہیں، نہیں..."

وہ رُوٹھ کر پاؤں پٹختے ہوئے کمرے سے نکل گئی...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابا جی آخر بیٹوں ہی کے بنے نا... بیٹیاں تو پیدا ہوتے ہی اللہ میرے مر جایا کریں..."

اپنے کمرے میں جا کر پلنگ پر اوندھے منہ لیٹ کر وہ بڑی دیر اپنے آپ کو بددعائیں دیتی رہی... اور روتی رہی...

کھانے کا وقت ہوا جہاں آرا نے ہی کھانا لگایا، اسے آوازیں بھی دیتی رہیں، مگر اسے رونے سے فرصت ملتی تو ماں کو کوئی جواب دیتی یا کھانا کھاتی...

میز پر اسے نہ دیکھ کر غمیر کا دل بھی تڑپ اٹھا۔ امی اور ابا تو پتہ نہیں کتنا کھا رہے تھے یا نوالوں سے کھیل رہے تھے۔ اس سے تو نوالوں کے ساتھ بھی کھیلا نہ گیا...

دونوں بہن بھائی میں اکثر لڑائی جھگڑا بہت ہوتا تھا، آپس میں ایک پل کے لیے نہیں بنتی تھی تو، پیار بھی بے تحاشا تھا۔ ایک دوسرے کے بغیر ایک پل رہ بھی نہیں سکتے تھے۔ ایک نوالہ حلق سے بھی نہیں اتار سکتے تھے...

دونوں کی عمر میں صرف ایک سال کا تو فرق تھا۔ اور یہ ایک سال دونوں نے کبھی نہ مانا تھا۔ جڑواں لگتے تھے دونوں...

محبتوں سے، عداوتوں سے، پیار سے، جھگڑوں سے، ہر طرح سے، ہر انداز سے۔ بس دونوں ایک جیسے، ایک جیسے لگتے تھے... نہ وہ اس کو بڑا سمجھ کر دب کر رہتی تھی اور نہ وہ چھوٹی کے ناطے لحاظ...

لڑائی جھگڑا کرنے میں بھی برابر کے، گالیاں کوسنے دینے میں بھی برابر کے اور... پیار کرنے، ایک دوسرے کے لئے جان نثار کرنے میں بھی برابر کے...

"کیا بات ہے گل... ! تم کھانا کیوں نہیں کھا رہیں...؟"

"تمہیں کیا... بس چلے جاؤ یہاں سے..."

"تم نہیں کھاؤ گی تو میں بھی فاقے سے رہوں گا، خواہ بھوک کے مارے میری جان نکل جائے..."

"نکل جائے..."

"ٹھیک ہے... تو پھر میں بھی یہیں بیٹھا ہوں..."

وہ اس کے پاؤں کی طرف بیڈ پر بیٹھ گیا...

"اپنے کمرے میں جا کر بیٹھو مرو..." لال بھبھوکا چہرہ لئے وہ اٹھ بیٹھی...

"یوں تو میری بات مانی نہیں جاتی..."

"تمہاری بات... اری پگلی، دیوانی مانوں گا..."

"پر کب...؟ جب میں نہیں ہوں گی۔ دفع ہو جاؤں گی اس گھر سے... پھر فائدہ کیا... بتاؤ کیا فائدہ ہو گا تجھے...؟"

"تب شاید مجھے فائدہ ہو جائے..." وہ معصوم سی صورت بنا کر سنجیدگی سے بولا..."

"تمہیں فائدہ...؟ کیا مطلب...؟"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایک لڑکی ہے گل..."

"کیا...؟" گلشن ایک دم رونا دھونا بھول اچک کر اس کے قریب ہوگئی۔

"ہاں... لیکن ابھی میں اس کے متعلق تمہیں بتا کچھ نہیں سکوں گا..."

"راز...؟"

"نہیں... تم سے کوئی راز داری نہیں... البتہ معاف کرو میری وجہ سے تم پریشان ہوئیں..."

"تو پہلے ہی کہہ دیتے..."

"بیوقوفی کی... بدلہ مل گیا..."

"کیا ہوا...؟"

"آج وہ بھی دکھائی نہیں دی... بڑا بور ہو رہا ہوں..."

گلشن نے ہمدردی سے اس کے افسردہ چہرے کو دیکھا۔

"ادھر سے بھوک بھی بہت لگی ہے اور تمہارا ساتھ دینے کو فاقہ بھی کرنا ہوگا..."

"ارے نہیں نہیں... میں کھانا کھاؤں گی... چلو اٹھو۔ بیوقوف کہیں کا۔ ساتھ پریشانی، ساتھ فاقہ... چلو آؤ امی بھی بلا رہی تھیں... آپا جی بھی کچھ نہیں کھائیں گے... مجھے پتہ ہے..."

پلنگ سے نیچے اتر کر اس نے عمیر کا بازو تھام لیا...

"مجھے اس کے متعلق اتنا بھی نہیں بتاؤ گے کہ وہ ہے کیسی...؟ میری سہیلی کی کزن سے زیادہ خوبصورت یا...؟"

"دیکھو گل! جہاں جذبے کھیل رہے ہوں وہاں بازی نہیں لگایا کرتے۔"

"ممو! پر میں تمہاری بہن ہوں... مجھے پوچھنے، جاننے کا حق ہے..."

"وہ دوں گا... پورے کا پورا دوں گا... لیکن ابھی وقت نہیں آیا۔ اور اب... پلیز! اس کے متعلق مزید کوئی سوال نہ کرنا..." ساتھ چلتے چلتے دونوں کھانے والے کمرے میں داخل ہو گئے..

"کیوں...؟"

"مجھے کھانے کی بجائے جوتے کھانے کو مل جائیں گے..."

عمیر ماں اور باپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میز پر جا بیٹھا...

قدموں کی چاپ پر دونوں نے باری باری سر اٹھایا۔ عمیر اور گلشن دونوں کو دیکھ کر زبان سے کچھ نہیں بولے بس مطمئن انداز میں کھانا کھانے لگے...

اور... اب وہ نوالوں سے کھیل نہیں رہے تھے بلکہ ان کا قلع قمع کر رہے تھے... ان کا قتل عام کر رہے تھے... ان کا پورے ذوق و شوق سے صفایا کئے جا رہے تھے...

عمیر اور گلشن پورے خلوص اور لگن سے ان کا ساتھ دینے لگے...

"اے حسن و وفا کی دیوی! آج بے وفائی تو نہیں کرو گی؟"

وہ بڑبڑاتا ہوا، گنگناتا ہوا کمرے سے نکلا...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے اپنے سارے جذبے تمہارے نام کر دیئے ہیں، کیا تم میرے دل کے خالی کاسے میں اک نظر کی بھیک بھی نہیں ڈال سکتیں..؟"

ساتھ ساتھ جیب میں سے سکّہ تلاش کر رہا تھا۔

"مفلس ہوں... نادار ہوں... مفلوک الحال ہوں... غریب المحبت ہوں... پیار کا گداگر ہوں..."

ابھی ابھی مُنہ دھویا تھا... عادت تھی خوب رگڑ رگڑ کر خشک کرنے کی۔ جانے یہ اسی عمل کا نتیجہ تھا یا اندر سے جذبوں کا ردِّعمل...

چہرہ دہک رہا تھا... کسی انجانی خوشی سے رنگ ترنگ ہو رہا تھا... جذبات کی مہکار سے مہک رہا تھا... اور انتہائے شوق اور امید کی قوسِ قزح اک چمک، اک وجاہت پیدا کئے دے رہی تھی...

"مل گیا... مل گیا..."

جیب میں سے ہاتھ نکالا... وہی سکّہ چمک رہا تھا... جلدی سے اسے اُچھالا... دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر گرایا...

آنکھیں بند تھیں اور ان کے پپوٹے پھڑک رہے تھے... کھلنے کو بیتاب تھے... تجسّس مضطرب تھا...

"آئے گی یا نہیں...؟ بیلی! میرے جذبوں کی لاج..."

اور... گلشن ساری کی ساری اس سے آن ٹکرائی... سکّہ دُور جا گرا...

پھڑکتے بند پپوٹے اس آناً فاناً حادثہ سے ایک دم وا ہو گئے...

پتہ نہیں وہ دانستہ ٹکرائی تھی یا انجانے میں ایسا ہو گیا تھا... پر غصہ کو

غصہ بہت آیا...

"جب تک تم اس گھر میں ہو بھلا میری کوئی حسرت پوری ہو سکتی ہے..."

وہ غرایا... اسے آنکھیں دکھائیں، مارنے کے لئے مُکّا تانا، مگر دوسرے لمحے کچھ سوچ کر، تانا ہوا مکّہ واپس پہلو میں گرایا اور جُھک کر گرا ہوا سکّہ تلاش کرنے لگا...

"پتہ نہیں آج کل تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ چلنے کے وقت اندھوں والا چشمہ کیوں پہن لیتی ہو..."

"میری تو آنکھیں کھُلی تھیں... تم ہی کسی سے آنکھ مچولی کا کھیل کھیل رہے تھے؟"

"آنکھ مچولی کا کھیل کوئی اکیلا کھیل سکتا ہے...؟"

"تو بات کروں امّی سے... کہو تو براہِ راست ابّا جی سے ہی کہہ دوں... وہ ہو کر آنکھ مچولی آسانی سے..."

"پھر وہی موضوع چھیڑنے لگی ہو نا... اور اب..."

"وہی موضوع نہیں جناب!" گلشن نے جلدی سے اس کی تصحیح کر دی...

"میں تو خوشخبری لے کر آئی تھی، کہ بچپن میں جس کے سنگ آنکھ مچولی کھیلتے رہے تھے، اسے ہی پیش کر دوں..."

آنکھیں مشتاق، نظریں نچاتی گلشن زیرِ لب مسکرانے لگی... اور اس کے ساتھ مل کر سکّہ تلاش کرنے لگی...

"وہ کون...؟ کون تھی...؟ میں کس کے ساتھ بچپن میں آنکھ مچولی کھیلا کرتا تھا..؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر بے تابی سے پوچھنے لگا...

"سوچو...؟" گلشن مسکراتی چلی گئی...

سکہ مل گیا تھا... اسے جلدی سے جیب میں ٹھونستے ہوئے عمیر نے پھر بے قراری سے گویا ہار مان لی...

"چلو سر چڑھی..."

"بھئی تھوڑا سا سوچو تو..."

"مجھ میں اتنا صبر نہیں ہے... بس کہہ جو دیا ہار گیا..."

"زبیر احمد کاظمی صاحب تشریف لا رہے ہیں..."

"کیا...؟ بھائی جان پاکستان آ رہے ہیں...؟"

پہلے تعجب کے مارے بوکھلایا... پھر وفورِ مسرت سے چلاّ سا پڑا...

"مذاق تو نہیں کر رہیں... سچ کہہ رہی ہو نا گل...؟"

"ہاں... بالکل سچ... سو فیصد سچ..."

"کب...؟"

اس سوال نے اس کو بوکھلا دیا... پہلے شرمائی، پھر نظریں جھکا کر شرمیلے سے لہجے میں بولی...

"دو مہینے تک اس گھر میں جو فنکشن ہونے والا ہے، اس موقع پر..."

"تو سیدھی طرح کہو نا تیری شادی پہ آئیں گے..."

عمیر نے اس کے سر پہ اک دھول جمائی...

"زبان ضرور کھلوانا ہے... خود ہی سمجھ جاؤ نا..."

"ارے ہے... پہلے تو جیسے بڑی بندھی ہے۔ تم جیسی بے لگام لڑکی اس پورے کرۂ ارض پر نہ ہوگی..."

"اس وقت خوشی کے موڈ میں ہوں... تمہاری کسی بات کا بُرا نہیں مناؤں گی... سُنا لو دو چار اور..."

اس جواب پہ عمیر چند لمحے حیرتوں میں ڈوبا اسے دیکھتا رہا لیکن پھر جلد ہی سنبھل گیا... گلشن کے اس جواب سے زیادہ تعجب خیز وہ امریکہ والے کی آمد کی خبر تھی۔

"لیکن گل! یہ پتھر کیسے موم ہو گیا آخر...؟"

"امی نے بڑے پُر درد، پُر اثر، پُر معنی..."

"پُر حسرت، پُر ارمان، پُر نم، پُر آشوب..."

"ہائیں ہائیں... یہ کیا بکے..."

"میں نے سوچا میں ہی جلدی جلدی تمہاری مدد کر کے تمہاری بات مکمل کر دوں... ہمیشہ کی طرح..."

"عمو تم ہمیشہ..."

"ہاں میں ہمیشہ..." اور وہ اس کی مزید سنے، یا مزید کچھ کہے اس کے سر پہ دو تین دھولیں جماتے ہوئے ماں کے پاس بھاگتا چلا گیا...

"میں اس خبر کی تصدیق کرانے آیا ہوں جو گل سے مجھے ملی ہے..."

وہ خوشی کے مارے بے قابو ہو رہا تھا...

"اس نے بتایا ہے بھائی جان آ رہے ہیں...؟"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خط تو اسی قسم کا آیا ہے۔ پر پتہ نہیں یہ باہر چلے جانے والے وعدے پورے بھی کیا کرتے ہیں یا صرف ٹرخانے کے لئے، بہلانے کے لئے..."

"تسلی دلاسے کے لئے، پھسلانے کے لئے... ورغلانے کے لئے... ڈرانے دھمکانے کے لئے..."

"ہائیں ہائیں! یہ کیا کہے جا رہا ہے... دماغ میں کوئی خلل تو نہیں واقع ہو گیا..."

"ویسے خبر تو خبر تو ایسی ہی ہے... پر اس وقت آپ گلشن جیسی گفتگو کرنے کی کوشش کر رہی تھیں نا... میں تو اس کی بھی اسی طرح مدد کیا کرتا ہوں..."

"خوشی میں مجھے پتہ ہی نہیں چلا کیا کیا کہہ گئی ہوں..."

"حال میرا بھی کچھ یہی ہے..."

وہ ماں کے گلے سے لپٹ گیا...

"آٹھ سال بعد ان کی شکل دیکھوں گا، کیسے ہو گئے ہوں گے... بہت خوب صورت نا...؟ بہت سمارٹ... بہت ہینڈسم..."

"بہت بیوٹی فل... بہت پریٹی... بہت وجیہہ... بہت بانکے چھبیلے..."

گلشن پیچھے پیچھے چلی آئی تھی... اسی کے انداز میں بولنے لگی...

"بہت شکیل و جمیل... بہت گڈ لکنگ... بہت..."

"ہیں ہیں... دماغ تو درست ہے تمہارا...؟"

"تمہارے والا دورہ آج مجھے پڑ گیا ہے..." وہ مسکرائی...

"پر تم نے قافیہ ردیف ٹھیک نہیں رکھا... سب کچھ غلط کر گئی ہو..."

"وہ، اس خبر کا اثر تھا..."

"تو پھر ٹھہرو... ابھی پاگل خانے بھیجنے کا انتظام کرتا ہوں... امی سے باقی خط سن لوں..."

عمیر ماں سے مخاطب ہو گیا...

"امی جی اور کیا لکھا ہے بھائی جان نے... کتنے عرصہ یہاں رہیں گے؟"

"امی سے کیا پوچھتے ہو... آؤ میں تمہیں بتاتی ہوں ان کا سارا پروگرام۔"

عمیر کو بازو سے کھینچ کر اس نے کرسی پر بٹھا دیا... خود اس کے پاس نیچے بیٹھ کر بڑے جوش اور جذبے سے بولنے لگی...

"میری دعا پوری ہوئی ہے کہ وہ آ رہے ہیں۔ اس لئے ان کے سارے پروگرام میں بناؤں گی..."

جوشِ جذبات سے اس نے عمیر کے دونوں گھٹنے تھام کر ایک دوسرے کے ساتھ زور سے ٹکرا دیئے...

"سنو عمو! تم نے اس دن کفرانِ نعمت کیا تھا نا..."

"سمجھ گیا، سمجھ گیا..." عمیر اس کے انداز سے محظوظ ہوتے ہوئے مسکرایا۔

"شکر ہے اب تمہیں شکرانِ نعمت کرنے والا مل گیا... اب اس کو کفرانِ نعمت نہ کرنے دینا... تب مزہ ہے..."

"وہ کریں گے ہی نہیں... اس لئے کہ وہ پہلے بھی میری ہر بات

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مانا کرتے تھے لہٰذا اب بھی مانیں گے... تمہارے جیسے نہیں ہیں میرے بھائی جان

"ویسے عمو!" جہاں آرا سنجیدگی سے بولیں...

"گل تو صرف اس لڑکی کی خاطر ضد کر رہی ہے لیکن میں دوسرے انداز میں سوچتی ہوں... نہ بیرکی اگر شادی کر دیں گے نا تو پھر وہ واپس نہیں جائے گا..."

"ہاں امی جی! آپ کی سوچ بھی بڑی مناسب ہے..."

مذاق وذاق چھوڑو، وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔ گھٹنوں پر سے گلشن کے ہاتھ پرے ہٹا کر ماں کے پاس جا بیٹھا...

"پکا پکا پروگرام بنا لیں... ان کے آنے سے پہلے پہلے... ایسا پکا کہ پھر وہ انکار کر ہی نہ سکیں... اباجی کو بھی منا لیں..."

گلشن بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی...

"عمو! میں کروں گی سب کچھ... تمہیں معلوم ہے نا اباجی میری بات بڑی مانتے ہیں..."

"اوئے پاگل! شادی بھائی جان کی ہونی ہے، اباجی کی نہیں... اصل مسئلہ بھائی جان کے ماننے کا ہے..."

"پہلے اباجی پہلے مانیں گے تو پھر اگلا مرحلہ بھائی جان کا ہو گا نا..."

"اس پروگرام کے کتنے مرحلے ہوں گے، پروڈیوسر صاحب...؟"

بے حد سنجیدہ چہرہ بنائے بیٹھی گلشن کا سر عمیر نے تھپتھپایا... جیسے دستک دی جائے۔

"بات مذاق میں نہ اڑاؤ عمو! بس ایک ہفتہ مجھے دینا پھر نتیجہ پیش کر دوں گی..."

"یہ بات ہے...؟ تو پھر... میرا اگلا اعلان سنو..."

عمیر اٹھ کر امی کے تخت کے ایک کونے پر کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ اوپر کر کے باآواز بلند بولنے لگا...

"سنیئے حاضرین و حاضرات! میں بصد شوق... بصد خلوص... بصد صداقت اعلان کرتا ہوں کہ مسماۃ گلشن آرا کاظمی اگلے سے اگلے ماہ ہونے والے ایک نئے پروگرام کے سارے مرحلوں سے صحیح سلامت گزر گئیں تو انعام کی حقدار قرار دی جائیں گی... نہ صرف خالی خولی قرار بلکہ منکہ مسمی عمیر احمد کاظمی بقلم خود، یا بدستِ خود اس کو انعام پیش کروں گا..."

جہاں آرا خوشی و مسرت سے ہنس رہی تھیں... بھائی کی محبت میں بھائی کی دیوانگی بھری حرکات دیکھ دیکھ کر نہال نہال ہو رہی تھیں...

گلشن نے لمحہ بھر کے لئے کچھ سوچا۔ پھر یکایک اٹھ کر عمیر کے پاس جا کھڑی ہوئی... اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں...

"اچھا... وعدہ کرتے ہو نا کہ انعام دو گے...؟"

"پکا... بالکل پکا...؟"

"منہ مانگا...؟"

عمیر نے چونک کر اس کی آنکھوں کی اور لہجے کی سنجیدگی پڑھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معنی پہنائے... پھر مسکرادیا...

"ہاں مُنہ مانگا... پر کس دن...؟"

"جس دن اپنی منتخب کردہ لڑکی کو بھائی جان کی دلہن بنا کر تمہارے سامنے لاکھڑا کر دیا، بس اس کے بعد..."

"تو پھر ... تم بھی کیا یاد کرو گی کہ کسی حاتم طائی سے پالا پڑا تھا..."

دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر وعدہ پکا کیا... نظروں ہی نظروں میں بھی... اشاروں ہی اشاروں میں بھی...

"امی! آپ بھی گواہ رہیئے گا..."

"کس بات کی گواہی...؟"

کاظمی صاحب، اولاد اور بیوی کو ڈھونڈتے ہوئے کمرے میں آگئے...

"بیٹا جی! پوری دلواؤ... ہم حاضر ہیں..."

جہاں آرا اور گلشن کی طرف، باری باری دیکھ کر مسکرائے...

"یہ عورتوں کی آدھی کیا کرنی ہے...؟"

"ہاں ابّا جی! آپ کی گواہی ٹھیک ہے... سب سے زیادہ سچی صادق اور درست..."

"اور ماں تو تمہاری جیسے بے ایمان ہے، دروغ گو ہے..."

جہاں آرا بھی اس وقت موڈ میں تھیں، مصنوعی غصہ طاری کر لیا...

عمیر جانتا بھی تھا، پھر بھی سہم کر ماں سے ڈر کر جھوٹ موٹ کپکپانے لگا...

"نہیں امی جی! نہیں... خدانخواستہ ایسی بات تو نہیں..."

"بہادر بنو بیٹے! بہادر... سچی بات اگر زبان سے نکال دی ہے تو اس پہ قائم رہو... اور جہاں آرا بیگم! آپ ذرا اپنے کردار پر نظرِ ثانی کیجئے... کیوں بچے نے میری گواہی پہ خوشی کا اظہار کیا..."

"گل اگل! اٹھو اب، بھاگیں یہاں سے... جنگ جاری ہونے والی ہے..." عمیر نے بہن کو اشارہ کیا...

"اونہوں..." اس نے کندھے اچکائے..." مجھے کسی جنگ ونگ کا خوف نہیں... جو بزدل ہے وہ میدان چھوڑ دے..."

"ارے بیٹی! کوئی چائے وائے کا پروگرام نہیں ہے؟ پانچ بج گئے..."

"اوہ... پانچ بج گئے..." عمیر نے اک تڑپ کے ساتھ کلائی کی گھڑی دیکھی اور پھر مضطرب سا ہو کر بے تحاشا بھاگا...

"مجھے لگتا ہے اس لڑکے کے دماغ میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے..." جہاں آرا کے مصنوعی غصّے نے، اصلی کا روپ دھار لیا...

"کیوں... کیا ہوا...؟"

"روزانہ اسی وقت یہ پاگل پن کا دَورہ اسے پڑتا ہے..."

گلشن مسکرائی... "ہیں نا، امی جی...!"

"ہاں تو..."

"ارے بھئی ہوا کیا ہے؟"

"آپ نہیں نوٹ کر رہے...؟ چلا جاتا ہے کہیں... دیوانوں کی طرح

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھر سے باہر بھاگتا ہے...؟"

"وجہ نہیں پوچھی...؟"

"کئی بار..."

"نہیں بتاتا..."

"نہیں..." جہاں آرا نے اسی غصے کے عالم میں دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ نکل کر جا چکا تھا... پھر گلشن کی طرف تکنے لگیں۔ جیسے اس کے پاگل پن کے دورے میں وہ بھی شامل تھی... ایسا ہی دیکھنے کا مشکوک انداز تھا... گلشن نے جلدی سے نظریں جھکا لیں اور اپنی مسکراہٹ کو ہونٹوں تلے دبانے لگی...

"کوئی ٹیوشن وغیرہ کر لی ہو گی...؟" کاظمی صاحب نے قیافہ لگایا۔

"چھوٹے موٹے خرچ چلانے کے لیے..."

"ہونہہ! یہ عمیر ہے... جو ایم اے سے آگے بڑھ ہی نہیں سکا... زبیر نہیں کہ امریکہ میں ڈگری لی اور بیس ہزار تنخواہ لے رہا ہے... لاکھوں میں لائق میرا بیٹا..."

"بیس ہزار ہی سے تمہیں کیا بھیجتا ہے بیگم! جو اتنی زبردست وکالت ہو رہی ہے..."

"بھائی جان آنے والے ہیں اباجی! آج ہی ان کا خط آیا ہے" گلشن نے جلدی سے انہیں بھی خوشخبری سنا دی...

"ہوں..." کاظمی صاحب نے معنی خیز انداز میں سر ہلایا...

"تبھی... جہاں آرا بیگم! اصل میں تمہارے کردار کی اسی خامی کی طرف میرا اشارہ تھا... اولاد میں انصاف والا رویہ روا رکھنا چاہیے..."

"معاف کیجیے گا کاظمی صاحب!" جہاں آرا بھی اُسی طنزیہ انداز میں گویا ہوئیں...

"یہ خامی تو آپ میں بھی ہے... ساری عمر بہت فرق رکھا دونوں لڑکوں میں... پر یہ آج کیوں اس کی طرفداری ہونے لگی..."

تعجب خیز اور معنی خیز نظروں سے انہوں نے شوہر کو گھورا... کبھی عینک کے اوپر سے، کبھی اندر سے... پھر جیسے کچھ سمجھ گئی تھیں...

"اچھا... یہ حُبِّ علی نہیں بُغضِ معاویہ ہے۔ یعنی کہ میری مخالفت کرنا مقصود تھی... عمیر کی محبت نہیں تھی..."

"امی جی! چھوڑیئے نا بحث... یہ بتایئے آپ بھی چائے پئیں گی...؟ میں اباجی کے لیے بنانے جا رہی ہوں..."

"ان کی باتیں سُن سُن کر جی جلانے سے بہتر ہے..."

"گرم گرم چائے سے جلا لیا جائے..." کاظمی صاحب نے بیوی کا جملہ مکمل کر کے خوشگوار سے لہجے میں ہنسنا شروع کر دیا...

"ویسے گلشن بیٹی! گرم گرم چائے کے ساتھ تھوڑی سی مٹھائی آج ہونی چاہیے تھی... جہاں آرا کا بیٹا اتنے سالوں بعد آ رہا ہے... منہ میٹھا نہیں کرائیں گی..."

"کیوں نہیں... وہ تو میں نے منگوا کر رکھی بھی ہوئی ہے... اوہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیسی بھولی... عمو کو کھلانا یا دہی نہیں رہی... اور گلشن! محلّے میں بھی تقسیم
کرنی ہے... آٹھ سال بعد... پورے آٹھ سال بعد زبیر آرہا ہے..."
دراصل خط آیا ہے... صرف اطلاع لے کر..."

کاظمی صاحب پھر ہنسے... اسی طرح معنی خیز انداز میں بیگم کو دیکھا...
"اتنے سے ہی مٹھائی تقسیم کرنے لگیں... کیا بہت بھروسہ ہے اس پر
وہ یقیناً آجائے گا...؟"

"نیک شگون ہوگا تو نیک گھڑی بھی انشاء اللہ آجائے گی...
ضرور آجائے گی..."

جہاں آرا اس کی محبتوں میں پورے وجود کے ساتھ ڈوب گئیں...

ایک طرف سڑک تھی... ایک طرف تنگ بازار... اور نکڑ پر وہ دکان
تھی... منیاری کی... جس کا مالک جواد علی تھا... اور جواد علی عمیر احمد
کاظمی کا بڑا گہرا دوست تھا... بچپن کا دوست...!!

سولہ، سترہ سال کی دوستی کوئی معمولی بات نہ تھی، نہ چھوٹی بات...
وہ تو اب ایسی مضبوط چٹان کی طرح بن چکی تھی، جس کے ساتھ موجیں
ٹکرائیں تو خود پاش پاش ہو جائیں... مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں...
عمیر اور جواد تقریباً ایک جان دو قالب بن چکے تھے، اس لئے

ایک کے معاملات دوسرے کو ہمیشہ اپنے معلوم ہوتے... دکھوں اور
سکھوں کی اس طرح سانجھ تھی کہ آنسوؤں کے ساتھ آنسو اور مسکراہٹوں
کے ساتھ مسکراہٹیں لٹانا دونوں کا شیوہ بن چکا تھا...

ایسا کبھی بھی نہیں ہوا تھا کہ جواد علی کو کوئی دکھ پہنچے اور عمیر نے
اس کا درد محسوس نہ کیا ہو۔ اور عمیر کو کوئی تکلیف ہوئی ہو تو جواد نے
اس کا مداوا کرنے کی کوشش نہ کی ہو...

جواد علی اکیلا دکان میں بیٹھا ہوا تھا... اس وقت گاہک کوئی موجود
نہیں تھا... فارغ ذہن اور فارغ وقت کو بڑے ذوق و شوق سے استعمال
کر رہا تھا...

اس طرح کہ... بازار میں تو اِکا دکا لوگ آجا رہے تھے، البتہ
سڑک پر بڑی چہل پہل تھی... قسما قسم کے لوگ گزر رہے تھے... آمنے سامنے
دکانیں تھیں... خریداری کر رہے تھے...

عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے... شام کے قریب تو یہاں اک میلے
کا سا سماں ہوتا تھا... جگمگ کرتی دکانیں اور جگمگ کرتے لوگ...
دکانیں چمکتی دمکتی چیزوں سے جگمگ کرتی تھیں اور لوگ چمکتی دمکتی
مسکراہٹوں سے...

فارغ وقت کا اس سے اچھا استعمال اور کیا ہوتا... وہ آنے جانے
والے لوگوں کو گننے لگا... لوگوں سے اس کی مراد، خواتین سے تھی، باقیوں کو
تو وہ لوگوں میں شمار ہی نہیں کرتا تھا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے..."

"بائیس... بائیس... بائیس..."

"اے بائیس صاحب..."

"تیئس... تیئس..."

"چوبیس... چوبیس... وہ پچیس... چھبیس..."

"یار! یہ کیا بکواس ہے...؟"

"اوہ..." جواد نے چونک کر رخ موڑا...

عمیر اس کی دکان کے ساتھ سکوٹر لگانے کھڑا تھا... ایک پاؤں پیڈل پر تھا اور دوسرا نیچے فرش پر...

"یہ کیا کر رہے ہو... یہ پچیس، چھبیس کیا بلا ہے...؟"

"بلا نہیں... خوبصورت بلائیں..." جواد علی اک خوبصورت سی مسکراہٹ مسکرا دیا...

"گاہکوں سے فارغ تھا اس وقت... اس لئے خواتین شماری کر رہا تھا"

"خواتین شماری ہی کیوں...؟"

"یار میری عمر ہے اور ویسے بھی... باقی کوئی مخلوق ہے...؟"

"پھر کیا ہے...؟"

"چھان بورا..."

"اوہ..." عمیر نے اک حلقہ مچلکا سا قہقہہ لگایا اور سکوٹر بازار کی طرف موڑ لیا...

"وہ گزر گئی، کیا...؟" سکوٹر ایک طرف کھڑا کر کے لاک لگاتے ہوئے اس نے پوچھا...

"کہاں سے...؟ جان سے..."

"کیا کہا...؟ جان سے...؟" عمیر مسکراتے ہوئے جواد کی طرف بڑھا...

"میں تمہیں نہ جان سے گزار دوں گا..."

"میں تمہارا دوست ہوں یار!"

"اس کا بھی کچھ ایسا ہی رشتہ بنتا ہے..."

سنجیدہ سی صورت بنا کر وہ جواد کو ذرا پرے دھکیلتے ہوئے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا...

"تمہیں چین نہیں... نہ گھر میں اور نہ..."

"یہاں..." جواد نے جلدی سے عمیر کا جملہ مکمل کر دیا...

"پھر یار! یہ تم کب تک اس طرح مجنوں بنے پھرتے رہو گے...؟"

"مجنوں والا معاملہ نہیں..."

"پھر...؟ یہ بے قراریاں... یہ بے تابیاں... یہ چھ کلومیٹر روزانہ کا سفر... یہ اسے صرف اک نگاہ دیکھنے کے لئے کئی کئی گھنٹوں کا انتظار۔!"

اس نے عمیر کی آنکھوں میں معنی طلب نظروں سے جھانکا...

"ان سب کو کیا نام دیتے ہو...؟"

"نام...؟ نام...؟" عمیر سوچوں میں کھو گیا... وجیہہ و خوبرو چہرے پر

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت سارے رنگ بکھرے تھے... اور ہر رنگ مختلف جذبے اور مختلف نام کا ترجمان تھا...

جواد پڑھنے کی کوشش کرنے لگا...

"میرے پاس پڑھنے والی عینک نہیں ہے... اپنی زبان سے ہی بول دو..."

وہ شرارت سے چہکا...

"کیا...؟"

"یہ جو کچھ چہرے پہ لکھ رکھا ہے... لیلیٰ کی زبان میں... شیریں کی زبان میں... سسّی کی زبان میں، اور ہیر اور سوہنی کی زبان میں... اتنی زبانوں سے تو میں واقف بھی نہیں..."

عمیر ہنسنے لگا... "کوشش کرو..."

"مجھے ابھی تجربہ نہیں... سمجھو اس مکتب کا ابھی کوئی درس نہیں لیا..."

"اتنے مواقع ملتے ہیں سارا دن... ایک آئی... ایک گئی..."

"اس وقت صرف گاہک کی نظر میرے پاس ہوتی ہے... دکان پہ آتے وقت جذبوں کا جیتھماں اُتار کر رکھ لیتی ہے... اپنے پاس... تیری ماں جیسی نہیں... دونوں بیٹوں کو ہی کھلا چھوڑ رکھا ہے... بے لگامے..."

دونوں ہنسنے لگے... اتنے زور زور سے کہ گزرنے والے گزرتے ہوئے گردنیں موڑ موڑ کر تکنے لگے...

"ویسے..." ذرا ہنسی تھمی تو عمیر تھوڑا سا سنجیدہ ہوا...

"بڑے کو باندھنے کے اب منصوبے بنائے جا رہے ہیں..."

"جو پاس ہے اسے باندھ نہیں سکے اور ہزاروں میل دور والے کو باندھیں گے... اس سال کا سب سے زیادہ مزیدار لطیفہ..."

"نہیں یار! لطیفہ نہیں ہے... بھائی جان آ رہے ہیں..."

"سچ...؟ یقین نہیں آتا..."

"انہوں نے لکھا تو ہے... گلشن کی شادی کے موقع پر..."

عمیر اسے تفصیل بتانے لگا... ایک دوسرے کے گھریلو حالات سے دونوں واقف بھی تھے اور پوری اپنائیت سے دلچسپی بھی لیا کرتے تھے...

"اور امّی کا خیال ہے جونہی بھائی جان آئیں توں ہی ان کی شادی کر دیں..."

"وہاں کی گوری چٹی عورتیں چھوڑ کر وہ یہاں کی سانولی سلونی کو ہی پسند کریں گے...؟"

"امّی کہتی ہیں، ہاتھ پاؤں جوڑ کر، جنم دینے کا واسطہ دے کر، اور دودھ نہ بخشنے کی دھمکی وغیرہ دے کر بھی راضی کر لوں گی..."

"ایسا نہ ہو کسی دباؤ تلے آ کر وہ شادی کر تو لیں اور پھر..."

جواد پُرخیال انداز میں سنجیدگی سے بولا...

"اڑنچھو ہو جائیں اور نئی بیاہی بے چاری..."

"نہیں... اکثر ماں باپ کو اولاد چھوڑ جاتی ہے... امّی کا خیال ہے، عورت سے بندھ جائیں گے، وہ پاؤں کی بیڑی بن جایا کرتی ہے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے مرد نہیں چھوڑ سکتا، نہ اس سے بھاگ سکتا ہے..."
"ہو سکتا ہے..." غیر یقینی انداز میں عمیر کو تکنے کے بعد جواد نے نظریں جھکالیں... اس معاملے میں مزید اس نے کچھ نہیں کہا...
"ارے... ارے... وہ... یلی آگئی..."
عمیر نے اک دم گڑبڑا کر جواد کا بازو تھام لیا... جواد نے محسوس کیا، اس کا ہاتھ تھر تھر کانپ رہا تھا... وہ جلدی سے سڑک کی طرف تکنے لگا۔
بڑی گہما گہمی تھی... بڑی آمدورفت تھی... سفید چادر اوڑھے، سر جھکائے، لوگوں کے دھکوں سے بچتی بچاتی وہ موڑ مڑ کر اس تنگ بازار میں داخل ہوگئی...
عمیر اک جھٹکے سے اٹھ کر بازار میں کھلنے والے دکان کے دروازے میں جا کھڑا ہوا...
عین اسی لمحے اس نے ذرا سا چہرہ اٹھایا۔ عمیر کے قدموں سے ہوتی ہوئی اس کی نگاہ اوپر اٹھی... اور... تھوڑی سی اور اوپر...
عمیر کا دل دھڑک دھڑک کر حلق میں آن ٹکا... سارے وجود پہ اک کپکپی سی طاری ہوگئی...
پھر اس کے بعد... اسے معلوم نہیں ہوا... وہ اس کی اٹھتی ہوئی نظر کہاں تک پہنچی تھی... عمیر کے چہرے تک... یا... یا... پہلے ہی اس نے پھیر لی تھی...
تمام تر چاہتوں اور خواہشات کے باوجود، عمیر اس کی اٹھتی ہوئی

نظر کو کبھی دیکھ ہی نہیں سکا تھا...
اس لئے... کہ وہ اس کے لئے اتنی محترم، اتنی مقدس اور اتنی متبرک تھی کہ اس کی نظر سے نظر ملانے کی اس میں جرأت نہ تھی۔
اسے یوں لگتا تھا کہ جیسے نظر کا بھی داغ لگ جائے گا، اور وہ اسے کسی صورت بھی داغدار نہیں کرنا چاہتا تھا...
یوں... اس طرح... اسے آج تک اندازہ ہی نہیں ہو سکا تھا کہ اس نے بھی اسے کبھی دیکھا تھا، یا وہ بھی اسے جانتی تھی... اس کے وجود سے، اس کی ہستی سے، آشنا سی تھی...
وہ تو بس اپنے ہی جذبوں کے ہاتھوں لٹ، مٹ چکا تھا... اور یہ لٹنا، مٹنا اسے بڑا عزیز تھا...
عمیر کے قدموں سے لپٹ کر اس کی نظر جب اوپر اٹھنا شروع ہوتی تو اس عمل کے دوران اس کی رفتار قدرے سست ہو جاتی... پھر... جب تک عمیر ہوش میں آتا، وہ معمول سے چھوٹے چھوٹے... تیز تیز قدم اٹھاتی بازار کا چند گز کا فاصلہ طے کر کے موڑ مڑ جاتی...
جانے اس کی ہستی میں ایسی کونسی کشش تھی کہ عمیر پانچ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے روزانہ یہاں، اس کی ایک جھلک دیکھنے آیا کرتا تھا...
پورے چھ ماہ ہو گئے تھے اسے اس دشت کی خاک چھانتے...
کچھ نہ کھوج لگا سکا تھا، کچھ نہ پا سکا تھا، سوائے ان جذبوں کے، جو ہر نظر، ہر جھلک کے بعد شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے تھے...

وہ اس کی آہٹ کو پہچانتا تھا۔۔ وہ اس کی خوشبو سے مانوس تھا۔۔ وہ اس کی چوڑیوں کی چھنکار سے واقف تھا۔۔ وہ اس کے سمٹے سمٹائے پیکر کی، بلا صورت یا وجود دیکھے، شناخت کر سکتا تھا۔۔۔

آنکھیں بند کر کے ۔۔۔ سانس روک کر۔۔۔ اس کے لئے اس کے جذبے اتنے حساس، اتنے چوکس، اتنے ہوشیار تھے کہ اس کے پاس سے جو ہوا گزر کر آتی تھی، یہ اس کو بھی پہچان لیتا تھا۔۔۔

"بیلی آ گئی۔۔۔"

اس کے تن کا رُواں رُواں پکار مچا دیتا۔۔ کانوں میں شہنائیوں کی آواز گونج اٹھتی۔۔ نتھنوں میں خوشبوؤں کے ریلے کے ریلے گھسنے لگتے۔۔ اندر، باہر اک شور، اک ہنگامہ بپا ہو اُٹھتا۔۔۔ وہ سارے کا سارا مہکنے لگ جاتا۔۔۔

"یار! یہ تمہیں اس کے نام کا کیسے علم ہوا۔۔۔؟"

کئی بار جواد علی نے اس کے ہونٹوں کی تھرتھراہٹ دیکھی، سُنی اور محسوس کی تھی۔۔۔ تب اک دن پوچھ ہی لیا۔۔۔

"بیلی۔۔۔ بڑا پیارا نام ہے۔۔۔"

عمیر پہلے چونکا۔۔۔ پھر۔۔۔ پوچھنے والا جواد تھا۔۔۔ اس سے کیا پردہ داری۔ بڑے خوبصورت، بڑے دلآویز انداز میں مسکرا دیا۔۔۔

"یہ نام تو میں نے اسے دیا ہے۔۔۔"

بے حد معصوم لگ رہا تھا اس وقت۔۔۔ جواد کو دوست کا یہ رُوپ، یہ انداز بھا گیا۔۔۔ مسکراہٹ میں کھلے دل سے اس کا ساتھ دے کر پوچھنے لگا۔۔

"تم نے۔۔۔؟" ساتھ ہی اس کی مسکراہٹ پر حیرت غالب آ گئی۔۔۔

"اور اس کا اصلی نام۔۔۔؟"

"بخدا مجھے نہیں معلوم۔۔۔"

اس کا ذکر ہوتا تو عمیر کے چہرے پر سارے جہان کی خوبصورتیاں اور ضیائیں سمٹ آتیں۔۔۔ رنگین۔۔۔ چمکیلی۔۔۔ روشن و منور۔۔۔!!

"میں نے تو تمہارے ہونٹوں کی تھرتھراہٹ میں ہمیشہ یہی نام گونجتا سنا ہے اور یہی اصلی سمجھا ہے۔۔۔"

"ویسے مجھے بھی اصلی ہی لگتا ہے۔۔۔" سارے جذبے اک گہری سی مسکراہٹ بن گئے۔۔۔

"وہ کیسے۔۔۔؟"

"معنوی لحاظ سے۔۔۔ تمہیں معلوم ہے نا پنجابی زبان میں دوست کو بیلی کہتے ہیں۔۔۔ اور اُسے تن من سے، دل و جان سے، دین و ایمان سے میں نے اپنا دوست مان لیا ہوا ہے۔۔۔"

"یعنی کہ۔۔۔ ہمارا پتّا کٹ گیا۔۔۔"

"احمق۔۔۔! تمہارا پتّا کٹ سکتا ہے۔۔۔؟ تم دونوں کا مقام علیحدہ علیحدہ، اپنی اپنی جگہ پر ہے۔۔۔ اور سدا قائم و دائم رہے گا۔۔"

"یہ جو تم نے اس کے ساتھ دوستی والا ناطہ بنا لیا ہے، اسے کیا معلوم ہے۔۔۔؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایک دن یقیناً ہو جائے گا... میرے جذبوں میں شدت بھی ہے، صداقت بھی ہے اور کشش بھی... دیکھ لینا..."

عمیر نے کچھ ایسے جذب کے سے عالم میں کہا کہ پھر... واقعی تو اور میں کا فرق ہی نہ رہا... نہ اس کی اپنی نظر میں اور نہ جواد کی نظر میں...

وہ بغیر کسی رشتے، ناطے یا تعلق کے ہی اسے عمیر کی سمجھنے لگا...

اس کے دل کا حال چہرے سے جان جایا کرتا تھا...

دونوں ایک دوسرے کے نبض شناس، رمز شناس، اشارہ شناس اور نگاہ شناس تھے...

سکول سے کالج تک اکٹھے رہے تھے۔ گریجویشن کرنے کے بعد جواد کے گھریلو حالات نے اسے مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہ دی... وہ سی ایس پی افسر بننا چاہتا تھا، مگر بن نہ سکا...

مقدر کے ہاتھوں بُری طرح مار کھا گیا بے چارا... اور اس مات نے اس کے حالات ضرور بدل دیئے لیکن اس کا مزاج اور طبیعت اور اخلاق نہ بدلا...

اس کے علاوہ صبر، شکر اور قناعت نے ہولے ہولے اپنا رنگ دکھانا اور جمانا شروع کر دیا۔ دکان چلنے لگی...

"یہ منیاری کی دکان کیا ہوا... بورڈ پر جواد جنرل اسٹور لکھواؤ..."

عمیر کو اپنے دوست کی دل دہی اور ساتھ ساتھ سربلندی مقصود تھی... تبھی... خواہ مخواہ ہی اعتراض کر ڈالا...

دراصل من میں اس کا سی۔ایس۔پی افسر بننے والا ارمان میخیں ٹھونک رہا تھا... بڑی تکلیف تھی...

"ڈینگیں مارنے سے فائدہ...؟ جو کچھ ہوں... وہی دنیا کو بتانا ہے۔"

جواد نے قناعت بھرا جواب دیا... مگر یہ جواب عمیر کو پسند نہیں آیا تھا... اس کی خاطر... اس کی خواہشات کے حوالے سے...

"شکر خورے کو خدا شکر دیتا ہے..."

اور وہ خود جا کر بورڈ لکھوا لایا... سفید پالش والے تختے پر بڑے بڑے سیاہ حروف تھے...

جواد جنرل سٹور...

جواد اسے دیکھ کر بڑی دیر قہقہے لگاتا رہا...

"جواد جنرل سٹور..."

"جواد جنرل سٹور..."

بار بار پڑھتا تھا... اور اندر اکا دکا پڑی ہوئی چیزوں کو دیکھتا تھا۔ پھر قہقہے لگاتا تھا...

"میرا مذاق اُڑا رہے ہو یا دکان کا...؟"

عمیر نے خار کھا کر پوچھا...

"اپنا..." جواد نے آنکھوں میں آ جانے والی نمی صاف کی...

پتہ نہیں زیادہ ہنسنے سے یہ آئی تھی یا... کیا تھا...؟ کیا تھا...؟

خود اسے بھی معلوم نہیں ہو سکا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”اڑاؤ بڑے شوق سے لیکن اتنا دیکھ لو، اس بورڈ نے اردگرد کی دکانوں اور دکانداروں سے اس دکان کا درجہ ذرا بلند کر دیا ہے... اب گاہک زیادہ آنے لگے ہیں...“

اور یہ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ بورڈ کی وجہ سے گاہک زیادہ آنے لگے تھے یا جواد کے حسنِ اخلاق اور دیانتداری کی وجہ سے...

زیادہ گاہک آتے تھے، زیادہ سامان دکان میں ڈالنا پڑا...

تب دکان چھوٹی ہو گئی... جس طرح زیادہ چیز مل جائے تو دامن تنگ ہو جاتا ہے... یہی حال دکان کا ہو گیا...

تب... اسی کے سائز کی، اس کے ساتھ والی اور دکانیں جواد کو کرائے پر لینا پڑ گئیں...

”میں نے کہا تھا نا خدا برکت ڈالے گا...“

عمیر جواد کی ترقی سے بے انتہا خوش تھا... دوسری دونوں دکانیں بھی سامان سے بھر دی گئیں تو...

عمیر نیا بورڈ بنوا لایا... بڑے ارمانوں کے ساتھ...

جواد پلازا...

اور اس بورڈ کو دیکھ کر تو جواد کئی منٹ تک نان سٹاپ قہقہے لگاتا رہا...

”پاگل ہو گیا ہے...“ عمیر نے اس کی پرواہ ہی نہیں کی...

جواد جنرل سٹور والا بورڈ اتار کر جواد پلازا والا لٹکا دیا...

”گریڈ میں فرق پڑ جاتا ہے... سٹینڈرڈ بڑا ہو جاتا ہے... احمق

تم نہیں جانتے... دنیا میں نام کی جے جے کار ہے... سٹینڈرڈ اور گریڈ کی واہ واہ ہے... اب دیکھنا... اس بورڈ کا کمال...“

گاہکی اور بڑھ گئی... دو ملازم بھی رکھنا پڑے...

”کیوں جواد علی صاحب...؟“

”مان گیا عمیر احمد کاظمی صاحب...“

دوست تھا... زبان سے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ لیکن دل تقدیر کو مانتا تھا...

جب تک بیلی کو دیکھا نہیں تھا، پایا نہیں تھا، جذبوں سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی تھی وہ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے کام میں بہت دلچسپی لیا کرتا تھا...

شریر بھی بہت تھا۔ باتیں بھی بڑی خوب صورت کرتا تھا.. طنز و مزاح کی۔ عقل و شعور کی۔ دانش و آگہی کی... دلداری و جاں نثاری کی۔

پر اب تو بیلی کے خیالوں نے اس کی ساری چوکڑی بھلا دی تھی.. زیادہ تر خاموش اور سوچوں میں کھویا کھویا ہی رہتا... جواد پلازا میں بھی دلچسپی کم ہو گئی تھی مگر حاضری ضرور دیتا تھا...

”تمہیں کچھ علم ہے جواد! یہ بیلی روزانہ ایک ہی وقت پر یہاں سے کیوں گزرتی ہے...؟“

”نہیں... میں تو بس اتنا جانتا ہوں... یہ اک لڑکی، جو میرے یار کی...“

”اونہوں... بلا سوچے کچھ نہ کہہ دینا... عورت کا تقدس داغدار ہو جاتا ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی نازک ہوتی ہے عورت کی عزت...“

عمیر نے اس کی پوری بات سننے سے پہلے ہی کاٹ دی...

”میں کچھ بھی نہیں جانتا...“

اس کا موڈ دیکھتے ہوئے جواد نے دوسرے انداز میں مکمل کر دی...

”کیا جاننا چاہتے ہو کچھ...؟“

”ہاں... بہن سے وعدہ کر لیا ہے...“

”کیسا وعدہ...؟“

”کہ اسے نہ صرف دکھاؤں گا بلکہ اس سے ملواؤں گا بھی...“

”شرط لگا ڈالی ہے...؟“ جواد نے گھبرا کر پوچھا...

”شرط ہی سمجھو...“

”کوئی مدت بھی رکھی...“

”ہاں... بھائی جان کی شادی کے بعد...“

”اور یہ واقعہ کب اور کیوں پیش آیا...؟“

”اس کی سہیلی کی کوئی کزن وزن ہے۔ وہ اس نے دیکھ لی ہے... پھر گھر بھی اسے بلوایا... بے تحاشا پسند آئی... تبھی یہ سب ہو گیا...“

”کیسی ہے...؟“ جواد نے دلچسپی سے پوچھا...

”بیلی کے بعد مجھے کسی میں کوئی دلچسپی، کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی... نہ ہی میں نے پوچھا ہے... وفا مجروح ہوتی ہے...“

”وفا کا کچھ لگتا...“ جواد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ مارا۔

”اب اتنا بھی نہ بن...“

”بچپن کے دوست ہو کر بھی مجھے سمجھ نہیں سکے...؟“

عمیر نے شاکی انداز میں کہا تو... جواد چپ سا ہو گیا.. چند لمحے خاموش رہا، پہ پھر رہا نہیں گیا...

”پھر...؟ تفصیل نہیں بتاؤ گے...؟“

”میں نے کہا میری بجائے اس کا رشتہ بھائی جان سے کیوں نہیں طے کر دیا جاتا...“

”یار دیکھ لیتے اسے...“

”پھر وہی بات...“ تب اس وقت عمیر مسکرایا...

گلشن بھی اسی بات پر ضد لگا بیٹھی تھی... وہ بھی یہی پوچھتی تھی...“

”بیلی کیسی ہے...؟“

”ہاں...“

”تبھی مجھے شرط لگانا پڑی... بھائی جان کی شادی کے بعد ہی اس کی رونمائی ہو گی...“

”ہو سکتا ہے گلشن نے جو لڑکی پسند کی ہے وہ اس سے زیادہ خوبصورت ہو...“

”ہو ہی نہیں سکتا...“

”کیوں ہو نہیں سکتا...؟“

”کبھی میری آنکھ سے دیکھو نا... مجھے تو وہ دنیا کی سب سے زیادہ حسین لڑکی دکھائی دیتی ہے...“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر ایسے کہنا... پر... اس کے متعلق جاننا اور پھر اس سے اتنے تعلقات بڑھانا کہ گلشن کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا جائے... بہت مشکل... تقریباً ناممکن۔"

"کیوں...؟"

"وہ بڑی سنجیدہ لڑکی ہے، کسی اجنبی دکاندار سے اتنی بے تکلفی کبھی نہیں بڑھائے گی کہ گھر تک پہنچ جائے... اس نے تو آج تک ہم سے کچھ خریدا بھی نہیں..."

جواد کے انداز میں شکوہ بھر گیا..

"میری دکان میں کیا نہیں ہے؟ اور اسے بھلا ان سینکڑوں چیزوں میں سے کبھی کسی کی بھی ضرورت نہ پڑی ہو گی...؟"

"شرماتی ہے یار...!"

عمیر نے فوراً اس کی طرف سے صفائی پیش کر دی...

"اچھا... تم کہتے ہو تو پھر ٹھیک ہے..."

جواد نے عمیر کی جاں نثاری میں فوراً حامی بھر لی...

"کل ہی اس کے حالات و کوائف معلوم کرنے کی کوشش کروں گا..."

جب عمیر نے دل کے ناطے اس سے باندھ لئے تھے، تو پھر اس کے لئے بھی غیر کب رہ گئی تھی... عمیر کی بیلی تھی تو اس کی بھابھی...

"بڑا میٹھا، بڑا پیارا رشتہ ہے... خوبصورتیوں والا، محبتوں والا، خاطروں اور تواضعوں والا..."

اسے پورا یقین تھا جب عمیر کا گھر بسے گا تو اس کی بیوی بھابھی کے ناطے

اس کا بہت خیال رکھا کرے گی... اس سے بہت محبت کیا کرے گی اور اس کی خاطر تواضع میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گی...

تب وہ اپنی پسند کی چیزیں اس سے پکوا کر کھایا کرے گا...

جواد کو اچھے اچھے، مزیدار، مزیدار اور منفرد سے پکوان اور کھانے کھانے کا بڑا شوق تھا... ہمیشہ سے ہی...

لیکن وہ کبھی بھی پورا نہ ہو سکا... اس کی اپنی دو بہنیں کب کی بیاہ کر اس کے گھر سے ہی نہیں، شہر سے، بلکہ ملک سے بھی سدھار چکی تھیں...

ماں بوڑھی تھی... قسما قسم کے کھانے نہیں بنا سکتی تھی... پھر اس کی حسرتیں کون پوری کرتا...

یوں بھی... منیاری کی دکان پلازا اب بنی تھی... پہلے تو نان نفقہ کا ہی فکر رہتا...

اس نے باپ تو دیکھا ہی نہ تھا... جانے کب اسے یتیم کر گیا تھا... اور جو یتیم ہو جائے تو اس کے مقدر میں ساتھ مفلسی بھی لکھی جاتی ہے...

پھر اس کی مفلسی دیانت داری نے جلد ہی کاٹ دی... اور جب وہ نئے نئے، قسم قسم کے اور لذیذ لذیذ کھانے، کھانے کے قابل ہوا، تو گھر میں کوئی پکانے والا ہی نہ تھا...

ہوٹلوں، خانساموں کے کھانوں کا کب ایسا مزہ ہوتا ہے جو ماں، بہن اور بھابھی وغیرہ کے ہاتھوں کا ہوتا ہے...

بہنیں رخصت ہو گئیں، ماں کے بڑھاپے نے آرزوؤں اور خواہشات کا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلا گھونٹ دیا.. اب تو ساری توقعات اس نے بھابھی والے رشتے کے ساتھ وابستہ کر لی تھیں...

"بہنیں چلی گئی ہیں... اب خالہ اکیلی ہوتی ہوں گی... جواد! اب تم شادی کر لو..."

ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے متعلق پورے خلوص سے سوچا کرتے تھے... اور مشورے دیا کرتے تھے... ایسے نازک موقع پر عمیر نے جواد کو مشورہ دینا ضروری سمجھا..

"دونوں ایک ساتھ کریں گے..."

"نہیں یار! تیرا تو پلازہ ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے... آنے والی اچھی خوشحال زندگی گزارے گی - اور ادھر تو اپنے نان نفقے کا بھی کوئی بندوبست نہیں.."

"نصف نصف دونوں کا کام بنا ہوا ہے.." جواد شوخی سے مسکرا دیا۔

"آؤ دونوں مل کر فی الحال ایک شادی کر لیں..."

"کیا مطلب...؟"

"تم نے لڑکی تلاش کر لی ہے... میرا کاروبار ہے... یعنی آمدن..."

"سہرا کسے بندھے گا...؟"

عمیر نے چونک کر، سٹپٹا کر، اور گھبرا کر پوچھا..

"سہرا تو میرے یار! تجھے ہی بندھے گا... خرچہ ورچہ میں کر دوں گا.."

جواد نے عمیر کی بیلی کا تقدس ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی شرافت سے کہا..

"پھر گھر میں آ جائے گی تو کما کر میں لے آیا کروں گا اور روٹی وہ پکا دیا کرے گی... یوں اچھی خاصی گرہستی چل پڑے گی..."

"تینوں سے مل کر...؟"

"ہاں تو...." اور دونوں قہقہے لگانے لگے...

"تجویز تو معقول ہے..."

"پکا وعدہ ہے نا... کما ؤ دو گے نا.. کہیں بعد میں مُکر جاؤ.."

"اوئے جان مانگو... اس سے بھی نہ مُکروں... یہ تو بڑی چھوٹی بات ہے"

جواد علی نے بڑے جذبے سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا... وہ تھا ہی ایسا... رشتوں کی کمی کی مار کھایا ہوا... محبتوں کا ٹوٹا ہوا... عمیر کے لیے تو ہر وقت جان ہتھیلی پر لیے پھرتا...

اپنا کوئی بھائی نہیں تھا... عمیر کی دوستی نے بھائی کی کمی پوری کر دی... وہ ذرا سا بھی کام کہہ دیتا... جواد کا خلوص اور محبت ناممکن کو بھی ممکن بنا ڈالتا..

"تم نے کہا تھا، معلوم کروں وہ یہاں کیوں آتی ہے؟"

"تو ہو گیا معلوم...؟"

عمیر نے انتہا درجے کی بیتابی سے پوچھا.. جواد کو اس کے انداز پر ہنسی کے ساتھ ساتھ پیار بھی آ گیا..

"ہو گیا..."

"کیا...؟"

"وہ یہاں ٹیوشن کے لئے آتی ہے..."

"ٹیوشن کے لئے...؟"

عمیر کو معنی سمجھ نہیں آئے..

"پڑھتی ہے...؟" وضاحت طلب نظریں جواد علی کے چہرے پر جما دیں..

جی چاہ رہا تھا ایک دم ہی سب کچھ اُگل دے، جو کچھ اس نے معلوم کیا تھا... پر جواد بڑا کنجوس نکلا... بڑی تنگدلی سے بھوکے کو ایک ایک نوالہ روٹی کا دے رہا تھا...

"پڑھنے والی لڑکیاں اتنی سنجیدہ ہوتی ہیں...؟"

جواد نے سوال پہ سوال داغ دیا... عمیر جھنجھلایا..

"اب مجھے کیا پتہ پڑھنے والی غیر سنجیدہ ہوتی ہیں..."

"میرے پاس اٹھتے بیٹھتے ہو، تجربے کی باتیں سیکھا کرو..."

"اُلّو کا..." مُکّا تانتے تانتے عمیر کا ہاتھ بھی ڈھلک گیا اور زبان بھی تھم گئی...

"مجھے صحیح بات بتا یار! بے تابی کے مارے اُلجھن سی ہونے لگتی ہے..."

"وہی تو کہہ رہا تھا کہ پڑھنے والی لڑکیاں کھلنڈری، شوخ اور چلبلی ہوتی ہیں... اور پڑھانے والی سنجیدہ..."

کسی ضرورت کے تحت ہی یہ کام اختیار کیا ہوگا نا... اور جب کم عمری میں ضرورتیں پڑ جائیں تو سمجھو... زندگی کا سفر آسان نہیں... مشکل ہی ہوگا..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

"پچ پچ پچ..." عمیر کے اندر جیسے اس کے دُکھ سارے کے سارے اُتر گئے..

بڑی دیر وہ ڈوبا بیٹھا رہا اور کچھ سوچتا رہا... پھر سر اُٹھایا... جواد کے پاس کوئی گاہک آن کھڑا ہوا تھا... وہ اس سے سودا کرنے میں مصروف تھا..

عمیر اس راستے کو تکنے لگا جہاں سے وہ گزرتی تھی... سمٹی سمٹائی... سفید چادر اوڑھے ہوئے... اس کا مقدس سا پیکر اس کی نظروں میں تھم سا گیا...

پھر وہ اُٹھا... جواد ابھی تک مصروف تھا... چور آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے دکان سے باہر نکل کر اس راستے پر ہو لیا جہاں سے چل کر بازار کا فاصلہ طے کر کے وہ موڑ مڑا کرتی تھی...

موڑ مڑ کر دیکھا... سامنے ایک چھوٹی سی گلی... مگر قدرے بے آباد... یا پھر پُرسکون اور خاموش...

کتنی ہی دیر وہ اس موڑ پہ کھڑا تکتا رہا... کونسے گھر میں جاتی تھی... نیچے بازار کے فرش کو اس انداز میں گھورتا رہا جیسے وہاں اس کے نقشِ قدم موجود ہونے کی توقع تھی...

لیکن نہیں... پتہ نہیں کن کن قدموں نے انہیں پامال کر ڈالا تھا... اس کے لئے نشان تک نہیں چھوڑے تھے... مایوسی سے ہولے ہولے قدم اُٹھاتا عمیر واپس چلا آیا...

جواد گاہک سے فارغ ہو چکا تھا... اسے یوں سر جھکائے آتا دیکھ کر ہنسنے لگا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"موڑ مڑ کر دو تیسرے مکان میں جاتی ہے... یہی جاننا چاہیئے تھا نا..."

عمیر چونک اٹھا... غضب کا قیافہ تھا کمبخت کا... پھر خوش بھی ہو گیا۔ اس کا سراغ لگ رہا تھا...

"ہاں..." جلدی سے دکان کے اندر گھس کر مزید معلومات حاصل کرنے کے لیئے پوچھنے لگا...

"پڑھاتی کس کو ہے...؟"

"دو بچیوں کو..."

"یار!" عمیر سر کو کھجاتے ہوئے ہولے سے بولا...

"یہ بات کچھ جی کو نہیں لگی..."

"کون سی؟"

"ٹیوشن پڑھانے والی..."

"کیوں...؟"

"وہ کام کرے اور ہم..."

"ہم کیا...؟ یہ جملے ادھورے چھوڑنا مجھے اچھا نہیں لگتا..."

"جملہ کیا ادھورا چھوڑنا ہے، شرم آ گئی ہے۔ وہ عورت ہو کر کماتی ہے اور میں... کیسا مرد ہوں...؟"

"تو تم بھی کچھ کرو نا..."

"کیا کروں...؟ امی کی سوچوں نے دماغ کو کچھ ایسی گرفت میں لے لیا کہ کچھ اور سوچنے ہی نہیں دیتا..."

"پھر یہ تو بہادری نہ ہوئی اور نہ ہی مردانگی... اور وہ عورت ہو کر..."

"دیکھو دیکھو... طعنہ نہ دینا..." عمیر خجل سا ہو کر ہنس پڑا۔ پھر اپنے کھسیانے پن پر پردہ ڈالنے کے لئے تیزی سے کہنے لگا...

"ایک کام نہیں کرتی ناں... وہ کر رہی ہوتی تو پھر کوئی اور نہ کرتی..."

"کون سا...؟"

"عشق... جس نے مجھے نکما کر دیا ہوا ہے..."

آخر عمیر نے سچائی کا اعتراف کر لیا... ساتھ ہی نظریں بھی جھک گئیں...

"اُسے پانا چاہتا ہے تو یار! تو بھی کام والا بن جا... کسی بے کار کو کون اپنی لڑکی دے گا، وہ بھی کام والی لڑکی..."

جواد نے پورے خلوص سے اس کا شانہ تھپتھپایا...

"میرا اپنا جی چاہتا ہے اسے جلد از جلد بھابھی بنا کر لے آؤں..."

"پر کام والا کیسے بن جاؤں...؟ نوکری کوئی نہیں ملتی... تیرے سامنے کتنی درخواستیں دی ہیں... گھر والوں سے چوری چوری..."

"کیوں ان سے چوری کرتے ہو... ماں کی دعائیں لینے کی خاطر انہیں مطلع کر دیا کرو... میری یہ ساری برکت ماں کی دعاؤں سے ہی ہے..."

"وہ جو کالی کلوٹی ہمارے گھر میں بستی ہے نا... چڑیل! وہ میرا مذاق اُڑاتی ہے... پھر مجھے لگتا ہے میں بہت نالائق ہوں..."

"میں بھی ایسے ہی کہا کرتا تھا... اسی طرح سوچا کرتا تھا... اور اب میری بہنیں چلی گئی ہیں تو گھر اُجاڑ، بیابان ہو گیا ہے۔ مجھے ان کی باتیں یاد

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتی ہیں... وہ مذاق نہیں اڑاتی تھیں... محبت کرتی تھیں... ایسی میٹھی، ایسی سہانی..."

جواد کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی اور لہجے پر رقت طاری ہو گئی...

عمیر نے اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے جلدی سے موضوع بدل دیا....

"تو پھر بتاؤ نا... کام کیا کروں... خود کو کیسے اس کے قابل بناؤں...؟"

"جو کہانیاں لکھتے رہتے ہو، ان کا ایک مجموعہ ہی چھپوا ڈالو..."

"یہ ان مجموعوں وغیرہ سے پیٹ نہیں بھرا کرتا..."

"پر شہرت تو مل جاتی ہے..."

"یہ بڑا لمبا پلان ہے... فی الحال مجھے کوئی چھوٹا سا، کم وقت میں پورا ہونے والا بتاؤ..."

عمیر کے چہرے پر پھر مایوسی پھیل گئی...

"ویسے اس کے لئے پیسہ بھی چاہیئے... وہ میں کہاں سے لاؤں گا...؟"

"پیسہ کیوں... کسی پبلشر سے بات کریں گے..."

"نئے لکھنے والے کو کون جانتا ہے...؟"

"میں چھاپوں کا اپنے یار کو..."

جواد نے سینے پر ہاتھ مارا۔ بڑے جذبے کے ساتھ...

"میں... جتنا پیسہ لگے گا، لگاؤں گا! انشاءاللہ..." پھر یہ خوبصورت

کہانیوں کا مجموعہ لے جا کر یوں بیلی بھابھی کی گود میں ڈالوں گا... پھر دیکھیں گے کیسے کوئی میرے یار کو لڑکی دینے سے انکار کرتا ہے... اپنی کمائی والی لڑکی۔"

"تم تو ایسے ہی جذباتی ہو رہے ہو جواد..."

عمیر ہنسنے لگا... پھر یک لخت وہ سنجیدہ ہو گیا...

"وہ تو بعد کی بات ہے... وقت لگے گا... فی الحال تو کسی طرح اس کے ساتھ تعارف حاصل کرنا ہو گا۔ گلشن کی ضد اور شرط بھی پوری کرنی ہے..

پھر تو وہ بھی رخصت ہو جائے گی... پھر کس کی ضد پوری..."

ایک دم ہی اس کے گلے میں کچھ اٹک سا گیا تھا... باقی بات بھی نہ کی جا سکی... جلدی سے دکان سے باہر نکل گیا...

"ارے بات تو پوری کرو..."

جواد اس کے پیچھے لپکا... مگر... پتہ نہیں کیا ہوا تھا اسے... یکدم سکوٹر سٹارٹ کیا اور تیزی سے اس کے سامنے سے نکال لے گیا...

جواد آوازیں ہی دیتا رہ گیا... کوئی کام کی بات بتانا چاہ رہا تھا اور... آج تو ابھی بیلی بھی نہیں گزری تھی... پھر وہ کیوں چلا گیا تھا...؟"

کیوں...؟ کیوں...؟ کیوں...؟

وہ اس کے پیچھے لپکا... اسے آوازیں دیں... مگر اس نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا...

جواد علی سر جھکائے... دل برداشتہ سا، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا واپس آ گیا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جی ... یہ ... یہ ..."

مہین سی، مترنم سی، مدھم سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی...

جواد نے جلدی نے سر اٹھایا... "اوہ... !"

وہ بُری طرح گڑبڑا گیا... عیزی بیلی اس کے سامنے کھڑی تھی...

سفید چادر اوڑھے ہوئے... نظریں جھکائے ہوئے... مقدس سی...

پاکیزہ سی... خوبصورت سی...

نہیں نہیں... صرف سی نہیں... وہ بہت منفرد تھی... سب سے منفرد...!!

جواد علی اسے بھرپور نظروں سے دیکھنا چاہتا تھا، پر دیکھ نہ سکا... اس کے تقدس، پاکیزگی اور خوبصورتی پر نگاہ ہی نہیں ٹک سکتی تھی...

"ایک قلم چاہیئے..." ساتھ ہی اس نے اِردگرد اور دکان کے اندر نظر دوڑائی اور پھر... معمول کی طرح جھکا لی...

"یہ لیجیے..." جواد نے دکان میں موجود سب سے خوبصورت قلم نکال کر اس کے حضور پیش کر دیا...

اس نے قلم پکڑا اور جواد کے ہاتھ پر اس کی قیمت دھر دی... اور... مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی بازار کا موڑ مڑ گئی...

جواد اس کی قیمت نہیں لینا چاہتا تھا... بھابھی پہلی بار دکان پر آئی تھی... اسے کچھ دیتا... مگر اس نے تو کہنے، سننے، بولنے کا موقع ہی نہیں دیا... وہ بھونچکا سا کھڑا رہ گیا...

اندر مایوسی ہو تو باہر سے بھی انسان نارمل دکھائی نہیں دیتا... چمکیلا چمکیلا اور نکھرا نکھرا سا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا... لبوں پر ہمیشہ مسکراہٹیں رواں رہتی تھیں، پر اس وقت ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح پیوست تھے جیسے کبھی زندگی میں کھلے ہی نہ تھے...

رات گئے وہ اس حلیے کے ساتھ گھر میں لوٹا تھا... جہاں آرا برآمدے میں ہی مل گئیں... اسی کا انتظار کر رہی تھیں شاید... لیکن بظاہر انہوں نے ظاہر نہیں ہونے دیا...

اندر کمرے سے ڈھولک کی آواز آ رہی تھی... وہ خود بھی نارمل نہیں تھا... اور یہ سب کچھ تو اپنے سے بھی زیادہ ابنارمل لگا...

سکوٹر ہمیشہ کی طرح اس کی جگہ پر ٹکانے کی بجائے اس نے تقریباً پھینک سا دیا... دیوار کے ساتھ ٹکرایا... خاصی بلند آواز پیدا ہوئی...

"توڑ ڈال اسے... ایسے نہیں ٹوٹتا تو کوئی ہتھوڑا پکڑ لے..."

ماں کی بات جواب دینے والی نہ تھی... تبھی چپ چاپ صرف دھیمی سی آواز میں، بہت دھیمی، جو اس کے اندر ہی گونج کر رہ گئی تھی... سلام کیا اور پاس سے گزر کر کاریڈور میں داخل ہو گیا...

"عمو... اے عمو..." ماں کی آواز میں اک ڈانٹ، اک کڑک تھی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھکے تھکے، ٹوٹے لوٹے، بکھرے بکھرے وجود کو لمحہ بھر کے لئے رُک کر
اس نے سمیٹنے کی کوشش کی...

سہرے والیا ماں جوانیاں...

سہرے والیا ماں جوانیاں...

گلشن کی آواز گو سب سے نمایاں تھی، لیکن کچھ اور آوازیں بھی اس کا
ساتھ دے رہی تھیں...

تیرے سہرے توں بلا ریاں...

جذبوں سے پُر... محبتوں سے تھرتھراتی... خلوص سے مہکتی اور رشتوں
کی گرمی کا پوری گرمجوشی سے اظہار کرتی یہ آواز... اس کی بہن کی آواز...
اس سے جدا ہو جانے والی بہن کی آواز...

اپنی پوری حقیقتوں کے ساتھ اس کی سماعت سے ٹکرائی...

اسے ہوش آ گیا... یہ اس کے گھر میں آج ڈھولک کیوں بج رہی تھی...؟

اپنے اندر کے ماتم میں ہی ایسا ڈوبا ہوا تھا... اس کی آوازوں میں
اس قدر گم تھا کہ کسی اور طرف دھیان دیا ہی نہیں... اور کان میں کوئی
دوسری آواز اتری تو پرواہ ہی نہیں کی...

"بری بات ہے عمیر... بُری بات ہے... صرف اپنے لئے جینے والا
انسان خودغرض اور کمینہ ہوتا ہے... تُو تو ایسا کبھی نہ تھا..."

اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے، نفرین کرتے ہوئے عمیر فوراً پلٹا... واپس
برآمدے میں آیا...

گو زخمی اور نیم جان سہی ہی تھی مگر اب... اس کے لبوں پہ مسکراہٹ
موجود تھی...

کوئی خوشی ہی کی بات تھی نا. جو یوں دھما دھم ڈھولک بج رہی تھی اور
اس قدر پُرجوش اور مسرت بھرے انداز میں لہک لہک کر گانے گائے
جا رہے تھے...

اپنی جان کے دُکھ اور پریشانیوں کو اپنے اندر سمیٹ کر اپنے گھر کے
دوسرے افراد کے جذبوں اور خوشیوں کو شیئر کرنا چاہیئے تھا...

یہی سوچ تھی جس نے عمیر کے دھواں دھواں چہرے پہ رنگ بھی بکھیر
دیئے... پھیکے پھیکے ہی سہی... وہ کچھ تو کامیاب ہو ہی گیا تھا...

"جی امی جی..."

"اب تم راتوں کو بھی دیر سے آنے لگے... یہ کسر رہ گئی تھی..."

خفگی، غصہ، ڈانٹ، سب کچھ ماں کی آواز میں تھا...

"میں جواد کے پاس تھا... کسی غلط جگہ پہ نہیں تھا..."

اس نے ماں کے غصے یا ناراضگی کا بُرا نہیں منایا... مسکراتا ہی رہا...

گھر میں ڈھولک کی آواز کسی خوشی کا پیغام تھی...

"پتہ نہیں کیوں ذرا دیر ہو جائے تو آپ ہمیشہ یہی نتیجہ نکالتی ہیں...
میرے لئے کبھی اچھی سوچ بھی..."

"بس بس... اچھی سوچ... اک بیکار اور نکمے انسان نے اچھا کرنا بھی
کیا ہے..."

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ ڈھولک کس خوشی میں پیٹی جا رہی ہے بیچاری...؟"

موضوع اور ماں کا موڈ بدلنے کی خاطر اس نے جلدی سے اک شوخی کے ساتھ ان کی توجہ اس طرف مبذول کرا دی...

غصے کے نیچے سے خوشی چھلک کر فوراً باہر نکل آئی...

جہاں آرا بے اختیار مسکرانے لگیں...

"کیا تمہیں نہیں معلوم زبیر کا رشتہ طے ہو گیا ہے... پر تمہیں گھر یا گھر والوں کے ساتھ کوئی دلچسپی ہو تو ساری معلومات..."

"یہ کب ہوا امی جی...؟" ماں کی ڈانٹ کو وہ تر نوالے کی طرح ہضم کر گیا...

"آج ہی... شام کو... تبھی تو ساری سہیلیوں کو اکٹھا کیے بیٹھی ہے... کہتی ہے وقت تھوڑا ہے..."

"اور اس تھوڑے وقت کو ہی پورا کیش کر لے... یہودن ہے پوری کی پوری..."

"پر تم کہاں تھے... اس گھر کے دکھوں اور سکھوں میں تمہارا بھی حصہ ہے..."

"پورا پورا لوں گا... چھوڑتا تو نہیں..."

"تمہارا باپ تمہارا انتظار کرتے کرتے سو گیا ہے..."

"تایا ابا جواد کے پاس تھا... اس کا کوئی مسئلہ تھا... تبھی دیر ہو گئی..."

اپنے مسئلے کو جواد کا کہہ دیا تو کون سا جھوٹ بولا... فرق کیا تھا دونوں میں...

"کھانا کھانا ہے نا...؟ چلو باورچی خانے میں..."

"نہیں..."

"کیوں...؟" ماں نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا...

ماتا کی نظر بڑی گہری ہوتی ہے... جو کچھ اس نے چھپایا تھا وہ انہیں دکھائی دے گیا تھا...

"کچھ پریشان سے لگ رہے ہو..."

"نہیں... نہیں تو...؟" گڑبڑانے لگا تھا لیکن سنبھالا لے گیا...

ہکلاتی آواز مستحکم ہو گئی تو ماں بھی بہل گئی...

تب جلدی سے اس نے اگلا سوال کر ڈالا -

"یہ ایک دم ہو کیسے گیا...؟ صبح تک تو کوئی سان گمان نہ تھا..."

"مقدر کی بات ہے... خود ہمیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا..."

"گلشن کے ساتھ کون کون ہے...؟"

"یہ قریشی صاحب کی لڑکیاں... صغریٰ آپا کی بیٹی، اور ادھر احسان صاحب ہیں نا... ان کی پوتی..."

"یعنی کہ روحی شوخی سب موجود ہیں...؟"

"گھر آئی ہوئی ہے... اس کے سامنے شوخی نہ کہنا..."

"ویسے امی جی! روحی کے وزن سے اس کی بہن کو شوخی ہی ہونا چاہیے تھا نا..."

"چل بس... چپ کر اس وقت..."

"یہ عمو آ گیا ہے...؟" اسی لمحے گلشن باہر نکل آئی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر سے ڈھولک کی آواز اب بھی آ رہی تھی...

"اتنی گرما گرمی سے حلق پھاڑ رہی ہیں، کچھ دیا دلایا بھی انہیں...؟"

عمیر کی بات پر گلشن کو غصہ آ گیا...

"ہماری خوشی دوبالا کرنی آئی ہیں اور تم ایسی واہیات باتیں کر رہے ہو... کہاں تھے اب تک...؟"

"یہیں تھا... امی کے قدموں میں..."

جہاں آرا مسکرا دیں... گلشن اور گرم ہو گئی...

"دیکھو ماں اور بہن میں یہ فرق ہوتا ہے... امی نے آتے ہی کھانے کا پوچھا... دیر سے آنے کی وجہ اور خیر خیریت پوچھی اور تم... زبان کی تلوار استعمال کر رہی ہو... مزاج کی گرمی سے میرا تن من جھلسا رہی ہو..."

"وہ... وہ... عمو تم بڑے چالاک ہو..."

گلشن خفیف سی ہو گئی...

"کیسے اپنے سارے قصور میرے سر ڈال دیئے۔ بڑے بدتمیز ہو..."

پھر اپنی خفت مٹانے کے لئے اس نے جلدی سے موضوع سخن بدل ڈالا۔

"ابھی بھائی جان کا سہرا گا رہی تھی... سنا تم نے..."

"بھائی جان کا...؟ مجھے تو لگا دوبئی والے کا گا رہی ہو... آواز میں ایسے ہی سُر تھے۔ محبت کے، پیار کے..."

"امی جی! دیکھئے کیا بکواس کیئے جا رہا ہے... تم تو عمو باہر ہی رہا کرو تو اچھا ہے... گھر میں سکون آیا رہتا ہے..."

"بڑا سکون... میں جب داخل ہوا تو ڈھولک کی دھم دھم میں سکون ہی کی تو بارش ہو رہی تھی..."

"ہائے ہائے... کیسا خون سفید ہے... بھائی کی خوشی کے طعنے دے رہا ہے... عمو! جب تیری باری آئے گی، میں نہیں ہوں گی تو تب تمہیں..."

"میری باری... میری باری..."

عمیر نے اک دم سر جھکا یا...

"میری باری کبھی نہیں آئے گی... کبھی نہیں..."

وہ ہولے ہولے بڑبڑاتا ہوا مڑ کر کاریڈور میں گھس گیا...

"عمو سنو تو..." گلشن پیچھے لپکی...

"میں ذرا کپڑے بدل لوں..."

وہ جلدی سے اپنے کمرے میں داخل ہو گیا...

گلشن حیران حیران سی ماں کے پاس آن کھڑی ہوئی...

"یہ ایک دم اسے ہوا کیا ہے...؟"

"جب آیا تھا تو اسی وقت پریشان لگ رہا تھا..."

"آپ نے پوچھا نہیں...؟"

"پوچھا تھا..."

"کیا بتایا...؟"

"جواد کے پاس تھا اور اس کا کوئی مسئلہ تھا..."

جہاں آرا بھی کچھ متفکر سی ہو گئی تھیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"رات کافی ہو گئی ہے... اب یہ ڈھولک پیٹنا بند کرو، بہت دن پڑے ہیں ابھی دھما چوکڑی کے لئے..."

"آپ بھی یہ ناراض ہونے لگیں..."

گلشن بسوری... جلدی سے ماں کے ویک پوائنٹ پر انگلی دھر دیا کرتی تھی۔ اس کے آنسو نہ ماں دیکھ سکتی تھی اور نہ باپ...

اکلوتی اولاد بڑے نصیب والی ہوتی ہے لڑکی ہو یا لڑکا... دونوں بھائیوں کی ایک اکیلی بہن تھی... ہمیشہ اپنا آپ منوا لیتی تھی...

"جب نظر نہیں آؤں گی نا تو..."

"اب چپ کر ناں..."

جہاں آرا کی اپنی آنکھوں میں آنسو جگمگ جگمگ کرنے لگے...

"اور جا سہیلیوں کے پاس... جا... لے تک ساری رات جاگنا خود بھی اور ان کو بھی جگائے رکھنا..."

وہ اُٹھ کھڑی ہوئیں... "میں سونے جا رہی ہوں... صبح تہجد کے لئے اُٹھنا ہے..."

چھٹی کا دن تھا اس لئے سب گھر میں ہی تھے... کاظمی صاحب نماز سے فارغ ہو کر، صبح کی لمبی سیر کرنے کے بعد کب کے آکر میز پر بیٹھے اخبار پڑھ

رہے تھے... ناشتے کا انتظار تھا...

"ارے بھئی! اب تو چوہوں کے پیچھے بلیاں بھی بھاگنے لگیں... کہاں ہیں ہمیں ناشتہ کرانے والے..."

تقریباً سارا اخبار پڑھنے کے بعد کاظمی صاحب نے اپنی بھوک کی شدت کا اظہار کیا...

جہاں آرا ان کی آواز سن کر کمرے سے نکل آئیں...

"سو رہی تھیں...؟"

"آج کل نیندیں کہاں... اکٹھے دو دو کام سر پہ آ گئے..."

"گلشن... عمو..."

ان کی آواز پر گلشن تو اُسی وقت آنکھیں ملتی ہوئی نکل آئی لیکن عمیر غائب ہی رہا... وہ شاید ابھی تک سو رہا تھا...

"گل بیٹے! نماز نہیں پڑھی...؟"

کاظمی صاحب نے شفقت بھری نگاہ بیٹی پر ڈالی...

"پڑھ کر سوئی تھی ابا جی..."

"میں عشاء کی نماز کا نہیں پوچھ رہا... فجر کی نماز کی بات کر رہا ہوں..."

گلشن نے پھر اک جمائی لی... "ابا جی! فجر کی نماز کا ہی بتا رہی ہوں... جب اذان ہوئی ہے نا تو اس وقت ہم نے ڈھولک اٹھائی ہے... پھر نماز پڑھ کر سوئی تھی..."

"یعنی کہ پوری رات ہی جاگتی رہیں..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پوری..." وہ فخر و مسرت سے بولی۔"

"کتنی ایسی راتیں آجائیں گی... دو، چار، پانچ، دس اور... پھر... پھر یاقسمت یا نصیب۔ جانے زندگی..."

"اس سے آگے کی بات نہ کیا کرو... میرا دل ڈوبنے لگتا ہے... اور چل ناشتہ بنا... تمہارے ابا بڑی دیر سے انتظار کر رہے ہیں..."

گلشن ناشتہ بنانے چلی گئی اور جہاں آرا عمیر کو جگانے... کاظمی صاحب پھر اخبار میں مشغول ہو گئے... پہلے ضروری ضروری خبریں پڑھ لیا کرتے تھے... پھر اس سے کم ضروری... وقت پھر بھی بچ جاتے تو پھر چوری چکاری اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں اور کتنے قتل ہوئے اور کتنے اغوا... اس کے بعد بھی وقت ہوتا تو پھر اشتہارات کی باری آجاتی...

چھٹی کا سارا دن گھر پر ہوتے تھے... نماز جمعہ پڑھ کر پھر بیٹھے، تو ٹی وی کے پروگرام لگنے میں ابھی کچھ وقت رہ جاتا تھا... تب وہ اخبار میں سے فلموں کے اشتہارات پڑھنا شروع کر دیتے...

ان کا چھٹی کا دن اس طرح گزرا کرتا تھا... مگر آج ناشتے کی میز پر ہی کتنا وقت گزر گیا... کچھ گلشن نے ناشتہ بنانے میں دیر کر دی... کچھ عمیر کمرے سے دیر سے نکلا...

حالانکہ رات گلشن جتنی دیر سے نہیں سویا تھا... پھر بھی ناشتے کی میز پر آیا تو بڑا شکستہ اور کاہل سا ہو رہا تھا... اس کی روشن اور ذہین آنکھوں میں لال لال ڈورے تھے...

اچھے نوک رہے تھے لیکن پوری رات جاگتے رہنے کی چغلی بھی تو کھا رہے تھے...

"کیا ہوا...؟ تم رات بالکل نہیں سوئے...؟"

کاظمی صاحب کے سوال پر عمیر گڑبڑا سا گیا... سوائے مذاق وغیرہ کے لئے یا شرارت کے لئے... اس نے جھوٹ کبھی نہیں بولا تھا... اور پھر باپ کے سامنے تو نظر اونچی کر کے بہت کم بات کرتا تھا...

"جی...؟ جی... وہ... نیند نہیں آئی تھی..."

"کئی بار کہا ہے کبھی کبھی سر میں تیل ڈلوا لیا کرو، خشکی دور ہو جاتی ہے۔ پر ان آجکل کے لڑکے لڑکیوں کے فیشن..."

"نہیں امی جی... یہ بات نہیں..."

"تو پھر کوئی اور پریشانی ہوگی برخوردار...!"

"ہاں، اباجی! آپ نے ٹھیک کہا... عمو کو پریشانی ہوگی کہ بھائی جان کا رشتہ بھی طے ہو گیا... اور اس کا کچھ بھی نہیں بنا..."

"میں ابھی بنانا بھی نہیں چاہتا... تم اپنی اور بھائی جان کی نمٹاؤ..."

"نمٹا تو لی..." جہاں آرا مسکرائیں...

"کل اس وقت ہمیں سان و گمان بھی نہ تھا کہ زبیر کا رشتہ وہ لوگ منظور کر لیں گے..."

"میرا خیال ہے کوئی اور بات ہوگی..."

"ہاں البتہ جہیز کے لئے ہم نے کہا تھا کہ لڑکے لڑکی نے امریکہ چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتا ہے اس لئے کسی قسم کا تکلف نہ کریں... شاید یہی وجہ ہو۔ جھٹ مان گئے۔"

"جہیز کا مسئلہ بھی تو آجکل سب سے بڑی لعنت بنا ہوا ہے..."

"اور یہ لعنت ہم لوگ خود ہی بڑے شوق سے قبول کرتے ہیں..."

"ہاں... پر شکر ہے ہمارے ہاں قناعت ہے اور اس لعنت کے لئے کسی کا دل ابھی تک مچلا نہیں..."

"رشتہ تو طے کر آئی ہو بڑی بی! لیکن یہ بھی سوچا ہے کہ اگر بھائی جان راضی نہ ہوئے تو...؟"

"تو..." وہ عمو کی طرف دیکھ کر مسکرا دی...

"تمہاری لاٹری نکل آئے گی..."

"کیا مطلب...؟"

"ہم تمہیں پیش کر دیں گے... سچ عمو! ایسی لڑکی چراغ لے کر بھی ڈھونڈو گے نا تو ساری دنیا میں نہیں ملے گی..."

"نہ نہ... ایسی بات پھر نہ کہنا..."

عمو ایک دم مضطرب سا ہو کر، بے کل سا ہو کر، ناشتہ اسی طرح چھوڑ اٹھ کھڑا ہوا...

"بھائی جان کے نام کی ہے... انہیں ہی مبارک ہو..."

جہاں آرا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا... انہوں نے اس کا بازو تھام کر واپس بٹھا دیا...

"ناشتہ تو کرو، یہ کیوں چھوڑ دیا...؟"

"ہم جیسے ابھی کرنے لگے تھے تمہارا رشتہ..."

"اتی جی! کل کو سمجھا دیں، ایسی بات اشارے کنائے سے بھی نہ کرے..."

"انصاف کی رُو سے اسے کرنی بھی نہیں چاہیئے..."

کاظمی صاحب کھنکار کر بولے...

"اتنی صفات والی لڑکی اور بے کار لڑکا..."

"ابا جی، آپ تو ہمیشہ مجھے ذلیل ہی کرتے رہتے ہیں..."

عمیر نے بُرا مان لیا...

"ابھی رشتہ نہ کرنے کے لئے ملتمس کر رہا تھا... میں نے سچا کھرا پوائنٹ دیا تو اب دوسری طرف ہو گیا ہے..."

"آپ بھی اس طرح کی بات تو نہ کریں... طنز کے علاوہ بھی بیٹے سے کبھی..."

"ویسے اتی جی! معاملہ ذرا اُلجھا ہی ہوا تھا نا..."

"اُلجھا سا اُلجھا... رشتہ تو لینے چل دیئے۔ پر ہمیں معلوم ہی نہیں تھا کہ زبیر وہاں کون سی نوکری کرتا ہے۔ کس انداز میں بستا رہتا ہے؟"

"آپ نے بلائنڈ ڈال دی...؟"

"عمو... بلائنڈ تو انہوں نے ڈالی..."

گلشن خوش ہو کر اپنا کارنامہ سنانے لگی...

"ہم ان کے گھر گئے۔ رشتے کی بات کی۔ بتایا کہ زبیر بھائی امریکہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بس بس... وہیں انجینیئرنگ کی تعلیم حاصل کی اور اب وہیں نوکری کر رہے ہیں۔

عبیر سے بات کرتے کرتے وہ باپ کی طرف متوجہ ہو گئیں...

"ابا جی! میں اور امی تو حیرت زدہ رہ گئیں۔ جب انہوں نے کوئی دوسری بات، کوئی دوسرا سوال کیا ہی نہیں... نہ نوکری کے متعلق پوچھا، نہ تعلیم کے متعلق، اور نہ شکل و صورت کے متعلق کچھ بھی... تصویر تک کا مطالبہ نہیں کیا..."

"تو پھر کیا کیا...؟ میرا دم اُلجھنے لگا ہے..." عبیر نے بے تابی سے پوچھا...

"ہاں کر دی... فوراً..."

"ایک منٹ نہیں لگایا..." جہاں آرا بھی حیران ہو رہی تھیں...

"بعد میں لڑکا بےشک کیسا نکل آئے۔ انہوں نے تردد ہی نہیں کیا...؟"

"بالکل نہیں..."

"بڑی حیرت کی بات ہے...؟"

"حیرت سی حیرت..."

"لڑکی میں کوئی کمی کجی تو نہیں...؟"

"کمال کرتے ہو عمو! میں اس کے حسن و اخلاق کے لئے مری جا رہی ہوں، اس کی تعلیم بھی معقول ہے، ہنر مندی بھی اچھی خاصی ہے... میں تو کہتی ہوں ایسا رشتہ ملنا مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے..."

"پھر وجہ کیا ہے...؟"

"میرا خیال ہے لڑکیوں کے اچھے رشتے آجکل مشکل سے مل رہے

ہیں نا... اس لیے..."

"عبیر جیسے سپوت ہوں گے تو لڑکیوں کے رشتوں میں مشکل پیش آئے گی ہی نا..."

عمو خجل سا ہو کر رہ گیا... چہرے پر پھیکے پھیکے سے رنگ پھیل گئے۔

"کیوں ہر وقت اس کو شرمندہ کرتے رہتے ہیں..." جہاں آرا نے عبیر کے چہرے کے پھیکے رنگ دیکھے... ماماتا تڑپی... کیسے ایک دم خاموش ہو گیا تھا...

"جہاں آرا دکھی ہو کر کرتا ہوں... میں اس عمر میں..."

"ابا جی! آپ اپنی جوانی کا قصہ بعد میں بتا دیجئے گا... پہلے میری بات سُنیں..."

"سُنا میری ٹبیا رانی...!" گلشن کے لئے تو وہ ایک دم موم ہو جاتے تھے...

"ویسے عمو ٹھیک کہہ رہا ہے... اگر بھائی جان نہ مانتے تو...؟ مجھے تو سچ مچ فکر پڑ گیا ہے..."

"اس وقت بھی لڑکی، تمہیں جلدی پڑی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے جب ہاں ہی لینا تھا تو زبیر کے آنے پر یہ بات ہو جاتی..."

"اس وقت تو یہ نہیں معلوم تھا... میں تو سمجھتی تھی پتہ نہیں کتنے چکر لگانا پڑیں گے...؟"

"شائد شادی کے بعد ہی رشتہ منظور ہو..."

"کون سی شادی کے بعد ...؟" گلشن نے چونک کر عمیر کی طرف دیکھا...

"بھائی جان کی شادی کے بعد ..."

"شادی پہلے اور رشتہ بعد میں منظور ہوگا..."

جہاں آرا تو جہاں آرا کاظمی صاحب بھی عمیر کے اس مذاق پر ہنسنے لگے..

"بہت خوب! ویسے بیگم! آجکل کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے... رشتے ایک دوسرے سے چھینے جھپٹے جا رہے ہیں..."

"پیرا آباجی! مجھے تو بھائی جان کا فکر پڑا ہوا ہے..."

"فکر کی کیا بات ہے... امی! آپ بھائی جان کو کہہ دیں کہ انہیں دودھ نہیں بخشیں گی... اور گلشن! تم اپنا دوپٹہ اتار کر ان کے قدموں میں ڈال دینا..."

ساتھ ہی عمیر نے میز پر سے ایک رومال اٹھا کر باپ کے پاؤں میں رکھ دیا...

"یوں... ساتھ کہنا... یہ میری عزت آپ کے پاؤں میں پڑی ہے... چاہیے تو اسے روند دیں اور چاہیں تو بچا لیں... اور آباجی! آپ عاق کرنے کی دھمکی دے دیں... اور ساری زندگی صورت نہ دیکھنے کی قسم کھا لیں... بیشک جھوٹی جھوٹی..."

سب ہنستے رہے اور عمیر انہیں ترکیبیں عملی طور پر بتاتا رہا...

"اور عمو! تم کیا کرو گے...؟ اپنا رول تم نے بتایا ہی نہیں..."

"میں...؟ میں...؟ میں جان دے دینے کی دھمکی دوں گا... زہر لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آؤں گا کہیں سے..."

"سچ مچ کا نہ لانا..." گلشن کانپ سی گئی...

"تم ہو بھی بڑے بھول بھلکڑ سے... اور کچھ جذباتی بھی... میرے ساتھ ہی کبھی جھگڑا ہو جائے اور... نہ نہ..."

عمیر ہنسنے لگا... "احمق لڑکی...!"

"ٹھیک کہہ رہی ہے..." کاظمی صاحب نے عمیر کو گھور کر دیکھا...

"اباجی! بیکار ہوں... ناخلف ہوں... کچھ سچ مچ بھی ہو گیا تو... سارے سُکھی ہو جائیں گے نا..."

"بکواس نہیں کرو..." کاظمی صاحب ایک دم غصّے میں آ گئے...

"والدین کے جذبوں کو آزمائش کی بھٹی میں ڈالتے ہوئے شرم نہیں آتی..."

"بیکار ہوں... ناخلف ہوں... سارے سُکھی ہو جائیں گے..." وہ اسی کے لہجے میں بڑبڑا اٹھے...

"ہم نے تمہیں جنم دیا ہے... پرورش کیا ہے... تعلیم دلائی ہے... ایسی بات کرنے کا تمہیں حق ہی کیا ہے... اپنی ملکیت کے لئے جو مرضی سوچو، کرو، کہو... ہماری ملکیت کی طرف تمہیں آنکھ اٹھا کر دیکھنے، یا ایسی بات کرنے کی آخر ہمت کیسے ہوئی..."

کاظمی صاحب کے ہونٹوں سے طیش کے مارے جو کف اڑ رہا تھا، آنکھوں میں جو شعلے لپک رہے تھے وہ ان جذبوں کے ترجمان تھے، جو ان کے دل میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اولاد کے لئے تھے۔۔

عمیر جیسا بھی تھا۔۔ نکما، بیکار، آوارہ، وہ اسے ڈانٹتے ڈپٹتے رہتے تھے ہر وقت۔۔۔ لیکن۔۔۔ اولاد کی، اس کی محبت جو اندر تھی، وہ تو موجود تھی۔۔۔ اسی طرح، جس طرح ہر تخلیق کرنے والے کے دل میں اپنی تخلیق کے لئے ہوتی ہے۔۔۔

"کھڑے تکے کیا جا رہے ہو۔۔۔ باپ سے معافی مانگو۔۔"

جہاں آرا نے اسے گھورا۔۔۔

"ابا جی! معاف کر دیں۔۔۔ میں تو بھائی جان کے لئے سب کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔ ان کی وجہ سے ہمارے خاندان کا نام روشن ہے۔۔۔ ہمارے گھر کی عزت بڑھتی ہے ان کا نام لے کر۔۔۔ وہ ہم سب کا فخر ہیں۔۔۔"

عمیر نے تقریباً ہر محکمے، ہر انسٹی ٹیوٹ، ہر پرائیویٹ کمپنی یا فرم اور ہر قسم کی فیکٹری میں نوکری کی درخواست دے رکھی تھی۔۔۔

آج کل تو سارا دن اور کوئی کام ہی نہیں تھا جیسے۔۔۔ جواد کی دکان پر دو اخبار آتے تھے۔۔۔ اپنے گھر میں ایک آتا تھا۔۔۔ کچھ دوستوں سے کہہ رکھا تھا، ان سے معلومات حاصل ہو جاتیں۔۔۔

یوں جتنی آسامیاں نکلتیں، خالی جگہیں علم میں آتیں، چھوٹی، بڑی،

معمولی، اعلیٰ، کلرکی کی، افسری کی، سب کے لئے درخواستیں دیتے جاتا۔۔ کوئی ہاتھ آجائے، اس بے کاری کی زندگی سے چھٹکارا ملے۔۔۔ روز روز کی ڈانٹ، پھٹکار اور لعن طعن سے نجات حاصل ہو۔۔۔

بڑا دکھی ہو گیا تھا اس زندگی سے۔۔۔ اور اب تو۔۔ ضرورت بھی پڑ گئی تھی۔۔۔ اشد ضرورت۔۔۔ وہ بڑا برداشت والا تھا۔۔ دکھ، غم بڑے حوصلے اور صبر سے برداشت کر لیا کرتا تھا۔ مگر یہ جو ضرورت تھی۔۔۔ اس کو ٹال نہیں سکتا تھا۔۔۔ اس کو ٹالتا تو زندگی ٹلتی نظر آتی تھی۔۔۔

جذبوں کی مار بڑی بُری ہوتی ہے۔۔۔ اس کے لگے زخم مندمل نہیں ہوتے، زندگی مندمل ہو جاتی ہے۔۔۔ اور وہ آجکل جذبوں ہی کی مار کھا رہا تھا۔۔۔ کوئی اچھی سی جاب اس مار کے زخموں کا مرہم بن سکتی تھی مگر۔۔۔

مقدر کا دامن ہاتھ نہیں آرہا تھا۔۔۔ پھسل پھسل جاتا۔۔ کالیں بھی آ رہی تھیں، پر کہیں بھی کام نہیں بن رہا تھا۔۔۔ کہیں تجربے کی کمی کے ہاتھوں مات کھا جاتا تو کہیں ڈگری اس جاب کی برابری نہ کرتی۔۔۔

فکر اور پریشانی سے دن بدن وزن کم ہو رہا تھا۔۔۔ بھوک اُڑ چکی تھی۔۔۔ چہرے پر ہمہ وقت کھیلنے والی مسکراہٹیں کافور تھیں۔۔۔

"یہ تم اتنے دُبلے کیوں ہو رہے ہو۔۔۔؟"

اسے خود کو تو اپنی حالت کا اندازہ نہیں تھا۔۔۔ جواد کی امی نے ہی ایک دن تردد سے پوچھا تو اسے احساس ہوا۔۔۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس قدر وہ جواد کا عزیز دوست تھا، اسی حساب سے جواد کی ماں اس سے پیار کیا کرتی تھی.. جس سے پیار ہو اس کی ہر پیاری چیز سے پیار ہوتا ہے...

جواد اک اکیلا ہی تو اب اس کی زندگی کا سکھ اور خوشی تھا... عمیر آجاتا تو اپنی آنکھوں کے نور کی خوشی اور چمک ہی کو دیکھتی دیکھتی اس پر بھی محبتیں نچھاور کرنے لگتی... جذبوں کی ہریالی میں کھلنے لگتی... مہکنے لگتی...

"گھر میں تو سب خیریت ہے نا...؟" اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرا...

"گھر میں تو ہے... پر..." عمیر کے جواب دینے سے پہلے جواد شوخ اور چمکتی آنکھوں سے عمیر کی آنکھوں میں تکتے ہوئے بول اُٹھا...

پھر.. بات ادھوری چھوڑتے ہوئے نظریں جھکا لیں... عمیر سمجھ گیا تھا... وہ بیلی کی بات کر رہا تھا، آجکل دکھائی نہیں دے رہی تھی اور عمیر بےحد فکرمند تھا... جذباتی گھاؤ بڑے تکلیف دہ ہوتے ہیں... ہستی کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیتے ہیں...

"یہ کیا کہہ رہا ہے عمیر بیٹے...؟"

جواد نے بات پوری نہیں کی تو وہ تجسس بھری نظروں سے عمیر کے متفکر اور پژمردہ سے چہرے کو تکنے لگیں... ہائے! کیسا دھواں دھواں سا ہو رہا ... ورنہ یہی پھولوں کی طرح ہر وقت کھلا رہا کرتا تھا... بڑی ہمدردی سے اس کی پشت کو تھپتھپایا...

"بتانا...؟ کیا مجھ سے بھی چھپائے گا... ارے میں جواد ہی کی طرح نہیں سمجھتی ہوں..."

عمیر بوکھلا گیا... "خالہ جی! یہ شیطان ایسے ہی شرارت کر رہا ہے... سب خیریت ہے.."

"چائے کے لئے پریشان ہے... صبح سے نہیں پی..." جواد نے خود ہی اس کی بوکھلاہٹ سمیٹ لی...

عمیر نے اطمینان کا سانس لیا... اتنی محبت کرنے والی ہستی کے سامنے اب کیا جھوٹ بولتا...

"لو... صرف چائے کی بات ہے... میں قربان... دو منٹ میں چائے پلاتی ہوں..."

جواد کی امی چائے بنانے کے لئے کچن میں گئیں تو عمیر نے مُکا تان لیا... "تمہیں مذاق کرنے کے لئے وقت، ویلے کا بھی پتہ نہیں چلتا..."

"موڈ آگیا بھئی...؟" جواد نے ہنستے ہوئے اس کا تانا ہوا مُکا تھام لیا..

"میں نے کیا کہا...؟"

"گھر میں تو خیریت ہے... اور کہاں خیریت نہیں ہے بچو! اب مجھے بتا..."

"مجھے کیا پتہ..." معصوم سا بنتے ہوئے جواد نے نظریں جھکا لیں...

"پھر اس وقت یہ آنکھیں اتنے پُراسرار انداز میں کیوں گھما رہا تھا...؟"

"ویسے دُبلا ہونے کی بات تو ہے... نہیں ہے...؟"

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کون سی...؟" عمیر انجان بن گیا...

"اتنے دن ہو گئے وہ نظر نہیں آئی..."

"کون...؟" اس نے چہرے پر ناسمجھی کی نقاب اوڑھے رکھی...

"وہی..." جواد نے کنکھیوں سے اسے دیکھا... "اپنی بیلی بھابھی..."

عمیر کا تنا ہوا اُمکّا نیچے گر گیا... اور... چہرے پر اک دلفریب سی مسکراہٹ پھیل اٹھی... لیکن... دوسرے ہی لمحے اس مسکراہٹ کو پرے دھکیل کر افسردگی وہاں آن ٹکی... وہ اداس اور رنجیدہ سا چہرہ لئے کھڑکی میں جا کھڑا ہوا...

پھر... چپکے سے، جواد سے نظریں بچا کر جیب میں سے سکہ نکالا، چند لمحے اس کی چمکیلی، ملائم سطح کو گھورتا رہا... مسکرا کر، آنکھوں میں عجیب سی جوت جگا کر، اس پر انگلیاں پھیرتا رہا... جیسے وہ سکہ نہیں تھا کسی کے لب و رخسار تھے، کتنی ہی دیر کسی تصور میں کھویا رہا...

جواد اس کے پیچھے کب آن کھڑا ہوا تھا... اسے علم ہی نہیں ہوا۔ اس قدر ڈوبا ہوا تھا... پھر یکایک جانے کیا خیال آیا۔ ایک دم اسے ٹاس کرنے کے لئے اچھال ڈالا۔ دوسرے ہاتھ کی چوڑی ہتھیلی نیچے پھیلائی... مگر... ہتھیلی خالی ہی رہ گئی... درمیان میں سے وہ سکہ جواد نے کیچ کر لیا...

عمیر نے جلدی سے گھوم کر خشونت بھری نظروں سے اسے دیکھا...

"یہ خوابوں، خیالوں کی دنیا میں بسنا چھوڑ دو..." جواد نے اسے نصیحت کی۔

"میرے یار! میرے پیارے! میرے عزیز! کب تک اس کی آس میں

سکہ اچھالتے رہو گے... اسے حاصل کرنے کے لئے عملی طور پہ کچھ کرو..."

"تمہارے سامنے، سب کچھ ہی تو کر رہا ہوں..."

عمیر کے چہرے پر مایوسی کے تاریک سے سائے پھیل گئے... "پر... اگر مقدر ہی خراب ہو تو...؟"

"یہ تمہیں اُردو کا ایم۔اے کرنے کا کس نے مشورہ دیا تھا..." جواد جز بز سا ہوتے ہوئے بولا...

"اکنامکس کر لیتے... انگلش کا کر لیتے... ایم۔بی۔اے وغیرہ کر لینے..."

اس کے لئے دل میں درد بھی تھا... دکھی بھی ہو رہا تھا... مضطرب بھی تھا... جھنجلا بھی رہا تھا... لیکن بے بسی سب پر غالب تھی... ہر جذبے پر...

"بتاؤ نا... سی۔ایس۔ایس کر لیتے... اتنے ذہین ہو۔ یہ اُردو لٹریچر ہی رہ گیا تھا...؟"

"بھئی شوق تھا... اپنی قومی زبان پر پوری طرح عبور حاصل کرنے کا... اور ساتھ ہی کہانیاں وغیرہ لکھنے کا..."

"اور یہ کبھی نہ سوچا کہ پیٹ کا تنور کہانیوں سے نہیں تپا کرتا... پیسہ چاہیئے اس کا ایندھن مہیا کرنے کے لئے... پیسہ میری جان پیسہ... کوئی پیشہ دلانے والی ڈگری لیتے..."

"پچھتاوے کے عمل سے میں پہلے ہی جل جل کر گزر رہا ہوں... مجھے مزید راکھ نہ بناؤ..."

عمیر کھڑکی میں سے پلٹ کر واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کوئی تعمیری نصیحت کرو میرے یار! جو میری بگڑی کو بنا دے..."

"پھر درخواستوں کے جوابات کا انتظار کرو..."

"وہ تو کر رہا ہوں..."

"اور ساتھ دُبلے ہوئے جا رہے ہو... وقت کی تنگی کا غم بھی کھاتے ہو۔ روگ لگا رکھا ہے جان کو..."

"یہ روگ تو اب جیتے جی ساتھ چھوڑنے والا نہیں..."

"کیا مطلب...؟"

"بیلی کا خیال چھوڑ دینا کوئی آسان کام ہے؟ پورا یقین ہے... جی نہیں سکوں گا اس کے بغیر..."

عمیر کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی دیکھ کر جواد بے حد افسردہ ہو گیا۔ بڑی دیر خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر قدرے نرمی سے بولا...

"کل اپنی ساری کہانیاں اکٹھی کر کے لانا..."

"انہیں کیا کرو گے...؟"

اک تلخی بھرے تبسم کے ساتھ عمیر نے اپنا ہی مذاق اڑایا...

"اب تو چولھے بھی گیس سے چلتے ہیں..."

"پھر وہی مایوسی کی باتیں..." جواد کی نظروں میں ہمدردی اتر آئی...

"ارے بندۂ خدا کسی پبلشر سے ملیں گے... دولت پیسہ پاس نہیں ہے تو نام ہی ہو..."

"لگتا ہے اپنے نصیب میں نام بھی نہیں..."

"اب میں تمہاری تواضع تکّے سے کروں گا... پہلے ہی نہ کر کے بدشگونی کر دیتے ہو... کہتے ہیں کام شروع..."

"یہ بڑی بوڑھیوں والی مثالیں مجھے نہ دیا کرو..." عمیر نے جواد کی بات کاٹ دی...

"اور تم میری بات نہ کاٹا کرو..." جواد نے غصے سے اسے گھورا...

"بس کل تم اپنی ساری کہانیاں لے آنا..."

"لیکن اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے یار...!"

"معاہدہ ہی ہو جائے... وہی پیش کر دیں گے... احمق! کچھ نہ کچھ تو لڑکی والوں کو دکھانا ہی ہوگا..."

"کیا اس کے بغیر..."

جواد کی امی چائے لے آئیں تو دونوں کی گفتگو منقطع ہو گئی... ایک دوسرے کو تکتے رہے... آنکھوں ہی آنکھوں میں بات چیت ہوتی رہی، سوال و جواب کرتے رہے اور چائے پیتے رہے۔

چھٹی کا دن تھا، کچھ آرام کرنا تھا... کچھ ضروری صلاح مشورے کرنا تھے... زبیر کے پاکستان آنے میں چند دن رہ گئے تھے... اس کا رشتہ طے کر کے شادی کی تیاریاں شروع تھیں...

دن مصروفیات میں گزر جاتا... رات کو گلشن کی سہیلیاں آ جاتیں۔ پھر اکٹھی ہو کر ڈھولک لے بیٹھتیں... کچھ وداعی کے گیت فضاؤں میں اداسیاں بکھیرتے... کچھ سہرے خوشیوں کے ترانے اور شہنائیوں کی گونج بن کر تھرک اٹھتے...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زبیر کا تو رشتہ طے کر کے بہن سہرے گا رہی تھی، ساتھ ساتھ عمیر کے سہرے بھی گائے جاتے... سب مل کر خود ہی شاعری کرتے ہیں... بیشک تُک بندی ہی ہوتی - ہنستیں، کھلکھلاتیں... مسرتوں بھرے ارمانوں کی پھوار برستی...

"اب بتاؤ کیا کروں... گلشن نے تو میرا سہرا بھی گانا شروع کر دیا ہے۔"

"تو گانے دو... شاید کوئی اچھی سی..."

"نہیں نہیں... میرا سہرا صرف بیلی کے لئے گایا جا سکتا ہے..."

"تو پھر اس کا ایک ہی حل ہے... تمہارا کچھ جلد از جلد بن جائے... کوئی چھوٹی موٹی ہی نوکری کر لو..."

"لیکن چھوٹی موٹی نوکری سے کیا اس قابل بن جاؤں گا...؟"

"تبھی تو کہانیوں کا مجموعہ چھپوانے پہ زور دے رہا ہوں... تم نے یہ بھی تو نہیں کیا کہ کبھی کبھار کوئی کہانی کسی ڈائجسٹ یا میگزین میں چھپواتے رہتے..."

"اس سے کیا بن جانا تھا...؟"

"نام... بیٹا نام کی خاطر کہہ رہا ہوں... جس کہانی کار کی کوئی کہانی ہٹ ہو جائے تو سمجھو، وہ بھی ہٹ ہو گیا... پھر ہر اچھے سے اچھے اور پڑھے لکھے گھرانے میں اس کا رشتہ طے ہو سکتا ہے..."

"تو پھر ٹھیک ہے... بس کل لا دوں گا... مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ دن بھی آئے گا جب یہی کہانیاں میرے لئے زندگی مہیا کریں گی، جن میں میں نے صرف دل کی آگ اگلی ہوئی ہے۔"

"او... یہی تو اثر کرنے والی بات ہوتی ہے... بس ایک بار زمانے کے دلوں کو مٹھی میں لے لو..."

"مجھے زمانے بھر کے دلوں کی ضرورت نہیں ہے جواد! مجھے بس ایک دل چاہیئے... بیلی کا..."

"او بابا... ایک ہی دل دیں گے... زمانے کے دلوں کی تو مثال دی تھی صرف..."

جواد اس کی نادانی پر قہقہے لگانے لگا... پھر یکایک اس کے قہقہوں کو بریک لگ گئی۔ گاڑی جیسے بریک لگتے ہی اک جھٹکے کے ساتھ ایک دم رکے۔ اسی طرح اس کے قہقہے بھی تھم گئے...

تب جواد نے چونک کر عمیر کو سر سے پاؤں تک دیکھا... صورت شہزادوں جیسی اور حالت... واجبی سی ہی تھی... کئی سال پرانی ایک جین اور جیکٹ پہنے ہوئے تھا...

"جب اس کے گھر جاؤ گے تو کیا اسی حلیے میں جاؤ گے...؟"

"کیوں میرے حلیے کو کیا ہے...؟" عمیر نے تنک کر پوچھا...

"بہت اچھا ہے... بہت اچھا..." جواد نے پھر طنز بھری نظریں اس کے سراپا پہ ڈالیں...

"یہ جگہ جگہ سے بے رنگ و روپ ہو جانے والی جین، اور یہ نامعلوم کتنے سال کی پرانی قمیص... لگتا ہے جب سے پیدا ہوئے ہو یہی لباس پہن رکھا ہے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواد قہقہے لگانے لگا...

"میری غریبی کا مذاق مت اُڑاؤ جواد! تم میرے دوست ہو..."

عمیر سنجیدہ ہو گیا تھا... جواد کے قہقہے تھم گئے...

"قسم خدا کی مذاق نہیں اُڑا رہا... تمہاری ہستی نکھارنے سنوارنے کا من ہے... تم میرے دوست جو ہو..." اس نے متانت سے کہا۔ چہرے پر خلوص و صداقت پھیل رہا تھا...

"پر میری مجبوری سمجھو..."

"دیوانہ! ایسا بھی کیا ہو گیا... اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے ہو..."

"کھاتا پیتا گھرانہ ہے نا... پر خود تو بیکار ہوں... ویسے گھرانے پر بھی آجکل کچھ مجبوریوں کے بادل منڈلا رہے ہیں..."

عمیر نے اپنی چند مجبوریاں اسے مختصراً بتائیں...

"تمہیں تو پتہ ہی ہے ابا جی ریٹائرمنٹ کے بعد والی ملازمت کر رہے ہیں۔ کوئی بہت زیادہ تنخواہ نہیں۔ پھر گلشن کی شادی سر پر ہے۔ اور اب بھائی جان بھی آ رہے ہیں کچھ تیاریاں تو ان کے لئے بھی ہوں گی۔ سب خرچے والے کام... اس صورت میں...

عمیر سوچوں میں کھو کر، ڈوب کر، اُبھر کر پھر گویا ہوا...

"میں اپنا کوئی خرچ ان پر ڈال دوں... مزید بوجھ... بجائے ان کا ہاتھ بٹانے کے... نہیں نہیں... فی الحال میں اپنے نئے کپڑے شیرطے

نہیں بنوا سکتا..."

"تو تم..." جواد نے انتہائی فکرمندی سے ایک بار پھر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا...

"اس حلیے میں اس کے گھر جاؤ گے... پہلی بار ہی..."

"تم میری اصلیت کو چھپانا کیوں چاہتے ہو...؟"

عمیر نے تیکھی نظروں سے جواد کو گھورا... "کیوں بھئی... یہ فاؤل ہے۔ اسے فراڈ کہتے ہیں... کسی کو دھوکہ دینا میرے اصولوں کے خلاف ہے..."

"کیا واہی تباہی بکے جا رہے ہو... میں تمہاری اصلیت چھپا کر کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا... خدا نہ کرے... اللہ کے بندے میں بھی اک دیانتدار انسان ہوں..."

"تو یہ سب جو کہہ رہے ہو..."

"کاٹھ کے اُلو... بدھو... میں تمہیں نمبرون کر کے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہارا کوئی پوائنٹ کٹے نہیں... تم فوراً پسند کر لئے جاؤ... میں تمہاری محبت کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں... اور یار! شیخ سعدی نے بھی تو لباس کو دعوت کھلائی تھی... حقیقتوں سے نظریں نہیں چرائی جاسکتیں..."

"پھر تم ہی بتاؤ، کیا کروں...؟" عمیر بے بسی سے بولا...

جواد کے دلائل سے قائل بھی ہو گیا تھا۔ پر نظروں میں اور چہرے پر جو مجبوری اور لاچاری پھیل بکھر رہی تھی اس کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا تھا...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کچھ تو کرنا ہوگا..." جواد سر کو کھجلانے لگا... وہ عمیر کے لئے کر بھی بہت کچھ سکتا تھا، کپڑوں کا ایک جوڑا تو کیا دس بنوا دیتا...

وہ اس کا عزیز ترین دوست تھا... اس کے لئے کچھ کرنے کو جواد کے پاس دل بھی تھا... بہت بڑا... ظرف اور حوصلہ بھی رکھتا تھا... پر... مشکل یہ تھی کہ عمیر بڑا خوددار تھا...

اور وہ اس کی خودداری کو مجروح نہیں کر سکتا تھا... اس کی خودداری اسے اپنی دوستی سے بھی زیادہ عزیز تھی... خوددار لوگوں کو، با اصول لوگوں کو پسند کرتا تھا...

"کیا کروں... ؟" عمیر بلند آواز میں جیسے سوچ رہا تھا...

"جیب خرچ جو ملتا ہے وہ سارا درخواستوں اور پھٹپھٹی کے پٹرول پر خرچ ہو جاتا ہے... پہلے کبھی امی سے فالتو لیا کرتا تھا، اب حوصلہ نہیں پڑتا..."

"ایسے کرو سیونگ کا ایک مہینہ مناؤ..." جواد نے تجویز پیش کی...

"وہ کیسے... ؟"

"جواد پلازا پہ روزانہ نہ آیا کرو... چھ کلو میٹر آنا اور چھ جانا سمجھو بارہ کلو میٹر روز کا پٹرول کا خرچ بچ جائے گا..."

"یہ والی بچت نامنظور..." عمیر زیر لب مسکرایا...

"کیوں... ؟ اچھی خاصی ہو جائے گی یار..."

"پلازا پر آنا میں کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا۔ کسی صورت نہیں..."

عمیر کے چہرے پر خلوص و صداقت کا نور سا پھیل گیا...

"وہاں تو میری زندگی کی بیٹری چارج ہوتی ہے..."

"واہ رے میرے عاشق... رانجھا، مہینوال، مجنوں..." دونوں ہنسنے لگے...

"پھر کوئی اور ترکیب سوچو..."

"ہاں..." ایک دم جواد اچھلا... "مجھے یاد آیا... وہ ہماری دکان کے پاس جو قریشی صاحب ہیں نا... شوز سٹور والے..."

"ہاں ہاں... وہ گورے سے رنگ کے... شریف سے..."

"ان کا نام بھی شریف ہے... شریف قریشی..." جواد ہنسا...

"دو چار دن پہلے انہوں نے اپنے دو بچوں کے لئے ٹیوشن کا کہا تھا..."

جواد کی آنکھیں چمکیں... "اس ساری لائن میں ہیں ہی زیادہ تعلیم یافتہ نہیں۔ ورنہ اکثر دکاندار جو ہوتے ہیں ان کی تعلیم کم ہی ہوتی ہے..."

"ہاں ہاں مجھے پتہ ہے۔ تعلیم زیادہ حاصل کر کے انسان کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دکانداری نہیں کرتا۔ عہدہ، کرسی کی تلاش میں لگ جاتا ہے... میری طرح... اور پھر بے شک یہ حال ہو جائے... میرے جیسا... یہ ہمارے معاشرے کی ایک بہت بڑی خامی ہے...

عمیر نے اپنے آپ کو ہی طنز کیا...

"حماقت۔ بیوقوفی۔ ورنہ پیٹ ہی بھرنا ہے نا... یہ اقتدار کا لالچ ذلیل و خوار کراتا ہے انسان کو..."

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چھوڑو، زمانے کی باتوں کو... ہمیں اس وقت صرف اپنے متعلق سوچنا ہے... ہاں تو مجھ سے قریشی صاحب نے کسی ٹیوٹر کے لئے کہا تھا... ایف۔ اے اور میٹرک کے دو بچوں کے لئے... شرط بس صرف ایک ہی ہے محنتی ہو، اور مخلص ہو... فیس منہ مانگی دیں گے... وہ ٹیوشن تم کر لو..."

"وہ ٹیوشن میں کر لوں...؟" عمیر سوچنے لگا...

"ہاں... جب تک کوئی فل جاب نہیں ملتی کیا حرج ہے... پہلی ہی تنخواہ پر کپڑے بنا لینا... ذرا شان اور ٹھاٹھ سے جائیں گے یہی بھابی کو پرویوز کرنے... اس کی بھی عزت بڑھے گی..."

"ٹھیک ہے... وہ ٹیوشن تو میں ضرور کر لوں گا... باقی رہی شان اور عزت کی بات تو... کیا وہ انسان کے حسنِ اخلاق سے نہیں ہو سکتی۔ ہمارے نبی کریم ؐ کی حدیث ہے..."

"دیکھو... میں سب جانتا ہوں... سب مسئلے مسائل کو مانتا ہوں۔ پر تم سے ایک التجا کروں گا... یہ تم ہر وقت مجھے دینیات نہ پڑھاتے رہا کرو..."

"پھر کونسا سبق دوں...؟"

"اس وقت ہمیں زمانے کے ساتھ چلنا ہے..."

"تو کیا اپنے پیغمبروں اور اسلاف کی باتیں اور فرمان نظرانداز کر دیں...؟"

"توبہ استغفار!" جواد نے جلدی سے کانوں کو ہاتھ لگائے...

"یہ میں کب کہہ رہا ہوں... میں تو بس زمانے کے ساتھ چلنے کی بات کر رہا ہوں اور وہ ہم شرع و سنّت کے راستوں پر چل کر بھی کر سکتے ہیں۔ ہمارا قرآن چودہ سو سال پہلے کا بھی تھا اور آج کا بھی ہے..."

"اب تم مجھے دینیات پڑھا رہے ہو..." عمیر نے کہا...

"اوہ ہاں..." جواد چونکا اور پھر دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر قہقہے لگانے لگے...

"کھانا لے آؤں جواد..." کچن میں سے امّی نے پوچھا تو دونوں کی ہنسی تھمی...

"ہاں امّی! لے آیئے..."

"نہیں نہیں..." عمیر اک دم اُٹھ کر کھڑا ہو گیا...

"میں کھانا نہیں کھاؤں گا... بالکل بھوک نہیں ہے..."

"تمہاری بھوک تو اس دشمنِ جان نے اُڑا رکھی ہے... جانے اتنے دنوں سے غائب کہاں ہے...؟"

"کسی سے معلوم کرو نا..." عمیر جذبوں سے مجبور خوشامدانہ لہجے میں کہنے لگا...

"جتنی جلد ہو سکے... ورنہ... ورنہ..."

اور وہ بات پوری کئے بغیر نکلا چلا گیا...

یہ کیسے جذبے اس کے پروردگار نے اس کے من میں اتار دیئے تھے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے کل و بے قرار کرنے والے... ہر وقت مضطرب رکھنے والے...
کسی طور چین نہیں آتا تھا... ہر پل، ہر لمحہ اسی کی سوچیں دماغ
میں گھسی رہتی تھیں...
جس طرح سینے کے اندر دل دھڑک رہا تھا اسی طرح ہر لمحہ وہ
دھڑکتی محسوس ہوتی رہتی تھی...
رگوں میں خون کی طرح دوڑتی رہتی تھی...
جسم میں گویا روح کی سی حیثیت اختیار کر چکی تھی...
روح، جو زندگی ہوتی ہے۔ اور نہ ہو تو انسان مردہ ہو جاتا ہے۔
اور اپنے جسم کو زندہ رکھنے کے لیے اسے پیل ملنا چاہیئے تھی... کہاں
چلی گئی تھی...؟ کہاں کھو گئی تھی...؟
اسے تلاش کرنا ضروری تھا... بے حد ضروری... کہ عمیر کی بقا اسی
میں تھی...

زبیر کے آنے میں صرف دو ہفتے باقی رہ گئے تھے اور گلشن کی شادی
میں ایک ماہ...!!
بڑی زبردست تیاریاں ہو رہی تھیں... شروع شادی سے ہوئی تھیں...
مگر اب زیادہ نام زبیر کے آنے کا ہی لیا جاتا... اس کے لئے یہ کرنا ہوگا۔

اس کے لیے وہ کرنا ہوگا...
پہلے یہی خیال تھا کہ گلشن کی شادی کے لئے گھر کی آرائش و زیبائش بس
باہر باہر سے ہی ہو جائے گی اور اندر صرف دروازوں کھڑکیوں پہ رنگ
روغن ہوگا۔ اور دیواروں پر سفیدی وغیرہ...
"چمک اُٹھے گا اتنے سے ہی... ایک دن کی تو شادی ہے..."
"ہاں..." کاظمی صاحب نے بھی بیگم کی ہاں میں ہاں ملا دی۔
"ذرا سوچ سمجھ کر ہی خرچ کرنا چاہیئے... قرض بُری بلا ہے..."
"کتنا لیا ہے...؟"
"ابھی تو نوبت نہیں آئی..."
"شکر ہے پروردگار کا... بس وہ قرض کی لعنت سے بچائے ہی
رکھے... میں دوسرے اخراجات میں بھی کفایت کو ملحوظ رکھوں گی..."
مگر اب... زبیر آ رہا تھا... آٹھ سال بعد...
"توبہ! جدائی کا کتنا طویل عرصہ گزر رہا ہے..." جہاں آرا گزرے
وقت کو یاد کر کے لرز اٹھیں...
"ہاں..." کاظمی صاحب نے بھی وہ وقت یاد کیا...
"جیسے آٹھ سالوں کا اک اک لمحہ کانٹوں پہ چل کر گزرا ہے... اندر
زخم ہیں... چھلنی ہے سینہ..."
"سوچتی ہوں کیسا ہو گیا ہوگا...؟"
"وہ پہلے ہی نوابزادوں ایسا لگتا تھا..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں ... میری اولاد میں سب سے زیادہ خوبرو..."

"لیاقت، قابلیت میں بھی اوّل نمبر..."

"مولا کریم اسے نظرِ بد سے بچائے ... میں سوچ رہی تھی..."

"ہاں ہاں کہو... چپ کیوں ہو گئیں..." کاظمی صاحب بڑی دلچسپی سے اس کے متعلق گفتگو کر رہے تھے ...

"زبیر امریکہ جیسے صاف ستھرے ملک سے آرہا ہے ... اور مہینہ بھر رہے گا بھی ... اسی گھر میں ..."

"تو... کیا مطلب ...؟"

"کوئی غسل خانہ ڈھنگ کا نہیں ہے ... کمروں اور برآمدوں کے فرش جو ہیں، ان کے پلستر اُکھڑے ہوئے ہیں ... کیا کہے گا وہ..."

"ہاں گھر کی حالت تو خاصی خستہ ہو رہی ہے..."

"غسل خانے کی اسے بڑی تنگی ہوگی ... وہ عادی ہوگا وہ، کیا اسے کہتے ہیں ... ہاں ... باتھ ٹب ... باتھ ٹب میں غسل کرنے کا..."

"اور ہمارے واش بیسن بھی صاف ستھرے نہیں ہیں..."

"کم از کم ایک ہی باتھ روم درست ہو جاتا..."

"ہاں ... کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو... ماں باپ کے پاس سُکھ نہ پایا تو... اسے امریکہ ہی بھلا لگے گا نا... جلدی واپس بھاگنے کی کرے گا...؟"

"پھر...؟" جہاں آرا تردّد سے بولیں... "کچھ کرنا چاہیئے... میرا تو جی چاہتا ہے اسے اتنی سہولتیں اور آسائشیں یہاں دیں کہ ... وہ امریکہ کو بھول

جائے... واپس جائے ہی نہیں..."

جہاں آرا کے چہرے پر سرخیاں سی پھیل اُٹھیں۔ مامتا کا نور چھانے لگا...

"کیا ہو سکتا ہے ایسا...؟"

"کر دیکھتے ہیں..." کاظمی صاحب کے چہرے پر بھی پدرانہ جذبے بکھرے۔

"واپس نہ ہی جائے تو اچھا ہے ... میرے بڑھاپے کی مضبوط لاٹھی تو وہی ہے..."

"تو مضبوطی سے تھام لو..."

اینٹیں، سیمنٹ، ریت، راج، مزدور، سب کچھ آگیا... مرمتیں شروع ہو گئیں...

پرانے فیشن کے باتھ روم کو نئے فیشن کا بنوانا تھا... اس کا سامان آنے لگا۔

"ہائے! یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ اتنے خرچ کیوں کئے جا رہے ہیں...؟"

یہ سب دیکھ دیکھ کر گلشن ایک دم چلّا اٹھی... حالانکہ اس نے پہلے ہی والدین کو مطلع کر دیا تھا... اسی وقت جب اس کی شادی کی تاریخ مقرر ہوئی تو...

"میں نے کہہ دیا ہے میرے لئے چادر سے پاؤں باہر نکالنے کی بالکل کوئی ضرورت نہیں..."

ماں باپ کی منہ چڑھی نے کھلم کھلا اظہارِ خیال کر دیا تھا...

"جتنی چادر ہے اتنے ہی پاؤں پھیلایئے..."

آجکل ایک لڑکی کے رشتے لگنے کے لئے دو چیزوں میں سے کسی ایک کا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہونا اشد ضروری ہے..." جہاں آرا نے تندسی نظروں سے بیٹی کو دیکھا...

"کونسی دو...؟"

"دولت اور حسن... اور ہمارے ہاں خیر سے دونوں ہی کی کمی ہے..."

"آپ یہی کہنا چاہتی ہیں نا کہ میں کالی کلوٹی اور معمولی شکل وصورت کی لڑکی ہوں... دوسرے میرے ابا جی کے پاس اتنا دھن دولت نہیں ہے کہ مجھے ڈھیروں ڈھیر جہیز دے سکیں..."

جہاں آرا نے جو بات کی تھی، اس کے معنی گلشن اچھی طرح سمجھتی تھی... اس کی رنگت خاصی سانولی تھی اور اسے معلوم تھا، دونوں بھائیوں سے صورت میں کانی مات کھاتی تھی...

آئینہ بھی روز دیکھتی تھی... کوئی خوش فہمی یا غلط فہمی نہ تھی... دل ہر قسم کی حقیقت کو تسلیم کرتا تھا۔ لیکن جب ماں کے منہ سے سُنا تو...

دُکھ تو نہیں ہوا۔ اس لئے کہ وہ سچائیوں کو ماننے والی لڑکی تھی... پر اتنا حوصلہ پیدا ہو گیا کہ بات کھُل کر کر دے... انسان کو ہر کمی کا سامنا فراخ دلی سے کرنا چاہیئے...

"پر ان دونوں کمیوں کی مجھے پرواہ نہیں ہے امی جی...! یہ جو آپ مجھ میں کمی بتا رہی ہیں شکر ہے پروردگار کا اخلاقی نہیں ہے... اس لئے آپ بالکل فکر نہ کریں..."

اس نے پورے اطمینان اور تسلی سے ماں کو جواب دیا...

"میں اپنے اخلاق، اپنی سلیقہ مندی اور عقلمندی سے اپنا گھر آپ کو

بسا کر دکھاؤں گی... میرے لئے آپ کو قسم ہے کچھ نہ کیجئے گا..."

اور یہ بات اس نے زبانی زبانی نہیں کہی تھی۔ اَڑ گئی اپنی اس بات پر۔ تب اس نے اپنا جہیز اپنی مرضی سے بنوایا... کوئی فضول خرچی نہیں ہونے دی... ہر طرح سادگی اور کفایت کو ملحوظ رکھا۔ اسے معلوم تھا شادی کے فوراً بعد اس نے ملک سے باہر چلے جانا تھا...

"میرے لئے کوئی فرنیچر، کوئی کراکری، بجلی کی یہ مختلف قسم کی ضروریات زندگی، فرج، فریزر، ٹی۔وی ایئر کنڈیشنر وغیرہ کچھ نہیں... بالکل کچھ نہیں ہونا چاہیئے..."

"تُو تو ہماری بیٹی ہے... تُو یہاں سے خالی ہاتھ بھی چلی گئی تو تُو نے ہمیں کچھ نہیں کہنا... بدلے میں پھر بھی محبت اور دعا دینی ہے۔ مگر تیرے سُسرال والے... وہ کیا کہیں گے... اتنے جوگے نہ تھے... اس کے علاوہ دنیا والے کیا کہیں گے... ایک لڑکی اور اس کو بھی کچھ نہ دے سکے..."

"سُسرال والوں کو اور دنیا والوں کو میں جواب دے لوں گی... خود دوں گی... بس آپ فکر نہ کریں..."

زیور کپڑے کا مسئلہ چھیڑا تو تب اس نے صاف کہہ دیا... "میرے لئے کوئی بھی زیور مت خریدیئے گا..."

"کیوں...؟"

"نہ مجھے پہننا پسند ہے اور نہ شوق ہی ہے، دوسروں کو دکھانے اور نمائش کا..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اور جو میں نے اپنے والا تمہارے لئے رکھا ہوا ہے..."

"وہ بھائیوں کی بریوں میں ڈال دیں... ناک محفوظ ہو جائے گی..."

کپڑے سادہ سادہ تھوڑے سے بنوا لئے... وہ تو پہننے کی اک ضرورت تھی... اس کے بغیر گزارہ نہ تھا... ویسے جو جہیز میں بیسیوں جوڑے بنتے تھے ان کا بھی حشر اس نے دیکھا ہوا تھا، زیادہ تر بکسوں میں ہی بند رہتے تھے۔ اور خصوصاً عروسی جوڑا تو آٹھ دس ہزار کا بنتا تھا اور پہنا ایک دن جاتا تھا۔ وہ بھی صرف چند گھنٹوں کے لئے... پھر اس کے بعد ہمیشہ کے لئے بکس میں بند ہو جاتا تھا...

کیوں آٹھ دس ہزار کا یوں زیر بار کرتی ماں باپ کو... ان کے مالی حالات کا اچھی طرح علم تھا اور پورا پورا احساس بھی... یوں سب کچھ بہت سوچ سمجھ کر اس نے بنوایا...

آڑ یہ بھی لی کہ اس نے ملک سے باہر چلے جانا تھا اور وہاں یہاں کی نسبت ہر چیز اچھی ملتی تھی... اس کے علاوہ بنوا لیتی تو ساتھ لے جانا بھی ممکن نہ تھا۔ ایک دن کی نمود و نمائش اور جھوٹی شان اور عزت کی خاطر لیا گیا سامان یہیں رہ جانا تھا...

کمرے بھر کر چھوڑ جاتی... دیمک کے چاٹنے کے لئے... کیڑا لگنے کے لئے خستہ و خراب ہونے کے لئے...

یوں... باپ کی سفید پوشی کا بھرم بھی رہ سکتا تھا اور اس کی اپنی انا اور خودداری بھی قائم رہ جاتی...

پر اب... یہ سب کچھ کیوں ہو رہا تھا... اس کی کی گئی کفایت اس طرح فضول خرچی کے سیلاب میں کیوں بہہ رہی تھی...

"کیوں امی جی...؟ کیا ضرورت تھی اس وقت یہ سب کچھ کرنے کی...؟"

"تمہارا بڑا بھائی آٹھ سال بعد واپس آ رہا ہے... اپنے گھر... اسے یہاں آرام و آسائش نہ ملا تو کیا قدر رہے گی اپنے گھر کی... اُسے تو پھر امریکہ ہی بھلا لگے نا..."

وہ چپ کی چپ رہ گئی... اپنے معاملے میں ہر قسم کی لڑائی لڑ سکتی تھی... لیکن... یہ والدین کے جذبوں کا معاملہ تھا... ان کے متعلق کچھ بھی کہنا حدِ ادب سے نکلنے والی بات تھی...

البتہ عمیر نے دبے دبے الفاظ میں سہی، انصاف کی بات کی ضرور...

"اس وقت گلشن کے لئے خرچ کرنا ہمارا فرض بنتا ہے... مگر یہ... یہ سب جو ہو رہا ہے... امی جی! یہ اس وقت مناسب نہیں..."

لیکن جذبوں کا معاملہ مختلف ہوتا ہے۔ جہاں آرا نے یہی سمجھا کہ بڑے بھائی کی خاطر خرچ ہو رہا تھا، چھوٹے کو اچھا نہیں لگا... انسان ہی تھا، بے شک بھائی سے بڑی محبت کرتا تھا، یہ حاسد جذبے اُتر آئے دل میں..."

آجکل ذرا باپ نے اس کی طرف سے ہاتھ کھینچا ہوا تھا نا... ادھر خرچ ہوتا اچھا نہیں لگا... دل میں ایک چھوٹی سی گرہ لے کر خاموش ہو گئیں... کوئی جواب نہیں دیا... عمیر بھی اولاد تھا، اس کی بات نہیں اچھالی... ورنہ باپ بگڑ اُٹھتا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور... زبیر کے لئے کچھ بھی خرچ کرنا، ماں باپ دونوں کو کبھی بھی دکھتا نہیں تھا... اس کے لئے تو خود بک کر بھی وہ کچھ کر ڈالتے تو انہیں محسوس نہیں ہوتا تھا... کبھی بھی...

اور ابھی تو وہ صرف قرض لے رہے تھے... اس آس میں، کہ ان کا لائق فائق اور خاندان کا نام روشن کرنے والا بیٹا آ رہا تھا... اس کے لئے جو کچھ بھی خرچ ہو رہا تھا انہیں یقین تھا، وہ وصول ہو جاتا تھا۔ بمعہ منافع کے۔ جانے کیوں یہ یقین تھا... حالانکہ پہلا خرچ کیا ہوا، آج تک وصول نہیں ہوا تھا... اک کوڑی نہیں... وہ وہاں بہت کما رہا تھا... لاکھوں میں کھیلتا تھا... لاکھوں میں کھیلتے کھیلتے ماں باپ کی مجبوریوں سے بھی کھیلتا ہی چلا گیا... مگر ان کے جذبے اتنے شدید تھے... کچھ محسوس نہیں ہوا...

اور... ایک بار پھر اسی آس کو دل میں لئے اور اسی محبت کی مجبوری کے تحت خرچ کرنے لگے اور کرتے چلے گئے...

کسی سے پانچ ہزار پکڑا... کسی سے دس ہزار... کسی سے دو ہزار... کچھ چیزیں سیمنٹ، اینٹیں، ریت وغیرہ ادھار لے لیں... زندگی کے اتنے سالوں نے اور مزاج کی شرافت اور انکساری نے بڑی واقفیت پیدا کر دی ہوئی تھی۔

"باقی سب مکمل ہو گیا... بس صرف ٹائلیں لگنے والی ہیں..."

"کوئی فینسی سی اور خوبصورت سی لگوائیے گا کاظمی صاحب! میرا بچہ امریکہ کو بھول جائے..."

جہاں آرا نے امنگوں ترنگوں بھری مسکراہٹوں سے کہا... ایسا خوبصورت

نئی طرز کا باتھ روم بنا تھا کہ اسے بطور ڈرائنگ روم استعمال کرنے کو جی چاہتا تھا...

صاف ستھرا، شیشے، آئینے، ولائیتی بیسن، نلکے، ٹونٹیاں چمکدار... سفید باتھ ٹب... ملائم... چکنا چکیلا... تولیہ سٹینڈ نئے فیشن کا... اتنی خوبصورت راڈ تھی کہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی...

"امریکہ کو یاد رکھے یا بھول جائے... میں تو کہتا ہوں ہمیں یاد رکھے۔ ہمیں نہ بھولے..."

"وہ کب بھولا ہے... بس کبھی کبھی خط لکھنے میں کاہلی کر جاتا ہے..."

"ہاں... چھ چھ مہینے... کاہلی کی مدت بھی ذرا قلیل کر دے..."

جانے کاظمی صاحب نے اس کو طنز کیا تھا یا خود کو، یا جہاں آرا کو... ان کے لبوں پہ اک طنزیہ سی مسکراہٹ بھی تھی... جہاں آرا نے جلدی سے نظر پھیر لی...

"میں یہ کہہ رہا تھا" کاظمی صاحب متفکر سے بولے...

"ہر جگہ سے قرض لے لیا... اب اور انتظام نہیں ہو رہا..."

"کہیں سے بھی نہیں ہو رہا...؟" جہاں آرا بھی پریشان اور متفکر ہو اٹھیں۔

"نہیں..." اور ساتھ ہی کاظمی صاحب کی نظر سر جھکائے بیٹھے کھانا کھاتے عمیر پہ جا ٹکی...

"یہ اگر نکھٹو یا آوارہ نہ ہوتا تو آج میرا ساتھ تو دیتا نا..."

"میں ابا جی...؟" عمیر نے چونک کر نظر اٹھائی... ویسے تو ایسے ایسے

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فقرے اسی کے لئے ہوتے تھے... پر آج نجانے کیوں کچھ شک سا پڑ گیا..
"ہاں نجم... نہ آئے زندگی میں کسی کام... کبھی بھی..."
جتنا کھایا تھا، اس کے بعد شرمندگی کے مارے اک نوالہ نہ اُٹھایا گیا... چند لمحے اسی طرح جھکے جھکے سر سے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اُٹھ کر باہر نکل گیا...

"ہائے ابا جی! اسے کھانا تو کھا لینے دیتے..." گلشن تڑپ اُٹھی...

"لو... میں نے اس کے ہاتھ سے نوالہ چھین لیا ہے کیا...؟"

"عمو بہت حساس ہے..." وہ دبے دبے سے لہجے میں بولی...

"حساس ہوتا تو آج نہ اس کا اپنا یہ حال ہوتا، نہ ہمارا..."

"ہر وقت اس کو کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں... کسی دن منہ کسی اور طرف کر لیا تو ہم شکل دیکھنے کو ترس جائیں گے..."

"تو چلا جائے... ہم کونسا اس کے بغیر مر جائیں گے... اب بھی تو مر مر کر ہی جینے کی کوشش کر رہے ہیں نا... ہماری گاڑی نے اسی طرح چلنا ہے، اسی طرح چلے گی..."

"مجبور ہے بے چارا..."

گلشن کے دل میں اس کے لئے بے شمار ہمدردیاں جمع ہو رہی تھیں۔

"ہاں مجبور ہے... ہم نے کسی جوان اور صحت مند مرد کو کمانے سے مجبور ہوتے نہیں دیکھا..."

کاظمی صاحب بولتے رہے، عمیر برآمدے میں، ہاتھوں میں سر تھامے

بیٹھا سنتا رہا... بہت کچھ کہا انہوں نے... باپ تھے جنم دینے والے... بڑا عزت و احترام تھا دل میں... پر اندر آنسو، لہو بن کر ٹپ ٹپ گرتے رہے..

اک وہی تو اس کا ہمدرد و غمگسار تھا.. ساری بات اس کو بتا دی... کہ کس طرح گلشن نے جہیز میں کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا تھا، والدین کے حالات دیکھتے ہوئے اور کس طرح والدین زبیر کے آنے کے سلسلے میں خرچ کر رہے تھے...

"یہ تو سراسر بے انصافی ہے..؟"

"ماں باپ کے جذبات ہیں، ان کو بے انصافی بھی نہیں کہا جا سکتا..."

"تم نہیں مانتے... میں تو کہوں گا..."

"نہیں جواد! یہ حقیقت ہے، انہیں بھائی جان سے محبت ہی بہت ہے۔"

"تو محبت اور طرح پوری کریں... اتنی خوب صورت تیاریاں کرنے کی کیا ضرورت ہے...؟
جس طرح کے گھر میں تم لوگ رہتے ہو، وہ بھی رہیں ذرا..."

"نہیں جواد! یہ ابا جی اور امی جی کی خواہش ہے... ان کا خیال ہے یہاں آرام و آسائش ملے گا تو شاید وہ یہیں رہ جائیں..."

"یہ ان کا خام خیال ہے... دیکھ لینا اس شخص سے انہیں حاصل وصول کچھ نہیں ہونا..."

"مجھ سے کیا ہو رہا ہے...؟" عمیر نے دکھ سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بہت کچھ..."

"بہت کچھ...؟" وہ کڑوی سی ہنسی ہنسا...

"میں نے انہیں آج تک کیا کما کر دیا...؟" کچھ ہنسی جواد کی حماقت پر آ گئی... جو اس کی خاطر ایسا سوچتا تھا...

"کما کر نہیں دیا تو اپنا آپ تو انہیں دیا ہوا ہے..."

"اپنا آپ...؟"

"ہاں... تم ان کی آنکھوں کے سامنے ہو... ان کے جذبوں کی تکمیل ہوتی ہے... تمہاری طرف سے جدائی کا کوئی دکھ نہیں... جوان اولاد اور وہ بھی بیٹا، اس کے پاس موجود ہونے کا بڑا سہارا ہوتا ہے، مان ہوتا ہے... ارے جاؤ... وہ تو اتنے جوگا بھی نہیں ہے..."

"نہ نہ... ایسے نہ کہو..." پر اس کا دل جواد کی کہی گئی ہر بات تسلیم کر رہا تھا...

گھر کے چھوٹے موٹے کام کرتا تھا... گلشن جب تک کالج جاتی رہی، وہ اسے سکوٹر پر چھوڑ کے آتا تھا اور پھر لے کر بھی وہی آتا تھا... بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی اسی کے ذمہ تھی... بجلی خراب ہو گئی... فرج یا ٹی وی خراب ہو گیا۔ مرمت کرانے کا وہی انتظام کرتا تھا...

اور تو اور، محلّے میں کسی کو ضرورت پڑ جاتی تو وہ بھاگا جاتا...

بس ماں کے حکم دینے کی دیر ہوتی... وہ فوراً تعمیل کرتا... اس انداز

میں وہ سارے محلّے میں بڑا مانا جاتا تھا...

"کوئی بھی کام ہو، کاظمی صاحب کا بیٹا کبھی انکار نہیں کرتا..."

"نیک باپ کی اولاد ہے... نیک ہی ہو گا..."

"بگڑا کام سنوارنا ہو تو عمیر کو بلا لو..."

عمیر سب کچھ جانتا بھی تھا... ماں باپ کے لئے اپنے وجود کی افادیت اور دوسروں کے لئے اپنے ہونے کا فائدہ... پھر بھی... بوڑھے والدین کو کما کر نہ دیا، ضرورت کے وقت پیسے دھیلے سے کام نہ آیا تو کس کام کا...؟

"بس... اگر کچھ انتظام کر سکتے ہو تو کر دو جواد... نہ بھائی جان کے متعلق کچھ کہو، نہ امی جی اور ابا جی کے متعلق... مجبور ہیں سب..."

"سب مجبور ہیں... بس اک تو ظلم اور زیادتی کرنے والا ہے..."

جواد ہمدردی بھری نظروں سے اسے تکتے ہوئے بڑبڑائے جا رہا تھا۔

"انہیں اس وقت بڑی ضرورت ہے... اور پھر ادھورا کام پڑا رہا تو... گلشن کی بھی تو شادی کے دن سر پہ آ گئے... چند دنوں تک مہمان آنا شروع ہو جائیں گے..."

"تم دس ہزار کہہ رہے ہو...؟" جواد سوچ سوچ کر بولا۔

"اور تمہارے سامنے ابھی کل ہی مال منگوایا ہے... کچھ نقد... کچھ ادھار..."

"تو پھر...؟" عجیب سی مایوسی عمیر کے چہرے پر پھیل رہی تھی...

"پھر کیا...؟ تمہاری خاطر تو پھانسی پہ بھی چڑھ سکتا ہے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زبیر بھائی تھا... اور جواد دوست...

وہ خون کا رشتہ تھا... اور یہ... دل کا رشتہ...

کونسا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور کونسا زیادہ عزیز...

عمیر یہی سوچتا رہا... کتنی ہی دیر... جواد کی مسرت سے بھرپور آواز کان میں اتری تو اس کی طرف توجہ دی...

"کیا کہا...؟"

"قریشی صاحب، امیر بھی کافی ہیں اور دل والے بھی... وہ تمہیں کچھ پیشگی دے دیں گے... اور پانچ ہزار تک میں کر دوں گا..."

جواد نے اس کا شانہ تھپتھپا کر تسلی دی...

"بس اب اپنی صورت ٹھیک کر لو... مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی..."

عمیر انتہائی مشکور نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے بولا...

"تم فرشتہ ہو یار...!"

"ارے ہاں..." اس کی سُنے بغیر جواد اک دم ہی اُچھل کر کہنے لگا۔

"ایک بات تو تمہیں بتانا یاد ہی نہیں رہی..."

"وہ کیا...؟"

"آج وہ آئی تھی... تمہاری بیلی، میری بھابھی..."

"آج آئی تھی...؟" عمیر جو اتنی دیر سے بڑا افسردہ، غمزدہ اور پریشان سا بیٹھا تھا... جیسے اوس میں بھیگا ہوا... جواد کی سُنتے ہی ایک دم کھل اُٹھا...

"سیدھی گزر گئی یا رُکی تھی...؟"

"گزر گئی کیا ہوا... یہاں آئی تھی... اپنے پلازا پر شاپنگ کرنے..."

"ہیں...؟ سچ مچ...؟" عمیر نہ صرف کِھل اُٹھا بلکہ مہک بھی اُٹھا...

"اوئے ہوئے، میں کہاں مر گیا تھا اُس وقت...؟"

وہ جذبوں میں سرشار بڑبڑایا... پھر... آرزوؤں اور اُمنگوں سے بھری بھری نظروں سے جواد کو دیکھا...

"کیا وقت تھا اس وقت...؟"

"دوپہر ہو رہی تھی... سمجھو ایک یا دو کا وقت ہوگا... پر وقت دیکھنے کا کسے ہوش تھا..."

"اوہ... ہوش میں رہ کر بات کرو..."

"بھابھی کے ناطے کہہ رہا ہوں... سچ مچ مجھے کچھ سُوجھا ہی نہیں۔"

"اس سے اس کا ایڈریس تو پوچھا ہوگا...؟"

"وہی تو کہہ رہا ہوں... تم ٹھیک کہا کرتے تھے... اس سے بات کرنے کے لئے ہمت چاہیئے... جگرا اور حوصلہ چاہیئے..."

"آخر ہوا کیا...؟ کچھ بتاؤ بھی تو..." عمیر نے انتہائی بیقراری سے پوچھا...

جواد کچھ خفیف خفیف سا بلا ضرورت ہی سر کو کھجلانے لگا...

"پتہ نہیں مجھے بھی کیا ہو گیا تھا... وہ سامنے آئی تو ہاتھ پاؤں پھول گئے، زبان تالو سے چپک گئی... ہوش و حواس علیحدہ ساتھ چھوڑ گئے..."

"اوئے ہوئے... کچھ آگے بھی تو کہو..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہارے کہنے کے مطابق اس میں کوئی ایسی بات ہے کہ دوسرا سحر زدہ سا ہو جاتا ہے۔ میں بس نظریں جھکائے اس کے سامنے کھڑا ہی رہ گیا... گونگوں کی طرح..."

"اوہ، پھر کرنے کیا آئی تھی...؟"

"پتہ نہیں..."

"پتہ نہیں...؟ لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے شاپنگ کرنے..."

"وہ تو اک بہانہ ہی تھا شاید..."

"کیا مطلب...؟" عمیر چونکا...

"تھوڑی دیر کھڑی چیزوں کو دیکھتی رہی... ادھر ادھر دیکھتی رہی. گردن بڑھا بڑھا کر دکان کے اندر جھانکتی رہی..."

"پھر...؟ آگے بھی بتاؤ..." اس نے بے صبری سے پوچھا...

"کیا خریدا...؟"

"ویسا ہی ایک بال پوائنٹ... جیسا اس دن خریدا تھا... وہ بھی بہت سوچ سوچ کر..."

"خریدا...؟ مطلب یہ کہ تم نے قیمت لے لی...؟"

"کچھ بولنے، چاہنے کی ہمت نہ رکھتے ہوئے بھی بہت انکار کیا... مگر وہ کاؤنٹر پہ ڈال کر چلی گئی..."

"بس...؟" عمیر مایوسی سے بولا...

"بس... اور اب عمیر! مجھے لگتا ہے ایک دم ہی میری دکان کے سارے

بال پوائنٹ بڑے قیمتی ہو گئے ہیں..."

اک آس بندھی تھی... وہ بھی ٹوٹ گئی۔ عمیر پھر مایوسی کے اندھیروں میں بھٹکنے لگا...

"اوئے جا یار! اب باتیں نہ بنا... اتنے دنوں بعد نظر آئی... کھوئی کھوئی سی بیلی ملی اور... پھر کھو گئی... تمہاری وجہ سے... تم نے اس کے گھر کا ایڈریس بھی نہ پوچھا..."

"بتایا نا... پوچھنا چاہتا تھا۔ لیکن نہیں پوچھ سکا..."

"جان ڈالی بھی اور نکال بھی لی... اچھے دوست ہو..."

عمیر نے دُکھ اور افسوس سے اک آہ بھری... شکایت آمیز نظروں سے جواد کو دیکھا اور اُٹھ کھڑا ہوا...

"ہار رہا ہوں ہر بازی۔ لگتا ہے بیلی کو بھی ہار جاؤں گا... اور پھر وہ میری زندگی کا آخری دن ہوگا..."

"یہ کس قسم کی بکواس کر رہے ہو..."

جواد کی نظروں میں رحم تھا اور لبوں پہ محبت بھری ڈانٹ...

"گلشن کچھ کچھ اپنی لگتی ہے۔ وہ چند دنوں بعد چلی جائے گی... غیر ہو جائے گی اپنے لئے..." عمیر کھویا کھویا بڑبڑاتا رہا...

"ابا جی اور امی جی بھائی جان کے سب کچھ لگتے ہیں... تب وہ میرے والد ہو کر بھی میرے لئے جیسے غیر ہو جاتے ہیں... آخر میں اک بیلی رہ جاتی ہے جسے اپنا سمجھا کرتا تھا... بہت اپنا... مگر وہ بھی کھوئی جا رہی ہے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر دکان سے نکل کر، سکوٹر سٹارٹ کرنے لگا...

"پھر... رقم کی بات کروں...؟" جواد نے موضوع بدل کر اس کا خیال بدلنا چاہا...

دُکھ ہی دُکھ تھے اس کے چہرے پر... اور جواد کو وہ بڑا عزیز تھا۔ اسے غم میں نہیں دیکھ سکتا تھا، اندر کچھ ٹوٹنے لگتا تھا...

"ہاں ضرور..." اور عمیر کے سکوٹر نے رفتار پکڑ لی...

اگلے ہی دن جواد نے گھر آ کر اسے دس ہزار کی رقم تھما دی...

"کوئی اور خدمت...؟"

اور عمیر جواب میں شکریہ بھی ادا نہ کر سکا... ایسے الفاظ اس کے پاس تھے ہی نہیں جن سے جواد کے پُر خلوص جذبوں کو ناپتا... کوئی حد مقرر کرتا... جملوں کا روپ دیتا...

اس کی دوستی، اس کا خلوص تو اوپر، اوپر، آسمان کو چھو رہا تھا... اور وہ خود، نیچے... بہت نیچے... زمین پر کھڑا تھا، کبھی اس کے لئے کچھ کیا ہی نہیں تھا... جیتی جاگتی لاش سدا مجبوری کے کفن میں ہی لپٹی رہی...

اے کاش! وہ بھی کسی قابل ہوتا، کسی کے کام آ سکتا... کسی پر احسان کر سکتا...

نہ کچھ کہہ سکا... نہ بول سکا... گُنگ سا ہو کر بس رہ گیا...

"آج دوپہر کو آنا... ایک بجے... شاید ملاقاتیں ہو جائیں..."

جواد ہنستا ہوا، اسے تاکیدیں کرتا ہوا، نکل کر چلا گیا تو تب

اسے ہوش آیا...

دس ہزار کی گڈی، لال لال نوٹوں والی، اس کے سامنے پڑی تھی۔ خوشی سے بے اختیار ہو اُٹھا...

وہ کسی کے کام آ سکتا تھا... کسی کے لئے کچھ کر سکتا تھا... اس نے وہ گڈی تھام لی...

"یہ لیجئے... دس ہزار روپیہ..."

عمیر نے ماں باپ کے سامنے رقم ڈالی، تو دونوں مشکوک مشکوک نظروں سے اسے تکنے لگے...

"سچ بتاؤ... کہاں سے اتنی بڑی رقم ہتھیا لی...؟"

"ہتھیائی نہیں... قرض لیا ہے..."

اسے یقین تھا وہ یہ قرض جلد اتار دے گا... اپنی کمائی ہوئی کمائی سے... کچھ ٹیوشن سے اور جلد ہی کوئی باقاعدہ جاب ملنے کی اُمید تھی... چند تنخواہوں میں ہی اس نے فارغ ہو جانا تھا... بہت یقین تھا، بہت پُر امید تھا...

"قرض اور کوئی نہیں دے گا...؟" کاظمی صاحب زور زور سے ہنسنے لگے...

"تم جیسے نکھٹو اور آوارہ کو... ارے سچ بتا دو..."

پھر وہ یکایک سنجیدہ ہو گئے...

"کیا کسی سے فراڈ کیا ہے؟"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر کا دل جل کر راکھ ہو گیا... ان کے لئے یہ رقم حاصل کر کے جتنی خوشی ہوئی تھی، ان کی باتیں سُن کر اتنا ہی رنج اور افسوس ہوا...

"بے ایمانی پھلتی پھولتی نہیں... حرام کے رستے ہی جاتی ہے..."

"جانتا ہوں سب کچھ... اور یہ بھی کہ آپ کو غلط یا ناجائز کمائی کبھی نہیں کھلاؤں گا... کیونکہ آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد کو رزقِ حلال ہی کھلایا ہے..."

مزید کچھ کہے یا بحث میں پڑے بنا وہ جلتا کڑھتا دل لے کر وہاں سے ہٹ گیا...

وہ ہر ایک کے لئے، سب کے لئے اور خصوصاً والدین کے لئے تو بہت کچھ کرنا چاہتا تھا... مگر جانے کیوں...؟ اس کی سچائی کو باطل گردانا جاتا تھا...

اس کے جذبوں کو بے جذبہ انسان کے جذبے کیوں سمجھا جاتا تھا... پتہ نہیں کیوں...؟ پتہ نہیں کیا کمی تھی اس میں...

زبیر کے باتھ روم کی خوبصورتیاں اور زیادہ ہو گئیں... سارا کچھ مکمل ہونے کے بعد کچھ رقم بچ گئی تو اس سے، اس کے کمرے کے لئے نیا فرنیچر بن گیا...

نئے فرنیچر کے نیچے ننگا فرش اچھا نہیں لگتا تھا، سستا سا ہی، اک قالین بھی لا کر بچھا دیا گیا...

پوری تیاریاں ہو رہی تھیں، جیسے کسی دوسرے ملک کا صدر یا وزیرِاعظم

آنے والا تھا...

"دو چار سو تو بیچ میں سے رکھ لیتے... پورے کا پورا دس ہزار ہی پکڑا دینے کی کیا ضرورت تھی..."

جواد نے سنا تو اسے ڈانٹنے لگا... "اپنے کپڑے بنا تنے، سارے۔ شلوار قمیص والے تمہارے سوٹ پرانے اور خستہ ہو چکے ہیں... تمہارے ساتھ کہیں جاتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے..."

"آئندہ نہ جانا کہیں..." جواد کے خلوص کو سمجھتے، مانتے ہوئے بھی عمیر بگڑ گیا...

دراصل وہ اپنے آپ سے ہی بگڑا تھا... نشانہ وہ بن گیا... اکثر ہی بن جایا کرتا تھا... خلوص والے اور محبت کرنے والے کا یہی حال ہوتا ہے...

"اب آئے گی بیلی بھابھی تو پتہ پوچھ لوں گا..."

جواد بڑی نرمی اور عاجزی سے اپنے بگڑے بگڑے دوست کو منانے لگا...

"اب کی بار اس کی طرف نظر اٹھاؤں گا ہی نہیں کہ بات کرنے کی ہمت کھو بیٹھوں... جھکی جھکی نظروں سے ہی جلدی جلدی سارے سوال کر دوں گا..."

جواد منتیں کرتا رہا، تسلیاں دیتا رہا، مگر عمیر کے چہرے پہ پھیلے غم کے بادل چھٹے ہی نہیں... وہ پژمردہ سا، کھویا کھویا سا بیٹھا رہا...

اندر ہی اندر سوچے جا رہا تھا، اور... اپنے اور بڑے بھائی کے مقدر کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقابلہ کر رہا تھا... پہلے کبھی نہیں کیا تھا.. نجانے کیوں آج دل اسی پر مچلا جا رہا تھا...

آج تک اس نے، اس گھر میں دیا کچھ نہیں تھا پر پھر بھی بھاری تھا سب پر... سب سے زیادہ وزن دار تھا.. سب سے زیادہ قیمت والا تھا..

مقدر ہی کی بات تھی.. صرف مقدر کی... ہاں.. سبھی تو مقدر کے سکندر نہیں ہوتے... کسی کسی خاندان میں کوئی کوئی ہوتا ہے... زبیر جیسا..

پروردگار اسے سلامت رکھے، اور ترقیاں دے، اور شادمانیوں سے نوازے...

اس نے خلوصِ دل سے بھائی کو دُعا دی... اس کی اپنی بھی تو بھائی کے نام سے بڑی عزت تھی... وہ مشکور تھا اس کا کہ اس نے عزتیں اور نام تو دے دیا تھا..

بے شک روپیہ، پیسہ نہیں دیا تھا... مان اور فخر تو اس کے نام سے ملا ہی تھا... یہ بھی بڑی بات تھی...

باپ سربلندی سے اس کا نام لیتا تھا... خاندان، برادری میں بیٹھتا تو اسے، زبیر ہی کے نام پر اچھی جگہ ملتی، اچھا مقام ملتا، اچھی حیثیت دی جاتی...

اور وہ... وہ خود... عمیر کا سر ندامت سے جھک گیا... گھر والوں کو بھی اس کا نام لیتے ہوئے شرمندگی محسوس ہوتی تھی اور جواد نے بھی آج یہی کہا تھا...

اس کی بھلائی ہی کی خاطر سہی... مگر کہا تو تھا... کچھ تو محسوس کیا ہوگا... جو ایسے الفاظ ہونٹوں سے پھسل پڑے...

عمیر زخمی سوچوں کے ساتھ اُٹھا اور چپ چاپ سکوٹر لئے نکل کھڑا ہوا...

"عمو! عمو! اٹھو تو... دیکھو کتنا دن چڑھ آیا..."

گلشن عمیر کو جھنجھوڑ رہی تھی... اس نے آنکھیں کھولیں، سامنے گلشن نظر آئی۔ دن چڑھنے کا جو اس نے پیغام دیا تھا اس کا یقین نہیں آیا...

لگ رہا تھا ابھی تو آنکھیں میچی تھیں...

"اب اُٹھ بھی پڑو..."

عمیر اس کی بات کی تصدیق جاننے کے لئے گردن موڑ کر کھڑکی کی طرف چڑھے دن کو چڑھی چڑھی آنکھوں سے دیکھنے لگا...

"ارے، وہ تو سچ کہہ رہی تھی..."

"یہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے... کیسی سرخ ہو رہی ہیں.. نیلی نیلی بھی..." گلشن شوخی سے مسکرائی...

"کہیں کوئی نشہ وشہ تو نہیں کرنے لگے... ہیروئن کے بڑے کیس ہو رہے ہیں..."

"بہت مال ہے نا اپنے پاس..." عمیر نے طنز سے اپنے وجود کی طرف دیکھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس پیٹ کو روٹی سے تو نہیں بھر سکتا، نشوں سے بھروں گا..."

"تمہیں فاقہ کب آیا... نان سنس... ہر وقت ایسی دل جلانے والی باتیں مت کرتے رہا کرو..."

"گل آرا! میری عزیز ترین بہن! جس طرح روٹی مجھے ملتی ہے نا، اس سے فاقہ کہیں بہتر ہے... بہت بہتر..."

"نہ نہ... یہ بھی ناشکرا پن ہے... میں تمہیں بہت بلند دیکھنا چاہتی ہوں... ان چھوٹے چھوٹے ٹکے سکوں سے پاک..."

"بڑا انسان نہیں ہوں میں...؟"

"کیوں نہیں... بہت گریٹ انسان۔ اس گھر میں سب سے گریٹ۔"

"سب سے گریٹ..." وہ زور سے ہنس پڑا... ایسی کاٹ دار ہنسی تھی کہ گلشن کتنی ہی دیر سٹپٹائی ہوئی سی اس اس کے چہرے کو تکتی رہی...

"یہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے... کیسی باتیں کر رہے ہو...؟"

"باتیں ہی تو کر سکتا ہوں صرف..."

نیند ابھی بھی آنکھوں میں بھری ہوئی تھی۔ اسے بھگانے کے لئے آنکھوں کو زور زور سے ملتے ہوئے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی...

"اور میرے پاس ہے ہی کیا... کچھ ہے...؟ ایمان سے بتانا...؟"

عمیر نے گواہی لینے کی خاطر گلشن کی آنکھوں میں دیکھا... آنکھیں، جو ہمیشہ سچ بولتی ہیں... زبان جھوٹ بھی بول رہی ہو۔ وہ تب بھی

سچ ہی کی غمازی کرتی ہیں۔

گلشن نے گھبرا کر نظریں چرا لیں... پھر تھوڑی دیر بعد کچھ سوچ کر عمیر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہولے سے بولی...

"دوسروں کی تمہارے متعلق جو رائے ہے، اس کو نظر انداز کر کے کہوں تو... تمہارے پاس بہت کچھ ہے... بہت کچھ..."

"اک تم اور اک جواد... مجھے ہمیشہ اس مطلب پرست دنیا میں جینے کے لئے کھڑا کر دیتے ہو۔ ہارتا ہوں تو ظفر مندی کے پھولوں سے مہکتا ہوا، کوئی نہ کوئی ہار میرے گلے میں ڈال کر مجھے اس دنیا کو گلے سے لگانے پر مجبور کر دیتے ہو..."

"واہ واہ... اچھی گفتگو کر لیتے ہو...؟ گلشن نے تالی بجائی...

"اردو کے ایم۔اے کا فائدہ ہو رہا ہے... خاطر خواہ..."

"میرا مذاق اڑاتی ہو...؟"

"تم کیوں صبح صبح اتنے مَیڈ سیڈ جملے بول رہے ہو...؟"

پھر وہ خود ہی یکا یک چونکی... "ارے یہ تمہارا موڈ... لگتا ہے رات کو پھر ابا جی سے مذاکرات ہو گئے... ہیں...؟"

"ہاں..." تلخ سا، طنزیہ سا تبسم عمیر کے ہونٹوں پر پھیل گیا...

"جوان بیٹا ہوں... جنم دیا... پرورش کیا... پڑھایا لکھایا... پھر بھی بوجھ بنا رہوں تو... سچ مچ تف ہے نا میری زندگی پر... اور پھر... آوارہ، لفنگا، بدمعاش بھی کہلاؤں گا نا..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلشن نے بڑی ہمدردی سے اس کے دھندلائے ہوئے چہرے کو دیکھا...
"تم بھی عمو! کوئی جاب کیوں نہیں کر لیتے... آپا جی ابھی تک کر رہے ہیں۔ اس عمر میں بھی..."

عمیر نے گلشن کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا... بس سامنے میز پر ان ڈھیروں کاغذات کو دیکھ کر خاموشی سے نظریں جھکا لیں۔ ان کاغذات میں زیادہ ان درخواستوں کی نقلیں تھیں، جو مختلف دفاتر، کمپنیوں اور فیکٹریوں وغیرہ میں جاب کے لیے اس نے دے رکھی تھیں۔

"تو بتاؤ نا... کہانیاں لکھنے میں وقت ضائع کرتے رہتے ہو، وہی وقت نوکری وغیرہ میں..."

"نوکری الگ ہے گل... اور کہانیاں تو صرف میرے اندر کی آگ ہیں، جن سے محض کاغذ جلاتا رہتا ہوں... روح جلنے سے بچ جاتی ہے اس طرح..."

"کوئی پریشانی...؟"

پلنگ پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھے بھائی کے بالوں میں وہ تسلی دینے کے انداز میں ہاتھ پھیرنے لگی...

"نئی تازہ...؟ کیا مجھے نہیں بتاؤ گے...؟"

"نئی یا پرانی... جب غم کھانا ہی ٹھہرا تو..."

"دیکھو دیکھو... میرے ساتھ یہ شاعروں، ادیبوں کے انداز میں گفتگو نہ کرو... بھائی والی زبان سے کرو..."

"مقدر نے ہار دی گل! میں بھی باہر چلا گیا ہوتا تو کوئی پریشانی نہ..."

"ہائے نہ... تم باہر جانے کا نام مت لو... تم چلے جاتے تو میں اکیلی اس گھر کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر مر جاتی... یہ تو بہت اچھا ہے تم نہیں گئے۔"

وہ اپنی ہی سوچوں میں کھویا ہوا تھا... گلشن کی اتنی لمبی سُنی ہی نہیں۔ بولے چلا گیا...

"باہر چلے جانے والوں پر ہزاروں، لاکھوں خرچ ہو جاتے ہیں... مکان بک جاتے ہیں... بوڑھے باپ کو پنشن کے بعد بھی نوکری کرنا پڑتی ہے... بوڑھی ہڈیاں مشقت کی چکی میں پس پس کر سرمہ بنتی رہتی ہیں..."

"ارے ارے یہ کیا بولے جا رہے ہو..."

"پھر ان لاکھوں خرچ کیے گئے کا بدلہ بھی کوئی نہیں ملتا... نہ دھن دولت، نہ محبتیں، نہ سہارے، نہ جوانی کی بیساکھیاں، وہ مضبوط بیساکھیاں جو بڑھاپے کو قوت بخش سہارا دیتی ہیں... کچھ بھی نہیں... کچھ بھی نہیں... اور پھر بھی... پھر بھی..."

عمیر نے ہاتھوں میں سر تھام لیا... گلشن سمجھ گئی تھی... سمجھ رہی تھی ساری بات... اس کے دکھ سے آگاہ بھی ہو گئی تھی... پر مجبور تھی بے حد...

"چھوڑو نا اس قصے کو..."

"کیسے چھوڑ دوں...؟" ذہانت کی روشنی سے ہر دم چمکنے والی اپنی بھیگی بھیگی آنکھوں کو ہتھیلیوں سے مسل کر وہ پھر بڑبڑانے لگا...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدر کی بات ہے نا... جس پہ ہزاروں لاکھوں خرچ نہیں ہوئے، وہ خودرو پودے کی طرح بڑھ پھول گیا... اسے دو وقت کی روٹی دینا پڑتی ہے تو سو سو بار گنا کر دی جاتی ہے... وہ آوارہ بھی ہے، وہ لفنگا بھی ہے۔"

"اب بس بھی کرو عمیر..." گلشن بے انتہا دکھی ہونے لگی...

"نہیں بس کیا جاتا نا... بہت بڑے بڑے زخم ہیں اندر... تمہیں پتہ ہے آج تک بھائی جان پر کتنا خرچ ہوا ہے اور بدلے میں انہوں نے کیا دیا ہے...؟"

"ہاں... یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو... اسی لئے میں نے بھی جہیز میں کچھ نہیں لیا... ہمارے مالی حالات کچھ اچھے نہیں ہیں..."

"یہ بھی مجھے دکھ ہے گل! کہ تم اس گھر سے تقریباً خالی ہاتھ جا رہی ہو، اور جس کا دامن اس گھر سے ہمیشہ بھرا ہے اور مزید اسی کی خاطر پھر مقروض ہو رہے ہیں۔ وہ پھر کچھ صلہ نہیں دے گا... دیکھ لینا..."

"چلو اٹھو... چھوڑو..."

"وہ پھر بھی اچھے ہیں... خاندان کی ناک... گھر کی عزت... آباجی مکان کو عزت کہا کرتے تھے... وہ وہی عزت بیچ کر بھی گھر کی عزت ہیں... میں نے کچھ نہیں بنوایا... کچھ طلب نہیں کیا... میں پھر بھی آباجی کو چاٹ گیا... محتاج کر دیا انہیں..."

"نہیں نہیں..."

"یہ سچ ہے گل... سچ ہے... وہ پتہ نہیں وہاں کیا کرتے ہوں گے اور

وہ پھر بھی خاندان کا نام روشن کرنے والے اور ہیں... نری بدنامی... نری رسوائی..."

"عقل کی باتیں کرو، کس نے تمہیں یہ سب کہا ہے...؟"

گلشن نے اپنے دوپٹے سے بھائی کی آنکھیں صاف کیں... ممکن نہیں تھا ورنہ اس کی آنکھوں کی یہ نمی اپنی آنکھوں میں بھر لیتی... اس کے دل کا یہ درد اپنے دل میں سمیٹ لیتی...

"اور اگر کہا گیا ہے تو تمہاری بھلائی کے لئے ہی کہا ہو گا... تم بھی تو آوارہ پھرنا چھوڑ دو اور نوکری کر لو..."

"تم بھی یہی کہہ رہی ہو گل! کہ آوارہ پھرنا چھوڑ دوں..."

عمیر نے شاکی نظروں سے بہن کو دیکھا... تو یہ پتے بھی ہوا دینے لگے۔

"وہ... وہ... میرا مطلب ہے..." گلشن بری طرح بوکھلا گئی...

اس نے تو رواروی میں کہہ دیا تھا... پر یہ کیا ہو گیا...؟ وہ تو عمو کے دکھ درد سمیٹنے کو تیار تھی اور بے خیالی میں وہی اس کا دل دکھا گئی...

اپنے آپ کو دل ہی دل میں نفرین کرتے ہوئے اس نے عمیر کو بہت ساری تسلیاں دے ڈالیں... بہت ساری اس کی تعریفیں کر ڈالیں... زبیر کی طرف سے جو اس کے دل میں، ماں باپ کے سلوک کی وجہ سے گرہیں پڑ رہی تھیں انہیں کھولنے کے لئے بہت ساری اچھی اچھی باتیں کر ڈالیں...

وہ قائل ہوا یا نہیں... لیکن اتنا اسے اندازہ ہو گیا کہ جس اذیت اور کرب میں وہ کچھ دیر پہلے مبتلا تھا اب اس میں بہت کچھ کمی واقع ہو گئی تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چلو آؤ ناشتہ کریں..."

"باقی سب نے کرلیا...؟"

"ابا جی تو کب کے دفتر گئے... امی نے ان کے ساتھ ہی کرلیا تھا... میں بس روزانہ کی طرح انتظار کر رہی ہوں..."

"چلو دو چار دن اور تکلیف اٹھا لو..."

"کیسی تکلیف...؟"

"یہی... انتظار کی..." عمیر مسکرایا... بارش کے بعد جیسے دھوپ نکل آئے... ویسا ہی اس کا چہرہ ہو رہا تھا... بڑا معصوم سا، دلآویز سا...

"پھر اپنے ان کے ساتھ محبتوں اور خوشیوں کی چھاؤں میں..."

"ہائے بس چپ کرو نا..." وہ پیارے سے انداز میں شرمادی...

"کون کہتا ہے یہ گل خوبصورت نہیں..؟" عمیر نے سوچا... اسے تو ہمیشہ وہ بڑی اچھی لگا کرتی تھی... دنیا بھر کی لڑکیوں سے زیادہ...

"کیا سوچنے لگے... اب اٹھو بھی نا... چوہے دوڑنے لگے ہیں پیٹ میں..."

"پھر ناشتے کی بجائے ایک عدد بلّی ہڑپ کرو..."

عمیر کی بات پر دونوں ہی ہنسنے لگے... گلشن اس کا بازو تھام کر لے چلی... واش بیسن کے سامنے اسے لے جا کر کھڑا کر دیا...

"کلی کرو... منہ دھوؤ..."

"تم چلی جاؤ گی، تو میں پھر ناشتہ کرنا ہی چھوڑ دوں گا..."

"خواہ مخواہ ہی..." وہ منہ ہاتھ دھو بیٹھا تو گلشن نے تولیہ اسے پکڑا دیا...

"تمہارا انتظام کر کے جاؤں گی۔ انشاء اللہ..."

"کیا اپنے جیسا اک روبوٹ بنا کے دے جاؤ گی...؟" سوال کر کے عمیر نے خود ہی اس کا جواب بھی دے ڈالا...

"پر گل رانی! اس میں بہن والے محبت اور خلوص والے جذبے کیسے بھرو گی...؟"

"اس سے بھی زیادہ شدید اور مخلص جذبوں والا روبوٹ دے کر جاؤں گی عمیر... دیکھ لینا..."

"ارے! وہ کونسا...؟"

"وہی... جس کا تم اس دن ذکر کر رہے تھے۔ تمہاری آنکھوں سے میں نے وہ سب کچھ پڑھ لیا تھا۔ جو اس کے لئے تمہارے دل میں ہے۔"

"شریر..." عمیر نے لڑکیوں ایسی شرمیلی ادا کے ساتھ سر جھکا لیا...

"تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے مجھ سے ملواؤ گے... بس... پھر فوراً بات پکی... سارے کام ختم کر کے جاؤں گی دونوں بھائیوں کے..."

"بڑے والے کا تو کرو... وہ مقدر کا سکندر ہے... اور مجھے فی الحال بھول جاؤ۔"

کچن میں ہی چھوٹی میز پر وہ بیٹھا تھا اور گلشن جلدی جلدی اپنے اور اس کے لئے انڈے فرائی کر رہی تھی... مصروفیت میں اس نے نہ عمیر کی بات سنی، اور نہ اس کے چہرے پر پھیلے وہ بدقسمتی کے سائے دیکھے، جو اس وقت وہ محسوس کر رہا تھا...

"کیا کہہ رہے تھے...؟" انڈے اور توس لا کر سامنے بیٹھتے ہوئے وہ بولی...

"تمہیں فی الحال بھول جاؤں... کیوں...؟ تمہیں کیوں بھول جاؤں...؟ کیا تم نے اُسے بُھلا دیا ہے...؟"

کیسا عجیب سا سوال کرتی تھی یہ عقلمند لڑکی... عمیر بھلا کبھی اسے بُھلا سکتا تھا... وہ چند دن وہاں سے نہیں گزری تو اس پر سے قیامت گزر گئی تھی... سو سو جتن کر رہا تھا اس کا ایڈریس معلوم کرنے کے لئے...

"چپ ہو گئے ہو نا... جو بات نہیں کر سکتے اس کا دعویٰ نہیں کیا کرتے... اسے بتا دینا... تیاری وغیرہ کر لے... بھائی جان کی شادی کے بعد اگلے ہی ہفتے اسے ہم گھر لے آئیں گے... ایسے ہی نہیں... شادی کر کے لائیں گے..."

گلشن بولتی گئی، وہ سر جھکائے توس کو اُلٹتا پلٹتا رہا، کبھی چمچ سے انڈے کو چھیڑنے لگ جاتا...

"میری ضد ابا جی اور امی جی دونوں مان لیا کرتے ہیں... جہیز والی کیسی منوائی ہے۔ اسی طرح تمہاری شادی والی بھی منواؤں گی..."

وہ کھا کچھ نہیں رہا تھا... سوچوں میں کھویا تھا... تھوڑی تھوڑی دیر بعد نمک اٹھاتا... بے خیالی میں انڈے پر چھڑک دیتا... پھر کالی مرچ کی شیشی پکڑتا وہ چھڑک دیتا...

"ہائے دو بھابیاں... کتنا مزہ آئے گا... دو دلہنیں پیاری پیاری..."

وہ جذبوں میں ڈوبی، آنکھیں میچے بولتی چلی جا رہی تھی...

"اس گھر میں رونقیں ہی رونقیں ہوں گی... پھر بھائی جان والی چلی بھی گئی تو

امی اکیلی نہیں رہ جائیں گی... بیگم عمیر کاظمی ان کے پاس ہوں گی... اس چھوٹے تخت پر ان کے داہنے ہاتھ..."

اس نے یکایک آنکھیں کھولیں... "ارے اللہ کے بندے کچھ تم بھی کہو نا میں ہی بولے جا رہی ہوں... خوشی کی بات ہو رہی ہو تو ساتھ دیا کرتے ہیں۔"

گلشن کی نظریں اس کے ناشتے پر جا پڑیں...

"ارے! یہ کیا کیا...؟" وہ انڈے کی صورت دیکھ کر چلاّ پڑی...

"کیا ہوا...؟"

"یہ انڈا اس قدر کالا کیوں ہو رہا ہے؟ کیا میں نے ایسا بنایا ہے...؟"

"تم نے تو ٹھیک ہی بنایا تھا..."

"پھر...؟" وہ پلیٹ اٹھا کر غور سے تکنے لگی... "یہ تو کالی مرچیں چھڑکی ہوئی ہیں...؟"

"اوہ ہاں... بے خیالی میں چھڑک گیا... میرے اندر کے زخموں پر لوگ چھڑکتے رہتے ہیں... میں نے انڈے پر چھڑک دیں کہ دیکھوں اس کی صورت کیا بنتی ہے...؟"

"پھر پسند آئی صورت...؟" گلشن نے اسے ڈانٹ دیا... "چھوڑ دو یہ... اور بنا دیتی ہوں..."

"نہیں رہنے دو... دل نہیں چاہ رہا..."

"ابھی تو بڑے شوق سے ناشتہ کرنے بیٹھے تھے..."

"بس... بھوک ایک دم ہی غائب ہو گئی..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

بیلی کی یاد کا حملہ بڑا شدید تھا... تن من شکستہ ہو کر رہ گیا... اور وہ اپنے کھنڈر کو اپنے ہی کندھوں پہ اُٹھائے باہر نکل گیا... گلشن آوازیں دیتی رہ گئی...

سکوٹر کے پاس پہنچا تو عمیر کو یاد آیا، چابی اندر ناشتے کی میز پر ہی بھول آیا تھا۔ وہ اسی وقت واپس چابی لینے گیا... دیکھا گلشن اسی طرح ناشتہ سامنے رکھے بیٹھی تھی...

چپ چاپ... کچھ سوچتی ہوئی... کچھ چائے کی پیالی میں متلاشی نظروں سے تکتی ہوئی...

قدموں کی چاپ پر اس نے نظریں اٹھائیں... "شکر ہے تم آ گئے..."

"میں چابی لینے آیا ہوں..."

"لے جانا... پر... یہ ناشتہ میرے ساتھ ختم کر کے جاؤ..."

"جی نہیں چاہ رہا..."

"سوچ لو... یہ میرے آخری چند ناشتے ہیں اس گھر میں..."

گلشن کی اس محبت بھری دھونس پر اسے ہنسی آ گئی... ایک ہلکی سی پیار بھری چپت اس کے سر پہ لگاتے ہوئے وہ بیٹھ گیا...

بیلی کا بدلہ، جو وہ اپنی جان، اپنے دل سے لینا چاہتا تھا۔ فاقہ کر کے۔ تو وہ اپنے ہی ساتھ کسی اور انداز سے لے... اس کا نشانہ گلشن کو کیوں بنائے...

گلشن خوشی خوشی اٹھ کر اس کے لئے دوبارہ ناشتہ، اک گرما گرم ناشتہ بنانے لگی...

اسی لمحے آہٹ ہوئی... اور جہاں آرا اندر آ گئیں... "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"ناشتہ کر رہی ہوں خود بھی، اور اس درویش کو بھی کرا رہی ہوں..."

"یہ آجکل تم رات کو اتنی دیر سے کیوں آنے لگے ہو...؟"

شاید پہلے ہی، اس کے متعلق سوچتی آ رہی تھیں... فوراً براہِ راست اسی سے مخاطب ہو گئیں...

"پہلے کوئی کسر رہ گئی تھی آوارہ گردی میں، جو اب یوں آدھی رات باہر گزار کر پوری کرنا ہے..."

عمیر نے جھکا ہوا سر اٹھایا... ماں کے چہرے پر غصہ و جلال پورے جوبن پر تھا...

جب سے زبیر کے آنے کی اطلاع آئی تھی وہ زیادہ تر اس سے ناراض ہی رہتی تھیں... یا جب موقع ملتا، ڈانٹنے لگتیں...

"آوارہ گردی کرتا ہوں...؟" اس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا...

"تو اور کیا... تم سے کچھ اور توقع بھی تو نہیں..."

اس کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے جہاں آرا نے طویل سا سانس لیا...

"شکر ہے پروردگار نے نام رکھنے کو، عزتیں دینے کو، بڑا دیدیا۔ ورنہ اس نے تو ڈبونے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی..."

عمیر کھول کر تلملا کر رہ گیا... جتنے دکھ اس وقت اندر اترے تھے منہ بند رکھ کے ان کا زہر اندر ہی سمیٹ لیا... کوئی جواب نہیں دیا...

گلشن نے دوسرا انڈا بنا دیا تھا، توس سینک دیئے تھے... سب کچھ چھوڑ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حلق میں اٹکے ہوئے آنسوؤں کو پیتے ہوئے پھر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا...

"ہائے امی جی! نہ ہر وقت اسے بیکاری کے طعنے اس انداز میں دیتی رہا کریں..."

"اس پتھر پہ کوئی اثر بھی ہو... کوئی کار کر کے دکھائے..."

اب اس میں انہیں کچھ عیوب بھی زیادہ نظر آنے لگے تھے... اور نقائص بھی... زبیر آ رہا تھا... ان کا ہونہار اور لائق بیٹا... امریکی ڈگریوں والا... لاکھوں کی کمائیوں والا...

"یہ کار ہے رات کو گیارہ بجے گھر آنا... بتاؤ...؟"

بہت دنوں سے وہ سن رہا تھا... سہہ رہا تھا... پر آج نجانے کیا ہوا۔ سارے حوصلے ساتھ چھوڑ گئے...

"ہاں... میں بہت بُرا ہوں... نالائق ہوں... نکھٹو ہوں... مفت کی روٹیاں توڑتا ہوں... دنیا کا ہر عیب مجھ میں ہے..."

"عمو! عقل ہوش کی بات کرو... کیوں گرم ہو رہے ہو...؟"

گلشن نے بیچ بچاؤ کرانے کے لئے کچھ اسے ڈانٹا... پھر ماں کی طرف رُخ موڑا۔ مگر ابھی کچھ کہا نہیں تھا کہ عمیر پھر بول اُٹھا...

"میں اس ناشتے کا بھی حقدار نہیں، جس دن حق سمجھوں گا، آ کر کر لوں گا..."

میز پہ پڑی ساری پلیٹیں اِدھر اُدھر لڑھکا کر عمیر کچن سے نکل گیا...

"یہ کیا کیا آپ نے امی جی..."

گلشن نے انتہائی دُکھ سے ماں کی طرف دیکھا...

ماں تھیں، ان سے بازپرس تو نہ کر سکتی تھی... پر انصاف کی بات تو کہہ سکتی تھی...

"آپ کو اسے ایسے نہیں کہنا چاہیئے تھا..."

"میں نے کیا اسے کہہ دیا جو وہ آپے سے ہی باہر ہو گیا۔ ایک تو نکھٹو، اوپر سے اس کا غرور دیکھا ہے؟ اسے تو بوڑھے باپ پر بھی ترس نہیں آتا..."

"کیا ترس کرے ابا جی پر...؟"

"نوکری کر کے ان کا ہاتھ بٹائے... یوں آوارہ، لفنگا نہ پھرا کرے، آدھی آدھی رات تک..."

"نوکری کرے نہ کرے الگ مسئلہ ہے... رہی ہاتھ بٹانے کی بات تو ابھی دو دن پہلے ہی تو دس ہزار کی رقم..."

"اچھا..." جہاں آرا نے وہیں اس کی بات کاٹ دی...

"تو وہ دس ہزار سر پہ ناچ رہا ہے... زندگی میں پہلی بار اگر کچھ لا دیا تو اس کا مطلب ہے ہم بُرے بھلے پہ سمجھانے کے قابل ہی نہیں رہے۔ اس کی غلط سلط حرکات پہ اس کو منع بھی نہ کریں..."

گلشن کی طرفداری پہ وہ مزید جلال میں آ گئیں... "ماں باپ ہونے کا حق ہی گنوا بیٹھے ہیں... اک دس ہزار روپلی کی خاطر... لاکھوں خرچ کر دیئے ہوں گے زندگی میں اس پہ..."

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ غصے کے جوش میں لال سُرخ ہوتیں بولے چلی گئیں ...."بس دس ہزار لا دیئے تو سر پر چڑھ گیا... زبیر کو دیکھا ہے ... لاکھوں کما رہا ہے ....اور یہ ... اٹھاتا ہے وہ کمبخت مارا سکوٹر اور نکل جاتا ہے آوارہ گردی کرنے... ماں ہوں... بے راہ روی پر ٹوکوں بھی نہیں... منہ سے آواز بھی نہیں نکالوں ... بس دس ہزار ہونٹوں پہ چپکا کر بیٹھ جاؤں ..."

"امی جی!" گلشن نے نرمی سے، حلیمی سے، انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ "آپ پریشان نہ ہوں... عمو کہیں آوارگی نہیں کرتا... کہانیاں ڈھونڈتا ہے ... پھر لکھتا ہے.... بہت اچھا لکھتا ہے..."

"خاک ڈھونڈتا ہے، لکھتا ہے اور ہمارے سروں میں ڈالتا ہے..."

عمیر باہر برآمدے میں ہی تھا... کہیں چلا نہیں گیا تھا۔ جانے کے قابل ہی نہیں رہ گیا تھا۔ اس حالت میں جاتا تو ایکسیڈنٹ ہی ہونا تھا...

اور... بھائی آ رہا تھا... خوشی کا موقع تھا۔ رنگ میں بھنگ ڈال کر سب کو بے مزہ کیوں کرتا، دوسروں ہی کا خیال کرتے ہوئے گیا نہیں تھا... ورنہ... اس کا تو دل چاہ رہا تھا، کوئی اتنا بڑا ایکسیڈنٹ ہو جائے کہ پھر... اس کا کالا منہ کوئی اس گھر میں دیکھے ہی نہیں... اس کا نکما اور بیکار وجود پھر اس گھر میں داخل ہی نہ ہو...

"ہر وقت یہی رعب... کہانیاں لکھتا ہے... کہانیاں لکھتا ہے... کچھ کرنے والے چپ چاپ کر کے دکھا دیا کرتے ہیں... یوں شور نہیں مچایا کرتے۔ بڑے کو دیکھا ہے کس انداز سے تعلیم حاصل کی... اور پھر اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمت..."

عمیر سب کچھ سن رہا تھا... صبر حوصلہ جواب دے گیا... دھپ دھپ پاؤں مارتا واپس اندر آیا... گل کہہ رہی تھی...."امی جی! عمو بھی ایک دن کچھ بن کے دکھا دے گا... آپ اس کے لئے دعا کریں۔ وہ بنیادی طور پر اک اچھا انسان ہے آپ اسے وقت تو دیں..."

"گل! تم میری طرف سے صفائی پیش کرنے کی کوشش نہ کرو..."

پھر وہ ماں کی طرف گھوما۔ آنکھوں میں ناراضگی کے علاوہ کچھ عجیب سی بے بسی اور بیچارگی تھی۔ کچھ غصہ بھی تھا...

جوان خون تھا... گرم بھی ہونا تھا... جوش میں بھی آنا تھا... یوں مختلف قسم کے بہت سارے جذبات و احساسات آپس میں گڈمڈ ہو کر، کسی بگڑی ہوئی تصویر کے رنگوں کی طرح اس کے چہرے پر پھیلے تھے۔ بدرنگ ہو کر...

"امی جی! میں لفنگا ہوں... آوارہ ہوں... نالائق ہوں آپ سب کے لئے باعث بے عزتی ہوں... ذلت و رسوائی ہوں... پھر مجھے کیوں کہیں باہر نہیں بھیج دیا... دفن کر دیتیں... نکال دیتیں گھر سے... اس ملک سے"

"تو تو کہیں بھیجے جانے کے بھی قابل نہیں تھا... جو اس قابل تھا، اسے بھیج دیا..."

ماں کے اس لعن طعن کی وجہ سے ڈھیر سارے آنسو عمیر کی آنکھوں میں آ گئے... دل بھی لبالب بھر آیا... آنسو پینے آسان ہوتے ہیں لیکن بھرا ہوا دل خالی نہ کرتا تو کچھ ہو جانا تھا... اور... یہ خوشی کا موقع تھا... اندر کا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارود پھٹ جاتا تو بربادی واقع ہو جاتی... اور بربادی دُکھ دیتی ہے، خوشی نہیں...

"یہ بات نہیں..." اس نے غبار نکال دینے میں ہی سب کی عافیت سمجھی..."

"اس سے آپ کو محبت تھی... اس پر خرچ کیا... میرے لئے آپ خرچ نہیں کر سکتے تھے... صرف لعن طعن ہی میرا مقدر ہے..."

"اولاد ایک جیسی ہوتی ہے عمو...!" گلشن نے پھر اس کی دلداری کی۔

"ماں باپ کی نظر میں ایک سی... تم ایسا مت کہو..."

"پھر کیا کہوں...؟ یہ سب کیا ہے...؟ کاش! میں خود ہی عقل کرتا اور کہیں چلا جاتا... امریکہ نہ سہی... دوبئی وغیرہ ہی... اور روز کی لعنتوں سے بچ جاتا... پھر تو گل! کچھ نہ بھی دیتا تب بھی میری قدر ہوتی... عزت ہوتی... اک مقام ہوتا... آجکل کے زمانے میں ماں باپ بھی مطلب کے ہیں"

"دیکھو دیکھو... اس لڑکے کی زبان کیسی چل رہی ہے...؟"

"کتنے داغ چھپاؤں اندر...؟ کتنے زخموں کی چبھن برداشت کروں...؟ کتنے...؟ کتنے...؟"

اور وہ آنکھوں میں آئے درد و کرب کے خون رنگ آنسو چھپانے کی خاطر گھر سے ہی نکل گیا...

"امی! عمو کے ساتھ آپ کا رویّہ کچھ ٹھیک نہیں ہوتا..."

عمیر کے جانے کے بعد گلشن نے اس کا ناشتہ اسی طرح پڑا دیکھ کر

انتہائی دُکھ سے کہا...

"رات بھی دیر سے آیا... کھانا کھائے بغیر سو گیا... پتہ نہیں ابا جی نے کیا کہا تھا... اور اب... ناشتہ بھی اسی طرح چھوڑ کر اُٹھ گیا..."

"ہونہہ! اتنا احساس ہے تو کچھ کرتا کیوں نہیں... زبیر کی تو بالکل ضد ہے... وہ آسمان اور یہ زمین...!"

"ایسے تو نہ کہیئے!"

"چل تو چپ کر... اور اپنے کام سے کام رکھا کر... تمہاری انہی بے جا طرفداریوں نے اسے بالکل ہی چوپٹ کر چھوڑا ہے..."

"آپ بھی تو بے انصافی کرتی ہیں..." اس نے ڈرتے ڈرتے سچ بات کہہ دی...

"ہم والدین ہی اسے سمجھائیں گے نہیں تو اور کون سمجھائے گا...؟ اس کے دشمن نہیں ہیں کہ وہ بے مہار پھرتا رہے اور ہم روکیں ٹوکیں نہیں..."

جہاں آرا اندر سے نرم پڑ کر بولیں... اولاد تو وہ بھی تھا...

"میں چاہتی ہوں بڑے بھائی کے آنے سے پہلے پہلے یہ بندہ بن جائے۔ بہن بھائی ایک دوسرے کا فخر ہوتے ہیں... اسے تو یہ خوشی حاصل ہے کہ بڑا بھائی قابل ہے... امریکہ سے اعلیٰ ڈگری لے کر آیا ہے۔ بہت دولت پیسے والا ہے..."

زبیر کا ذکر کرتے ہوئے جہاں آرا کی آنکھوں میں اک چمک سی اُتر آئی...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اور وہ... وہ یہاں آئے گا تو اسے کونسی خوشی حاصل ہوگی...؟ بھائی کے چلن دیکھ کر کیا دکھی نہ ہوگا...؟"

"پر اقی جی! کوئی طریقہ بھی ہوتا ہے سمجھانے کا... اس طرح تو عمو کے دل میں بھائی جان کی محبت کی بجائے نفرت پیدا ہوگی... آپ یوں ہر ہر بات میں ان سے مقابلہ کریں گی تو اسے ان سے چڑ ہو جائے گی..."

گلشن کی بات شاید ان کے دل کو لگی تھی... کچھ چپ سی ہو گئیں...

"آپ ڈانٹنے ڈپٹنے کی بجائے پیار سے عمو کو سمجھائیں... ناراض ہونے کی بجائے محبت کریں... اس کا دل ہاتھ میں لیں..."

"پتہ نہیں تم کیسی باتیں کرتی ہو۔ ہمارے زمانے میں تو یہی مثال دی جاتی تھی کہ کھلائے سونے کا نوالہ اور دیکھے شیر کی نظر... یہی اصول ہونا بھی چاہیے..."

پر اب جہاں آرا کی آواز میں وہ رعب، وہ دبدبہ اور وہ جوش نہ تھا...

"آجکل کی جو جوان نسل ہے نا... اس کی نفسیات بدل چکی ہے اقی جی! پہلے والے اصول اور قاعدے اس نسل پر پورے نہیں اترتے... آپ ذرا اپنے رویے میں لچک پیدا کریں..."

جہاں آرا کچھ سوچتے ہوئے اُٹھ کر باہر نکل گئیں۔ جاتے جاتے ان کی مدھم مدھم بڑبڑاہٹ گلشن کی سماعت سے ٹکرائی...

"لو دیکھو ذرا... یہ زمانہ بھی آنا تھا۔ اولاد ہمیں بچوں کی پرورش کا

طریقہ سلیقہ بتا رہی ہے... ٹھیک ہے... اب محبت بھی کر کے دیکھ لیں گے... پھر جو چاند چڑھے گا، وہ بھی زمانہ دیکھے گا..."

اور گلشن کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ اُٹھی...

ماں کے سامنے اونچا بولا تھا... بڑی بکواس کی تھی... بہت بدتمیزی کی تھی...

"یہ تو نے کیا کیا عمیر...!" وہ پچھتاووں میں گھرا ہوا تھا اور اس کے اندر کچھ ٹوٹ پھوٹ رہا تھا...

"اپنی جنت اپنے ہی ہاتھوں مسمار کرنے کی ٹھان لی...؟ شیطان نے تمہارے دل میں کیوں بسیرا کر لیا عمیر...؟"

وہ اپنے آپ کا محاسبہ کرنے لگا...

زندگی کی ناکامیوں نے شاید اسے بے قابو کر دیا تھا... بہت دنوں کا غبار تھا اندر... جمع ہو رہا تھا... آخر، اختیار میں ہی نہ رہا...

اندر جو توڑ پھوڑ ہو رہی تھی، بڑی تکلیف دہ تھی... کسی کل چین نہیں تھا... قرار نہیں تھا...

جس کی خاطر ماں سے اتنا جھگڑا کیا تھا، دل کو ٹٹولا... وہ وہیں موجود تھا... وہی بچپن کی محبت، جوانی کی محبت... دل کے بہت بڑے گوشے پر قبضہ جمائے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زبیر سے اسے کوئی عناد، کوئی دشمنی نہ تھی... پھر...؟ پھر وہ ماں کے سامنے کیوں گرم ہوا تھا...؟

اس سے مقابلہ ہی کیا تھا ناماں نے... عمیر ہی کی بہتری کی خاطر... کیوں وہ اس قدر طیش میں آ گیا...؟

پچھتاؤں کا عمل اسے زیر و زبر کئے دے رہا تھا۔ نہ زبیر سے دشمنی تھی اور نہ ماں کی بے ادبی کرنے کا کوئی ارادہ... پھر...؟

"ہاں..." اسے احساس ہوا... یہ اس کی اپنی زندگی کی ناکامیوں، نامرادیوں اور بدبختیوں کی اُلجھن تھی، جھنجھلاہٹ تھی، جو اس طرح ظاہر ہوئی۔

"بہت بُرا ہوا... بہت غلط کیا تم نے عمیر...!"

اسی دبدھا اور پریشانی میں سڑکوں، بازاروں کے خواہ مخواہ ہی چکر لگاتے لگاتے جانے کب وہ جواد کی دکان پر جا پہنچا... ارادہ کوئی نہیں تھا۔ اس وقت ہوش آیا جب جواد نے اسے دیکھ کر خوشی کا نعرہ بلند کیا۔

"بہت اچھا ہوا تم آ گئے... میں اس وقت تمہیں ہی یاد کر رہا تھا..."

خوشی کے مارے جواد کی آواز پھٹ رہی تھی... آنکھوں میں سارے شہر کی روشنیاں اتری ہوئی تھیں...

"ارے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے آجکل... پکڑے جاؤ گے۔"

اسے خوش دیکھ کر، اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر، عمیر اپنی ساری پریشانیاں بھول گیا...

"کیا مل گیا ہے یار میرے...! ان خوشیوں میں کچھ حصہ دوستوں کا تو ہو گا۔؟"

شرارت سے عمیر نے جھولی پھیلا دی..."ڈال دو اس میں... بہت ترسے ہوئے ہیں... بہت بھوکے ہیں..."

"حصہ کیا..! سب کچھ تمہارا ہے۔ تمہاری ہی خوشی سے بے اختیار ہو کر ہم نے لوڈشیڈنگ کی خلاف ورزی کر رکھی ہے..."

"کیا...؟ عمیر اور خوشی..."

"ہاں... عمیر اور خوشی ہی نہیں، خوش بختی... تم ملک کے بہت بڑے فن کار، ادیب بنتے جا رہے ہو..."

"کیا مطلب...؟" سکوٹر بازار کی طرف کھڑا کر کے عمیر جلدی سے دکان میں گھس گیا...

"یہ کیا بک رہے ہو...؟" اس کو کندھوں سے پکڑ کر عمیر نے جھنجھوڑ ڈالا۔

"دیکھو مجھ سے مذاق کوئی نہ کرنا... میں پہلے ہی اک شکست خوردہ انسان ہوں اور اسی اندر کی شکست و ریخت نے آج مجھ سے میری ماں کی بے ادبی کرا دی..."

"پریشانیوں میں ایسا ہو جایا کرتا ہے... خدا معاف کرے گا..."

جواد نے اس کے چہرے سے سب کچھ پڑھ لیا تھا...

"اور اب... مذاق نہیں ہے... اک پبلشر سے میری بات ہو گئی ہے۔ تمہاری کہانیاں اسے بہت پسند آئی ہیں..."

"جھوٹ...؟" عمیر کو جیسے یقین نہیں آیا... نصیب ایسا یاور تو کبھی نہیں ہوا تھا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جھوٹ کیوں بالکل سچ ..."

"مگر وہ تک بندی تھی ساری کی ساری ... اس قابل کب تھا کچھ ..."

"اب تم کسرِ نفسی کو چھوڑو یار! اک فن شناس نے مستقبل کے بڑے فن کار کو پہچان لیا ہے ..."

"ارے نہیں ... مجھ میں کچھ نہیں ہے ... کچھ بھی تو نہیں جواد ..."

عُمیر کی آنکھیں خوشی سے، جوشِ جذبات سے بھیگ سی گئیں ...

جواد اس کا کندھا تھپتھپانے لگا ... "ریلیکس - ریلیکس میرے یار ...!"

پھر اس نے چائے کی اک پیالی عمیر کے سامنے رکھ دی ...

"یہ پیئو ... ذہن کو آسودہ کرو اور پھر تم سے بات کرتا ہوں ..."

"یہ پیتا ہوں ... ساتھ ساتھ تم بات کرو ... ذہن خود بخود آسودہ ہو جائے گا ..."

"اب تم نارمل ہو ... ہاں تو بات یہ ہے کہ تمہارا کہانیوں کا مجموعہ چھپے گا اور بڑی دھوم دھام سے چھپے گا ... اور شان و شوکت سے چھپے گا ... پر ..."

وہ کچھ چپ سا ہو گیا تو عمیر مضطرب ہو اُٹھا ...

"پر کیا ہوا ...؟ ترسا ترسا کر دے رہے ہو - وہ بھی اتنی کنجوسی سے"

"معاوضہ شاید کچھ کم ہو ... لیکن یار! پہلی کاوش ہے ... اس کے بعد جو کچھ چھپواؤ گے بہت کچھ دے جائے گا ..."

جواد ساتھ ساتھ اسے تسلیاں بھی دیئے جا رہا تھا ... "ویسے سچی بات

تو یہ ہے کہ میں اسی سے بہت خوش ہوں - کوئی پبلشر چھاپنے پر راضی تو ہوا - ہمیں تو نام چاہیئے نا، دام کی اتنی ضرورت نہیں ..."

بھرے پیٹ والے کو کب بھوکے کی بھوک کا اندازہ یا احساس ہوتا ہے -

"ہاں ... صرف نام چاہیئے ..." عمیر کے لبوں پر اک طنزیہ سی ہنسی پھیل گئی -

رات دن ماں اور باپ سے اسے جو کچھ سننے کو ملتا تھا ... وہ ... وہ تو دام کی بات تھی - نام کی بات تو انہوں نے کبھی کی ہی نہیں تھی ...

نام صرف زبیر کا چلتا تھا ... ایک ہی گھر میں دو قسم کے سِکّے ... جانے کیوں ...؟ مختلف قانون ...

"کیا سوچ رہے ہو ...؟"

"وہ ..." عمیر چونکا ... مسکرایا ...

"میں سوچ رہا تھا ... دام چھوڑ کر نام کے پیچھے جائیں - اور ایسا نہ ہو نام کماتے کماتے بدنام ہو جائیں ... گندے انڈوں اور ٹماٹروں سے ہی سر کی تواضع نہ ہونے لگے ... آجکل ذرا نصیب پرے پرے رہتا ہے نا - دوستی نہیں کر رہا ..."

بات کرتے کرتے عمیر خود ہی کسی سوچ کے تحت اُچھل سا پڑا ...

"ارے جواد! بھائی جان کے نام سے نہ یہ مجموعہ چھپوا دوں ... آجکل ان کا نصیب بڑا یاور ہے ..."

"پھر بیلی کے گھر بھی انہیں بھیج دینا ..." جواد نے اس کی حماقت پر دانت کچکچاتے ہوئے طنز کیا ...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"الّو کا... پتہ بھی ہے کچھ، یہ سارے پاپڑ کس لئے بیلے جا رہے ہیں۔؟"

"سب پتہ ہے۔ پھر اپنے مقدر کی بھی شناخت ہے اچھی طرح۔"

"چھی چھی... مرد ہو کر ایسی باتیں...؟"

"کیا کروں پھر... ہر طرف مایوسی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے..."

"اب ستارے بدل رہے ہیں..."

"تمہارے منہ میں گھی شکر..."

"تو پھر تم بھی منہ میٹھا کرو... آجکل میں ہی ساری بگڑیاں سنور جائیں گی... کل معاہدے پر دستخط ہو جاتے ہیں۔ آج تم ساتھ ہوتے تو آج ہی یہ کام مکمل ہو جاتا..."

"اس معاہدے کے بعد...؟" عمیر کے چہرے پر اب بھی مایوسی کی تاریکی تھی... جواد نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا...

"بیلی تک کا اک راستہ سوجھا ہے..."

عمیر چونک اٹھا... "کونسا...؟"

"جس گھر وہ بچیوں کو پڑھاتی ہے، وہاں ماں کو بھیجوں گا..."

"پھر کیا ہو گا...؟"

"اس کا اتہ پتہ معلوم کیا جائے گا..."

"خالہ جان کو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ اپنے مقدر کی ٹھوکریں مجھے خود ہی کھانے دو..."

"تو پھر خود جا کر اس کا پتہ پوچھو گے...؟ آپ بھی ذلیل ہو گے اور

اسے بھی بے عزت کرو گے...؟"

"پھر کیا کہہ رہے ہو...؟"

"صاف ظاہر ہے جب کسی جوان لڑکی کے متعلق جوان لڑکے پوچھیں گے تو غلط سلط ہی سوچیں ابھریں گی... بیلی بھابی بے چاری بدنام ہو جائے گی۔"

"یار! تم دکانداری کر کر کے خاصے عقلمند ہو چکے ہو..."

عمیر ایک دم ہی جواد سے متاثر ہو گیا...

"میں دکانداری کرنے سے پہلے ہی عقلمند تھا... تبھی تو ایک دکان سے پورا پلازہ بن گیا..."

جواد نے سینہ تان کر شیخی ماری... عمیر نے زور سے اک مکا اس کے پیٹ پر جڑ دیا...

"یہ پلازا ساری کی ساری تمہاری عقل نہیں ہے اس میں میری بھی تھوڑی سی شامل ہے..."

"تم تھوڑے سے ہی عقلمند ہوتے تو پھر اور چاہیئے کیا تھا... آج تمہارے حالات ایسے نہ ہوتے..."

جواد نے عمیر کا کان پکڑ کر ہلایا...

"او کاٹھ کے الّو! عقلمندی سیکھنا ہے تو بھائی سے سیکھو... وہ دنیا کا عقلمند ترین انسان ہے... ماں باپ، بہن بھائی، سب سے فائدہ بھی ہر قسم کا اٹھاتا ہے اور پلّے سے نکالتا بھی کچھ نہیں... کس طرح ساری جائداد اس نے ہضم کر لی اور پھر بھی..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں نہیں... انہوں نے ایسے نہیں کیا...؟"

"چپ کرو... آج مجھے بھی دل کا غبار نکال لینے دو..."

جواد نے عمیر کو خاموش کرا دیا، اور خود جوش میں بولنے لگا...

"کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ باپ کی جائداد میں تم تینوں بہن بھائی حصہ دار تھے... پھر اس نے امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش کیوں کی...؟"

"وہ اباجی کی اپنی..."

"میں نے کہا نا تم خاموش رہو..." جواد نے عمیر کی بات کاٹ دی۔

"ویسے تمہارے اباجی کی ہی سہی... مان لیا ایک منٹ کو... پر اسے تو سارے حق حقوق کا علم تھا... باپ نے محبت میں آ کر بیچ دی اور وہ بکوا کر، پلّہ بھر کر رخصت ہو گیا... پھر آٹھ سال تک مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا۔ اسے نہیں پتہ تھا اب باپ کمانے کے قابل بھی نہیں...؟"

"سنو! میرے خون کو مت گرماؤ، کھولاؤ... میں نے ہمیشہ محبتوں کو ترجیح دی ہے... ہر چیز پر... دولت' جائداد پر بھی..."

"تبھی یہ حال ہے... پلّہ بھی خالی اور..."

"دل بھی خالی... جیب بھی خالی... ہاتھ بھی خالی... مار ہی مار کھائی ہے ہر طرف سے... جذبوں کی بھی، محبتوں کی بھی... لیکن..."

عمیر کے چہرے پر اک ملکوتی سا تبسم تھا...

"میں پھر بھی خوش ہوں... بہت خوش... میرا بھائی آٹھ سال بعد آ رہا ہے..."

اور وہ سکوٹر سٹارٹ کر کے چلتا بنا... جواد اسے دیکھتا ہی رہ گیا...

وہ صبح بے شمار خوشیاں اور مسرتیں لے کر آئی تھی...

جگمگاتی ہوئی، نغمے ترانے گاتی ہوئی، دلوں میں اجالے پھیلاتی ہوئی، آس اور امیدوں کی کرنیں روشن کرتی ہوئی...

موسم گو ٹھنڈا تھا لیکن دلوں کی بہار موسم ہی کی طرح فضا و ماحول کو پُر بہار بنائے دے رہی تھی...

یوں رنگ، نور اور مہک نے سب کچھ مل کر ساری کائنات کو سحر زدہ کر دیا تھا...

اور یہ سحر کائنات سے اتر کر ان چاروں کے چہروں پر پھیلا بکھرا ہوا تھا...

ناشتے کی میز پر ہی عمیر کو اس خوشگوار اور اُمنگوں بھری صبح کی نوید ملی تھی...

"ابھی دو گھنٹوں تک بھائی جان آنے والے ہیں... نو بجے کے پلین سے..."

گلشن نے چمکتی آنکھوں اور پھڑپھڑاتے ہونٹوں کے ساتھ اطلاع دی تھی...

"صبح چار بجے ٹیلیگرام آیا تھا... ہم اسی وقت سے جاگ رہے ہیں..."

گلشن نے ناشتہ لگاتے ہوئے تفصیلی اطلاعات فراہم کیں۔ اک اک بات کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب تک عمیر کو خبر نہیں کر دیا کرتی تھی، چین نہیں پڑتا تھا...

"کراچی سے ٹیلیگرام آیا ہے... یعنی کہ بھائی جان پاکستان پہنچ چکے ہیں... ہمارے اتنے قریب ہیں اس وقت..."

"اوہ، پھر کراچی سے کیوں ٹیلیگرام دیا...؟"

عمیر نے خوشی بھرے تعجب سے پوچھا... پھر ماں اور باپ کے چہروں پر اک اک نظر ڈالی... بڑے نرم ملائم ہو رہے تھے... مدھم مدھم سی مسکراہٹیں بکھری ہوئی تھیں... آنکھوں میں انوکھی سی چمک اتری ہوئی تھی...

"انہوں نے امریکہ سے ہی کیوں نہیں اطلاع دی...؟ میں ان کا استقبال کرنے کراچی جاتا..."

"بات تو عمیر ٹھیک کہہ رہا تھا..." آج کاظمی صاحب اسے نرم نرم اور مشفق سی نگاہوں سے تک رہے تھے...

"کسی کو کراچی جانا چاہیئے تھا... آج ہم اسے عزت دیں گے تو کل وہ بھی ہمیں اس قابل سمجھے گا..."

"اسے ساری عقلیں پہلے سے ہی ہیں..." جہاں آرا کے لہجے میں ممتا ہی ممتا تھی...

"تکلیف نہ دینے کا خیال ہوگا۔ بڑے احساس والا ہے میرا زبیر..."

"بہرحال... یہ اتنی تکلیف کی بات نہ تھی..." کاظمی صاحب کسی سوچ میں ڈوبے ڈوبے ابھرے...

"پتہ نہیں کیوں اس نے ایسا کیا...؟"

"اب ایسا ویسا کوئی غلط قسم کا خیال اس کے متعلق دل میں نہ لے آئیے گا۔ یقیناً کوئی مصلحت ہوگی..."

"ہو سکتا ہے کوئی گاڑی وغیرہ لائے ہوں... بائی شپ... اور اس کی خاطر کراچی میں..."

"ہاں... اور بھی سامان ہوگا... جو پہلے بک کروا دیا ہوگا..."

عمیر اور گلشن کا خیال انہیں درست لگا... مسکراہٹیں اور گہری ہو گئیں...

"بڑے دل والا ہے میرا بیٹا... بڑے ظرف والا ہے... آٹھ سال کے ہمارے انتظار اور اپنے حقوق و فرائض کو نبھائے گا..."

"اچھا اچھا... خیالی پلاؤ کم پکاؤ... بھوک سے زیادہ کچھ بھی کھانا اچھا نہیں ہوتا..."

کاظمی صاحب کی بولی گئی بات کا چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا اور آنکھوں میں شفقت...

آج تو زبیر کی وجہ سے عمیر بھی محبتوں کی بارشوں میں نہلایا جا رہا تھا...

"کاش بھائی جان! آپ روزانہ آٹھ سالوں بعد آ جایا کریں..."

"ناشتہ جلدی جلدی کریں..." گلشن نے وقت کا احساس دلایا، جو بہت کافی تھا ان کے پاس... لیکن جذبوں کی وجہ سے کم لگ رہا تھا...

جہاں آرا کچھ سوچتے ہوئے دھیمی دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئیں...

"مجھے ڈر ہے کسٹم پہ کوئی پرابلم نہ پڑ جائے... اس نے آٹھ سالوں کی کسریں نکالنا ہیں... اور کسٹم والوں کو کیا پتہ..."

"پہلے اطلاع دے دیتا۔۔؟" بیوی کی بات سن کر کاظمی صاحب متفکّر سے ہو اُٹھے۔۔ پھر دوسرے لمحے ان کے چہرے پر محرومیوں کے عجیب سے سائے لہرانے لگے۔۔۔

"پر ہم تو کسی قابل بھی نہیں۔۔۔ اطلاع دے بھی دیتا تو کیا کر لیتے۔ کوئی واقفیت ہی نہیں رکھتے۔۔"

"آج اس کے کام تو آتے۔۔۔ بچہ اکیلا پریشان ہو رہا ہوگا۔۔۔"

جہاں آرا بھی یکایک افسردہ ہو گئیں۔ ابھی جو بہار بہار ہو رہی تھیں، اس پر جیسے خزاں نے اپنے پَر پھیلا دیئے۔۔۔

"عمیر کسٹم میں ہی نوکری کر لیتا۔۔"

ناشتہ چھوڑ چھاڑ وہ حسرتوں کا زہر پینے لگیں۔۔۔

"اچھا ہوا ہے امّی جی! جو عمو نے کسٹم میں نوکری نہیں کی۔۔۔"

گلشن نے ان کی حسرتوں کے زہر کو بڑی عقلمندی سے امرت بنانے کی کوشش کی۔۔

"بھائی جان تو آج پہلی بار آئے ہیں۔۔۔ یہ خواہ مخواہ ہی اپنی عاقبت خراب کرتا رہتا، روز روز۔۔۔"

جہاں آرا نے بیٹی کی بات سُنی۔۔۔ سوچی۔۔۔ چہرہ پھر پُربہار ہوگیا۔۔ جان سی پڑ گئی۔۔۔

"اگر تمہیں ایسی کوئی ملازمت ملے بھی، تو کبھی نہ کرنا عمو۔۔۔!"

گلشن اسے بزرگوں کی طرح سمجھاتی چلی گئی۔۔۔ "کبھی نہیں۔۔۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کبھی نہیں۔۔۔ کیوں۔۔۔؟ ہمیشہ اسے اُلٹے ہی سبق دینا۔۔ کہیں کچھ کما کر گھر میں نہ لے آئے۔۔۔"

جہاں آرا گلشن پر برسنے لگیں۔۔۔

"آخر ان محکموں میں لوگ نوکریاں کرتے ہی ہیں۔۔۔"

"جہاں آرا بیگم، بیٹی کی بات سمجھو۔۔۔ اس نے ٹھیک کہا ہے۔۔۔ یہ کسٹم وسٹم کی نوکری مجھے بھی پسند نہیں۔۔۔"

کاظمی صاحب نرمی سے بیگم کو سمجھانے لگے۔۔۔

"انسان کا دل لالچی ہوتا ہے۔۔۔ نظروں کے سامنے دلوں کو للچانے والی چیزیں نہ ہی آئیں تو اچھا ہے۔۔۔ ایمان ڈانواں ڈول ہوتے کوئی وقت لگتا ہے۔۔۔!"

"ایمان ڈانواں ڈول نہ ہو اور بھوکے ننگے مر جائیں۔۔۔"

"یہ پیٹ کی بھوک جو ہوتی ہے نا، کاظمی صاحب آپ نے اس کا مزہ نہیں چکھا۔۔۔"

"اللہ نہ چکھائے۔۔۔ پر اتنا چاہتا ہوں اپنے رب سے کہ وہ ایمان سلامت رکھے۔۔۔ ایسی بھوک کبھی دے بھی تو۔۔۔ ایمان کمزور ہونے سے پہلے موت دے دے۔۔۔"

کاظمی صاحب خوفِ خدا سے لرزنے لگے۔۔۔

"ویسے یہ بھوک فاقہ بھی کسٹم کی نوکری جیسا ہی ہے ایمان مرض ہے۔ انسان گندگی کھا ہی لیتا ہے۔۔۔ اپنے اس فانی جسم کو بچانے کی خاطر۔۔۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اللہ اپنا کرم کرے ۔۔

"ابا جی! پلیز! اس ذکر کو اور اس بحث کو اس وقت ختم کر دیں ۔ اور جلدی سے ناشتے سے فارغ ہو جائیں ۔۔۔ دیر ہو جائے گی ورنہ ۔۔۔"

"ائیرپورٹ میں بھی جاؤں گی، اپنے بچے کو لینے ۔۔۔"

جہاں آرا کی بات سن کر کاظمی صاحب مسکرانے لگے ۔۔۔

"تو کس نے لے جانے سے انکار کیا ہے ۔۔۔؟"

"لیکن سب گئے تو ٹیکسی لینا پڑے گی ۔۔۔ یوں جانے آنے کا کرایہ پچاس ساٹھ روپے بن جائے گا ۔۔۔"

"اور جو بھائی جان کے ساتھ سامان بہت سارا ہوا ۔۔۔؟"

"وہ تو ہو گا ۔۔۔" جہاں آرا پُریقین لہجے میں بولیں ۔۔

"آٹھ سال کی کمائی، اسی دن کے لئے جمع کر رکھی ہوگی نا ۔۔۔ میرا زبیر بڑے انصاف والا ہے ۔۔۔ سارے حساب چُکائے گا ۔۔۔"

وہ جذبوں میں سرشار، مسرتوں سے ہمکنار، آنکھوں میں امیدوں کے دیپ جلائے بولے چلی گئیں ۔۔

"اس کے علاوہ بہن کی شادی کا بھی علم ہے اسے ۔۔۔ ہائے! پتہ نہیں بہن کے لئے کیا کیا لایا ہوگا ۔۔۔؟ بہت پیار کیا کرتا تھا اسے ۔۔۔ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ اس کی شادی تو میں کروں گا ۔۔۔"

"میرے لئے بھائی جان بے شک کچھ نہ لائیں ۔۔۔"

گلشن نے ماں کے سہانے سہانے بولتے تصورات میں دخل در معقولات کی ۔

"بس عمو کے لئے دو تین سوٹ لے آئیں نا، تب ٹھیک ہے ۔۔۔"

"مجھے تو یقین ہے ۔۔۔" کاظمی صاحب کے جذبے بھی سرسرائے ۔۔

"پر تجھے اپنے سے زیادہ عمیر کا کیوں خیال ہے ۔۔۔؟"

"ابا جی! بے چارے کے پاس اچھا کپڑا کوئی نہیں ہے ۔۔۔ بہت عرصہ ہوا اس نے بنوائے ہی نہیں ۔۔۔ اور اب تو اسے ضرورت بھی ہے ۔۔۔"

اک خلوص اور محبتوں بھری مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ابا جی سے چھپا کر عمیر کو آنکھ مار دی ۔۔۔

"کیوں عمو ۔۔۔؟"

وہ چونک کر، گھبرا کر، سٹپٹا کر ماں اور باپ کی طرف باری باری دیکھنے لگا ۔۔۔ مگر ۔۔۔ شکر کیا، کسی نے نہ گلشن کی بات کی طرف توجہ دی تھی اور نہ عمیر کی گڑبڑاہٹ دیکھی تھی ۔۔

وہ تو بس زبیر کی آمد کے دل خوش کن تصورات میں ہی ڈوبے ہوئے تھے ۔۔۔ جانے کیا کیا سوچے جا رہے تھے ۔۔۔ دونوں کے چہروں پہ اولاد کی محبت کا نور جگمگا رہا تھا ۔۔۔

"بتاتے نہیں ۔۔۔ ضرورت ہے نا ۔۔۔؟"

گلشن نے پھر عمیر کو چھیڑا ۔۔۔

"بڑے کے بعد چھوٹے کی باری ہے ۔۔۔ تیاری رکھنا ۔۔۔"

"ہمیں جلدی کا کہہ کر اب خود باتیں کرنے لگ گئیں ۔۔۔"

"ارے ۔۔۔!" ماں کی بات کان میں آ پڑی ۔ چونکی ۔۔۔ کھلکھلائی ۔۔۔

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تو خوشی کی زیادتی سے پاگل ہی ہو گئی ہوں... زیادہ مل گئی ہے نا..."

"پھر...؟" جہاں آرا اٹھتے ہوئے بولیں...

"مسئلہ ہے ایئرپورٹ کون کون جائے گا...؟ جاتی بار صرف رکشے سے کام چل جاتا نا... واپسی پر تو زبیر خود ہی کچھ نہ کچھ کر لے گا..."

"ان کے پاس بھلا یہاں کی کرنسی ہو گی...؟"

گلشن نے انہیں مطلع کیا... جذبے اسے بھی گرما رہے تھے... پر خودداری کچھ ہوتی ہے..."

"ہاں تو... آٹھ سال کا عرصہ بیت گیا..."

"یہی تو میں کہہ رہی تھی... یہاں سے انتظام کر کے چلیں... ابھی سے ان پر نہ گر پڑیں... یوں بھی... ہم بھی تو ان کے کچھ لگتے ہیں... ہزاروں خرچ کر ڈالا... ان کی غیر موجودگی میں ان کے لئے... اور آج... پچاس ساٹھ کے لئے... ان کی طرف دیکھیں گے..."

"جہاں آرا تمہاری بیٹی تم سے زیادہ عقلمند ہے..."

کاظمی صاحب، بیٹی کی ساری بڑبڑاہٹ سننے کے بعد بیگم سے مخاطب ہوئے..

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہے... آج کا دن ہمیں ہی خرچ کرنا ہوں گے... اسی خوشی کے ساتھ، جس طرح ہمیشہ کرتے رہے ہیں..."

"ابا جی! میرا خیال ہے پانچ چھ سو روپیہ جیب میں رکھ لیں... کوئی اور بھی ضرورت پڑ سکتی ہے وہاں..."

"جہاں آرا! تمہارے پاس کتنی رقم ہو گی...؟"

"لو... پانچ سات سو بھی نہیں نکل رہے...؟"

جہاں آرا نے کاظمی صاحب کی بیٹے کے لئے محبتوں، شفقتوں کا مذاق اڑایا..

"آٹھ سال بعد بیٹا آ رہا ہے اور باپ..."

"دیکھو دیکھو... اس خوشی کے موقع پر طعنے بازی کر کے میرا موڈ نہ خراب کرو... گھر نہیں دیکھا... کیسا چم چم چمک رہا ہے... یہ سب اسی کی خاطر تو ہوا ہے... جیب جھاڑ کر آخری پیسہ تک لگا دیا اس کے لئے..."

"چلیں اچھا... اب پریشان نہ ہوں... آج کا وقت نبھانے کے لئے یہ پاس رکھ لیں..."

جہاں آرا نے خوشگوار موڈ اور خوشگوار مسکراہٹوں کے ساتھ پانچسو روپیہ کاظمی صاحب کی جیب میں ڈال دیا...

"یہ کہاں سے آ گئے...؟"

"گلشن کی برات کے دن کا خرچہ، کھانے دانے وغیرہ کا، علیحدہ رکھا ہوا تھا نا..."

"ارے بھاگوان! اس میں سے نہیں نکالنا تھے.."

"تھوڑے وقت کی تو بات ہے.. چند گھنٹوں کی... زبیر آ گیا تو پھر بھر ہو جائے گی... سب واپس رکھ دوں گی وہاں..."

"پھر تو بیگم! ہم کھانے کا مینو بھی بدل لیں گے..."

"ابا جی! فی الحال اس مینو کے متعلق سوچیں... رکشا یا ٹیکسی..."

"نہ رکشا نہ ٹیکسی..." عمیر اٹھ کھڑا ہوا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا مطلب ....؟" کاظمی صاحب کو غصہ چڑھنے لگا...

"ہم میں سے کوئی بھی اسے لینے نہیں جائے گا...؟"

"سب چلیں گے ... گاڑی کا انتظام کیا ہوا ہے ....؟"

"گاڑی کا ... اور تم نے ....؟"

کاظمی صاحب نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا...

"جواد کے کسی دوست کی ہے .... اس نے خود ہی کہا تھا... بھائی جان کو لانے کے لیے آؤں گا ...

"تو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ... ہم خواہ مخواہ ہی پریشان ہوتے رہے...؟"

جہاں آرا نے غصے سے عمیر کو گھورا...

"اس لڑکے کو تو ہمیں دکھ دینے میں مزہ آتا ہے..."

"امی جی! شرارت کر رہا تھا..."

"یہ شرارت تھی...؟"

"چلیں اب پلیز! اس وقت غصہ نہ کریں - اور عمو، تم جاؤ گاڑی لانے ...."

عمیر سر جھکائے، نظریں جھکائے، سوچوں میں کھویا چل پڑا...

"دیکھو گاڑی چھوٹی نہ ہو... جواد کو کہنا انتظام کرنا ہے تو بڑی گاڑی کا کرے..."

جہاں آرا نے جاتے جاتے اسے پیچھے سے پکارا...

"میرا مطلب ہے گاڑی بیشک کیسی ہو... اس کی ڈگی بہت بڑی ہونی

چاہیئے... جانے کتنے بکس ہوں گے ....؟"

"ہاں ... بیگم ٹھیک کہہ رہی ہیں..."

کاظمی صاحب نے ان کی تائید کی تو... وہ ایک بار پھر مسرتوں کی بارش میں نہا گئیں ... عمیر پہ چڑھے ہوتے غصے کا اُبال اُتر گیا..

"کاظمی صاحب! میری باتیں ہمیشہ درست ہوتی ہیں..."

مسکراہٹوں اور خوشیوں کے نور سے ان کا چہرہ جگمگ جگمگ کرنے لگا...

"اچھا اچھا... اب یہیں باتیں بنائے جانا ہے یا تیار بھی ہونا ہے..." کاظمی صاحب عجلت میں بولے...

"عمو، تو دس منٹ میں آ جائے گا... اس کی پھٹیچھٹی بڑی تیز ہے..."

"ابا جی! پھٹیچھٹی سے زیادہ تو ہمارے جذبے ہیں... ہمارا پیار... ہماری محبت... یہ پٹرول بڑا خالص ہے ... اس میں کچرا نہیں ہے ... کہیں نہیں پھنستا' رکتی..."

"ہاں بیٹی! تو صحیح کہہ رہی ہے..."

کاظمی صاحب کی آنکھیں بھیگ گئیں خوشی سے، ارمانوں سے، اور... اتنی طویل جدائی کے بعد ہونے والے ملاپ کی آسودگی سے...!!!

○

جہاں آرا حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں... آٹھ سال پہلے والا زبیر کہاں رہ گیا تھا... نہ اس کا سایہ، نہ اس کی پرچھائیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دُبلا پتلا، جیسے ہڈیوں پہ ماس چڑھا ہوا... رنگت ہلکی سانولی سی ڈھیلی ڈھالی پتلون اور عام سی بُش شرٹ پہنے ہوئے تھا...

مگر اب... نظریں اس کے وجود پہ جم کر رہ گئیں... لباس تو خیر وہاں کی معاشرت اور ماحول نے تبدیل کر دیا تھا... البتہ بدلے ہوئے رنگ روپ کو دیکھ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی...

دُھلی دُھلی، نکھری نکھری سی رنگت، جسم پہ چربی کی ایسی مناسب سی تہہ چڑھی ہوئی تھی کہ وہ سارے کا سارا ایک جیسا گداز سا ہو گیا تھا... بڑا پُرکشش لگتا تھا...

آنکھوں پہ سیاہ چشمہ اور بالوں کا نیا سا سٹائل اسے ایک بالکل نیا انسان بنائے دے رہا تھا... اوپر سے باتیں کرنے کا انداز...

جہاں آرا تو کتنی ہی دیر سینے سے لگائے کھڑی رہی تھیں... جی چاہتا تھا دل کے کسی تنہا گوشے میں اسے چھپا کر رکھ لیں... کچھ یوں کہ آٹھ سالوں کی جُدائی کی کسر نکل جائے...

"ارے! یہ کالا چشمہ تو اُتار... میں تیری آنکھوں میں دیکھوں... ان آٹھ سالوں نے جدائی کے کون کون سے دُکھ بھرے مناظر عکس بند کیے ہیں۔ کتنے آنسو بہائے... کتنے موتی لٹائے..."

"واہ مام! آپ تو بڑی اچھی اُردو بولتا ہے..."

"یہ مام کیا ہوا...؟" کاظمی صاحب نے زبیر کو پیار سے ٹوکا...

"اور یہ تمہاری اُردو... کچھ بگڑی بگڑی سی لگ رہی ہے..."

"آٹھ سال بعد بولا ہے نا... زبان اٹک رہی ہے..."

"زبان سے زیادہ گرامر اٹکی ہے..." گلشن ہنس کر بولی...

"چلیں عمو سکھا دے گا... اس کا اُردو کا ایم۔ اے کس دن کام آئے گا..."

"عامو! ارے میرے قریب آؤ... واہ! سب کتنا کتنا جوان ہو گیا... اور یہ گل! میری سسٹر..."

"کیسا کالا ہو گیا..." گلشن نے قہقہہ لگا کر زبیر کا جملہ مکمل کر دیا...

"آپ کو امریکہ کی یاد دلانے کی خاطر بھائی جان! یہاں اک حبشن دیکھنے کو ملتی رہے گی تو شاید دل لگ جائے..."

زبیر گلشن کے اس جوک سے بہت محظوظ ہوا... کتنی ہی دیر ہنستا رہا... مگر عمو ناراض ہو گیا...

"آئندہ تم نے خود کو حبشن وغیرہ کہا نا تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا..."

"جب تم خود مجھے کالی دیوی وغیرہ کہتے ہو..."

"وہ تو پیار سے کہتا ہوں... حق ہے میرا... پر کسی دوسرے کو نہیں کہنے دوں گا..."

"ہمارے کو بھی نہیں...؟" زبیر نے اپنی لنگڑی اُردو بولی...

"آپ اس کو کیا کہنا چاہتے ہیں...؟"

"بلیک کو بلیک ہی کہا جاتا ہے... کچھ اور تو نہیں..."

اور زبیر کی اس بات پہ عمیر کو غصہ آ گیا...

"آپ کی آنکھوں میں ابھی رشتوں اور جذبوں کی بینائی نہیں اُتری..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درنہ اس بلیک کو بلیک نہ کہتے ... وائٹ کہتے ...“

”میں تمہارے درمیان میں سے گیا ہوا ہوں ...“

”یہ درمیان میں جو آٹھ سال حائل ہو گئے ہیں نا، انہوں نے لگتا ہے کافی دراڑیں ڈال دی ہیں ...“

عمیر، زبیر کے رویے کا بڑے غور سے مطالعہ کر رہا تھا ...

”یہ تم کیسی باتیں کرنے لگے ...“ جہاں آرا نے پیشانی پر تیوری ڈال کر عمیر کو گھورا ...

”عمو! میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دوں گی کہ بڑے بھائی کے منہ لگو۔ جاؤ تم جا کر گاڑی میں سامان وغیرہ رکھواؤ ...“

”کونسا سامان مام ...؟“ زبیر نے پوچھا ...

”تمہارا ... جو ساتھ لائے ہو ...“

”میرے ساتھ تو بس یہ بکس ہے صرف ... یہ میرے ہاتھ میں ...“

”کیا ...؟“ جہاں آرا چونک پڑیں ...

”بس اتنا سا سامان لے کر آئے ہو ...“

”تو اور ... ایک مہینے کے لئے اتنے کپڑے کافی نہیں کیا۔ ماما ... میں مرد ہوں ... امریکی مرد ... جو لباس کی زیادہ پرواہ نہیں کیا کرتا ...“

”امریکی مرد ... بس ...“ اور جہاں آرا کہتے کہتے رک گئیں کہ یہاں تیرے پاکستانی ماں باپ۔ بہن، بھائی چار افراد موجود تھے ... ان کا کوئی حق نہ تھا تم پر ...؟

لمحہ بھر کے لئے زبان رکی ... پر تعجب اتنا زیادہ تھا کہ زبیدہ چپ نہ رہ سکیں۔ زبان پہ آئی بات پھسل ہی گئی ...

”بہن بھائی کے لئے کچھ نہیں لائے ...؟“

”کیوں نہیں ...؟ سب کے لئے تحفے لایا ہوں ...“

”یعنی کہ ... یہ بکس نہیں عمرو عیار کی زنبیل ہے ...؟“ عمیر نے بکس اٹھایا ...

”یہ ... اس ایک بکس میں آخر کیا کیا ہو گا ...؟“

جہاں آرا متحیر سی ہو کر پوچھنے لگیں، تب کاظمی صاحب نے بیگم کو زبان بند رکھنے کے لئے کندھے سے ٹھونکا مارا ...

”اچھا کیا ہے فضولیات نہیں اٹھا لایا ... یہ وی۔سی۔آر ... یہ ٹیپ ریکارڈر اور ایسی ہی الم غلم وغیرہ ... کوئی چھوٹی چھوٹی قیمتی چیز لایا ہو گا ... اور ہمارے لئے کیش ... بہتر ہے بیگم ... اور کچھ نہیں قرض تو اترے گا ...

”ہاں ... یہ تو ٹھیک ہے۔ نمائشی چیزوں سے زیادہ اس وقت ہمیں رقم کی ضرورت ہے ...“

آپس میں کھسر پھسر کرنے کے بعد وہ بیٹے کی طرف متوجہ ہو گئے ...

”تو صحیح سلامت، صحت تندرستی کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑا تحفہ ہے ...“

جہاں آرا نظروں ہی نظروں میں اس پر سے صدقے قربان ہو رہی تھیں۔

”میں نے تیری خاطر نیاز مانی ہوئی ہے ...“

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نیاز...؟ وہ کیا ہوتا ہے ممّا...؟"

"ارے سیدھی طرح مجھے امی کہو... پھر نہیں نیاز کا مطلب بتاؤں گی..."

"امی جی! چلیے نا... آپ تک یہیں کھڑی باتیں کرتی رہیں گی..."

عمیر کو گاڑی واپس دینے کا خیال بھی تھا...

"گاڑی میں بیٹھیے اور راستے میں کرتی جایئے گا..."

"یہ گاڑی عمیر نے خریدی ہے...؟ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے زبیر نے پوچھا...

"کیا...؟ گاڑی خریدے گا اور وہ بھی عمو...؟"

جہاں آرا نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر اک طنزیہ سا قہقہہ لگایا...

"ابھی تک اک پیسے کی کمائی نہیں کی اور گاڑی خریدے گا..."

"پھر یہ کس کی گاڑی ہے...؟"

زبیر نے اندر باہر گاڑی کو تنقیدی نظروں سے تکتے ہوئے پوچھا...

"میرے دوست کی..." عمیر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی...

"اچھی ہے... بالکل بے آواز سٹارٹنگ... میں تو کہتا ہوں اس سے بات کر لو... اگر سیل کر رہا ہو تو خرید لو..."

"عمو کو گاڑی خرید کر دے گا..." پیچھے بیٹھیں جہاں آرا نے کاظمی صاحب کو کہنی ماری... گالوں میں سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی...

"بیوقوفی کرے گا... تم جاتے ہی اسے سمجھانا... یوں اللّوں تللّوں میں

پیسہ نہ اُڑائے... ہم نے قرض اُتارنا ہے... بہت ڈھیر سارے قرض..."

"سمجھا دوں گی... پر ابھی آپ چپ رہیں..."

"تم سناؤ فلاور..." زبیر نے شرارت سے گلشن کو مخاطب کیا...

"کونسا ہو...؟ روز یا جیسمین یا ڈیزی...؟"

"میں تو اپنے ابا جی کے آنگن میں کھلا ہوا اک معمولی سا پھول ہوں۔ نہ میرے پاس گلاب جیسی خوب صورتی ہے، نہ یاسمین جیسی رنگت... اور... نہ..."

"سب کچھ ہے تمہارے پاس گل! سب کچھ..." عمیر جلدی سے بولا...

"میری آنکھوں سے تو دیکھو..."

"لگتا ہے بڑا پیار ہے آجکل..." زبیر نے اپنی نظروں کی اجنبیت پر اپنائیت کا رنگ چڑھانے کی کوشش کی...

"آجکل کیا ہوا بھائی جان! یہ رشتہ، میرا اور گل کا، آجکل والا نہیں ہے... ہمیشہ ہمیشہ والا ہے..."

"اس کا بھی یہی ہے... وہ جانتا ہے... اور انشاءاللہ تم سے زیادہ مانے گا..."

جہاں آرا پھر زبیر کی حمایت میں بولیں... عمیر نے نظریں سامنے راستے پر جما دیں...

راستہ بھر اسی طرح باتیں ہوتی رہیں... کبھی پیار بھری، کبھی کوئی شرارت بھری، کبھی طنز سے بھری...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاظمی صاحب خاموش تھے۔۔ جہاں آرا زبیر کی طرفداری کیے جا رہی تھیں... عمیر ذرا کوئی مذاق کرتا، وہ اسے ڈانٹ دیتیں... تب وہ چُپ ہو گیا...

پھر... خوش بہت تھا بھائی کے آنے سے... جیسے اس میں توانائی سی آ گئی تھی... وہ جیسے اک کمزور انسان تھا، بھائی بازو ہوتا ہے، اسے مضبوط سہارا مل گیا تھا...

بھائی سے کرنے، اسے سنانے اور کہنے کو بہت ساری باتیں سوچ لی تھیں...

بے شمار خواہشات تھیں، جو تشنہ پڑی تھیں، کچھ مجبوریوں اور لاچاریوں کے تحت کاظمی صاحب پوری نہیں کر سکے تھے... وہ اس نے زبیر کے کھاتے میں لکھ دی تھیں...

بڑے بھائی باپ سمان ہوتے ہیں... یقیناً... وہ ایسا ہی ثابت ہوگا...

کیا ہوا جو ان میں آٹھ سالوں کا فاصلہ حائل ہو گیا تھا...

جب پلین سے اترتے ہی وہ آپس میں بغلگیر ہوئے تھے تو سارے فاصلے مٹ گئے تھے... ہزار سال کے بھی ہوتے تو اسی طرح مٹ جاتے...

یہ خون کے رشتے ہوتے ہی ایسے ہیں... برسوں کے فاصلے، میلوں کے فاصلے، منٹوں میں بلکہ چند لمحوں میں پاٹے جاتے ہیں...

○

زبیر اچانک ہی آ گیا تھا... دو چار دن پہلے، صحیح دن، وقت کی اطلاع دی ہوتی، اس کے لئے کوئی تردّد کیا جاتا... کوئی خاص اہتمام ہوتا... سبھی بولائے بولائے سے پھر رہے تھے... عمیر بازار چلا گیا تھا مٹھائی وغیرہ لانے... گلشن جلدی جلدی چائے تیار کر رہی تھی...

کاظمی صاحب کو کچھ سوجھ ہی نہیں رہا تھا، بے چین سے اندر باہر پھر رہے تھے...

"دو تین دن پہلے اطلاع دے دیتے... ہم کچھ کرتے... کسی اور انداز میں تمہارا استقبال... کچھ زیادہ لوگ ہوتے... ہار شار ڈالتے - پتہ چلتا دنیا زمانے کو کوئی آیا ہے..."

وہ بڑبڑاتے جا رہے تھے... لہجے میں بے شمار حسرتیں تھیں...

"اور اب ہم کچھ کر ہی نہیں سکے... یہ کوئی آنا ہوا...؟ اتنی مدت بعد اس طرح آتے ہیں... کوئی ارمان بھی تو پورا نہ کیا جا سکا..."

کاظمی صاحب کی بڑبڑاہٹ زبیر نے سُن لی تھی... اپنی اتنی قدروں اور عزتوں سے خوش بھی تھا... محظوظ بھی ہو رہا تھا...

"اس بار تو جو ہونا تھا ہو گیا... اب جب پھر آٹھ سال بعد آؤں گا تو آٹھ دن پہلے اطلاع دوں گا... پھر دیکھوں گا آپ کیا کرتے ہیں...؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زبیر بڑے لاڈ میں باپ سے کہہ رہا تھا... اسی لمحے عمیر واپس آ گیا۔ آتے آتے بھائی کی بات سن لی تھی... دل بے حد دکھ گیا... ابھی کوئی کسر باقی تھی... زخم دینے کی...

اباجی اگر کچھ کہہ رہے تھے تو پدری شفقت کے جذبوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر... پر بھائی جان نے کیا کمی محسوس کی...؟

اپنا آپ خاک سیاہ کر ڈالا والدین نے، اور یہ ابھی بھی اگلی بار آزمانے کی بات کر رہے تھے، اور وہ بھی آٹھ سال بعد...

ماں اور باپ کے چہروں کے تاثرات دیکھتے ہوئے عمیر نے بھائی کی بات مذاق میں ٹالنے کی کوشش کی...

"آپ نے ضرور آٹھ کا پہاڑہ پڑھا ہے... وہ تین کا آپ کو یاد نہیں...؟"

زبیر ہنسنے لگا... "عمو! تو بڑے مزے کے جوک کرتا ہے..."

"اسے محض جوک ہی نہ سمجھنا بیٹا! یہ آٹھ سال، آٹھ صدیوں کی طرح ہم نے کاٹے ہیں..."

کاظمی صاحب کی آواز میں عجیب سا ارتعاش تھا...

جانے کیوں ان کے ہاتھ بھی کپکپانے لگے تھے۔ جیسے ایک دم ان کی عمر کئی سال بڑھ گئی تھی۔ بہت ضعیف اور تھکے ہوتے سے نظر آنے لگے تھے۔

باپ کی حالت دیکھتے ہوئے عمیر نے اس موضوع کو بدل دینا ہی مناسب جانا...

"پھر...؟ ہمارے بھائی جان ہمارے لئے کیا لائے ہیں...؟"

وہ کبھی ایسی بات نہ کہتا... کچھ لینے کی... وہ تو محض گفتگو کا موضوع بدلنا مقصود تھا... تب اور کچھ سوجھا ہی نہیں...

ویسے وہ اتنا جانتا تھا کہ جو لینے والا ہوتا ہے اور لے کر بھول جانے والا ہوتا ہے اس کے پاس کسی کو کچھ دینے والا دل نہیں ہوتا... پر یہ تو اس کا بھائی تھا... سگا بھائی...

زبیر صوفے پر نیم دراز تھا... عمیر کی بات سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا...

"عامو! میرا بیگ تو لانا..."

"بھائی کو کچھ دیر آرام تو کر لینے دیتے، اس نے کہیں بھاگ تو نہیں جانا تھا..."

ماں کی بات پر عمیر شرمندہ سا ہو گیا مگر کمرے میں داخل ہوتی گلشن کے مسکراہٹوں بھرے فقرے نے اسے کچھ سنبھالا دے دیا...

"کیا پتہ... اتنی مشکل سے ہاتھ آتے ہیں..."

چائے کی ٹرالی کاظمی صاحب اور جہاں آرا کے سامنے کھڑی کرتے ہوئے وہ خود آگے بڑھ گئی...

"ویسے بھی نیک کام جلد ہو جانا چاہیئے..."

اور زبیر کے سامنے نیچے دو زانو بیٹھتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا... "ہمارا تحفہ..."

"تو بھی آ گئی...؟" جہاں آرا کو اس کی یہ بے تکلفی اچھی نہ لگی...

"کوئی بات نہیں ماما...!" زبیر نے جیسے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اسی کی تو ساری برکتیں ہیں..."

"عموا! دیکھا... سب ہماری برکتیں ہیں... یہاں بھی وہاں بھی..."

"تو میں نے کبھی انکار کیا ہے...؟ میں تو خود مانتا ہوں، بہن کے حقوق، ماں باپ کے حقوق... پر... مجبوریوں نے باندھ رکھا ہے..."

وہ بے حد دکھی ہو گیا... "اور کچھ قسمت بھی ساتھ نہیں دے رہی..."

"اوئے اوئے! آج یہ منہ تھوتھیانے کا موقع نہیں ہے... وہ دیکھ بھائی جان نے بکس کھولا... تم بھی ہنسنے کے لئے منہ کھول دو..."

"ممی...!" زبیر نے ماں کو مخاطب کیا... جانے کیا کہنے لگا تھا۔ کاظمی صاحب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اسے ٹوکا...

"زبیر! تم ماں کو امی کیوں نہیں کہتے...؟"

"عادت نہیں رہی ڈیڈ..."

"ڈیڈ..." کاظمی صاحب پھر چونکے۔ مگر زبیر نے توجہ ہی نہیں دی...

"دراصل وہاں لنزا کی مدر کو ممی کہتا ہوں نا... تو... عادت سی پڑ گئی ہے..."

"لنزا...؟ لنزا کون...؟" سبھی نے چونک کر، گڑبڑا کر پوچھا... نگاہوں میں شکوک سے لہرائے...

"وہ... وہ..." سب کے چونکنے پر زبیر سٹپٹا سا گیا...

"میری لینڈ لیڈی ہے..." پھر جلدی سے بولا...

"مگر آپ کا تو وہاں اپنا گھر ہے...؟"

"ہاں ہاں... پہلے تھی نا... ہم لوگ ملتے رہتے ہیں اب بھی..."

"اوہ... اچھا..." جہاں آرا نے اطمینان کا سانس لیا...

"میں سمجھی تھی..."

"ہاں ہاں... کوئی گرل فرینڈ سمجھ لی ہو گی..." کاظمی صاحب مسکراتے ہوئے جلدی سے بولے...

"لیکن جہاں آرا بیگم! زبیر میرا بیٹا ہے... یہ زندگی میں کبھی کوئی غلط حرکت نہیں کرے گا... انشاءاللہ..."

"ہاں... جی ہاں..." زبیر نے زور زور سے سر ہلایا... نہیں کروں گا۔"

"بھائی جان! یہ یقین بعد میں دلاتے رہیئے گا۔ پہلے ہمیں تو فارغ کر لیں۔"

گلشن اپنا تحفہ لینے کے لئے بڑی بے چین ہو رہی تھی... تجسس کے مارے، اشتیاق کے مارے اور بڑے بھائی کے دل میں اپنا مقام اور پیار دیکھنے کے مارے...

"یہ لڑکی بڑی کمینی ہے..." عمیر کو گل کی بیقراری ایک آنکھ نہ بھائی... خود بھی خوددار انسان تھا اور اپنی بے حد پیاری بہن سے بھی کچھ ایسے ہی اعلیٰ اور مضبوط کردار کی توقع رکھتا تھا...

"کمینی نہیں ہے... محبت کرتی ہے پورے خلوص کے ساتھ، اور اپنی محبت کا حق مانگتی ہے... تم نے پچھلے آٹھ سالوں میں مجھے آٹھ عیدیاں دی ہیں نا اور آٹھ ہی میری سالگرہوں کے تحائف..."

"ہاں... دیئے ہیں..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو یہ تم سے بڑے ہیں... اور پھر کماتے بھی رہے ہیں، ان پہ بہت زیادہ میرا حق بنتا ہے... ڈبلو ہے ان پہ بہت کچھ..."

"ارے میں نے تمہیں کیا دینا تھا... تمہارے اک غریب سریب سے بھائی نے... ورنہ... دل میں ارمان تو بہت تھے... تمہاری جھولیاں بھر دینے کی حسرت رکھتا تھا..."

"بس، ہو گئی... فقرے بازی شروع... اس کے پاس تو بہی کچھ ہے..."

"ہائے امی جی نہیں... عمو نے ہمیشہ میرا خیال رکھا ہے... صرف فقرے بازی نہیں... اس کے جذبوں کی مجھے قدر ہے..."

پھر وہ زبیر کے قریب ہو کر سرگوشی میں اسے بتانے لگی...

"بھائی جان! اس عمو کی جیب خالی بھی ہوتی تھی نا تو یہ ایک میری سالگرہ کا تحفہ، کوئی چھوٹا موٹا ہی اور ایک عیدی، کہیں نہ کہیں سے لا کر مجھے ضرور دیا کرتا تھا... ایک بار تو..."

اس نے رُخ موڑ کر ماں اور باپ کو دیکھا... اس کی تو نہیں سن رہے تھے...؟ مگر وہ آپس میں محوِ گفتگو تھے... گلشن مطمئن ہو کر اسی رازداری سے پھر بتانے لگی...

"یہ عمو پورا ایک مہینہ اخبار بیچتا رہا تھا... کسی کو بتایئے گا نہیں... امی جی اور ابا جی کی عزت کا سوال ہے... مجھے میری ایک سہیلی سے معلوم ہوا تھا... اس طرح اس نے میرا ہر ارمان پورا کرنے کی کوشش کی ہوئی ہے... اتنے بڑے دل والا ہے... اور اتنی محبت مجھ سے کرتا ہے..."

آخر میں وہ بلند آواز میں کہنے لگی...

"اور اب... لایئے میری آٹھ سالوں کی عیدی... آٹھ سالگرہوں کے تحفے اور باقی... امریکہ سے آنے کا حساب علیحدہ..."

"اوے..." زبیر اک دلآویز سے تبسّم کے ساتھ بولا...

"مجھے تو ڈکیت پڑ گئے..."

"ڈکیت کہیئے یا چور لٹیرے... یہ تو اب آپ پر قرض ہے۔ اور قرض اتارنا فرض ہوتا ہے..."

"لو بھئی لو..." زبیر نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہم سارے حسابات تمہارے ایک تحفے میں ہی پورے کیے دیتے ہیں..."

زبیر کی اس بات پر سب کی تجسّس بھری نظریں اس کے ہاتھوں پر جم گئیں جو ابھی بکس کے اندر ہی تھے...

"لیکن نہیں... ٹھہرو... اوپر سے شروع کروں یا نیچے سے...؟"

"نیچے سے..." کاظمی صاحب اس کا مطلب سمجھتے ہوئے جلدی سے بولے...

"ہم جو اوپر والے ہیں... بڑے ہیں... اور ہمارے تمہارے تو حساب کتاب بھی بڑے ہوں گے... ان تحفوں تحائف تک بات نہیں رہے گی..."

"کیا مطلب...؟" زبیر نے چونکتے ہوئے باپ کو دیکھا...

"کچھ نہیں... انہیں تو یونہی، بلاوجہ ہی بولنے کی عادت ہے..."

جہاں آرا نے کاظمی صاحب کو ٹھوکا بھی دیا... نگاہ سے بھی گھورا... ہولے سے بڑبڑائیں بھی... کہ صرف وہی سن سکیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بچہ کیا کہے گا... محبت نہیں تھی... لالچ تھا صرف جو بلا رہے تھے..."

کاظمی صاحب خاموش ہو کر، سہم کر بیٹھ گئے... عمیر ان کی کھُسر پھُسر سن رہا تھا... پاس ہی تو بیٹھا تھا، بالکل ان کے پیچھے... دل ایک دم دُکھی ہو گیا... کتنے مجبور اور لاچار تھے...

جب سے زبیر آیا تھا، اس کے انداز بھی بغور دیکھ رہا تھا... صورت بدل گئی تھی تو باقی سب کچھ بھی خاصا بدلا ہوا تھا... ماں باپ تو محبت کی آنکھ کے علاوہ کوئی دوسری دوسری آنکھ رکھتے ہی نہ تھے...

مگر... زبیر کی نظریں وہ نظریں نہ تھیں... اس کی محبتوں کی آنکھ میلی سی دکھائی دے رہی تھی... نہ وہ پہلے جیسی گرمجوشی تھی، نہ وہ آٹھ سالوں بعد ملنے والے ارمان و ولولے... کچھ ٹھنڈے ٹھنڈے سے انداز تھے...

"یہ... سب سے پہلے میری چھوٹی سی پیاری سی بہن کے لئے خلوص اور محبتوں بھرا تحفہ..."

زبیر نے الفاظ کے سنہرے روپہلے اوراق کی پیکنگ میں ایک ڈبیا پیش کی...

"اس لاکٹ میں اصلی ہیرا جڑا ہے..."

"اصلی ہیرا...؟"

پھر... وہاں موجود ہر آنکھ میں جیسے اسی ہیرے کی کنی چمکنے لگی...

"دکھاؤ گل...!"

"پہلے مجھے دکھاؤ..."

ہر ایک نے اسے دیکھنے کے لئے بے تابی کا اظہار کیا... مگر جہاں آرا سب سے زیادہ بے تاب تھیں... گلشن نے ڈبیا کھولی... عمیر اس کے پاس آن کھڑا ہوا... دل کی شکل کا ایک چھوٹا سا لاکٹ تھا اور درمیان میں چنے کے دانے جتنا موٹا ہیرا لگا تھا... چم چم چمکیں مار رہا تھا... گلشن اسے دیکھ کر گڑبڑا سی گئی...

شاید اپنی ہستی کے ساتھ اس کی قیمت کا موازنہ کر بیٹھی تھی... عمیر نے ہاتھ بڑھا کر ڈبیا اس کے ہاتھ سے لے لی... اس سے پہلے کہ بے قیمتی اور کمتری کا احساس زیادہ ہو جائے عمیر نے سوچا، وہ اس کی ہیرے سے کہیں زیادہ قیمتی زندگی کا اسے احساس دلا دے گا...

کچھ کہہ کر، کوئی جذبے کی بات، کوئی محبت بھری، شوخی بھری، مذاق بھری... مگر... عمیر کی نظریں اسی پر جم کر رہ گئیں، اور زبان پر تالے سے پڑ گئے...

ایسے لاکٹ، اتنے ہی بڑے ہیرے والے، اور اسی طرح جگمگاتے، کرنیں سی بکھیرتے ہیرے والے لاکٹ، اس نے عمیر کی دکان میں دیکھے تھے... باہر کا مال تھا... امیٹیشن... نقل مطابق اصل...

جن عورتوں کے پاس ہیروں کے زیورات نہیں ہوتے اور وہ نمود و نمائش کی شوقین ہوتی ہیں، وہ تقریبات کے لئے، شادی بیاہ کے لئے خرید لے جاتی ہیں...

عمیر نے اپنی آنکھوں سے بکتے دیکھے تھے... بالکل ایسے... یہ دل کی شکل کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا… جواد کے پاس اور بھی ڈیزائن تھے… بیضوی… چوکور… گول… ہر شکل میں خوبصورت لگتے تھے…

اس ساری مارکیٹ میں جواد کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ تھے… کیونکہ وہ یہ مال کراچی سے منگواتا تھا… اس کا دوست تھا، جو امپورٹ کرتا تھا…

"اوہ…" یکایک عمیر چونک پڑا… تبھی زبیر براستہ کراچی آیا تھا… وہاں سے اس نے گھر والوں کے لئے شاپنگ کی تھی…

"سو روپے کا مہنگا نہیں ہے…" عمیر کو قیمت بھی یاد تھی… جب ایک انتہائی فیشن ایبل عورت اپنے ساتھ آنے والی کو سمجھا رہی تھی…

"موٹا نگ ہے… بالکل ہیرے جیسا… اور اصل میں قیمتی ہوتا بھی اسی سائز کا ہے… بیگم جاوید نے جو پہنا ہوا تھا نا… اس کی قیمت بیس ہزار بتا رہی تھیں…"

"تو پھر لے لوں…"

"بالکل، ٹور بن جائیں گے تمہارے… بلا تکلف کہہ دینا، سب کو، کہ بیس بائیس میں خریدا ہے…"

جواد اور عمیر بڑی دیر عورتوں کی ذہنیت پر ہنستے رہے تھے… اور اس وقت ہنسی تو بڑی دور کی بات تھی عمیر کو تو بے حد رونا آ رہا تھا… بے شمار دکھ اس کے اندر اُتر گئے تھے…!

اس کے بھائی نے… ماں جائے نے… خون کا اصلی رشتہ رکھنے والے نے، اپنی سگی بہن کی یہ قیمت لگائی تھی…؟

"کاش، بھائی جان! آپ اسے کچھ بھی نہ دیتے… کچھ نہ لا سکنے کا کوئی بہانہ پیش کر دیتے۔ مگر خون کے رشتے کی محبت اور حقیقت کو یوں رسوا نہ کرتے…"

"ارے دکھاؤ نا مجھے…" جہاں آرا نے بے تابی بھری ڈانٹ سے کہا تو وہ چونکا…

گلشن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ڈبیا ماں کو تھما دی…

بھولی بھالی ماں تو پہلے ہی بیٹے کی ہر حرکت، ہر انداز، چھوٹے سے چھوٹے منہ سے نکالے ہوئے لفظ کو ہیروں سے تول رہی تھیں… ان ہیروں سے جو ان کے اپنے جذبوں نے تراشے تھے…

اور یہ… یہ تو کمال کر دیا تھا زبیر نے… اصلی ہیرے کا لاکٹ بہن کے لئے لے آیا تھا… اس کی محبت بڑی ارفع و اعلیٰ تھی۔ وہ اک حیثیت میں عظمت کے آخری آسمان پر جا بیٹھا تھا… محبت کرنے کے فن میں کمال حاصل کر کے تخت نشین ہو گیا تھا…

"بھائی ہو تو ایسا…" جہاں آرا واہ واہ کر رہی تھیں… بیٹے کی تعریف و ستائش میں بہت سارے مکالمے بول ڈالے تھے…

"ارے بھئی کیا ہو گیا؟" کاظمی صاحب نے بیٹی کے سر سے اس احسان کے پہاڑ کا بوجھ ہٹانے کے لئے کہا…

"اتنے جوگا بھائی تھا تو دیا ہے نا… وہ بھی بڑے سے حق ادائی کرنا سیکھے…"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہ امی جی! بلبیز، ایسی حق ادائی مجھے نہ سکھایئے..." عمیر نے سوچتے ہوئے زبیر کی طرف دیکھا...

وہ آٹھ سال غیر ممالک اور اجنبی دیسوں کے سرد موسم جھیلتا رہا تھا۔ اس کے اندر ٹھنڈک ہی ٹھنڈک تھی... آٹھ سال کی ٹھنڈک... جذبوں کی گرمی کہاں سے لاتا...؟

اسے یہاں آئے جتنا وقت ہوا تھا، اتنے میں ماں اور بہن کی گرمجوشیوں سے برف کی کوئی ایک آدھ تہہ ہی پگھل سکتی تھی... مگر موٹی موٹی آٹھ سلیں کیسے ایک دم پانی ہو جاتیں... اس کے لئے تو بڑا عرصہ درکار تھا...

وہ بڑے فخر اور محبتوں کے غرور میں ڈوبا اپنی تعریفیں سن رہا تھا... اور خوش ہو رہا تھا...

"کتنی لاگت ہو گی بیٹے اس ہیرے کی...؟" بہت ساری داد و دہش پیش کرنے کے بعد جہاں آرا نے اسی جذباتی لہجے میں پوچھا...

"مما! تحفے کی قیمت نہیں پوچھا کرتے..."

"پر بھائی جان...! امی جی تحفے کی نہیں، اس میں لگے ہیرے کی قیمت پوچھ رہی ہیں..."

"جو ایک بھائی بہن کو دے، وہ انمول ہوتا ہے..."

زبیر کو یوں تو اپنی زبان بھولی ہوئی تھی... مگر الفاظ کے ہیر پھیر سے اب بھی واقفیت تھی... بلکہ شاید پہلے سے زیادہ ہو گئی تھی... جہاں آرا جس طرح اس ہیرے کے تحفے پر اتھل پتھل ہوئی تھیں، اسی طرح زبیر کے جواب سے

ہو اٹھیں...

"واہ میری بھولی بھالی ماں..." عمیر کو ماں پر بڑا ترس آیا مگر خاموش رہا۔

اس کا مقام، اس کی حیثیت بولنے والی نہ تھی... اس کی تو زبان کٹ چکی تھی... اس نے باقاعدہ نوکری کی ہوتی... ہر مہینے بہت کچھ کمایا ہوتا... گھر لا کر دیتا نہ دیتا، وہ دوسری بات تھی... مگر... اب اس کے پاس بولنے کا حق نہ تھا...

"تم کچھ نہیں بولیں فلاور گارڈن..." زبیر بڑی ڈھٹائی سے گلشن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہا تھا...

"آنے کے وقت آپ نے مجھے یاد رکھا، مجھے تو اسی کی بہت قدر ہے بھائی جان..."

گلشن کے اس ذومعنی سے جواب کی زبیر کو تو شاید سمجھ نہیں آئی تھی لیکن عمیر سمجھ گیا تھا کہ... وہ بھی سمجھ چکی تھی... بڑی عقلمند لڑکی تھی... اگر جذبوں اور محبتوں کی پہچان رکھتی تھی تو پتھروں کی بھی اسے پہچان تھی... ہر قسم کے پتھر کی...

عمیر نے غور سے دیکھا... گلشن کی ہیرے جیسی آنکھ کا پتھر چمک اٹھا تھا۔ عجیب قسم کی بھیگی بھیگی چمک تھی... زبیر اور جہاں آرا تو جذبوں کی چمک سمجھ رہے تھے۔ مگر عمیر کو یقین تھا کہ اس کے اندر ہی اندر دکھ کی برکھا برس گئی تھی... بڑی موسلا دھار برسی تھی... تبھی تو... وہ نظریں جھکا جھکا کر سب سے آنکھیں چرانے کی کوشش کر رہی تھی...

"یہ اپنی شادی میں ساتھ لے جانا... شادی کا بھی تحفہ ہی سمجھو..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زبیر نے دوسرا لٹھ مارا...

"بہت شکریہ بھائی جان! آپ نے تو گزری ہوئی، آنے والی، بہت ساری زندگیوں کے تحفے تو ایک بار ہی دے ڈالے... میرے پاس تو اتنی زبانیں بھی نہیں کہ سارے شکریے ادا کرسکوں..."

"عمرو عیار کی زنبیل میں اور کیا کچھ ہے...؟" عمیر نے گلشن کو اس تحفے کے عذاب سے نجات دلانے کے لئے بات بدلی... نکالیئے نا باقی چیزیں بھی...؟"

زبیر نے پھر بکس کھولا اور اندر جھانکنے لگا... چیزیں اِدھر اُدھر کرکے کچھ تلاش کرنے لگا...

"چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے..." گلشن اپنا نادر و نایاب تحفہ لے کر ٹھنڈی ہو چکی تھی، چائے کی طرف متوجہ ہوگئی...

"یہ ایک دم اس کمرے میں سردی کیوں اُتر آئی ہے... چائے بھی ٹھنڈی ہوگئی اور تم بھی...؟"

گلشن نے عمیر کی طرف دیکھا... بھیگی بھیگی سی مسکراہٹ لبوں پر لہرائی...

"نصیب کی طرح..."

"ارے کیا ہوا تمہارے نصیب کو... احسان فراموشی اچھی نہیں ہوتی..."

"ہائے اللہ جی! میں نے کب ایسا کچھ کہا... ٹھنڈا موسم بھی تو اچھا ہوتا ہے۔ میں نے تو اپنے مقدر کی تعریف کی ہے..."

وہ بڑبڑائی... عمیر نے اس کا شانہ تھپکا... ڈھارس بندھانے کے انداز میں...

"کب تک اس طرح شانے تھپکتے رہو گے عمو! تم خود اک مجبور و لاچار شخص ہو۔"

اس کی نظریں یہی کہہ رہی تھیں... لیکن زبان پر چُپ کے تالے پڑ گئے تھے... اور چہرے پر سے جیسے کسی نے ساری خوشی نوچ لی تھی...

"اور یہ ٹائی پن عمو کے لئے... ہیرے والی..."

ویسا ہی ہیرا اس میں بھی جڑا تھا... یکایک عمیر کی نظر گلشن کی طرف اُٹھ گئی... چند لمحے دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں تکتے رہے پھر... اک تلخ سی، دُکھوں سے بھری ہوئی ایک مسکراہٹ، ایک جیسی مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر رقص کر اُٹھی...

دونوں کو وہ دن یاد آگیا تھا... "عمو! تم نے اپنے کوئی کپڑے نہیں بنوائے...؟"

"بنوا لوں گا..." عمیر نے فطرتی لاپرواہی کا اظہار کیا...

"اچھا... تم سوچ رہے ہوگے کہ بھائی جان تمہارے لئے سویٹر، قمیص، پتلونیں اور جینز وغیرہ لے آئیں گے... امریکہ کی بنی ہوئی ہیں... خوب قیمتی قیمتی..."

"نہیں... یہ بات نہیں..." وہ مالی بدحالی کا شکار تھا۔ یہ بہن کو بتا ہی نہ سکا... دُکھی ہونے کے علاوہ اور بیچاری نے کیا کرنا تھا...

"چلو کوئی بھی وجہ ہو... میں نہیں پوچھتی... پر اچھا کیا... اب بنوانا بھی نہیں... آٹھ سالوں بعد ہمارا لاکھوں کی کمائیوں والا بھائی آئے گا تو کیا اپنے بھائی کے لئے کچھ کپڑے بھی نہ بھائی جان لا سکیں گے..."

"مجھے تو یقین ہے۔ اس کے لئے گاڑی وغیرہ آئے گی..." جہاں آرا

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھوں میں امیدوں کی جگمگاتی کہکشاں لئے لوٹی تھیں...

"گاڑی ابّاجی کے لئے آئے گی... کیوں ابّاجی! ہمیں بھی اس میں بٹھایا کریں گے...؟"

کاظمی صاحب، گلشن کی اس بات پر بڑی دیر ہنستے رہے تھے... جواب کچھ نہیں دیا تھا... پھر کافی دیر بعد اتنا بولے... "سب کچھ تمہارا ہی ہے میرے بچّو! وارث ہو ہر چیز کے..."

عمیر کو ان کے چہرے کی جگہ جگہ پڑی جھریوں کے نیچے لکھا "قرض" کا لفظ صاف دکھائی دے رہا تھا... "قرض کے بھی..." ان کا دُکھ بے صدا تھا۔

پر عمیر کو جیسے ساری سمجھ آ گئی تھی...

"تمہیں پسند نہیں آئی ٹائی پن... کیوں عمو...؟" زبیر نے سوچوں میں کھوئے بھائی سے پوچھا...

"بہت..." عمیر نے چونکتے ہوئے جلدی سے جواب دیا "بے حد..."

پھر جھک کر وہ بھائی کے آداب بجا لایا... ستّر یا اسّی روپے کی یہ ٹائی پن جواد کی دکان پر تھی... ستّر اسّی بار آداب بجا لاتا... وہ تو گلشن سے بھی کم قیمت کا تھا... کہ نکمّا، آوارہ، لفنگا اور نکھٹو تھا... ماں باپ کے کندھوں کا بوجھ تھا... "بے شرم کہیں کا..." وہ تو اس قابل بھی نہیں تھا...

"خوش...؟" زبیر کے اندر کا چور تھا جو بار بار پوچھ رہا تھا...

"خوش کیوں نہ ہوں گے دونوں...؟" جہاں آرا جلدی سے بولیں "ہیروں کی چیزیں مل گئیں..."

"حالانکہ ان ہیروں کے قابل ہم ہیں نہیں... نہ ہیروں جیسے ہیں... پتھروں کو ہیروں سے تولا ہے... بڑی قدر افزائی کی ہے..." عمیر نے مذاق میں کہا...

"میری نظروں سے پوچھو یار..."

"وہ تو آپ کے سلوک سے پتہ چل گیا... کہ... آپ کی نظروں میں ہماری کیا قیمت ہے..."

زبیر چونکا تھا... پر عمیر نے نگاہ نہیں ملائی...

"امّی جی اور ابّاجی کے لئے کیا لیا ہے..."

"ان سے تو میں لوں گا... میرے بزرگ ہیں... میں انہیں دے کر ان کی بے ادبی تو نہیں کر سکتا..."

جہاں آرا کی ماتا کو بیٹے کا جواب نہال نہال کر گیا...

"میں دوں گی... ہاں میں... بڑا قیمتی تحفہ دوں گی... اسی ہفتے..."

"کیا...؟ یہ امّی کیا کہہ رہی ہیں...؟" زبیر نے عمیر سے پوچھا... عمیر نے ترنگ میں، شوخی میں آ کر بھائی کو آنکھ مار دی... "بس سمجھ جائیے..."

"کیا آخر...؟"

"پہلے چائے تو پئیں..." گلشن سب کو چائے پیش کرنے لگی...

"ارے! یہ تو ٹھنڈی ہے..." پیالی ہونٹوں سے لگاتے ہی کاظمی صاحب بولے...

"حالانکہ..." عمیر نے کنکھیوں سے زبیر کی طرف دیکھا... "یہاں جذبوں کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنی گرما گرمی ہے کہ... چائے کو چولھے کے بغیر ہی اُبل کھول اُٹھنا چاہیئے تھا..."

"وہ ساری گرمی ہم نے سمیٹ لی ہے... دلوں میں..." گلشن نے عمو کی طرف دیکھا...

"ٹھیک کہتے ہو..." جہاں آرا نے فوراً تائید کی... "سبھی تو زبیر سے بے انتہا محبت کرتے ہیں..."

"اور زبیر بھی تو لاکھوں خرچ کر کے، اتنی دُور سے، ان محبتوں کی خاطر ان کے پاس آن پہنچا ہے..." زبیر کی تنی ہوئی گردن اور تن گئی...

"کیوں نہیں... کیوں نہیں..." کاظمی صاحب نے بڑے غور سے بیٹے کو تکتے ہوئے زور زور سے سر ہلایا...

"اور اب... باقی سب اپنے اپنے کام میں لگو... باقی محبتیں بعد میں کر لینا... اور زبیر کو آرام کرنے دو..."

یہ گویا محفل برخاست کرنے کا حکم تھا۔ اور کاظمی صاحب کے حکم کی تعمیل بڑی جلدی ہوا کرتی تھی... اُٹھتے اُٹھتے جہاں آرا نے اک پُر محبت اور پُر امید نظر بیٹے پر ڈالی... انہیں اب بھی یقین تھا وہ ماں باپ کے لئے آٹھ سالوں کی کمائی میں سے اک بڑا حصہ ان کے لئے لایا تھا... شاید چیک یا ڈرافٹ تھا...

○

زبیر کی آنے کی خوشی میں جہاں آرا نے نیاز دی ہوئی تھی۔ دروازے پر دیگیں چڑھی تھیں... خوشبوؤں سے سارا محلّہ مہک رہا تھا...

"یہ سب کیا ہو رہا ہے...؟" زبیر ناک پر رُومال رکھے بوکھلایا ہوا پھر رہا تھا...

بڑی عجیب سی خوشبو تھی، مصالحوں کی، بگھار کی، چاولوں کی... ملی جُلی... اشتہا انگیز... پر... یہاں کے رہنے والوں کے لئے...

زبیر نے تو ناک پر رومال رکھا ہوا تھا... "ممّا! آپ نے بتایا نہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے...؟"

"نیاز..."

"نیاز کون ہے...؟" زبیر تو اپنا کلچر، مذہب، معاشرت، رسم و رواج، سب کچھ بھولا ہوا تھا...

"نیاز کون ہے...؟ اک بڑی خوبصورت عورت ہے بھائی جان!" عمیر اور گلشن اسے چھیڑنے لگے... جہاں آرا نے انہیں گھورا... تیوریوں پر بل ڈال کر چپکے چپکے سرزنش کی...

"آٹھ سالوں میں بھلا کچھ یاد رہتا ہے... چلو جاؤ کام کرو... بہت پڑا ہے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر وہاں سے ہٹا دیا اور خود زبیر کو نیاز کے متعلق سمجھانے لگیں...

"اللہ کی راہ میں کھانا کھلانے کو نیاز کہتے ہیں... ساری برادری کو مدعو کیا ہے..."

"اوہ ممّا! آپ لوگ ابھی تک ان فرسودہ رسم و رواج سے باہر نہیں نکلے... اور زمانہ دیکھیں... کہاں سے کہاں جا پہنچا ہے..."

"رسم و رواج کی ان چھوٹی چھوٹی خوب صورتیوں ہی سے تو ہمارا معاشرہ سجا ہے..."

"یہ فضول خرچی ہے..."

"فضول خرچی نہیں ہے! کچھ غریب غربا اور یتیموں، محتاجوں کو پیٹ بھر کھانے کو مل جاتا ہے اسی بہانے... بہت غریبی ہے ہمارے ملک میں... تمہارے امریکہ جتنی دولت نہیں ہے یہاں... کئی لوگ رات کو فاقے سے سوتے ہیں..."

زبیر ماں کی دلیل سے قائل ہوا یا نہیں، پر خاموشی اختیار کر لی...

تقریباً ساری برادری کو جہاں آرا نے مدعو کر ڈالا تھا... عمیر سے کبھی بھی، گھر کے کسی ایسے معاملے میں، کسی نے مشورہ نہیں لیا تھا... اتنا بے قیمت سمجھا جاتا تھا... پر... گھریلو معاملات سے علیحدہ رہنا بھی اس کے بس میں نہ تھا... اس لئے بڑا ڈسٹرب ہو رہا تھا...

"یہ امّی جی! اتنے سارے لوگ آپ نے اکٹھے کر ڈالے..."

"آٹھ سالوں بعد پہلی خوشی بیٹے کی کر رہی ہوں..."

"لیکن امّی جی! ہماری چادر اتنی نہیں ہے..."

اس نے بڑے ادب کے ساتھ ماں کو سمجھانے کی کوشش کی...

"وہ بڑی کر دے گا..." جہاں آرا نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا۔

"کون...؟"

"زبیر کی بات کر رہی ہوں... اور کچھ نہیں لایا، گاڑی، فرج، وغیرہ تو نقد تو لایا ہی ہوگا... اس کی آٹھ سالوں کی کمائی میں ہمارا بھی تو اک بڑا حصہ ہے... بلکہ حق ہے..."

"اور وہ حق ابھی ملا بھی نہیں اور آپ نے خرچ کرنا شروع کر دیا"

عمیر نے ہاتھوں میں سر تھام لیا... "غلط کر رہی ہیں..."

"تم چپ رہو... تمہاری کمائی نہیں خرچ کر رہی..."

ماں کی یہ چوٹ وہ چپکے سے سہہ گیا... پر گھر کا اک فرد تھا... ہر دکھ سکھ میں شراکت داری تھی... مل کر گزارا کرتے تھے...

"اس وقت کہاں سے کر رہی ہیں...؟"

وہ پوچھے بنا رہ نہ سکا... اندر ہی اندر پریشانی لگی ہوئی تھی...

"گلشن کی برات کے کھانے کے، جو علیحدہ رکھے ہوئے تھے اس میں سے۔ دیکھ لینا ہماری جھولیاں بھر دے گا..."

جہاں آرا زبیر کی محبت میں سرشار بولے گئیں...

"اسی پر تو ہمارے سارے مان ہیں... کنبہ برادری بھی تو دیکھے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کتنے لائق بیٹے کے ہم والدین ہیں ... چھوٹا اگر نکما آوارہ پھرتا ہے تو اک ہیرا بھی ہمارے پاس ہے ..."

پوچھا کس لئے تھا ... جواب کیا ملا ... جی کٹ کر رہ گیا ... اور جہاں آرا نے یہ سوچا ہی نہیں کہ جس کو سنا رہی تھیں اس کا دل کیسے پاش پاش ہوا ہوگا ...

"کتنا وجیہہ، کتنا خوبرو ہے میرا زبیر! مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ایسا ہوگیا ہوگا ... اسے دیکھتی ہوں تو آنکھوں میں روشنی سی اُتر آتی ہے ..."

"ہاں ... بہت پرکشش ہیں بھائی جان! سارے امریکہ میں ... ایسا ہینڈسم مرد کوئی نہ ہوگا ..."

"یہ کس کی بات ہو رہی ہے ...؟"

خوشیوں کے رنگوں میں رنگی ہوئی گلشن اندر آئی ...

"کس کی ہو سکتی ہے ...؟" عمیر نے اسی سے سوال کر ڈالا ...

"بھائی جان کی ..." وہ جھٹ سے بولی ...

"دیکھ لے ... گلشن بھی اس کی تعریف کر رہی ہے ..."

"میں بھی تو کر رہا تھا ... دلی خلوص کے ساتھ ..."

"ویسے امّی جی! آپ کو پتہ نہیں کیوں شک سا رہتا ہے لیکن مجھے پتہ ہے ... یہ عمو دل کا بڑا صاف اور کھرا ہے ..."

"اچھا ... اچھا ... یہ تنقید بعد میں بھی ہوتی رہے گی ... یہ بتاؤ

ڈرائنگ روم ٹھیک ٹھاک ہے نا ... ابھی مہمان آنا شروع ہو جائیں گے ..."

"وہ تو امّی جی! ناشتے کے بعد ہی میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پیتل کے سارے برتن براسو سے چمکا کر کارنس پر سجا دیئے تھے ..."

ماں کو بتانے کے بعد عمیر نے شرارت سے گلشن کی طرف دیکھا ...

"ایک تو اس امریکی بابو نے مشکل میں ڈالا ہوا ہے ... اب جناب ان امریکی صاحب کے ذوق کی تسکین کے لئے پرانے ظروف چمکا کر رکھے گئے ہیں ... دیکھو گل ...!"

عمیر نے اپنے زخمی ہاتھ گلشن کو دکھائے ...

"انگلیاں دُکھ گئیں میری ... یہ زخم ... یہ زخم ... ایک پھولدان کا کنارا لگ گیا ... بابا آدم نے بھی اپنا ترکہ ہمارے گھر میں ہی چھوڑنا تھا ..."

گلشن عمیر کی بات سن کر ہنسنے لگی ... ہاتھ زخمی ہونے کا دکھ بھی ہوا ... خود جا کر مرہم لائی اور زخموں پر لگائی ...

"ممّا! ممّا! یہ اندر اس کمرے میں جو اینٹیکس رکھے ہیں یہ کہاں سے لئے ...؟" زبیر اتھل پتھل ہوتا کمرے میں داخل ہوا ...

"غضب کی میناکاری ہے ... کمال کا فن ہے ... میں تو ایسی اینٹیکس خریدنا چاہتا تھا ..."

"کیوں ... بہت پسند آئیں وہ چیزیں ...؟"

"بہت ... بے حد ... کیا یہ آپ مجھے تحفے میں دے سکتی ہیں ...؟"

"میں قربان ... سب کچھ ہی تمہارا ہے ... تحفہ کیا ہوا ... حق ہے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

تمہارا... جس چیز پہ انگلی دھرو... اٹھالو..."

"تو پھر میں یہ اپنے ساتھ امریکہ لے جاؤں گا... عمو! انہیں پیک کردو۔"

عمیرا اور گلشن نے بھائی کی بات سنتے ہی چونک کر ماں کو دیکھا...

دو دن پہلے تو وہ آیا تھا اور ماں کا لائق، شریف اور وفادار و سعادت مند بیٹا جانے کی بھی باتیں کرنے لگا تھا...

ادھر ماں اپنے مامتا بھرے دل میں سوچ چکی تھی کہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہاں رکھ لے گی... اور یہاں رکھنے کے لئے وہ کیسے اندھا دھند پتّے پہ پتّا پھینکے جا رہی تھیں... ہاتھ میں کچھ بھی سنبھال کر باقی نہیں رکھا تھا۔

عمیرا اور گلشن سے نظریں چراتے ہوئے جہاں آرا جلدی سے بولیں۔

"جانے کی بات ابھی نہ کرو... دل میں ہَول اٹھنے لگتے ہیں..."

زبیر نے ماں کی بات سن کر زور سے قہقہہ لگایا...

"یہاں بھی مائیں انتہائی کمزور دلوں کی مالک ہوتی ہیں، لیکن میں سمجھتا تھا میری ماں بہت بہادر ہے..."

"آپ ٹھیک سمجھتے تھے بھائی جان! امّی جی واقعی بہت بہادر ہیں۔"

باقی بات عمیر نے دل میں رکھ لی... زبیر جیسے بیٹے کی ماں ہونا بھی تو اک انتہائی بہادری کی بات تھی...

کیسے سارے نشتروں اور ان سے لگنے والے زخموں کو اندر ہی اندر سمیٹے، چھپائے جا رہی تھیں... گھاؤ میں درد ہوتا، ٹیس اٹھتی تو ساون کی نرم پھوار کی طرح بھیگ کر، سہہ کر، مسکرانے لگتی تھیں...

اس ڈرافٹ کی جو انہیں ابھی نہیں ملا تھا... اور ہیرے کے لاکٹ اور ٹائی پن کا بڑا چرچا تھا... ہر آنے جانے والے کو جہاں آرا بتا رہی تھیں۔ زبیر کو اپنے والدین اور بہن بھائی سے کتنی محبت تھی، یہ ہیرے، اس کا پیمانہ، اس کا تول بن گئے تھے...

زبیر کے آنے کی خوشی میں جو نیاز تھی، اس میں سارا خاندان اور برادری والے اکٹھے ہوئے تھے... بہت سارے ملنے جلنے والے تھے، اور محلّے کے بھی لوگ تھے...

ہر زبان پر زبیر کی محبت کی داستان تھی اور گھر والوں کے لئے اس کی وفا اور توجہ کی ستائش... "بیٹا ہو تو ایسا..." "بھائی ہو تو ایسا" آٹھ سال کی ساری کسریں نکال دی تھیں اس نے تو... خدا سب کو زبیر جیسی اولاد دے...

"پروردگار نے اگر ایک کی طرف سے ماں باپ کو دکھی رکھا تو ساتھ دوسرا آنسو پونچھنے والا اور زخموں پر مرہم رکھنے کو بھی تو دے دیا..."

عمیر کے مقابلے میں اس اس طرح لوگ زبیر کو خراجِ تحسین پیش کر رہے تھے اور زبیر خوش تھا... بہت خوش...

یوں بھی... رشتہ داروں نے، ملنے جلنے والوں نے، برادری والوں نے اسے بہت سارے تحفے تحائف دیئے تھے... ان کے ہاں رسم تھی کہ جب باہر سے کوئی فرد اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آتا تھا تو خاندان برادری والے اس کے گلے میں اپنی توفیق کے مطابق ہار ڈالتے تھے...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تحائف کے علاوہ بہت سارے لوگوں نے اس کے گلے میں ہار ڈالے تھے... پھولوں کے ہار... نوٹوں کے ہار... طلائی ہار...

عمیر سوچ رہا تھا... ایک دن پہلے زبیر نے بھی اپنے سگے بھائی کو تحفوں سے نوازا تھا... ان کو، جن کا اس پر حق تھا... جن کا وہ قرضدار تھا... دین دار تھا جن کا...

اور آج ان لوگوں نے بھی اپنے خلوص و محبت کا اظہار کیا تھا جنہیں اس سے کوئی مطلب یا کوئی غرض نہ تھی...

پھر... کس کا سچا تھا...؟ ان غیر خونی رشتوں کا یا اس خون کا رشتہ رکھنے والے کا...

یہ بھائی جان اپنے جذبے کہاں چھوڑ آئے تھے...؟ ان ممالک کی سردی اپنے خون کی گرمی میں کیوں رچا بسا لائے تھے...؟ کیوں یہ ملاوٹ ہوئی تھی...؟

"عمو! یہ تو بڑے فائدے کا کاروبار ہے..." جب سب فارغ ہو کر بیٹھے تو زبیر نے سارے دن کی مصروفیات کے متعلق اظہارِ خیال کیا۔ گھٹنوں پر نوٹوں کے سارے ہار دھرے تھے... آنکھوں میں ان کی چمک اتری ہوئی تھی اور ہاتھ نوٹوں پر پھیر رہا تھا...

"میں تو کہتا ہوں ممّا! ایسی تقریبات ایک دو اور کر دیں۔ تاکہ میرا امریکہ کا واپسی کا خرچ نکل آئے..."

"کیا بھائی جان! وہاں آپ کے حالات خدانخواستہ کچھ گڑبڑ ہیں؟

تو چلو کوئی بات نہیں، ہم آپ کے اپنے ہیں... میں اور گلشن اپنے اپنے دالا ہیرا بیچ دیں گے..."

"نہ نہ..." زبیر کے بولنے سے پہلے جہاں آرا تڑپ کر کہہ اٹھیں... "ایسی کوئی حرکت نہ کرنا... بھائی کا تحفہ ہے..."

جہاں آرا کی نظریں ان نوٹوں والے ہاروں پر جمی تھیں... بیٹی کی شادی کے لئے جو علیحدہ رکھا تھا، وہ بے دریغ خرچ کئے جا رہی تھیں... ارادہ تھا یہ والے تحائف اور رقومات کام میں لائیں گی..." مگر... عمیر دیکھ رہا تھا... زبیر نے اک لمحہ کے لئے ہاروں کو اپنے سے علیحدہ نہیں کیا تھا...

"ہاں... امی ٹھیک کہہ رہی ہیں..." ہاروں کو اسی طرح گود میں بھرے بھرے زبیر نے چونک کر کہا۔

"یہ بھائی کا محبتوں کے ساتھ دیا ہوا تحفہ ہے یہ اپنے پاس ہی رکھنا... اور ممّا..."

پھر زبیر حاتم طائی بن کر سخاوت کی سیڑھی پر چڑھ گیا...

"آپ کو کوئی ضرورت ہو گی تو مجھے بتایئے گا... میں انتظام کر دونگا۔"

"یہ ہوئی نا احساس کی بات..." جہاں آرا نے فخر سے عمیر کی طرف دیکھا۔

بھولے زمانے کی مکر و فریب سے عاری اور بے بہرہ خاتون کو ذرا سا بھی اندازہ نہیں ہوا کہ بیٹے نے کون سا فریب چھپانے کے لئے ماں کو یہ مہر اور مان دیا تھا... محبت کی نشہ آور گولی حلق میں رکھ دی تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ابھی دیا بھی نہیں تھا کچھ... صرف بولا تھا... اور عمیر کو یقین تھا یہ صرف بولنے کی حد تک ہی فقرہ تھا... اس پر عملدرآمد کبھی نہ ہوگا... اور ماں کی ممتا اس بول پہ ہی قربان ہوگئی تھی... فوراً چھوٹے کو طعنہ بھی دے دیا تھا...

"تمہارے جیسے چکنے گھڑے پر تو سالوں بوندیں پڑتی رہیں، کوئی اثر نہیں ہوتا... اورا سے دیکھو..."

ماں کے لگائے نشتر کے زخم سے خون بوند بوند کرکے ٹپکنے لگا... مگر وہ پی گیا... اور زبیر بے خبر بیٹھا ہاروں کے نوٹوں کو گنے جا رہا تھا...

"ارے! یہ تو بہت ہیں ممّا..."

"ہمارا بھی تو بہت خرچ ہوا..." جہاں آرا نے اخراجات بتانے کی کوشش کی...

"وہ تو آپ نے ایسے ہی کرڈالا..."

"خرچ کرنے سے ہی تو وصول ہوا ہے..."

"اوہ ہاں... اچھا اچھا..." اور زبیر ہار وغیرہ سمیٹ کر اٹھا... اپنے کمرے میں سنبھالنے جا رہا تھا... گلشن نے روک لیا...

"سنا ہے وہاں آپ کا گھر بڑا خوبصورت ہے...؟"

"ہاں..." زبیر واپس بیٹھ گیا... "بہت" اس کی تصویریں بھی لایا ہوں۔ اس میں سوئمنگ پول بھی ہے... موسم کے ساتھ ساتھ پانی کا ٹمپریچر بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے... ایسا آٹومیٹک سسٹم ہے اس کا..."

"اچھا..." گلشن کی حیرت پر زبیر مسکرایا... "بڑا مزہ آتا ہوگا...؟"

"بہت... کئی کئی گھنٹے اس میں تیرتا ہوں..."

"اور... وہاں اور کیا کیا ہے...؟"

"سب کچھ ہی ہے۔ لیٹسٹ ماڈل کی گاڑی ہے... گھر کی دوسری ہر آسائش قیمتی سے قیمتی ہے..."

"اچھا..." وہ بڑی دلچسپی سے پوچھ رہی تھی...

"اور دو کتے ہیں میرے پاس... پچاس ہزار ڈالر میں خریدے تھے۔ تم انہیں دیکھو تو بس... چوم لو انہیں..."

"آخ تھوہ... حرام..." گلشن نے بُرا سا منہ بنایا...

"یہ سب فرسودہ باتیں ہیں... وہ لوگ تو کتوں کو ساتھ کھلاتے پلاتے ہیں... ساتھ سُلاتے ہیں... ان پر بے شمار خرچ کرتے ہیں..."

"آپ بھی بھائی جان...!"

"ہاں... میرا تو کتوں کا ہی خرچ چار پانچ سو ڈالر ماہوار کا ہے۔ ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک عورت رکھی ہوئی ہے... دو گھنٹوں کے لئے آتی ہے... انہیں نہلاتی ہے... انہیں صاف کرتی ہے... اس کی تنخواہ علیحدہ ہے..."

عمیر، جہاں آرا اور گلشن، حیرت کے مارے منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے...

"ہم سے تو پھر وہ کتے ہی اچھے..." عمیر خاموش نہ رہ سکا... "آپ ہیں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنا کُتا ہی رکھ لیں...“

”نائی بوائے...“ عمیر نے مذاق سمجھا... ”تم تو میرے اتنے پیارے بھائی ہو... ہیروں میں تولنے کے قابل...“

”ویسے بھائی جان! وہاں کے ”کُتے“ انسانوں سے بہتر ہی ہوئے نا...“

”ممّا اس کو منع کریں نا... کیسی باتیں کیے جا رہا ہے...؟“

جہاں آرا منع کرنے کے قابل کب رہ گئی تھیں... انہوں نے منع نہیں کیا عمیر کی زبان خاموش نہیں ہوئی...

”ہم جو ہیروں میں تولنے کے قابل ہیں... فاقے کریں، ننگے پھریں، دنیا کی اک اک نعمت کو ترسیں اور آپ کے ”کُتے“... عیش کر رہے ہیں... مہینے کا سات آٹھ ہزار روپیہ ان پر خرچ ہو جاتا ہے... مجھے آپ دو ہزار ہی دے دیں، میں رات دن آپ کے قدموں میں لوٹنے کو تیار ہوں، میرا باپ بوڑھا ہے۔ اب کما نہیں سکتا...“

”عمو! کتنے خوبصورت مذاق کرتا ہے... کیسے پیارے ڈائیلاگ بولتا ہے...“

زبیر بہت محظوظ ہوا... بڑے پیار سے اس کی پُشت تھپتھپائی..

”تم تو کہانیاں لکھا کرو... شاعری کیا کرو... بہت نام کماؤ گے...“

اور زبیر پھر ہاروں کے نوٹ گننے لگا... ”باتوں میں لگا کر تم نے گنتی بُھلا دی...“

”بھائی جان!“ گلشن جیسے جادو کے اثر سے نکلی... اسی انداز سے

اک اک کو تکنے کے بعد زبیر سے مخاطب ہوئی...

”آپ کا اتنا بڑا اور اتنا خوب صورت گھر ہے، وہاں پر تو ایک گھر والی بھی ہونی چاہیئے...“

”ہونی کیا چاہیئے... ہو گی ضرور...“ جہاں آرا بھی ہوش میں آ گئیں...

”ہم نے تمہارے لئے لڑکی ڈھونڈ لی ہے زبیر...“

”نہیں نہیں ممّا... میرا ارادہ شادی کرنے کا ہے ہی نہیں...“ زبیر نے چونک کر سر اٹھایا... ”ارے، پھر گنتی بھلا دی...“

”جانے بھی دیں بھائی جان! آپ کے پاس گھر ہے، گاڑی ہے، کُتے ہیں، نوکر ہیں، پھر ان ہاروں کے روپوں کے پیچھے کیوں پڑے ہیں... امّی کو دے دیں... وہ گن کر، سنبھال کر رکھ لیں گی...“

”دولت کی بھی اور تحفے کی بھی قدر کرنی چاہیئے... پھر اور نہیں ملتی“

”تو امّی ناقدری کریں گی...؟“

”مجھے ملے ہیں نا، مجھے ہی قدر کرنی چاہیئے...“

”عمو! اس بات کو چھوڑو... ہم رشتے کی بات کر رہے ہیں... وہ پکا ہو چکا ہے بھائی جان...“

”مجھ سے پوچھے بغیر ہی کر لیا... نہیں نہیں...“ زبیر ہار ہاتھوں میں اٹھائے اٹھ کھڑا ہوا... ”عمو کا وہاں کر دیں...“

”یہ رشتہ تمہارا ہوا ہے زبیر... امریکہ سے انجینئرنگ کر کے آنے والے میرے بیٹے کا...“ جہاں آرا نے وضاحت کی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب لڑکے بدلنا کیا اچھا لگے گا...؟ زبان بھی کوئی چیز ہوتی ہے..."

"آپ کو مجھ سے پوچھے بغیر ایسی حرکت کرنا ہی نہیں چاہیئے تھی۔ اب میں ذمہ دار نہیں ہوں... جس نے زبان کی ہے وہ بھگتے..."

زبیر صاف جواب دے کر کمرے سے نکل گیا... جہاں آرا، گلشن اور عمیر اک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے...

"ہائے امی جی اب کیا ہوگا...؟" تھوڑی دیر بعد گلشن پر سے سکتے کا عالم ٹوٹا...

"میں نے تو اس رشتے کے لئے بڑی دعائیں مانگی تھیں... منتیں مانی تھیں... اتنی پیاری لڑکی ہے وہ... منفرد سی... پُرکشش سی..."

گلشن نے عمیر کے دونوں گھٹنے تھام لیے... "عمو! تم ہی اس سے کرالو۔ وہ لڑکی چھوڑنے والی نہیں ہے..."

"گل! کبھی تو عقل کی بات کرلیا کرو۔ میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں"

"نوکری کا ہی معاملہ ہے نا... وہ مل جائے گی... میری اک سہیلی کے انکل بہت بڑے افسر ہیں... ان سے نوکری دلوا دوں گی..."

"سفارش مجھے پسند نہیں ہے..."

"بعض وقت ناپسند بات بھی پسند کرلیا کرتے ہیں... مصلحت کے لئے... ہاں کردو... مان جاؤ... میری خاطر... اس بے قصور لڑکی کی خاطر... دونوں گھرانوں کی عزت کی خاطر... ان لوگوں نے تو ساری تیاری مکمل کرلی ہے..."

"یہی منت سماجت بھائی جان کی کرتیں بیوقوف لڑکی! میرے ہی

پیچھے پڑگئی ہو... آخر میں تان مجھی پر آکر ٹوٹتی ہے... فائدہ ہر قسم کا بھائی جان اٹھا جاتے ہیں اور عزتیں بچانے کے لئے میں رہ جاتا ہوں..."

عمیر بھی غصے میں بڑبڑاتا ہوا اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا...

"میں بیلی کے ساتھ بیوفائی نہیں کرسکتا... کسی صورت نہیں... جان لے لے کوئی... پر یہ نہیں ہوگا... کبھی نہیں ہوگا... پتہ نہیں وہ کون ایسی بے نصیب لڑکی ہے، جو گیند کی طرح میری طرف لڑھکائی جارہی ہے اور کبھی بھائی جان کی طرف..."

اسے اس لڑکی پر بھی بے تحاشا ترس آیا... ہر کسی کا درد دل میں بسا لیا کرتا تھا... اس وقت بھی بڑی ہمدردی اس کے ساتھ تھی... لیکن... ماں باپ، بہن بھائی کی عزت کے لئے، اس لڑکی کی عزت کے لئے وہ ہر قربانی دے سکتا تھا۔ اک نہیں تو بیلی کو کسی صورت قربان نہیں کرسکتا تھا... اس کے ساتھ تو اس نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر، اس کو گواہ بنا کر وفا کا پیمان باندھا تھا۔ اپنے آپ سے قسمیں کھائی تھیں... عہد کئے تھے...

پھر اس کو پانے کے لئے ہر قسم کے جتن کر ڈالے تھے... اس نے اپنی کہانیاں بیچ ڈالی تھیں... وہ ٹیوشن پڑھانے لگا تھا... ہر ممکن طریقے سے وہ اسے تلاش کر رہا تھا...

اور اب، جبکہ صرف دو ہاتھ لبِ بام رہ گیا تھا... وہ خود ہی اپنے نصیب کو بے نصیب کرلے... کسی دوسری لڑکی کا ہاتھ تھام کر...؟ نہیں نہیں... یہ ممکن نہیں..."

وہ ساری رات سوچتا رہا... اور زبیر اپنی بے پرواہیوں کے ساتھ بڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آرام سے سویا رہا... اس کے لئے جو لڑکی تلاش کی گئی تھی، اس کے ساتھ منسوب کی گئی تھی، اس کا غم، ساری رات عمیر کو کھاتا رہا... کتنی عجیب بات تھی...

اور ساتھ اپنے بختوں کی کالک کو کھرچتا رہا... پر کہیں سے سفیدی نظر نہیں آئی... اور دن چڑھ آیا... اُٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا... تب سسکیوں کی آواز نے اسے چونکا دیا...

یہ آواز...؟ ہاں... یہ آواز گل کے کمرے سے آ رہی تھی... وہ بیقرار سا ہوتا ہوا وہاں پہنچا...

"ارے کیا ہوا...؟"

وہ جا نماز پر بیٹھی ساتھ دعا مانگ رہی تھی اور ساتھ رو رہی تھی... روئے جا رہی تھی۔

"ہونا کیا تھا... میں ساری رات نہیں سوئی..." اس نے سسکی بھری...

"کیوں بھلا...؟"

"نصیب سو جائیں تو انسان نہیں سو سکتا..."

"سنو گل! ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی ہے..."

"میں کوئی ترکیب ورکیب نہیں جانتی... ایک اکلوتی بہن کی ایک خواہش دو بھائیوں سے پوری نہیں کی جا رہی... اچھے بھائی ہیں... اچھا میرا مقدر ہے..."

"ارے، میں تو جان بھی قربان کر دوں..."

"اسی طرح جس طرح بھائی جان نے ہیرے تحفے میں دیئے... ایک کو دیکھا،

سمجھو دونوں پرکھ لئے..."

"یہ ظلم ہے... ان کے قصور بھی میرے نام تو نہ لگاؤ... میں نے کبھی تمہارے ساتھ ایسا کچھ کیا ہے... ہمیشہ تم پر جان ہی قربان کرتا رہا ہوں..."

"زبانی زبانی ہی نا..."

"اوہو... زبانی زبانی نہیں... یہ لو..." اس نے گردن آگے بڑھائی...

"لاؤ چھری تیز سی..."

"چھری کے لئے تیار ہو جاتے ہو... وہ لڑکی چھری سے بھی بدتر ہے...؟

ہائے عمو! تم نے تو کبھی میری بات نہ ٹالی تھی..."

"کاش! میں نے اپنی زندگی کسی کے نام نہ کر دی ہوتی... پھر جو بھی تم کہتیں... کسی موچن، چماری سے، کسی ایری غیری پھتو خیری سے، کسی جہزانی سے، جس سے بھی کر دیتیں تیرا عمو ذرا سی چوں بھی کر جاتا تو گردن اُتار لیتیں..."

"مگر اب، اب میں جو زبان دے چکی ہوئی ہوں..."

"میرا بھی دل کی زبان کا معاملہ ہے - دے چکا ہوں..."

"تجھے بڑی محبت ہے اُس سے...؟"

"محبت ہی نہیں، وفا بھی... سب کچھ اس کے لئے ہے... میں اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا..."

"اللہ کرے تیری محبت کامیاب ہو جائے - میں ہر نماز میں تیرے لئے دُعا کروں گی - اور..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ پھر اسی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی...

"اس مسئلے کا کیا حل کروں... عمو! یہ لڑکی چھوڑنے والی نہیں۔ کاش! تو ایک بار اسے دیکھ لیتا..."

"یہی ترکیب تو میں تمہیں بھائی جان کے لئے بتانا چاہ رہا تھا... انہیں وہ لڑکی دکھا دو..."

"ارے واہ...!" وہ خوشی کے مارے چیخ اٹھی...

"یہ خیال تو مجھے آیا ہی نہیں... تھینک یو عمو! تم ہمیشہ میرے مشکل وقت میں کام آتے ہو... قوی امید ہے معاملہ سیٹ ہو جائے گا... بات تو وہاں پکی ہو ہی چکی ہے یوں بھائی جان کا وہاں جانے کا حق بھی بنتا ہے..."

"ہاں... سو فیصد بنتا ہے... امریکن لڑکا ہونے کی بنا پر، لڑکی اسے دکھانے سے کوئی بھی انکار نہیں کرے گا..."

"تو بس پھر..." بہن بھائی نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

"آج ہی شام کو... اور عمو! تم بھی کہیں جانا نہیں..."

"میں تو فارغ نہیں ہوں..."

"چلو کوئی بات نہیں..." گلشن ہنس پڑی... "اللہ میاں دونوں ہی کام بنا دے گا..."

اور... عمیر کی بتائی ہوئی اس ترکیب نے واقعی کام بنا دیا۔ زبیر نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا...

پہلے نجانے کیوں انکار کرتا رہا تھا... اب نہ کوئی مصلحت نظر میں رہی اور نہ کوئی اور وجہ... پہلے جو تھی وہ بھی بھول بھال گیا... وہ ایسی دل و نظر میں سمائی کہ... زبیر اس کے لئے بے قرار و بے تاب ہو ہو گیا...

"جتنی جلد ہو سکے شادی کی تاریخ طے کر دو..."

وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے حامی بھی بھر لی اور اپنی بے قراریوں کا بھی اظہار کر دیا... گلشن کسی پہاڑ کی چوٹی کو سر کرنے سے اتنی خوش نہ ہوتی جتنی اس کامرانی پہ ہوئی تھی۔

ایک جمعہ چھوڑ اگلے جمعہ کو گلشن کی شادی تھی۔۔ پہلے والے جمعہ کے دن زبیر کی طے پا گئی...

"ہم تو آگ بھی نہیں لینے گئے تھے پھر یہ پیغمبری پتہ نہیں کیسے مل گئی..."

زبیر کی خوشی کی انتہا نہ تھی... "اس کا مطلب ہے ہمارا خدا ہم سے بہت خوش ہے..."

"مقدر والے ہیں..."

"ہاں... بہت..." زبیر کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں...

"مان گیا ہوں تمہارے ذوق کو اور تمہارے انتخاب کو..."

"شکریہ..." گلشن جھک کر آداب بجا لائی... "اور اب اجازت ہے...؟ کریں شادی کی تیاریاں..."

"ارے بالکل بالکل..." جہاں آرا کی نظر بچا کر اس نے گلشن سے سرگوشی کی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا بس چلتا تو آج ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے آتا..."

پھر وہ زور سے ہنسا۔ خوشی قابو میں ہی نہیں آ رہی تھی... "یہی امریکہ میں ہوتا تو ایسا ہی کرتا... شادی کا بھی انتظار نہ کرتا..."

"چھی چھی... وہ بڑی نیک لڑکی ہے..."

"اور تیرے بھائی جان کیا بدمعاش ہیں...؟"

"بدمعاش تو نہیں بس ذرا..." اسے وہ لاکٹ میں ہیرے والا اس کا جھوٹ یاد آ گیا تھا... دل چاہا کہہ دے... "فراڈ تو ہیں... پر... خاموش رہی...

جانے کیا مجبوری تھی... کونسی لاچاری تھی جس نے اس کے بھائی کو اپنی سطح سے اتنا نیچے گرا دیا تھا... یہ بات اس نے نہ ماں کو بتائی تھی... نہ باپ کو...

اور... کسی کو دکھ دینا، یا پریشان کرنا، نہ اس کی سرشت میں تھا اور نہ ایسا بے درد دل رکھتی تھی... یہ تو اپنے ماں باپ تھے... ان کے لئے تو وہ ان کے بھی سارے غم اپنے اندر بھر لیتی تو تھوڑا تھا... اور انہیں کی اولاد کی بات سے انہیں تکلیف پہنچاتی... اولاد بھی ایسی، جس کے لئے وہ دونوں سب کچھ، جائز و ناجائز بھی کرنے کو تیار رہتے تھے ہر وقت...

نہیں نہیں... وہ زندگی کے آخری لمحے تک انہیں یہ بات معلوم نہ ہونے دے گی... بہت محبت کرتے تھے وہ اپنی اس اولاد سے...

زبیر سے... ان کا لائق بیٹا تھا...

گلشن نے والدین کی خاطر بھائی کی طرف سے اپنی سوچیں بدل دیں... یقیناً اس کی کوئی مجبوری ہوگی... وہ بھی تو سب مجبوریوں کے ہاتھوں بندھے تھے... اور زبیر نے بھی بہن کی محبت کا بھرم رکھنے کو شاید یہ سب کیا تھا...

ہاں یقیناً کوئی ایسی ہی بات ہوگی... مطلب یہ کہ محبت نے ہی ان سے یہ دھوکہ دہی کی واردات کرائی تھی...

اس کے دل نے نہ صرف زبیر کے اس جرم کو معاف کر دیا۔ بلکہ ڈھیروں ڈھیر ہمدردی بھی اس کے لئے اس کے من میں اتر آئی... محبت بھی پہلے سے زیادہ پارس یاورے کر جگمگانے لگی...

بھاگم بھاگ وہ بھائی کی شادی کی تیاریوں میں جُت گئی... اپنے جہیز میں سے، جو سب سے قیمتی جوڑے، کپڑے اور چیزیں تھیں، وہ بھائی کے لئے وقف کر دیں... آپ ہی آپ سب کچھ کرتی پھر رہی تھی۔ اور ادھر کاظمی صاحب اور جہاں آرا اپنے فرض کے لئے پریشان ہو رہے تھے...

"خدا کے لئے بتایئے کیا کروں...؟ اب تو پلہ تقریباً خالی ہے..."

"ارے بابا سادہ سادہ سا کر دو... نہ دھوم دھڑکا کرنا..."

"پہلے پہلے بیٹے کی شادی ہے" جہاں آرا بدبدائیں...

"یوں بھی زمانے کے رسم و رواج کے مطابق کچھ تو ہو..."

"رسم و رواج دیکھو گی یا اپنی چادر... پہلے ہی تقریباً سارے کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سارے باہر نکلے ہوئے ہیں..."

"یہ وقت نہیں ہے چادر دیکھنے کا..."

"پھر کونسا وقت تھا...؟"

"گھر پر اتنے لگا دیئے... خود ہی رہنا تھا... اور اب تو سارے زمانے نے دیکھنا ہے..."

"گھر یہ جو لگائے تمہارے مشورے سے اور وہ بھی تمہارے بیٹے کی خاطر۔ اور اب جو خرچ ہے شادی کا وہ بھی اسی کا ہے..."

"اس وقت آپس میں جھگڑنے کا تو فائدہ نہیں..." جہاں آرا صلح کُن انداز میں بولیں۔

"بری کے لئے زیور اور کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے... زیور میرے پاس ہے۔ بس ذرا اسے پالش وغیرہ کرا لیں گے... بہت بھاری اور قیمتی ہے..."

"تو بس پھر..."

"کپڑے...؟ کم از کم گیارہ جوڑے ہوں۔ دو تین تو قیمتی قیمتی اور بھاری گلشن نے اپنے جہیز میں سے دے دیئے ہیں... کہتی ہے بھائی کا وقت نکلے اس کی باری دیکھا جائے گا..."

"او اللہ کی بندی! کچھ اس سے بھی تو کہو، گرہ ڈھیلی کرے... ہم کہاں تک تیل کا کنواں بنے رہیں گے... وہ بھی اک مدت بعد سوکھ جایا کرتا ہے

"اس معاملے میں تو میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتی... ہم نے زبردستی اسے شادی پر راضی کیا ہے... کہیں خرچ کا سننے تو پھر نہ ہتھے سے اکھڑ جائے۔ عزت کا معاملہ ہے..."

"نیا زوالے ہار وغیرہ بھی اس نے اپنے قبضے میں کر لئے..."

"گل کی برات والی رقم جو باقی ہے، وہ استعمال کر لیں..."

"دیکھ لو... آٹھ دن بعد اس کی ہونے والی ہے... اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو...؟"

"کیوں نہ ہوگا... پہلی اولاد ہے۔ سہرا بندی پر ہی بہت نیوتہ اکٹھا ہو جائے گا... یوں بھی امریکہ سے ہو کر آیا ہوا ہے... لائق ہے۔ گرین کارڈ اس کے پاس ہے... لوگ باگ بھی مان رکھیں گے کسی آنے والے وقت کا خیال کرتے ہوئے کہ کوئی کام نہ پڑ جائے، زیادہ سے زیادہ سلامی دے دیں گے..."

"سوچ لو..." کاظمی صاحب چپ سے ہو گئے... جہاں آرا کی پلاننگ کے ساتھ متفق نہیں ہوئے تھے... پر مجبوریوں نے زبان بند کر دی۔ اور ان کی خاموشی نیم رضا مندی کا تاثر دے رہی تھی...

"تو پھر ٹھیک ہے نا... ویسے اس کے علاوہ دوسرا کوئی چارہ بھی نہیں... اب اور کہاں سے قرض لیں... کوئی جگہ باقی نہیں رہی..."

"ہاں... وہ تو پہلے ہی بال بال بندھے ہیں..." کاظمی صاحب نے ٹھنڈی آہ بھری...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"واہ! یہ عمیر کسی قابل نہ ہوا... آج باپ کا بازو بنتا..."

"یہی تو دُکھ ہے... کسی نوکری پر ہوتا تو ایڈوانس بھی لے سکتا تھا۔"

"ایڈوانس کی تو پھر ضرورت بھی نہیں پڑنا تھی... وقت پر نوکری کر لیتا تو اس کی تنخواہ سے کمیٹیاں وغیرہ ڈالی ہوتیں... وارے نیارے ہو جاتے..."

"اور اگر پرائز بانڈ لئے ہوتے تو...؟"

"ہاں... وہ تو پھر... اوہ..."

دونوں میاں بیوی کی آنکھوں میں پرائز بانڈ کے انعام کی رقم کے چمکتے چمکتے سِکے گھومنے، ناچنے اور تھرکنے لگے...

"امی جی! ڈھولک منگوا دیں..."

"وہ پہلی والی کیا ہوئی...؟"

"پھٹ گئی..."

"کمال ہے... یہ تم لڑکیوں کے ہاتھ کیا پتھر یا لوہے کے بنے ہوئے ہیں...؟"

"ہاتھ نہیں پتھر لوہے کے ہوتے... آج کل دل ہوتے ہیں..."

گلشن کی نظروں میں بڑے بھائی کی مثال تھی...

"ہاں... سچ کہا تم نے... اپنے ہی گھر میں دیکھ لو... پتھر کا دل مل جائے گا..."

"کونسا...؟" گلشن نے چونک کر ماں کی طرف دیکھا... اس نے تو کوئی شکایت، کوئی گلہ نہیں کیا تھا... کیا وہ اتنی باخبر تھیں...؟

"چھوٹے والا... بڑا تو موم ہے... کیسے پگھلا...؟ ہماری خواہش پر فوراً راضی ہو گیا..."

واہ ری ممتا... گلشن کے دل میں ہزاروں دُکھ اُتر گئے... یہ چھوٹے کی ممتا، اس ماں کے سینے میں کبھی کیوں نہیں مچلی...؟ وہ سوچے بنا رہ نہ سکی...

"خوش نہیں ہو... تمہاری تو دیرینہ آرزو پوری ہوئی..."

"بہت خوش ہوں... پر عمو بھی مجبور ہے امّی جی...! بڑا پیارا دل ہے اس کے پاس... اس کی مجبوریوں کو آپ ہمیشہ سنگدلی کا نام کیوں دیتی ہیں...؟"

"میں ماں ہوں... سب کو جانتی پہچانتی ہوں..." جہاں آرا نے اسے تیکھی، تند نظروں سے دیکھا تو اس نے جلدی سے موضوع بدل دیا۔

"پھر منگوا دیں نا ڈھولک..."

"ڈھولک میں لگ گئیں تو بھائی کی بَری کس نے بنانی ہے؟"

"میرے پاس سہیلیوں کی بہت بڑی پاور ہے... دیکھئے گا کیسے سارے انتظامات ہوتے ہیں... بس آپ فکر نہ کریں..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کچھ چیزیں آنے والی تھیں ... سوچ رہی تھی جواد کے ذریعے ان کی خریداری ہو تو بہتر ہے ... بازار سے بہت بارعایت لے دے گا ..."

"ہاں ... یہ تو ٹھیک سوچا آپ نے ..."

"پر ابھی تک عمو نہیں آیا ... آج پھر اتنی دیر کر دی ... جس دن سے بھائی آیا تھا اچھا بھلا وقت پہ آ جاتا تھا ... ہنس کے پَر اُتر گئے ہیں نا ..."

"نہیں امّی جی! آپ ہر وقت اس بے چارے کو ایسی ایسی باتیں نہ کہتی رہا کریں ... بڑا معصوم ہے ہمارا عمو! اور مجبور بھی بے چارا ..."

"کیا مجبوری ہو گئی اسے ... ؟"

"بس دعا کریں اس کے لئے ... خدا اس کے ارمان بھی پورے کرے، جس طرح بھائی جان کے کئے ..."

"اولاد ہے ... دل دُعا تو کرتا ہی رہتا ہے ..." سکوٹر کی آواز آئی تو وہ چونکی ...

"لو ... وہ آ گیا ..."

"عمو ... عمو ..." گلشن خوشی میں بے تابو سی ہو کر بیرونی دروازے کی طرف بھاگی ...

سکوٹر کا ابھی اگلا پہیہ ہی اندر داخل ہوا تھا کہ گلشن نے جا کر اس کا ہینڈل تھام لیا ...

"عمو! تمہاری بتائی ہوئی ترکیب کام کر گئی ... ہائے! میں کتنی

خوش ہوں ..."

وہ خوشی میں عمیر کو بتانے لگی ... "ارے! بھائی جان تو کہتے تھے کہ ان کا بس چلتا تو اسے اسی وقت رخصت کرا کے لے آتے ... میں نہ کہتی تھی وہ بڑی انوکھی سی لڑکی ہے ... بھول گئے امریکہ کی ساری میموں شیموں کو ..."

جوشِ جذبات اور وفورِ مسرّت سے وہ بولے ہی چلی جا رہی تھی۔ سانس لئے بنا ہی ...

"اک پاکستانی، سنہری، سانولی، سلونی لڑکی نے ساری گوری چٹیوں کو مات دے دی۔ جھکی جھکی نظروں سے ایسے تیر چلائے کہ بس ... بھائی جان وہیں نیم بسمل ... ارے کیا ہوتا ہے تمہارے ادب میں، شاعری میں، نیم بسمل، مرغِ بسمل، حبیبِ بسمل ... ارے! یہ تم کچھ بولتے کیوں نہیں ... ؟"

وہاں روشنی کم تھی ... گلشن نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کی اک ناکام سی کوشش کی ... پھر سکوٹر کو کھینچ کر پرے دیوار کی طرف لڑھکا دیا ... اور عمیر کا بازو تھامتے ہوئے اسے گھسیٹ کر روشنی میں لے آئی ...

اس کا چہرہ ایسا پھیکا، ایسا بے رنگ، ایسا پژمردہ اور دھواں دھواں سا ہو رہا تھا کہ گلشن کے پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین سرک گئی ...

"کیا ہوا تمہیں ... ؟" اس نے گھبرا کر، اسے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ارے بول نا... کیا ہوا...؟"

عمیر پھر بھی چپ تھا... اور خالی خالی نظروں سے اسے تکے جا رہا تھا...

"عمیر! کچھ بول... خدا کے لئے کچھ بول... میرے جی کو کچھ ہو رہا ہے..."

وہ اتنے زور سے چلائی کہ جہاں آرا برآمدے میں نکل آئیں۔

"کیا ہوا گل...؟"

"یہ... یہ عمو..."

تب عمیر زور زور سے قہقہے لگانے لگا... احمق... بیوقوف... بزدل۔ ارے میں نے تو صرف تمہیں ستانے، چھیڑنے کی خاطر یوں چپ سادھ رکھی تھی..."

"اور یہ تیری صورت...؟" گلشن نے بے یقینی سے اسے دیکھا...

"وہ بھی تمہیں تنگ کرنے کو ایسی بنائی تھی... اب دیکھو..."

"ہائے! تو کتنا سنگدل ہے..." عمیر مسکرا رہا تھا... وہ اس کے سینے کے ساتھ لگ گئی...

"بہت پریشان ہو گئی تھی... عمو! پھر کبھی ایسی صورت لے کر میرے سامنے نہ آنا... اچھا..."

"کہو تو بالکل ہی اس صورت کو تمہاری ہی نظروں سے کیا دنیا کی نظروں سے اوجھل..."

"اونہوں..." اس نے تڑپ کر عمیر کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا...

"تم نے تو ابھی بڑی خوشیاں دیکھنی ہیں... خود بھی اور ہمیں بھی دکھانی ہیں... پہلے تو آج والی خوشخبری سنو..."

"سن چکا ہوں، اور مبارکباد پیش کرتا ہوں، تمہیں بھی، امی جی کو بھی... اور بھائی جان کو بھی..."

اس کے چہرے پر افسردگی اور غم کی جو دھند تھی، جسے دیکھ کر گلشن پریشان ہو اٹھی تھی، وہ اب بڑی حد تک چھٹ چکی تھی... اور اب اس کے معصوم سے چہرے پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹیں تھیں اور آنکھوں میں شوخیوں کی چمک سی اتر آئی تھی...

ایک دم ہی مختلف لگنے لگا تھا... بڑا اچھا بھی... پیارا بھی...

"بڑے غضب کے اداکار ہو...!" گلشن کے پاس اک بہن کی نظریں تھیں۔ بے اختیار تعریف کر اٹھی...

"کیسا چہرہ بنایا ہوا تھا..." پھر پیار سے اک دوہتڑ عمیر کے سینے پہ مارا۔

"اُلّو... بڑا دل دہلایا ہے میرا... اور ہاں... مبارک مجھے یوں دے رہے ہو... بقلم خود امی جی کو دو... بھائی جان کو دو..."

"دراصل تمہاری کوششیں بار آور ہوئی ہیں نا... اور پریشانی بھی تمہیں ہی سب سے زیادہ تھی..."

"ہاں، سچ عمو! میں بڑی ریلیکس ہو گئی ہوں... بہت خوش بھی بے حد..."

"امی جان کہاں ہیں اور بھائی جان...؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابھی یہاں برآمدے میں آئی تو تھیں، واپس چلی گئیں... بھائی جان کی بری بنانے میں بڑی مصروف ہیں... بہت زور و شور سے... شگنوں کے ساتھ... خوشیوں کے ساتھ... اتنی عمر گزار کر پہلی خوشی دیکھ رہی ہیں۔"

"میں نے بھائی جان کا پوچھا تھا... کہیں گئے ہوئے ہیں...؟"

"وہ کہیں جانے کے قابل کب رہ گئے ہیں..." گلشن زور سے ہنسی...

"کمرے میں پڑے ہیں... اسی کے خوابوں خیالوں میں کھوئے ہوئے..."

"اچھا بھئی... تم چلو... میں کپڑے بدل کر آتا ہوں... پھر ساتھ مبارک دوں گا، اور ساتھ بھائی جان کا سہرا وغیرہ گاؤں گا..."

"ہاں عمو! میں نے نئی ڈھولک منگوائی ہے... گاؤ گے نا بھائی جان کا سہرا...؟"

"کہہ تو رہا ہوں گاؤں گا..."

"ارے! یاد آیا... تم تو کچھ تھوڑی سی شعر و شاعری بھی کر لیا کرتے ہو... سہرا خود لکھنا..."

"لکھوں گا بھی... گاؤں گا بھی... بلکہ کہو گی تو ناچوں گا بھی... یہ بتاؤ میرا ساتھ کون دے گا... روبی شوبی وغیرہ..."

"چل گندا..." سہیلی کو چھیڑنے پر اس نے عمیر کو باتھ روم کی طرف دھکا دے دیا۔ "چلو نہا دھو کر نکلو باہر، جلدی سے..."

جس طرح آسمان پر چڑھی کالی گھٹا سے ایکا ایکی پانی برسنے لگتا ہے، اسی طرح اس گھر میں خوشیوں کی کالی کالی گھٹائیں اُمڈ آئی تھیں... اور وہ یکایک برس پڑی تھیں...

عمیر اسی خوشیوں کی برسات میں بھیگتا نہاتا ہوا باتھ روم سے نکلا۔ زبیر شادی کے لئے مان گیا تھا... دماغ پر سے منوں بوجھ اُتر گیا۔ مگر... دل پر جو بوجھ تھا...

اس نے تو جیسے زندگی ہی چھین لی تھی... وہ جب گھر میں داخل ہوا تھا تو اس کی حالت واقعی بڑی دگرگوں تھی... گلشن نے جو کچھ اس کے چہرے پر دیکھا تھا، اس کی نظر کا دھوکا نہیں تھا۔ نہ عمیر کی اداکاری تھی۔ اداکاری تو وہ تھی جو اس نے خود کو سنبھالنے کے لئے کی تھی... بڑی مشکل تھی... اندر قیامت تھی... طوفان تھے... چہرے پر مسکراہٹیں اور کھلکھلاہٹیں تھیں... اندر موت تھی... چہرے پر زندگی کی رعنائیاں...

ایسا مشکل وقت اس پر کبھی نہیں آیا تھا... جو ابھی کچھ دیر پہلے اسے گزارنا پڑا تھا... مگر... ماں کے کہنے کے مطابق شاید وہ سچ مچ پتھر ہی کا تھا... جو ثابت سالم رہ کر سارے طوفان اور قیامتیں گزار گیا تھا... اچھے تن من پر سے... بنا کچھ ٹوٹ پھوٹ ہوئے...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن... وہ سالم ثابت کب تھا... ! وہ تو اسی وقت ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تھا جب جواد نے اسے بتایا تھا کہ اس کی ماں ان بچیوں کے گھر گئی تھی، جنہیں بیلی پڑھانے جایا کرتی تھی...

اے کاش... ! اس سے آگے سننے کو اس کی سماعت باقی نہ رہتی...

یوں امید کی کرن اندر روشن تو رہتی... جگمگاتی تو رہتی...

"جن بچیوں کو وہ پڑھایا کرتی تھی، ان کے والدین کا وہاں سے تبادلہ ہو گیا تھا... اور وہ گھر چھوڑ کر جا چکے ہیں..." جواد نے ساری بات تفصیل سے بتائی...

"اور اب اس گھر میں جو لوگ آئے ہیں انہیں ان کے متعلق کچھ بھی پتہ نہیں... امی بڑی پریشان لوٹی ہیں... اِدھر اُدھر سے بھی پوچھا... کسی کو بھی ان کا پتہ معلوم نہیں..."

ایسی مایوسی... ایسے اندھیرے، ایک دم ہی اندر اُتر گئے کہ وہ کتنی ہی دیر تک سانس لینے کے بھی قابل بھی نہ رہا... چکر آنے لگے... جسم یکایک ٹھنڈا پڑ گیا... چہرے کا سارا خون نچوڑ کر جیسے کسی نے ہلدی تھوپ دی ہو...

اس کی حالت دیکھتے ہوئے جواد نے جلدی سے کاؤنٹر پہ ہی لٹا دیا تھا... ایک گلاس مفرح شربت کا پلایا... پھر کچھ دیر بعد گرم گرم چائے کی پیالی پلائی...

سامنے میڈیکل سٹور سے دل کی فوری تقویت کے لئے دوا لے آیا...

اس کے قطرے حلق میں ٹپکائے... اِدھر اُدھر کی باتیں کیں... دو چار لطیفے سنائے... غرض اس کی طبیعت کی بحالی کے لئے ہر جتن کر ڈالا...

"تم فکر کیوں کرتے ہو... تمہاری بیلی کی خاطر کنوؤں میں بانس تک ڈال دینے کی کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا... مل جائے گی انشاء اللہ... اس کا کھوج لگ جائے گا..."

جواد نجانے کیا کیا کہتا رہا... مگر عمیر کے تو سارے حواس خمسہ جیسے بیکار ہو چکے تھے... اُٹھا... سکوٹر پہ پاؤں دھرا اور چپ چاپ نکل گیا۔ جواد پکارتا بھی رہا تھا... پیچھے بھی لپکا تھا... مگر اس نے مڑ کر دیکھا تک نہیں۔ بڑی دیر سڑکوں پر سکوٹر گھماتا رہا... پھر ایک پارک میں جا کر بیٹھ گیا... کسی طرح دماغ ٹھکانے پہ نہیں آ رہا تھا... تن بدن کی جو حالت ہو رہی تھی نا قابل بیان تھی... جسم سے جیسے روح جُدا ہو چکی تھی...

وہاں بھی سکون نہیں ملا تو اُٹھ کر پھر سڑکوں کے چکر لگانے لگا... پاگلوں، دیوانوں کی طرح بیلی جیسی ہر دُبلی پتلی، سفید چادر پوش لڑکی کو گھور گھور کر دیکھتا... ایک بار تو جی چاہا زور زور سے سڑکوں پہ "بیلی بیلی" پکارتا پھرے...

اسی طرح شام ہو گئی... پھر رات ہوئی... آج ٹیوشن کے لئے بھی نہیں گیا... اک لفظ بولنے کے قابل نہ تھا... بچوں کو پڑھاتا کیسے...؟

پھر اسی حالت میں، ناکام و نامراد سا گھر واپس آ گیا... اس قدر ٹوٹ پھوٹ گیا تھا کہ ظاہری ہیئت ہی دیکھنے پر پتہ چل رہا تھا۔ وہ کس

اذیت کے عالم سے گزر رہا تھا...

وہ کوئی آباد عمارت تھی یا ویران کھنڈر... گلشن نے اس کی حالت سے کچھ اندازہ تو لگا لیا تھا لیکن پھر... جب اس نے یہی گھر کا ماحول دیکھا، وقت دیکھا، زبیر کی شادی کی خوشخبری سنی تو...

اپنی حالت اور کیفیت کو مذاق کا رنگ دے دیا... گلشن اس کی باتوں میں آگئی... سچ مچ اداکاری سمجھی...

"کاش! یہ اداکاری ہی ہوتی... یہ عذاب اس پر نہ گزرا ہوتا...

ہائے...! یہ کیا ہوگیا...؟ یہ کن خطاؤں کی سزا اسے مل رہی تھی...؟ کس گناہ کی پاداش میں وہ خدا کے اس قہر اور غضب کا نشانہ بن رہا تھا...

اس پر قیامتیں ٹوٹی پڑ رہی تھیں...

مگر... مگر... وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا... فنا ہو جاتا... پر زبیر کے سامنے اور گلشن اور ماں کے سامنے اسے اپنے کسی غم اور دکھ کا اظہار نہیں کرنا تھا...

ان کی خوشیوں کے ساتھ اسے خوش ہونا تھا... اپنے غم کے رستے ناسوروں کو چھپا کر اسے ہنسنا تھا... اپنی آہوں اور کراہوں کو دبا کر اسے قہقہے لگانا تھا...

تب... وہ ہنسا بھی... اس نے قہقہے بھی لگائے... گلشن اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ مل کر ٹپے، ترانے اور ماہیے بھی گائے... فی البدیہہ سہرا پڑھا... ایسا کہ خوب رنگ جما... بڑی داد و دہش ملی...

زبیر بھی تھا... خوش بھی تھا بے حد... روئیں روئیں سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی... لڑکیوں نے ڈھولک بجائی... عبیر نے گانا گانے کے بعد ڈانس کیا. زبیر کو بھی ساتھ ملا کر، اس سے بھی ناچ کرا ڈالا...

سب ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے... پھر اس نے مختلف قسم کے سوانگ بھرے تھے... محفل زعفران زار بن گئی... جتنا اندر سے دکھی تھا.. رو رہا تھا... اتنے ہی اس نے قہقہے خود لگا ڈالے اور دوسروں کو بھی ہنسا ہنسا کر بے حال کر ڈالا...

نیند تو اس کو آج کی رات ویسے بھی نہیں آنا تھی... تو... رات اس نے بڑے بھائی کی خوشیوں کے نام کر دی... پھر بہت سارے لطیف سے لطیفے سنائے... نازک نازک سی ہنسیاں بکھرتی رہیں اور نقرئی سے قہقہے گونجتے رہے...

اور... آخر میں، جب فجر کی اذان ہونے والی تھی تو سب سے اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا... اذان ہوتے ہی نماز پڑھی اور پھر بڑی دیر ہاتھ اٹھا کر رب کریم سے دعا مانگتا رہا...

ٹوٹا ہوا، غمزدہ اور دکھی دل اپنے مالک کے حضور جھکا تو پھر سارے صبر اور حوصلے جواب دے گئے... وہ اس قدر رویا اس قدر رویا کہ ہچکیاں بندھ بندھ گئیں...

"پروردگار! مجھے میری زندگی سے نہیں ملا تا تو موت کے گلے لگا دے"

یہ دعا بار بار کئے جا رہا تھا۔ فاقہ، غم اور دکھ نے اس کی ایسی ابتر حالت

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دی تھی کہ آخر وہ وہیں، جا نماز پر ڈھے گیا...

عمیر کو جب ہوش آیا تو سب اس کے ارد گرد تھے... آپا جی تھے... زبیر تھا... گلشن ایک طرف کھڑی رو رہی تھی... ایک شخص سر جھکائے اس کی نبض پکڑے بیٹھا تھا... ڈاکٹر ہی ہوگا یقیناً... عمیر اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا، البتہ گلے میں پڑا اسٹیتھوسکوپ یہی بتا رہا تھا...

جہاں آرا اس کے سرہانے بیٹھیں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھیں... پھر کبھی اس کی پیشانی پہ رکھ کر اس کا ٹمپریچر محسوس کرنے کی جیسے کوشش کرتیں...

ڈاکٹر صاحب نے نبض دیکھنے کے بعد اس کا بلڈ پریشر دیکھنا شروع کر دیا... کاظمی صاحب عین ڈاکٹر صاحب کے پیچھے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے... اور کبھی منتظر نظروں سے ڈاکٹر صاحب کی طرف... کہ وہ اس کی کیا تشخیص کرنے والے تھے...

"ڈاکٹر صاحب! میرے بھائی کو کچھ ہو گیا تو..."

آگے زبیر پتہ نہیں کیا کہنے والا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے پہلے ہی ٹوک دیا... "ایسی کوئی بات نہیں... فکر نہ کریں..."

بی پی چیک کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اس کی پسلیاں ٹٹولیں...

اس کے پیٹ کو ادھر اُدھر سے دبایا... کچھ خاصا لمبا چوڑا سا معائنہ کر رہے تھے...

"میں ٹھیک ہوں امی جی..." عمیر نے آنکھیں کھول کر اک اک کو دیکھنے کے بعد ماں کے پیشانی پر ٹکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ دھر دیا...

"البتہ نقاہت سی محسوس ہو رہی ہے..."

"لیکن یہ..." اسے بولتے، ہلتے جلتے دیکھ کر کاظمی صاحب کی آنکھوں میں زندگی چمکی... "ہوا کیا تھا بیٹے...؟" لہجے میں ایسی شفقت، ایسی حلاوت پہلے کم ہی کبھی ہوتی تھی...

عمیر کے اندر تقویت سی آ گئی... "کچھ نہیں آپا جی! بس نماز پڑھتے پڑھتے چکر سا آ گیا..."

"یہ اپنی خوراک کی طرف سے بہت غافل رہتا ہے..." آنسو صاف کرتے ہوئے آگے بڑھی...

"سچ بتانا... کل رات کھانا کھایا تھا...؟"

عمیر زبان سے تو کچھ نہیں بولا، پر اس کی نظریں جھک گئیں... اور جھکی نظروں کا جواب سب نے دیکھ سن لیا...

"نہیں نا... اور کل دوپہر... سچ بتانا..." گلشن کسی تھانیدار کی طرح پوچھ گچھ کر رہی تھی...

"کل دوپہر...؟ کھانا نہیں کھایا تھا البتہ چائے وغیرہ پی تھی..."

وہ اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگا... اتنے سارے لوگ، وہ بھی سب

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس سے بڑے، اِرد گرد کھڑے تھے اور وہ لیٹا ہوا تھا... بے ادبی کی بات تھی۔ سب کا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا...

"لیٹے رہیئے... آپ کی حالت بیٹھنے والی نہیں..." ڈاکٹر صاحب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر لٹانے کی کوشش کی...

"عمو... عمو ڈیئر! لیٹ جاؤ..." زبیر کے چہرے پر سب سے زیادہ ہوائیاں اُڑ رہی تھیں...

"ڈاکٹر صاحب! کوئی ایسی دوا دیجئے... یہ ایک دو دن میں بالکل ٹھیک ہو جائے..."

"ہاں ہاں..." جہاں آرا جلدی سے بولیں۔ "یہ اس کا بڑا بھائی ہے..." لہجے سے فخر عیاں تھا... "امریکہ سے آیا ہے... تین چار دنوں بعد اس کی شادی ہے..."

"ٹھیک ہو جائیں گے انشاء اللہ..."

ڈاکٹر صاحب نے کچھ اور توجہ سے اسے دیکھنا شروع کر دیا... آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر دیکھے، گلے کو دونوں طرف سے تھپتھپایا، سٹیتھوسکوپ سینے پر لگایا، پیٹھ پر لگایا، دل کی دھڑکن غور سے سنی، بلکہ بڑی دیر سنتے رہے...

"گل ٹھیک کہتی ہے... پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

عمیر نے ڈاکٹر سے پیچھا چھڑانے کے لئے اپنا علاج جلدی سے خود ہی تجویز کر ڈالا...

"خوراک کی طرف سے غفلت کے علاوہ انہیں کچھ صدمہ پہنچا ہے..." اس کی سُنے بنا ڈاکٹر صاحب نے سنجیدگی سے کہا...

"یہ اسی وجہ سے بے ہوش ہوئے ہیں..."

"صدمہ... عمیر کو...؟"

"میرے بھائی کو صدمہ...؟"

"اس کو کیا صدمہ پہنچ سکتا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب کا یہ انکشاف سب کے لئے بڑا حیرت انگیز تھا...

اک بے پرواہ، لاابالی، غیر ذمہ دار اور بے حس سے انسان کو بھلا کیا صدمہ پہنچ سکتا تھا... وہ تو کسی پریشانی وغیرہ کو کبھی خاطر میں ہی نہیں لاتا تھا۔ اس کے لئے سب ایک ہی نقطے پر سوچ رہے تھے... ایک ہی انداز سے...

"انہیں کم از کم دو تین دن آرام کرنا چاہیئے... اور جہاں تک ہو سکے خوش رکھیں..."

ڈاکٹر صاحب نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے ہدایت کی...

"خوش تو ہے... اس کے بھائی کی شادی ہے... رات گا ناگاتا رہا... ناچتا رہا..."

جہاں آرا نے بتایا... "بہت رونق لگائی... بہت ہنسا... قہقہے لگائے..."

"کیوں ینگ مین! یہاں، دل کے اندر کیا ہے...؟" عمیر کی چھاتی تھپتھپاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے بڑے خوشگوار موڈ سے پوچھا تو وہ بُری طرح گھبرا گیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں سر! کچھ بھی تو نہیں... بس صرف خوشی ہے... ہاں البتہ... میری بہن کی شادی ہے... یہ بہت دُور چلی جائے گی... اور اس سے مجھے بہت پیار ہے۔"
صدمے کی توجیہہ عمیر نے سوچ کر نکالی... ورنہ سارے پتہ نہیں کیا کیا سوچیں گے... کیا کیا قیاس آرائیاں کریں گے...

"ہاں... یہ بات بھی ہے... بہن کے بہت دُور چلے جانے کا غم ضرور ہو سکتا ہے..."

جہاں آرا نے تائید کی... "یہ بہن بڑی محبتیں کرنے والی ہے..."
"بہرحال ڈاکٹر صاحب! میرے بھائی کو پلیز ٹھیک کر دیں..."
"ٹھیک کرنے والا وہ اوپر ہے... ہم ڈاکٹر لوگ تو صرف کوشش کر سکتے ہیں..."

ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا... کچھ مزید ہدایات دیں... کھانے پینے کے متعلق... دَوا کی باقاعدگی رکھنے کے متعلق... اور... رخصت ہو گئے...
ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد باری باری سب نے عمیر کو اپنے انداز میں سمجھایا... گلشن نے پیار و محبت سے... جہاں آرا نے ڈانٹ ڈپٹ کر... کاظمی صاحب نے ہلکے سے طنز کے ساتھ... کہ کام کا وقت آیا تھا اور وہ سُست، کاہل، نہ کرنے کے لئے بیمار پڑ گیا تھا...
زبیر نے خوشامد سے، منت سے اسے جلد صحت یاب ہونے کو کہا تھا کہ اس کے بغیر اس کی شادی میں رونق نہیں لگنا تھی... پچھلی رات کیا رتجگا منایا تھا... وہ لمحات اسے بھول نہیں پا رہے تھے۔ ولولوں کے، اُمنگوں کے، خوشیوں کے

کب یہ سب اس نے کبھی دیکھا تھا...

○

بہت کوشش کے باوجود... بستر سے اٹھ نہ سکا... کھایا پیا بھی... دوا بھی لی... پر نہ وجود کچھ سنوار ہوا اور نہ ہی طبیعت مائل کہ جا کر سب میں بیٹھتا... شادی کے کاموں میں یا صلاح مشوروں میں شامل ہوتا...
آنکھوں پہ کہنی رکھے، لیٹے لیٹے ہی سارا دن گزر گیا... چار دن بعد شادی تھی... بہت کام تھے... کوئی بھی اس کے لئے فارغ وقت نہیں نکال سکتا تھا کہ دو گھڑی اس کے پاس بھی گزار دے...
کچھ اس کا دل بہلے، کچھ طبیعت سنبھلے... کسی کے پاس وقت تھا ہی نہیں۔ بس گلشن آتی... اسے دوا دے جاتی، کھانا دے جاتی، چائے وغیرہ دے جاتی... ایک دو چلتے چلتے فقرے کستی... وہ مسکرا دیتا... ہنس دیتا۔ مطمئن ہو کر واپس چلی جاتی...
مگر... اس کے اندر جو ویرانے اُتر گئے تھے، وہ کسی طرح آباد نہیں ہو رہے تھے... نہ تصورات سے، نہ خیالات سے... بس بے آباد سا اور ٹوٹا پھوٹا سا پڑا ہی رہا...
شام ہوئی تو جواد آ گیا... آنکھوں میں خلوص و محبت کے روشن روشن چراغ لئے... اس کی پیشانی کو چھوا... نبض ٹٹولی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بخار تو ابھی ہے ..." بڑی ہمدردی بھری نظروں سے اس کے پژمردہ سے چہرے کو تکتے ہوئے اس کے پاس ہی بیٹھ گیا...

"تم کیوں آئے ہو ...؟" عمیر نے پُرشکن ماتھے سے پوچھا...

"تمہاری عیادت کے لیئے..." اس کی پیشانی کی سلوٹوں کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ کہنے لگا...

"مجھے پہلے ہی پتہ تھا... ایسے ہی کچھ ہوگا... تم بیمار پڑ جاؤ گے..."

"ٹھیک ہو جاؤں گا ایک دو دن میں... پر جواد! تمہیں نہیں آنا چاہیئے تھا..."

کمرے میں صرف وہی دونوں تھے... پھر بھی عمیر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے انتہائی رازداری سے کہا...

"اب صرف ایک ہی اس کے کھوج نکالنے کا ذریعہ باقی رہ گیا ہے کہ وہ دکان پر آئے اور اس سے اس کا پتہ پوچھا جائے..."

"یہ بات تو درست ہے... اور اب میں نے اپنے اندر بہت ساری بہادری جمع کر لی ہے... تمہاری خاطر کچھ بھی ہو جائے اب اس سے اس کا پتہ پوچھ ہی لوں گا..."

"اسی لیئے تو کہہ رہا ہوں تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا اور اک اک لمحہ دکان پر گزارنا چاہیئے تھا... سوچو اگر تمہارے بعد وہ آ جائے..."

"اس کے آنے کا یہ وقت نہیں ہے... میں وہ وقت نکال کر آیا ہوں..."

"پھر بھی... ہمیں تقدیر کو اپنے ساتھ، ہاتھ کرنے کا کوئی بھی موقع فراہم

نہیں کرنا ہوگا... تم جانتے ہو میری زندگی میں اس کی کیا اہمیت ہے...

"سب جانتا ہوں..." عمیر کی حالت دیکھ کر جواد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...

اتنا بے بس، مجبور اور لاچار عشق اس نے کسی انسان پہ سوار ہوتے نہیں دیکھا تھا...

کیسی بدبختی تھی بے چارے کی... جو کچھ ہوتا ہے، خدا کی طرف سے ہوتا ہے...

لیکن... ہر آزمائش عمیر کے نصیب میں کیوں لکھی گئی تھی۔ کیوں...

جواد دل ہی دل میں اللہ میاں سے سوال و جواب کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا...

کچھ دیر عمیر کے پاس بیٹھنا چاہتا بھی تھا... اس کا دل بہلانے کو۔ حوصلہ افزا اور تسلی بخش باتیں کر کے اس کا دل لگانے کو... مگر یہ بھی عمیر ہی کی خواہش تھی... اسی کے دل کا تقاضا تھا...

اور اپنے عزیز تر دوست کی ہر آرزو اور تمنا پوری کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا... تب جلد ہی اُٹھ کر چلا گیا...

عمیر پھر کہنی میں چہرہ چھپا کر پڑ گیا... اپنا چہرہ چھپا لیتا تھا تو اُس کا نظر آنے لگتا تھا... وہ اس کے دیدار میں محو ہو گیا...

"ارے...!" قدموں کی چاپ کے ساتھ گلشن کی آواز سماعت سے ٹکرائی... بیلی کا چہرہ غائب ہو گیا... عمیر نے جلدی سے کہنی پرے ہٹا لی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پھر جواد کے لئے چائے لائی تھی اور وہ یہاں سے ہی نہیں... کہاں گیا...؟"
چھوٹا سا ٹرے اس کے ہاتھ میں تھا۔ اور اس میں دو چائے کی پیالیاں اور ایک بسکٹوں سے بھری پلیٹ دھری تھی...

"اسے کوئی کام تھا۔ بہت ضروری..."

"یہ تم دونوں کو ہر وقت بڑے بڑے کام پڑے رہتے ہیں..." گلشن مسکرائی...

"مگر اصل کام کے دن اب آئے ہیں... اور تم بیمار پڑ گئے..."

"چارے کروں گا..." عمیر نے چائے کی پیالی لے لی...

"صرف آج کا دن آرام کر لوں... اور کل سے تم مجھے بستر کی طرف نہ دیکھنا۔"

"بخار اتار دو تو نہیں دیکھوں گی..."

"یہ بخار اتارنا اپنے بس میں نہیں ہے..." عمیر نے ذومعنی سا فقرہ بولا... مگر صرف وہی اس کے معنی جانتا تھا تبھی تو بات رہ گئی... گلشن نے بال کی کھال نہیں اُتاری...

"کیوں نہیں... دوا باقاعدگی سے لو، انشاءاللہ جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

دوسری چائے کی پیالی وہ خود لے کر بیٹھ گئی...

"بھائی جان تمہارے لئے بڑے پریشان ہیں..."

"وہ کیوں...؟"

"ساری خوشی اور رونق تو تمہیں نے لگانا ہے... پرسوں رات کو مہندی ہے... تمہیں معلوم ہے...؟"

"بس پھر... کل شام تک فِٹ... باقی ساری تیاری کر لی...؟"

جہاں آرا نے اندر آتے ہوئے عمیر کی بات سنی... گلشن ابھی کوئی جواب نہیں دے پائی تھی... وہ پہلے ہی بول پڑیں...

"لڑکے کی شادی کا کیا ہوتا ہے... زیور اور کپڑا... چلو جی بڑی بات..."

"تمہاری بری بھی آدھی تیار ہے..." گلشن نے شوخی سے اسے آنکھ ماری۔

"کیا مطلب...؟"

"زیور رہے... کپڑے بھی بن جائیں گے... بس اپنا وعدہ یاد رکھنا... تمہیں بھی نمٹا کر ہی یہاں سے رخصت ہوں گی... انشاءاللہ..."

عمیر کی نظریں جھک گئیں... گلشن کی بات کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔ ویسے جواب دیتا بھی کیا... کچھ تھا ہی نہیں اس کے پاس...

البتہ جہاں آرا متفکر سے لہجے میں بڑبڑائیں... "پہلے تم دونوں کے تو نمٹ جائیں... اللہ عزت سے وقت گزار دے..."

"آپ کی پلاننگ ٹھیک ٹھاک تو ہے... عزت سے ہی وقت گزرے گا..."

"پتہ نہیں کیوں... اندر ہی اندر میرا دل بیٹھا جا رہا ہے..."

"آپ فکر نہ کریں امی جی... بس دعا کریں..." گلشن نے انہیں بھرپور تسلی دی۔

"یہ عمو بھی انشاءاللہ کل تک ٹھیک ہو جائے گا..."

"یہ انسان ہوتا تو پھر غم کس بات کا تھا..."

بیمار بیٹے کے پاس بیٹھ کر ماں ایسی بات کہہ دے گی۔ گلشن کو اندازہ نہ تھا۔

"چلیں امی جی ادھر... بہت سارے کام پڑے ہیں..." گلشن جلدی سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اٹھ کر کھڑی ہو گئی...

"آپ مجھ سے جو کچھ چاہتی ہیں اقی جی! آئندہ کوشش کروں گا، وہی کروں... البتہ پچھلی کوتاہیاں معاف کر دیں..."

پتہ نہیں عمیر کو یکایک کیا ہو گیا تھا... کیوں اتنا جذباتی ہوا اٹھا تھا... رونے لگا۔

"مجھے معاف کر دیں... مجھے معاف کر دیں... میں نے بہت تنگ کر رکھا ہے سب کو... مل رہی ہیں سزائیں... بہت بڑی بڑی... بھگت رہا ہوں اپنے کیے کی..."

"ارے ارے!" عمیر کی حالت دیکھ کر گلشن پر بھی رقت طاری ہو گئی...

"تم نے کیا کیا ہے...؟ کچھ بھی تو نہیں کیے...؟" گلشن ننھے سے بچے کی طرح عمیر کو ساتھ لگا کر بہلانے، پچکارنے لگی...

"نہ میرا عمو! بخار زیادہ ہو جائے گا... چپ کر..." اور... اس کے اپنے بھی آنسو بہنے لگے...

"او میرے فلاور گارڈن! اینڈ مائی ماما! کہاں ہو تم لوگ...؟"

زبیرا نہیں ڈھونڈتا ہوا... آوازیں دیتا ہوا اندر داخل ہوا... گلشن نے جلدی جلدی اپنے آنسو پونچھے... عمیر کے پونچھے...

"بھائی جان کیا سوچیں گے... یہ نیک شگون نہیں..." سرگوشی میں عمیر کو سمجھا کر وہ پرے ہٹ گئی...

"تو یہاں محفل جمی ہوئی ہے...؟" سب کو وہاں دیکھ کر زبیر خوش ہوا تھا...

"محفل نہیں... مریض کو ملنے اس کے وزیٹر آئے ہوئے ہیں..." عمیر نے مسکرا کر شوخی سے کہا... ایک دم ہی چہرے کو نہ صرف نارمل کر لیا تھا بلکہ اک خوب صورت سی مسکراہٹ بھی اس پر سجا لی تھی... اندر کے دکھ چھپانے کا خوب عادی ہو چکا تھا... اور خوب طریقہ آ چکا تھا...

"یہ بتائیے آپ کیسے آئے ہیں... وزیٹر کی حیثیت سے یا..."

"وزیٹر کا بچہ..." ہنستے کھلکھلاتے عمیر کا بازو، زبیر نے تھام لیا...

"چل اٹھ... بستر چھوڑ... سارے گھر میں سناٹا پھیلا ہوا ہے... یہ شادی والا گھر ہے کیا...؟ کوئی چہل پہل نہیں، کوئی ہنگامہ نہیں... اٹھ لاؤنج میں چل..."

"نہ نہ..." گلشن نے جلدی سے بڑھ کر عمیر کا بازو، زبیر سے چھڑایا...

"اس کو ابھی بخار ہے... اگر آرام نہ کیا تو بڑھ جانے کا خطرہ ہے..."

"پھر ایسی اجڑی ہوئی سی شادی میں نہیں کرتا..." زبیر منہ پھلا کر بیٹھ گیا...

"کیسی باتیں کر رہے ہو...؟" جہاں آرا نے پیار بھری ڈانٹ دی...

"خدا نہ کرے یہ اجڑی ہوئی شادی ہو... پھر نہ ایسے کلمات منہ سے نکالنا"

"دیکھیے نا ماما! میرے دل میں خوشیوں نے دھوم مچائی ہوئی ہے... اور... اور میرا جی چاہتا ہے کوئی جوش ہو، ہنگامہ ہو... میرے ساتھ کوئی اس کی باتیں کرے..."

پھر وہ گھوم کر یکایک گلشن سے مخاطب ہو گیا۔ "ارے گارڈن! اس کا نام

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا ہے... جو ہماری وائف بن رہی ہے..."

"اب آپ خود ہی اس سے معلوم کر لیجئے گا... دو چار دنوں تک تو اس نے اس گھر میں تشریف لے آنا ہے... فی الحال سسپنس میں رہیئے..."

"یہ سسپنس ہمیں قبول، منظور..." زبیر کو تو خوشیوں کی فراوانی نے بدمست کیا ہوا تھا...

کچھ اور سوجھ ہی نہیں رہا تھا... "یہ شادی فرائی ڈے کو ہو گا اور پھر سیچر ڈے کی سیٹس وغیرہ ریزرو کرا لوں...؟" وہ سب سے مشورہ کرنے کے انداز میں پوچھ رہا تھا...

"کہاں کی...؟" جہاں آرا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا...

"کیا امریکہ واپس جا رہے ہو...؟"

"ہائے امّی جی! امریکہ کیسے... بھابھی کا پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ بنے گا تو جائیں گے نا..."

"ہاں..." زبیر گڑبڑا کر بولا... "امریکہ بعد میں... میں تو ہنی مون کی بات کر رہا تھا..."

"ارے بیٹے! چند دن بہو کو ہمارے پاس رہنے دینا... ہمارے بھی کچھ ارمان ہیں... پھر اگر تمہیں امریکہ چلے ہی جانا ہے تو دلہن بھی تو ساتھ ہو گی... وہیں تمہارا ہنی مون ہو جائے گا..."

"نہیں ممّا! ہمارے امریکہ کا تو رواج ہے چرچ سے نکلتے ہی دولہا دلہن ہنی مون ٹرپ پہ روانہ ہو جاتے ہیں... فوراً..."

"مگر یہ امریکہ نہیں بیٹے! یہ پاکستان ہے... یہاں یہ پاکستانی رواج چلیں گے..."

"چلیئے امّی جی! جانے دیں... اگر بھائی جان کی خوشی اسی میں ہے تو ایسے ہی سہی..."

"تم کیسے پتھر کے بنے انسان ہو..." جہاں آرا عمیر پر ہی برس پڑیں۔

"پانچ چھ دن بعد بہن کی شادی ہے... کیا اس کی شادی میں کوئی حصہ...؟"

"ہم ایک دن پہلے آ جائیں گے ماما! نہیں تو وعدہ کرتا ہوں شادی کے وقت تک تو ضرور پہنچ جائیں گے... ہم اپنی اکلوتی سسٹر کو خود رخصت کریں گے..."

زبیر نے بڑے احسان کرنے والے انداز میں کہا... گلشن رخ پھیر کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی... آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو چھپانے کی خاطر...

"اور اس کی بھابھی... جس کو وہ اتنے چاؤ اور ارمانوں سے لا رہی ہے، اس کے پاس ایک دن بھی نہ گزارے... تمہاری تو بیوی بن جائے گی... ساری عمر تمہارے ساتھ ہی اس نے رہنا ہے۔ اس کا شوق بھی تو پورا کرو..."

"نہیں امّی جی!" گلشن سنبھل چکی تھی... آنسو بھی پونچھ لئے تھے... یا پھر اندر ہی اندر پی گئی تھی... پلٹ کر ماں کے پاس آ گئی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بھائی جان کی خوشی پوری ہونے دیں... میرے شوق کا کیا ہے... پاگل لڑکی کا شوق..." اس نے اپنی بھرا جانے والی آواز کو جلدی سے نارمل کر لیا...

"ویسے مجھے زیادہ شوق بس بھابھی ہی لانے کا ہے... بس... اور اپنے بھائیوں کے گھر بسانے کا... اس کے بعد جہاں رہیں، خوش رہیں..."

"جو جی چاہتا ہے کرو..." جہاں آرا خفا خفا سی اُٹھ کھڑی ہوئیں...

"لو جی... یہ ہماری شادی کی رونق لگ رہی ہے..." زبیر رقّت بھرے لہجے میں بولا...

"ایک بیمار... ایک ناراض... اور گارڈن ڈیئر! تم بھی اپنے آپ کو کچھ کر لو..."

"ارے واہ..." گلشن نے چہرے کو ایک دم ہی بہار بہار کر لیا...

"نہ مجھے کچھ کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی امّی ناراض ہیں۔ عمو البتہ بیمار ضرور ہے، پر یہ اللہ کا بندہ تو بیمار ہو کر بھی، دیکھ لیجئے کتنی رونقیں لگاتا ہے... لیٹے لیٹے ہی... آج ہماری محفل اس کے کمرے میں ہی جمے گی... کیوں عمو... !"

"بالکل... میں گانے بھی گاؤں گا۔ اور لطیفے بھی سناؤں گا... ویسے مجھے ادھر ہال میں جانے پر بھی کوئی اعتراض نہیں..."

"نہیں نہیں... کل کے لئے آج تمہیں مکمل آرام دینا ہے... ارے پگلے! پرسوں مہندی ہے... ترسوں برات ہے... تمہیں مکمل آرام کر کے

پھر مکمل طور پر صحت یاب ہونا ہے... آنے والے دنوں کے لئے..."

گلشن نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بڑے پیار سے کہا... "بتاؤ اس وقت کھاؤ گے کیا...؟"

جواد بہت سارا پھل لایا تھا جو اس کے سرہانے میز پر پڑا تھا... اس میں سے کچھ..."

"نہیں... جی نہیں چاہ رہا..."

"یہ ہر معاملے میں کنجوس ہے... کمانے میں بھی... خرچ کرنے میں بھی اور کھانے میں بھی... پر ہم تو نہیں ہیں... کماتے بھی خوب ہیں... خرچ بھی خوب کرتے ہیں اور کھاتے بھی خوب ہیں..."

زبیر پھل اٹھا اٹھا کر کھانے لگا... "ہمیں بھی تقویت کی ضرورت ہے۔ شاید عمو کی جگہ آج رات ہمیں ہی ناچنا پڑ جائے... محفل تو گرم کرنی ہی ہے..."

ایک کیلا پکڑ کر چھیلا اور زبردستی ماں کے منہ میں گھسا دیا، ایک سنگترہ گلشن پر دے مارا... "سب کھاؤ... خوب کھاؤ..."

گلشن نے وہ سنگترہ واپس زبیر کو مارا... یوں آن کی آن میں ہلّہ گلہ مچ اُٹھا... شور ہنگامہ بپا ہو گیا... آگے گلشن بھاگی... پیچھے زبیر... عمو ہنس رہا تھا... محظوظ ہو رہا تھا... جہاں آرا بھی کھلکھلا رہی تھیں...

اگلی رات رسمِ حنا تھی... بڑی دھوم دھام سے ہوئی... عمیر کا بخار البتہ اتر نہیں رہا تھا... ڈاکٹر صاحب نے کچھ اور بھی سختی کر دی تھی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھانا پینا بھی پرہیزی... اُٹھنے بیٹھنے میں بھی احتیاط... بخار کے ساتھ عمیر کو اب کھانسی بھی آنا شروع ہو گئی تھی... اس لئے اب اسے بستر سے قدم بھی اتارنا منع تھا...

جواد روزانہ اسے ملنے آتا تھا... بیلی کو ڈھونڈنے کے لئے جو بھی جتن کر رہا تھا، ہر نئی تازہ رپورٹ اسے دے جاتا... ابھی تک تو مایوسی ہی مایوسی تھی...

یہ خیال ہی نہیں آیا کہ عمیر بیمار تھا اس لئے اس کو صحیح بات نہ بتائیے... مایوسی کو چھپا کر کوئی جھوٹ موٹ کی آس ہی بندھا دے...

"آئی تھی... ملی تھی... پتہ پوچھ لیا ہے، تندرست ہو جاؤ تو چلیں گے اس کے گھر..."

کچھ بتا دیتا... اپنے پاس سے ہی کچھ کہہ دیتا... مگر... جھوٹ تو کبھی ایک دوست نے دوسرے کے ساتھ بولا ہی نہ تھا... نہ کبھی کوئی فریب کیا تھا... بڑی پاک، مخلص، سچی اور کھری دوستی تھی...

اور... سچائی عمیر کی صحت کو اتنا نقصان پہنچائے گی، یہ اس سادہ اور خلوص و محبتوں بھرے انسان کے من میں آیا ہی نہیں...

البتہ... ہر بار اسے تسلی ضرور دے جاتا تھا... کہ... بیلی کو ڈھونڈ کر رہے گا... یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا مشن بن چکا تھا...

شادی کا دن آ گیا... شادیانے بج رہے تھے... شہنائیاں گونج رہی تھیں... زبیر اتنا خوب صورت دُولھا بنا تھا کہ جہاں آرا اور گلشن اس پر سے

نظریں اتارتی پھر رہی تھیں...

عمیر نے سہرا پڑھا... بہت خوب صورت سہرا لکھا تھا... بہت ڈھب کہ... بڑی چاہ سے... اتنی ہی خوب صورت آواز میں گایا بھی... پورے جذبوں کے ساتھ... بیچ بیچ میں کھانسی بھی آتی تھی... پر پھر بھی خوب رنگ جما...

سہرا بندی ہوئی، برات چڑھی... ایسی رونقوں، خوشیوں والی شادی خاندان بھر میں پہلے کبھی کسی کی نہ ہوئی تھی... زبیر امریکہ میں پڑھا ہوا، امریکہ کی کمائی والا، قدریں ہی قدریں تھیں، عزتیں ہی عزتیں تھیں۔ گھر والے بھی کر رہے تھے، برادری، خاندان اور محلے والے بھی کر رہے تھے... سب نے توفیق اور استطاعت سے زیادہ مان دیا، خلوص دیا اور محبت لٹائی...

یوں بڑے جوش، ولولوں اور ارمانوں کے ساتھ زبیر کی دُلہن نے گھر میں قدم رکھا... بڑی مبارک گھڑی تھی... صدقے کا بکرا دیا گیا... خدا واسطے کی رقوم بانٹی گئیں، دہلیزوں میں تیل ڈالا گیا... دولھا دلہن پر سے پھولوں اور کلیوں کی بارش کی گئی... غرض ہر شگن پوری اُمنگوں اور آرزوؤں کے ساتھ کیا گیا...

عمیر بیمار تھا۔ بھائی کی برات کے ساتھ نہیں جا سکا تھا... اک اک لمحے کا بڑی بے تابی کے ساتھ گن گن کر انتظار کر رہا تھا... جب پٹاخے چلے، آتش بازی چھوٹی اسے معلوم ہو گیا... کہ... اس کا بھائی دلہن لے کر آ گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوشی کے مارے اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں تھیں.. اس کے وجود کے اندر بے قراریاں سی مچلنے لگی تھیں... وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد اس کے دیدار کرے... شوق اور تجسّس دیوانہ سا کئے دے رہا تھا...

کاش! آج کے دن وہ بیمار نہ ہوتا... خود اپنی بھابھی کی ڈولی لے کر آتا... ناچ گا کر اس کا استقبال کرتا...

"عمو! بھابھی آگئی..." گلشن خوشیوں اور رنگوں میں نہائے ہوئے چہرے کے ساتھ عمیر کے کمرے میں داخل ہوئی...

"سب سے پہلے وہ اپنے دیور راجہ سے ملے گی..."

عمیر کے سارے وجود کا خون سمٹ کر اس کے چہرے میں آگیا۔ جب اس نے گلشن کے پیچھے زبیر اور اس کی دلہن کو اندر آتے دیکھا...

"آیئے آیئے..." بخار بہت تیز تھا... پر جذبوں کی گرمی اس سے بھی زیادہ تھی...

"خوش آمدید... مبارک ہو... صد مبارک... ہزار مبارک..."

عمیر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ہاروں سے لدا ہوا زبیر جلدی سے آگے بڑھا اور عمیر کو کندھوں سے تھام لیا... "تم لیٹے رہو، لیٹ جاؤ..."

"نہیں... مجھے اپنی بھابھی کا استقبال کر لینے دیں... پلیز! صرف ایک منٹ۔"

ملتجی نظروں سے گلشن اور زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا... اور... گلشن نے اسے اس کی پیاری سی قابل صد احترام بھابھی دکھانے کے لئے دلہن کا گھونگھٹ اُلٹ دیا...

"عمو! بھابھی سے ملو... اور بھابھی! یہ تمہارا اکلوتا دیور... بیشک آجکل بیمار ہے لیکن... بہت پیارا انسان ہے..."

عمیر نے سر اٹھایا... دلہن نے جھجکی جھجکی نظریں اٹھائیں...

"ارے! بیلی... تم...؟" عمیر کے ہونٹ کپکپائے... بے صدا آواز نکلی اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا... وہ لڑکھڑایا... چکرایا... تیورایا....

"تم ابھی بڑے کمزور ہو... میں نہ کہتا تھا لیٹے رہو..." زبیر نے جلدی سے اسے بازوؤں میں سنبھال لیا...

بظاہر عمیر کے وجود کو زبیر نے سنبھال لیا تھا اور وہ گرنے سے بچ گیا تھا۔ لیکن اندر جو زلزلے آگئے تھے، جو طوفان مچ اٹھے تھے، جو قیامتیں برپا ہوگئی تھیں، وہ سنبھل کر بھی نہ سنبھلی تھیں...

عمیر نے دوبارہ نظریں اٹھائیں... وہ ہمیشہ کی طرح تھی.. مقدس اور محترم سی... معصوم سی صورت لئے سر جھکائے کھڑی تھی...

یوں تو عروسی جوڑا پہنے تھی... چمکتا، جگمگاتا، قیمتی، خوبصورت... لیکن چہرے پر دلہنوں جیسا ڈھیروں ڈھیر میک اپ تھا اور نہ ہار سنگھار۔.

معلوم نہیں یہ سادگی اس کی اپنی خواہش تھی یا رخصتی کے وقت اپنوں سے جدا ہونے کی وجہ سے رو دھو کر سب مٹا چکی تھی... بہرکیف جو کچھ ہوا تھا نتیجہ البتہ یہی نکلا تھا کہ وہ ہمیشہ جیسی ہی لگ رہی تھی.. نکھری نکھری اور اُجلی اُجلی سی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیوں بھابھی! عمیر کیسا لگا...؟"

گلشن کے پوچھنے پر اس نے ایک دم لمبی لمبی پلکوں والی آنکھیں جھپک کر نگاہیں اٹھائیں... عمیر اس کے چہرے پر نظریں گاڑے کھڑا اپنے اندر کے طوفانوں سے نمٹنے کی کوشش کر رہا تھا...

پہلی بار دونوں کی نظر، ایک دوسرے سے ملی تھی، گھبرا کر، سٹپٹا کر دونوں نے ہی نظریں جھکا لیں... اس پر کیا گزری تھی وہ اسے پہچان پائی تھی یا نہیں۔ عمیر کو یہ تو معلوم نہیں ہو سکا... پر اس کے اپنے اندر جو یوم حشر بپا ہو گیا تھا، اس کا حساب چکانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ ساری زندگی بھی لگا رہتا تو نہ چکا سکتا...

"یہ کیا... کیسے دونوں ایک دوسرے سے دلہنوں کی طرح شرما رہے ہیں۔" گلشن نے ٹھٹھا لگایا...

"ارے، اللہ کے بندے... تم اس کو سلامی دو اور تم بھابھی! اسے سلام کرو..."

جونہی گلشن نے بات پوری کی، اس نے گھبرا کر ہاتھ اٹھایا اور پیشانی پر جا دھرا...

"ارے ابھی نہیں... پہلے عمو تمہیں سلامی دے گا... بعد میں تم سلام کرو گی... یہ بڑا بے ایمان ہے... ایسا نہ ہو سلام وصول کر کے پھر سلامی دینے سے انکار کر دے..."

گلشن نے خود ہی اس کا ہاتھ نیچے کر دیا اور پھر عمیر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"نکالو بھابھی کی سلامی..."

"سلامی... سلامی...؟" عمیر ہکلایا... بھائی کی طرف دیکھا... وہ خوشیوں سے معمور ہنستا ہوا چہرہ لئے خاموش کھڑا انتہائی دلچسپی سے سارا تماشہ دیکھ رہا تھا...

"چل یار! دے دے کچھ بھی... کچھ بھی..."

پر... عمیر نے یہ تو سوچا ہی نہ تھا... گلشن دھوکا کر گئی... پہلے اسے نا دیتی... وہ کوئی انتظام کر چھوڑتا...

"اب یہاں سے خالی ہاتھ تو بھابھی جائے گی نہیں۔ بدشگونی ہو گی..."

بیلی کے لئے بدشگونی...؟ اور وہ بھی عمیر کرے گا...؟ نہیں۔ نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے...؟

اس نے گھبرا کر جیب میں ہاتھ ڈالا... کچھ بھی نہیں تھا... پر... خالی بھی نہیں تھی... وہی سکہ اس کے ہاتھ میں آ گیا...

اب اسے پاس رکھنے کا فائدہ...؟ ساری زندگی کا ثمرہ ایک ہی بار نکل تو آیا تھا...

عمیر نے بڑی مشکل سے اپنی ہمتوں کو مضبوط کر کے، حوصلوں اور حواس کو یکجا کر کے، اک قدم بڑھایا اور بیلی کے پھیلے ہاتھ کی حنائی ہتھیلی پہ دھر دیا...

"شکریہ..." بڑی مدھم سی، مترنم سی آواز عمیر کے کانوں سے ٹکرائی۔

"یہ کیا...؟" گلشن کو یہ سلامی پسند نہیں آئی... بے نیت سا سکہ...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس پر عربی کے چند حروف کندہ تھے... کوئی قیمتی سی چیز دیتا... احمق! بیوقوف!"
دلہن کی ہتھیلی پر سے سکّہ اُچکنے کے لئے گلشن نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا
کہ اس نے جلدی سے مٹھی بند کر کے ہاتھ پرے ہٹا لیا...

"ارے! یہ کیوں لے لیا...؟ کوئی قیمتی چیز لینا تھی... ایک اکلوتی بھابھی۔
ایک اکلوتا دیور..."

"جان و دل حاضر کر دیں... لیکن وہ تو ہم کب کے کر چکے... اب تو
کوئی قیمتی چیز ہمارے پاس نہیں ہے..." عمیر دل ہی دل میں بڑبڑایا...
ایک بار پھر اس پر نظر ڈالی...

پر... اس کے بعد نہ دیکھنے کا حوصلہ رہا اور نہ سنبھلنے کا... ہزار
مشکلوں سے مجتمع کی ہوئی قوتیں ڈھے گئیں... وہ ڈگمگایا... لیکن اس سے
پہلے کہ کسی کا سہارا ملے خود ہی جلدی سے بیڈ پر بیٹھ گیا...

"دلھن کو یہیں کھڑا کئے رکھنا ہے کیا...؟"

جہاں آرا انتظار کر کر کے، بلند آوازیں بولتے ہوئے اندر آ گئیں..

"ارے، کچھ خدا کا خوف کرو... بچّی دن بھر کی تھکی ہوئی ہے۔ اسے
ادھر اس کے کمرے میں لے چلو..."

"چلیں بھابھی! اس عمو کے بچّے کے ساتھ تفصیلی ملاقات پھر کریں گے۔
سلامی کا حساب چُکا کر رہوں گی بچّو...!"

عمیر کو دھمکیاں دیتے ہوئے گلشن نے دلہن کو چلنے کے لئے کہا... اس
نے قدم اُٹھایا... پر... جانے وہ کیوں ڈگمگا گئی تھی... شاید تھکاوٹ کی
وجہ سے...

"ہائے ہائے! میں بھی کتنی پاگل ہوں..." گلشن نے جلدی سے اسے
سہارا دیا...

"اتنی دیر کھڑا کئے رکھا۔ اور یہ سوچا ہی نہیں کہ..."

"پاگل تو تم ہمیشہ سے ہی ہو... ہٹو، میں خود اسے سہارا دے لوں گا.."
زبیر نے اس کی جھکی جھکی، لرزتی لرزتی پلکوں والے باحیا چہرے کی
طرف جھک کر دیکھا...

"اب ہم ہی تو اس کے سہارے ہیں..."

اور اسے سہارا دیتے ہوئے زبیر اسے لے چلا...

سب کی آوازیں بھی کانوں میں اُتر رہی تھیں... پر... جیسے سنائی بھی
کچھ نہیں دے رہا تھا... آنکھوں میں اترے ہوئے اندھیرے پھیلتے چلے جا
رہے تھے، بڑھتے چلے جا رہے تھے...

اس کے سامنے زبیر، جو اس کا سگا بھائی تھا، اس کی بیلی کو بازو میں
بھرے لئے جا رہا تھا...

یوں... اس طرح... اس انداز میں تو اس نے اسے دیکھا تھا... اپنے
بازوؤں میں... اپنے پہلو کے ساتھ... اپنے سینے کے ساتھ...
بہت سارے سپنے دیکھے تھے... بے شمار خواب بُنے تھے...
اسی طرح اسے ساتھ لئے وہ دنیا کے ہر کونے میں پہنچا تھا... ہر تفریح گاہ،
ہر پارک، ہر ساحل پہ ان کے قدموں کے نشان تھے... ساتھ ساتھ... اوپر تلے...

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو بڑے بڑے... دو چھوٹے چھوٹے... ہر پگڈنڈی پر... ہر رہگزر پر...

پھر... دُور... اک پہاڑی کے اوپر، سبزہ زاروں میں ان کا ایک گھر تھا۔ دونوں کا مشترکہ... بڑا خوب صورت... بڑا پیارا سا... پھولوں سے... روشنیوں سے... مہکتا، جگمگاتا...

پر... بکھر گئے سارے خواب... وہ گھر ڈھے گیا... وہ نشان مٹ گئے۔ دھول ہی دھول اُڑ رہی تھی... غبار ہی غبار پھیلا تھا ہر طرف... کچھ سوجھائی نہیں دے رہا تھا...

عمیر اوندھا لیٹا تھا... بازو میں چہرہ گھسائے ہوئے... ہوش و حواس میں نہ تھا... پھر بھی... وہ قیامتیں، وہ طوفان، جو اس کے جی پر گزر گئے تھے، جو توڑ پھوڑ مچا گئے تھے، اس کا احساس شدت سے تھا... اور جتنا شدید احساس تھا، اتنا ہی شدید دُکھ تھا اور اذیت تھی...

اس میں ہلنے تک کی سکت نہ تھی... پوری زندگی کے لئے جیسے مفلوج ہو گیا تھا... اب کبھی بھی نہ اٹھ سکے گا...

"اے خدایا! یہ کیا ہو گیا...؟ اپنے اتنے کمزور سے بندے پر تُو نے اتنے بڑے بڑے دُکھ کے پتھروں کی بارش کر دی...؟ اس کا کیا بچے گا...؟ کیسے زندہ رہے گا...؟"

"عمو! سو گئے کیا...؟ ارے کھانا تو کھا لو..."

اس وقت تو کھانا بھی زہر ہی کا کام کرے گا... سیدھی طرح وہی دیدیا ہوتا میری بہن! پر نہیں... تم تو مجھے امرت دیتی رہی ہو... آبِ حیات پینے

کی کوشش کرتی رہی ہو..."

عمیر کو وہ دن یاد آ رہا تھا، جب گلشن نے اسے دکھلانے کے لئے اس لڑکی کو اپنے گھر بلایا تھا...

"ہائے یہ میں نے کیا کیا... زہر میں نے خود ہی اپنے لئے منتخب کیا... میں، قسمت کا ہارا... مانا ہی نہیں تمہارا کہنا... اور بیلی کے لئے وفا کے راستوں پر گامزن رہا... تم مجھے منزل کی راہ بتاتی رہیں اور میں بیوقوف اسی منزل کے لئے اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا... ایسا بے نصیب کوئی اور بھی ہو گا...؟"

"عمو! سنو تو..."

عمیر نے بازو میں سے چہرہ نکالا۔

"ارے! یہ تمہاری صورت کو کیا ہوا... ابھی کچھ دیر پہلے تو اچھے بھلے تھے۔ چلو آؤ ادھر... میں تمہیں سہارا دے کر لئے چلتی ہوں۔ دیکھو تو کیسی رونق لگی ہوئی ہے..."

"وہ رونقیں دیکھوں یا اندر اترنے والے زندگی بھر کے دُکھوں اور غموں کا ماتم کروں... کیا کروں...؟ کیا کروں...؟"

گلشن سب کچھ بتاتی چلی گئی... اس کے اندر کے ویرانے، جن کا عکس چہرے پر پڑ رہا تھا۔ اسے دیکھے یا اس پر توجہ دیئے بنا وہ بولے گئی...

"بھابھی کو درمیان میں بٹھا کر لڑکیوں نے لُڈی ڈالی... رقص کیا... گانے گائے... بھائی جان نے وفورِ مسرت سے بے قابو ہوتے ہوئے انگلش ڈانس کیا... توبہ! کوئی مزہ آیا... کوئی قہقہے پڑے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمبر نے پھر بازو میں چہرہ گھسا لیا تھا...

"بھائی جان جوشِ جذبات میں بھابھی کو کھینچیں کہ وہ ان کا ساتھ دے۔ مگر عمو! بھابھی مشرقی لڑکی ہے کوئی امریکن تو نہیں کہ دلہن بنی ہوئی ہی اُٹھ کر ناچنے لگ جاتی... آخر شرم و حیا بھی کوئی چیز ہوتی ہے... پر بھائی جان نے تو جیسے کوئی نشے کئے ہوئے تھے... خوشی کے نشے..."

غم کا بھی شاید کوئی نشہ ہوتا ہے... وہ بے چارا اسی میں دُھت پڑا تھا... پہلی بار ملا تھا نا... ڈھیروں ڈھیر چڑھ گیا... سُدھ بُدھ ہی کھو بیٹھا۔

"بھابھی بڑی شرمیلی ہے... آج تو پہلے سے بھی کہیں زیادہ پیاری لگ رہی ہے..."

"گلشن چُپ کر جاؤ... خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ..." اس نے کہنا چاہا۔ پوری ہستی اک چیخ بنی ہوئی تھی... اس دُکھ کا اعلان کر رہی تھی جو ابھی ابھی اسے ملا تھا... ساری زندگی کے لئے ایک بار ہی مل گیا تھا... اتنا بڑا غم کا پہاڑ اس پر ایک دم ہی آن گرا تھا کہ اب موت کے لمحے تک وہ اس کے نیچے سے نہیں نکل سکتا تھا... پس گیا تھا... ریزہ ریزہ ہو گیا تھا...

"تم تو عمو! بستر ہی نہیں چھوڑ رہے... تمہیں بھابھی کی گود میں بٹھانا تھا..."

"ہیں...؟" اس نے چونک کر گڑبڑا کر گلشن کی طرف دیکھا...

گلشن نے اک زور کا قہقہہ لگایا... "تمہیں نہیں معلوم۔ ہمارے ہاں اک رسم ہوتی ہے... دیور کو بھابھی کی گود میں بٹھایا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ

ماں کے بعد بھابھی سرپرست و نگران ہوتی ہے..."

"شکر ہے۔ میں بیمار پڑا ہوں..." اس نے پھر بازو میں چہرہ گھسا لیا...

یہ سارے رسم و رواج، یہ خوشیاں، یہ ناطے، یہ بندھن... وہ کس تعلق سے ان میں شمولیت اختیار کرتا... کون سا ناطہ تھا ان کا... کونسا بندھن تھا...؟

"میں کسی کا کچھ نہیں ہوں... میرا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہے..."

"ویسے گود میں دیور بیٹھا بھی نہیں پھر بھی بھابھی نے نیگ دے دیا ہے... پتہ ہے کتنا دیا ہے...؟ چلو یہ سرپرائز رہنے دیتی ہوں... اسی کے پاس ہیں... وہ خود تمہیں دیں گی..."

گلشن بڑی اُمنگ ترنگ میں تھی... عمو کے بیڈ کے سامنے والی کرسی پر بڑی ریلیکس ہو کر بیٹھی تھی... کرسی کی بیک پر سر ٹکا تھا... آنکھیں میچی ہوئی تھیں... ساتھ ساتھ عمبر کو سارے واقعات سنا رہی تھی اور ساتھ دن بھر کی تھکن اتار رہی تھی۔ جیسے...

"ویسے میں نے کہا تھا... اصلی دیور راجہ بیمار ہے... یوں بھی اتنا لمبا تڑنگا، اتنا بڑا ہے ماشاءاللہ گود میں کیسے بیٹھے گا... تم مجھے بٹھا لو... نازک سی، چھوٹی سی لڑکی ہوں، بوجھ نہیں پڑے گا... پر اس نے تمہارا انعام تمہارے ہی لئے رکھا..."

پوری سپیڈ سے بولے جا رہی تھی... عمو سن رہا تھا یا نہیں... یہ اس نے دھیان ہی نہیں دیا... وہ تو اپنے خیال میں وہ سب کچھ اس کے گوش گزار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنا چاہ رہی تھی... بیماری کی وجہ سے جو رونقیں وہ اپنی آنکھ سے دیکھ نہیں سکا تھا، سُن تو لے... اسی طرح کچھ انجوائے کر لے...

"ہم یہ سب تو کر رہے ہیں... پر عمو! لگتا ہے... یہ جو بھائی جان ہیں نا، یہ بڑے پوزیسو ہیں... بھابی کو، کسی سے بات کرنے تک کا وقت نہیں دیا کہیں گے... رسومات ہوتی رہیں... اک منٹ کو پاس سے نہیں ٹلے... بس چپڑے بیٹھے رہے..."

پھر اس نے اپنے آپ ہی اک قہقہہ لگایا... "ویسے میں بھی بڑی بیوقوف ہوں... کیسے نہ بھائی جان پوزیسو ہوں... ان کی جگہ کوئی بھی مرد ہوتا... ایسی سحر انگیز کشش والی دلہن پا کر، ایسے ہی کرنا تھا اس نے ہیں نا...؟ ارے! تم کچھ بول نہیں رہے..."

گلشن اُٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھی... "چُپ پڑے کیسے مزے مزے سے سُنے جا رہے ہو... پھر پتہ ہے کیا ہوا... بھائی جان نے شور مچا دیا۔ مجھے نیند آ رہی ہے... میں تھک گیا ہوں... مطلب جانتے ہو نا، کیا تھا۔ کہ باقی سب دفان ہو جائیں..."

وہ زور سے ہنسی... "بڑا موڈ تھا آج۔ میرا اور میری سہیلیوں کا انہیں تنگ کرنے کا۔ پر ترس آ گیا ان پہ..."

پھر وہ ہولے سے رازداری کے انداز میں عمو کے کان کے قریب منہ لے جاتے ہوئے بولی...

"ترس سے زیادہ ڈر گئی تھی... بھائی جان کو غصہ آنے لگا تھا...

امی جی نے بھی تیوریاں ڈال کر اور گھور گھور کر دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ سب کی سب ہی ڈر گئیں... ایک تو امی کی ممتا بھی فوراً بھڑک اٹھتی ہے... تم ساتھ ہوتے نا۔ تو نہ بھائی جان کے غصّے کی پرواہ کرتے اور نہ امی کی تیوریوں گھرکیوں کی... تمہیں پتہ ہے نا۔ تم میری طاقت ہو... بڑا مِس کیا آج تمہیں..."

شاید اکیلی بول بول کر تھک گئی تھی۔ یا پھر... کچھ یاد آ گیا تھا...

"ارے، عمو! میں تو تمہارے لئے کھانا لائی ہوئی ہوں... وہ تو ٹھنڈا ہو گیا ہو گا...؟"

وہ چونکی۔ سٹپٹائی... میز پہ کھانے کا ٹرے رکھا ہوا تھا... برتنوں کو ہاتھ لگایا... سب کچھ ٹھنڈا ہو چکا تھا...

"ستیاناس ہو میری... سب کچھ ٹھنڈا ہو گیا... اور میرا بیمار عمو...! ٹھنڈا کھا کر اور بیمار ہو گا، خدانخواستہ... گرم کر کے لاتی ہوں..."

وہ اُٹھی... ٹرے اُٹھایا... اک نظر ادھ پڑے عمو پہ ڈالی... اس کی نظر اک انسان کی نظر تھی... ایکسرے مشین نہیں تھی... نہ سکریننگ مشین۔ کہ اس کے اندر کے حالات کا پتہ چل جاتا... وہ کس آگ میں جل رہا تھا... گلشن اسے خوشی و راحت پہنچانے کے لئے سب کچھ بتا رہی تھی...

مگر۔ اس کے اندر دکھوں کے الاؤ دھک رہے تھے۔ ان کی خوشی اس کا غم بن گئی تھی۔ کچھ نہ کہہ سکا، کچھ نہ بول سکا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلشن اسے دیکھتے ہوئے ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر چلی۔ لیکن دروازے تک جاتے جاتے پھر پلٹ آئی...

"عمو! آج جواد دکھائی نہیں دیا... تمہارے بھائی کی شادی ہو اور وہ موجود نہ ہو... بڑی حیرت ہوئی ہے۔ کیا کوئی ناراضگی وغیرہ ہوگئی ہے تم دونوں میں...؟"

وہ ابھی بات ہی کر رہی تھی... قدموں کی چاپ کے ساتھ جواد کی آواز کمرے میں گونج اٹھی...

"جواد علی بھلا عمیر سے ناراض ہوسکتا ہے کبھی..."

"ارے...!" گلشن نے مڑ کر دیکھا... جواد لمبے لمبے ڈگ بھرتا، تیزی سے چلا آرہا تھا...

"تم اب آئے ہو، اب... یہ وقت ہے آنے کا...؟" گلشن عمیر ہی کی طرح جواد کو بھی ڈانٹ دیا کرتی تھی... اس وقت بھی گرم ہو کر بولنے لگی...

"بھائی جان کی برات کے ساتھ کیوں نہیں گئے...؟ تمہیں نہیں پتہ تھا عمو بیمار ہے اس کی جگہ بھی تمہیں نے..."

"سوری جی سوری... اک بہت ضروری کام پڑ گیا تھا..."

ساتھ ہی وہ بڑے عجیب انداز میں مسکرایا... پھر اک نظر چہرہ چھپائے پڑے عمیر پر ڈالی...

"اسے کیا ہوا...؟"

"چکر سا آگیا تھا... چلو تم اس کے پاس بیٹھو۔ میں کھانا گرم کر کے لاتی ہوں... پھر باتیں کریں گے... وقت بھی تو بہت ہوگیا..."

گلشن تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئی... جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی جواد جلدی سے عمیر پر جھک گیا...

"سنو... اک خوشخبری ہے۔ کل بیلی بھابھی کے ایڈریس کا پکا پکا پتہ چل جائے گا... تمہارے کہنے کے مطابق میں مکان پر سے ایک منٹ کے لئے نہیں ہٹا... ڈانٹ کھالی گل سے... چلو... یار کا کام تو بن گیا... اور بنا بھی کیسے...؟"

وہ جوش میں، جذبات میں لمبے لمبے سانس لیتا ہوا بتائے چلا گیا...

"بیلی بھابھی تو نہیں آئی۔ البتہ جن لڑکیوں کو پڑھاتی تھی نا۔ ان کا بھائی وہاں سے گزرا... میں نے جلدی سے اسے جا پکڑا۔ کالج کے زمانے کی لانگ جمپ کام آگئی... یوں چھلانگ لگائی... یوں اسے پکڑا..."

ایکشن کے ساتھ انتہائی پُرجوش انداز میں وہ اپنا کارنامہ بیان کر رہا تھا...

"وہ بیلی بھابھی ہی تھی جس کے سامنے زبان گنگ ہو جاتی تھی، بول ہی نہیں سکتا تھا یار! بڑے رعب و جلال والی ہے ہماری بھابھی... ہاں تو ہوا یہ کہ... نہیں... پہلے ٹریٹ دینے کا وعدہ کرو... پر اب تم کیوں بولو گے...؟"

عمیر کے بولنے کا انتظار کیے بنا وہ خود ہی کہتا چلا گیا... دل تی لو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ہی نہیں آ رہا تھا... وہ خوشخبری سنانے کو بُری طرح بے تاب تھا..
"سمجھ گئے ہو نا کہ کل اس کا ایڈریس تو مل ہی جانا ہے... ہاں بھئی ہاں۔ نیلی بھابھی کا۔ لڑکیوں کے بھائی نے وعدہ کر لیا ہے... گھر والوں سے پوچھ کر بتائے گا... نہیں بتاؤں میں نے کس طریقے سے ایڈریس پوچھا تھا...؟ ارے عقلمند ہے تمہارا یار جواد علی... بہت عقلمند... بیٹھ ٹھونک کو... میں نے کہا تھا میں بھی اپنی بیٹی کے لئے ٹیوشن رکھنا چاہتا ہوں... سنا... میں...؟ اپنی بیٹی کو..."
جواد زور زور سے قہقہے لگانے لگا...
"بیوی ہے نہیں اور بیٹی کی ٹیوشن..." وہ قہقہوں پر قہقہے لگائے چلا گیا...
"اور سب سے زیادہ مزے کی بات یہ کہ، اس نے یقین کر لیا تھا۔ میں شکل سے بیٹی کا باپ لگتا ہوں کیا؟ بتا!... ارے! تم لوٹ رہے ہو؟ کیا ہوا...؟"
جواد نے عمیر کا کندھا پکڑ کر ہلایا... "ارے! تمہیں تو بڑا تیز بخار ہے... مگر... صبح تو اتر گیا تھا... اب پھر چڑھ گیا... کیوں...؟"
وہ بے چین سا ہو گیا... چہرے پر پھیلیں مسکراہٹیں یکایک معدوم ہو گئیں۔
"یار! جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤ پلیز! اب کل اُدھر جانا ہے... بھابھی کی طرف... جونہی لڑکیوں کے بھائی نے ایڈریس لا کر دیا، اسی وقت روانہ ہو جائیں گے... کل سہ پہر کو... اچھے اچھے کپڑے پہن کر آ جانا..."

"اب وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں..."
عمیر نے اسی طرح پڑے پڑے، ٹوٹے پھوٹے لہجے اور ٹوٹے پھوٹے انداز میں ہولے سے کہا...
"کیوں ضرورت نہیں... یہ وقت ہے مذاق کرنے کا۔ اور وہ بھی بخار میں؟"
جواد نے پھر اک ٹھٹھہ لگایا... "یا پھر ہذیان بک رہے ہو... پر یہ خوشخبری چند منٹوں میں سارے بخار شخار اتار ڈالے گی... مجھے یقین ہے۔ بڑا مزہ آئے گا۔ ہم دونوں..."
"بس کرو... خدا کے لئے چپ کر جاؤ..."
عمیر اک دم بڑے زور سے چیخ پڑا تو جواد اک جھٹکے کے ساتھ پرے ہٹ گیا... عمیر سیدھا ہوا... پھر اُٹھ کر بیٹھ گیا...
آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں... ایسے، جیسے... انگارے دہک رہے ہوں... باقی چہرے پر موت کی سی زردی تھی... ہونٹوں پر پپڑیاں جمی تھیں...
"ارے! تمہاری طبیعت تو شاید بہت خراب ہو رہی ہے... تم لیٹو، میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتا ہوں..."
بڑے پیار دلار سے، بڑی نرمی حلیمی سے جواد نے عمیر کو واپس لٹانے کی کوشش کی...
"مجھے لگتا ہے تم نے وہ خوشخبری نہیں سُنی، جو ابھی ابھی میں نے تمہیں سنائی ہے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سن لی ہے..." عمیر نے دوبارہ لیٹ کر آنکھیں میچ لیں... اتنی ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی کہ بیٹھنے تک کے قابل نہیں رہ گیا تھا...

"اب ضرورت نہیں جواد...!"

"کیوں...؟ سارے پیسے بڑے بھائی کی شادی پر لگ گئے ہیں اور تم حسبِ معمول قربانی دینے پر تُل گئے ہوگے... کہ چلو میں شادی نہیں کرتا... اوئے میرے یار...!"

گلشن کی طرح جواد بھی جب بولنے پہ آتا تو بولے ہی چلا جاتا تھا۔ یہ اس کی عادت تھی... دوسرے کو موقع ہی نہیں دیا کرتا تھا...

"تمہاری شادی تو میں کروں گا... میں... بذاتِ خود... بقلمِ خود... بقائمِ ہوش و حواس... اعتراف کرتا ہوں... سارا خرچ کروں گا۔ اس کا تم فکر بالکل نہ کرو..."

"اب سارے فکر افکار ختم ہوگئے ہیں... جواد! تم بھی ختم کردو..."

"میں تو نہیں کرسکتا... تمہاری خواہش نہ پوری ہوئی تو مزہ کیا آیا..."

"تم نے اسے بھابی بنانا تھا نا... تو خوش ہوجاؤ وہ اس گھر میں، اسی انداز میں آچکی ہے... کاظمی صاحب کی بہو بن کر..."

"کیا...؟" جواد حیرت کے مارے چلایا... "یہ کیا کہہ رہے ہو... میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا..."

"بھائی جان کی شادی اسی سے ہوئی ہے..."

اک سسکی کے ساتھ عمیر کی زبان سے آخری الفاظ نکلے...

"نہیں... تم مذاق کر رہے ہو..."

جواد نے بے یقینی سے اسے گھورا...

"ایسا مذاق میں کرسکتا ہوں...؟"

"اوہ..." جواد نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا...

اب وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہ تھا... عمیر نے پھر کہنی چہرے پہ رکھ لی تھی... اور... کمرے میں مکمل سناٹا تھا... قبرستان تھا وہ جیسے...

بڑی عجیب سی صبح تھی... ہمیشہ جو اُجالے کرنیں، رنگ اور نور لے کر آیا کرتی تھی، آج بڑی دھندلی دھندلی اور گدلی گدلی سی ہو رہی تھی...

آسمان کا کوئی کنارا دکھائی نہیں دے رہا تھا...

اس کے نصیب کی طرح گہرا آلود تھا سب کچھ... اس کی بدبختیوں کی طرح تاریک اور بدنما... کوئی خوب صورتی نظر نہ آرہی تھی اِردگرد... نہ وہ آسمان کے سنہری گوشے، نہ امید کی کوئی چمکتی ہوئی کرن...

ساری رات عمیر کو نیند نہ آسکی تھی... جاگتا ہی رہا تھا... دماغ البتہ سُن تھا... نہ کوئی سوچ تھی، نہ کوئی خواب... نہ کوئی خیال... جیسے کسی نے چاروں اطراف سے قفل لگا کر دماغ کو مقفل کر ڈالا تھا...

نہ ماضی کی کوئی سوچ تھی... نہ حال کی اور نہ مستقبل کی... مقدر نے ایسا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچھاڑ کر رکھ دیا کہ اب کچھ کرنے کو باقی نہیں رہ گیا تھا

اس کا کمرہ کاریڈور کے آخری سرے پر تھا... سب سے الگ تھلگ۔ کچھ فاصلے پر... لیکن پھر بھی مچے شور کی آوازیں اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ لگتا تھا جیسے ابھی بھی گھر میں بہت سارے مہمان موجود تھے...

اس کے اندر کے سناٹے بدستور تھے... ایک دن کی بات تو نہ تھی۔ یہ تو اب زندگی بھر کا معاملہ تھا۔ اور باہر کا شور ان سناٹوں کو کچھ اس طرح ڈسٹرب کر رہا تھا کہ اسے کسی کل چین نہیں آ رہا تھا...

وہ آئی تھی... وہ اس کے سامنے کھڑی رہی تھی... عمیر نے اسے سلامی دی تھی... اس نے قبول کر لی تھی... پھر وہ چلی گئی... اور پھر... اس کے بعد عمیر کو کچھ بھی یاد نہ رہا... کچھ بھی پتہ نہ چلا... وہ کون تھا...؟ وہ کہاں تھا...؟

اس دنیا میں کیوں آیا تھا... اور کہاں جا رہا تھا...؟

ہوش اور بے ہوشی کی ملی جلی کیفیت میں گھنٹوں پڑا رہا تھا... اپنے ماؤف ذہن اور معطل حواس کو لئے... پڑا ہی رہا تھا...

اس کے جانے کے بعد شاید گلشن اندر آئی تھی... اس کے لئے کھانا لے کر... مگر اسے سوتا ہوا سمجھ کر لوٹ گئی تھی... اچھا ہوا تھا... ورنہ وہ اس وقت کھانا کھانے کے قابل کب تھا...

ویسی ہی حالت تھی اب بھی... نہ اندر کے طوفان تھمے تھے، نہ سکون آیا تھا... پھر وہ اب، طلوع ہونے والی اس نئی صبح کے ساتھ، بیشک بدبختیاں

ہی لے کر آئی تھی، سمجھوتہ کر کے اسے گلے سے لگا لے تو بہتر ہے... اتنے گھنٹے کسی پتھر کی طرح جامد و ساکت پڑا رہنے کے بعد اب اسے خیال آیا تھا... اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا... بھائی، ماں اور بہن کی خوشیوں، مسرتوں کا ساتھ اسے اپنے غم کو، اپنے دل میں چھپا کر، دبا کر دینا چاہیئے تھا...

اس سوچ کے ساتھ عمیر نے اٹھنے کی کوشش کی... مگر اٹھا نہیں گیا... بیماری کی نقاہت بھی تھی... ساتھ کل کا کچھ کھایا بھی نہیں تھا... سب مصروف تھے۔ گلشن اسے دوا دیتی رہی تھی، وہ شادی کے ہنگاموں میں شاید بھول گئی تھی...

اور خود عمیر کو تو اب اپنی زندگی کی پرواہ ہی نہیں رہی تھی... بے کار تھی اب... بے فائدہ تھا جینا... کس کے لئے جینا... گھر والے سب پہلے اس سے تنگ تھے... اور اب وہ خود ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو گیا...

"عمو! عمو اٹھو!" گلشن تیز تیز قدموں سے اندر داخل ہوئی...

"بھابھی اور بھائی جان آ رہے ہیں... وہ ناشتہ تمہارے ساتھ کریں گے..."

"ارے نہیں نہیں... اس کمرے کا حال دیکھ رہی ہو..."

عمیر نے کہا کمرے کے متعلق تھا لیکن دراصل حال اس کا اپنا بتلا تھا...

وہ بار بار اس کا سامنا کرنے سے گھبرا رہا تھا...

"وہ کیا کہے گی... کیسے لوگ ہیں...؟"

"کیسے لوگ کیا ہوا... اب وہ بھی ہمیں لوگوں میں سے ہے... پرائی نہیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھو ہے اس گھر کی... اور اسے یہ بھی معلوم ہے تم کتنے دنوں سے بیمار ہو۔ میں نے تمہارے متعلق سب کچھ اسے بتا دیا ہے..."

گلشن جلدی جلدی پھیلی بکھری چیزیں سمیٹنے لگی... "اُٹھو نا... ذرا چہرے پر دو چھینٹے ہی مار لو... دیکھو تو کیسا دھواں دھواں سا ہو رہا ہے..."

"دیر گل! ناشتہ یہاں کرنے کا پروگرام ...."

عمیر کا سارا وجود کانپنے لگ پڑا تھا... کل رات ایک نظر اسے دیکھا تھا تو اب تک جیسے سنبھل نہیں سکا تھا... اور اب اتنی دیر... اتنا وقت... اس کا یہاں گزارنا... اس کی طبیعت، اس اتنے بڑے غم کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی...

پہلے ہی ٹوٹا پھوٹا ہوا تھا... ریت کی دیوار کی طرح پورا کا پورا گر چکا تھا... ملبے کے ڈھیر کی طرح پڑا تھا، اور اب مزید... وہ سامنے آئے گی تو... تو... روح تک جسم سے نکلی جا رہی تھی... عجیب بے جانی کی سی کیفیت اس پر طاری ہو رہی تھی...

"ناشتے کے بعد سب آ جانا گل! اتنی دیر میں بھی کچھ..."

"پر عمیر...!" گلشن نے پوری بات سنی ہی نہیں... "یہ بھابھی ہی کی خواہش تھی، جس کی تکمیل ہو رہی ہے..."

اس نے جلدی جلدی کمرہ درست کرتے ہوئے بتایا...

"مجھے تو سچ پوچھو ان کی یہ اپنائیت بڑی اچھی لگی ہے... چلو اٹھو تمہیں باتھ روم تک پہنچاؤں..."

وہ اسی عجلت سے اس کے پاس آ گئی... اس کا بازو پکڑ کر اٹھایا... سہارا دے کر اسے باتھ روم تک پہنچایا...

"اچھی طرح منہ وغیرہ دھونا... دلیر کو اس نے پہلی بار دیکھنا ہے... میرا دل چاہتا ہے تم اسے بہت اچھے لگو... ویسے رات کو بھی اچھے ہی لگے ہو گے... تبھی تو وہ بے قیمت سی سلامی بھی لے لی اور اب ناشتہ یہاں تمہارے ساتھ کرنے کو کہا ہے... کتنی اپنی ہے... مجھے تو بھائی جان سے بھی زیادہ اپنی لگ رہی ہے..."

گلشن پھر اپنی عادت کے مطابق بغیر کوئی وقفہ کیے بولے گئی... "مجھے یقین ہے ہم سے بہت پیار کرے گی... وہ ایسی ہی ہے... نیک پاک سی... اونچے ظرف والی... بڑے دل کی مالک... ارے جلدی کرو... بس وہ لوگ آ ہی رہے ہوں گے... اور ہاں میں اتنی دیر تمہارا بستر وغیرہ درست کر دوں..."

اسے باتھ روم میں پہنچا کر، تولیہ، صابن، ہر چیز دے کر واپس آئی۔ عمیر کا بستر درست کیا... میز پہ کاغذات کا ڈھیر سا لگا تھا... کچھ کتابیں الٹ پلٹ ہو کر پڑی تھیں... کھونٹیوں پر اس کے اُدھڑے، میلے، پھٹے کپڑے لٹکے ہوئے تھے...

"ہائے! ہائے عمو! تم نے کبھی نہیں بتایا کہ تمہارا یہ حال ہے... تم کیسے اس بُری حالت میں مست رہ کر زندگی گزار رہے ہو... تم تو بالکل ہی درویش..."

"ارے! یہ کس کے ساتھ باتیں ہو رہی ہیں...؟"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلشن اپنی بڑبڑاہٹ ادھوری چھوڑتے ہوئے چونک کر مڑی... زبیر اور اس کی دلہن سامنے کھڑے تھے...

"اپنے آپ سے... اس عمر کے بچے کے حالات پر ساتھ رونا آ رہا تھا... ساتھ غصہ..." زبیر کی بات کا جواب دینے کے بعد گلشن نے جلدی جلدی کرسیوں کا رخ درست کیا، کپڑے سے انہیں جھاڑا پونچھا...

"یہاں بیٹھئے بھابھی آپ... اور آپ بھائی جان یہاں... ویسے بھابھی عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے... کیوں بھائی جان! اجازت ہو تو اسے مارے محبت اور اپنائیت کے تم کہہ لیا کروں...؟"

"اوہ... یقیناً۔ یقیناً... میری طرف سے اجازت ہے..." زبیر نے بڑی فراخدلی دکھائی... پھر فخر بہ بیوی کی طرف دیکھا...

"شکریہ... اور اب میں ناشتہ لے آؤں..." گلشن بھاگ کر کمرے سے نکل گئی...

زبیر بیٹھ گیا تھا... دلہن ابھی کھڑی طائرانہ نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی کہ... باتھ روم کا دروازہ کھلا اور عمیر باہر نکل آیا... پہلی نظر سامنے کھڑی بیلی پر پڑی... ایک دم آنکھوں تلے اندھیرے آن ٹکے...

"آہ خدایا..." اُٹھتے ہوئے قدم لڑکھڑا سے گئے تو... اس نے جلدی سے دیوار کا سہارا لے لیا...

"رک جائیے..." دلہن تیزی سے بھاگ کر عمیر کے پاس آ گئی... آواز دے لی ہوتی... ابھی گرنے لگے تھے..."

اس نے جلدی سے عمیر کو سہارا دیا... "یہ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ لیں..." وہ ہچکچایا... "رکھ لیں نا... میں غیر نہیں ہوں... اب یہ گھر اور اس گھر کی ساری ذمہ داریاں میری ہیں..."

بڑے پیارے انداز میں مسکراتے ہوئے اس کا زیادہ بوجھ اپنے پر لئے وہ بیڈ کی طرف بڑھی...

کچھ باقی بچا تھا اگر... شاید دماغ اور ہوش و حواس... ان پر جیسے کسی نے ٹائم بم لگا دیا تھا... اس کی مسکراہٹ کا ٹائم بم... بھک کر کے سب کچھ اُڑ گیا...

رہی سہی کسر، اس کے لمس اور اس کی یگانگت بھری باتوں اور نرم و ملائم آواز نے پوری کر دی... ساری ہستی ہی کے پرخچے اُڑ گئے...

"ارے ارے سنبھلیے عموجی!" اس نے گرتے گرتے عمیر کو سنبھالنے کے لئے اپنا بازو اس کی کمر میں ڈال دیا... اب عمیر کا سارا ہی بوجھ اس کے اوپر تھا...

"میں آپ کے ساتھ ہوں..."

بیڈ تک کا چھ فٹ کا فاصلہ، چھ میل کا ہو کر طے ہوا... اور وہ بھی یوں لگ رہا تھا جیسے اونچی نیچی چٹانوں پر اور گہری گہری کھڈوں سے وہ چھ ہزار میل پیدل چل کر گزرا تھا... بستر پر بیٹھا بھی نہیں... دھپ کر کے گر سا گیا...

جلدی جلدی ٹھیک طرح لٹاتے ہوئے اس نے عمیر کے جوتے اتارے...

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں نہیں... پلیز! نہیں..."

"ارے، نہیں نہیں کیا ہوا... تمہاری بھابھی ہے..." زبیر مسکراہٹوں بھرے چہرے سے بولا... "میری ایسی بھابھی ہوتی، حسین سی۔ نیک سی۔ تو میں تو خوب خدمت کراتا... یار یہ پاگل ہو تم تو..." پھر وہ بیوی کی طرف متوجہ ہوا... "مومنہ...!"

"مومنہ..." عمیر بڑبڑایا...

"میرا نام مومنہ ہے..." وہ عمیر ہی کی طرف متوجہ رہی... اور بچپن میں مجھے سب مومی کہا کرتے تھے..." تفصیل سے اپنا تعارف کرانے لگی...

ساتھ اسے کمبل اوڑھایا... ساتھ سر کے نیچے تکیہ رکھا... اچھی طرح اس نے چہرہ، بازو خشک نہیں کئے تھے... بھاگ کر تولیہ لے آئی... اپنے ہاتھوں سے اس کے بال، چہرہ اور بازو صاف کرنے لگی...

"سردی ہے، احتیاط کریں... کہیں ٹھنڈ نہ لگ جائے...؟"

"پلیز! مجھے گناہگار نہ کریں... ایک دن کی بیاہی ہیں... ابھی تو مجھے آپ کی خدمت کرنا چاہیئے تھی..." جانے کیسے یہ الفاظ بھی زبان سے نکل آئے...

"آپ ٹھیک ہوتے تو ایسی خدمت میں آپ سے کراتی... آج آپ، بیمار ہیں تو یہ میرا فرض ہے... اب تو ہم نے اکٹھے زندگی گزارنی ہے مل جل کر... ایک دوسرے کی خدمتیں کر کے، ایک دوسرے کے کام

کر کے اور... ایک دوسرے سے محبت کر کے..."

"اوہ خدایا... یہ کیسی سزا ہے..." عمیر کا سارا وجود تھر تھر کانپ رہا تھا... ٹھنڈا یخ ہو رہا تھا...

"ارے! آپ کے ہاتھ پاؤں تو بالکل ٹھنڈے ہو رہے ہیں..."

"اے خدمت کی دیوی! خدا کے لئے مجھ پر رحم کر... اور یہاں سے چلی جا..."

"لیجئے حضرات... ناشتہ حاضر ہے..." گلشن ہانک لگاتے ہوئے ٹرالی لئے اندر داخل ہوئی... اپنی اپنی پسند بتائیں... کنیز فوراً حاضر کرے گی... ہر چیز موجود ہے... میٹھی بھی... نمکین بھی... اور کسی کو کڑوی پسند ہو تو... وہ بھی..." سب گلشن کے ساتھ ہنسنے لگے...

"دودھ ہوگا گرم گرم...؟" مومنہ نے جلدی سے پوچھا... "ان کی حالت دیکھو... ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے ہیں..."

"اک نظر کرم کے سوالی ہم بھی بیٹھے ہیں..." اک طویل سی جمائی لیتے ہوئے زبیر نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا...

"بیمار کا خیال پہلے..." وہ مسکرائی۔ پھر بڑھ کر خود ہی پیالی میں دودھ انڈیلا... شکر ڈالی... چمچ ہلایا... "یہ لیں... گرم گرم پی لیں۔ حالت بہتر ہو جائے گی..."

مگر... عمیر کی حالت اس دودھ سے بہتر ہونے والی نہ تھی... پر حکم تھا بیلی کا... تعمیل بھی ضروری تھی... ہاتھ بڑھایا... لرز رہا تھا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اک ہاتھ نہیں ، سارے وجود پر ہی زلزلہ طاری تھا... پیالی تھامی ۔کھڑ کھڑ کھڑ پلیٹ میں بجنے لگی...

"آپ چھوڑیئے... میں خود پلا دیتی ہوں..." مومنہ نے پیالی واپس لے لی... "کہیں دودھ اوپر ہی نہ گر جائے..."

"ہائے بھابھی! تم تو میری توقعات سے بھی کہیں زیادہ اچھی ثابت ہو رہی ہو... ابھی سے گھر گرہستی سنبھال لی..."

گلشن کی تعریف پر زبیر آ کھڑا ہوا ، یہ ایک فخر یہ سی چمک لئے دونوں بہن بھائی کو دیکھنے لگا... اسی انداز میں جیسے مومنہ اسی کی دریافت تھی ، اور کتنی منفرد و ذہانت تھی... ایسی نہ کسی گھر میں بہو آئی تھی اور نہ نند اور دیور کو ایسی کبھی بھابھی ملی تھی... کچھ ایسا ہی انداز تھا۔

"بھابھی تو عمو کو ناشتہ کروانے لگی ہے... لایئے، پیٹ کو میں ڈال کر دوں... آپ نے تو گھنٹہ پہلے سے بھوک بھوک کا شور مچایا ہوا تھا..."

"دیکھ لو... دیور کی خدمت میں شوہر کو بھلا دیا..."

"شوہر کو کوئی بیوی نہیں بھلا سکتی..." گلشن نے زبیر کی شکایت کا جواب مومنہ کی حمایت میں دیا... "اور میری بھابھی تو وفادار بھی ہے' اور رشتوں کو نبھانا بھی جانتی ہے... سب خوبیاں موجود ہیں اس میں... خوش قسمت ہیں آپ..."

عمیر نے دودھ پی لیا تھا... پیالی واپس رکھنے کے لئے وہ ٹرالی پر جھکی تو اس کے شانوں پر پھیلے لمبے لمبے بال نیچے ڈھلک گئے... چہرے

کے اردگرد...

عمیر نے زور سے آنکھیں میچ لیں... کاش! تم اس روپ کے ساتھ اس کمرے میں نہ آتیں... بیلی! میں تمہیں بھول جانا چاہتا ہوں..."

پر یہ آنکھ مچولی کا کھیل بھی اپنے اختیار میں نہ تھا... اس نظارے سے بچنے کے لئے آنکھیں بند کرتا تھا تو دل کھولنے پر مچل اٹھتا تھا... کھولتا تھا تو اندر کے طوفان ، اندر کی قیامتیں ، مزید طوفان اور قیامتیں ڈھا دیتی تھیں... وہ نڈھال سا ہوا جا رہا تھا...

"اوہ خدایا! میں کہاں جاؤں... کیسے ان طوفانوں سے بچوں..."

پیالی واپس رکھ کر وہ اس کے لئے دلیہ لے آئی... "گلشن نے بتایا ہے یہ ضرور کھانا ہے... ڈاکٹر کی ہدایت ہے... ورنہ نقاہت دور نہیں ہوگی..."

"آپ بھائی جان کو ناشتہ کرائیں..." اس نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"وہ ماشاءاللہ تندرست ہیں..." اک مسکراہٹ کے ساتھ اس نے بچوں کی طرح عمیر کو نیپکن اوڑھایا اور اپنے ہاتھ سے دلیہ کھلانے لگی...

"آپ جیسے مریض کے ساتھ زبردستی ہی کرنا چاہیئے... اتنے دن ہوگئے۔ سنا ہے بستر ہی نہیں چھوڑ رہے..."

اس کے وجود کی مہک عمیر کو دیوانہ کئے دے رہی تھی...

"دیکھیے ، عمر کا تو مجھے پتہ نہیں پر رشتے میں آپ مجھ سے چھوٹے ہیں ۔ لہٰذا میں ڈانٹنے کا بھی حق رکھتی ہوں..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"قتل بھی کر دو بیلی! سعادت سمجھوں گا تمہارے ہاتھ سے مرنا... خدا کے لئے اس لمحے لمحے کی موت سے مجھے نجات دلا دو..." عمبر کا دل اس سے برابر ہمکلام تھا... لیکن زبان میں قوتِ گویائی نہ تھی...

"اور... کہنا نہیں مانیں گے تو امّی جی اور آپا جی کے آگے شکایت لگا کر پٹوا دوں گی... جی ہاں..." وہ اس کے ساتھ بڑی بے تکلفی اور اپنائیت سے گفتگو کئے جا رہی تھی... یوں اس کی طرف متوجہ تھی جیسے کمرے میں ان دونوں کے سوا تیسرا کوئی موجود نہ تھا..

"بیٹی، مجھ پر رحم کرو... میں پہلے ہی شکستہ ہوں۔ اتنا کہ آخر دم تک اب جڑنے کی کوئی امید نہیں... اتنی توجہ، اتنا خلوص میں نہیں سہار سکوں گا..."

"کتنے دنوں سے آپ بیمار ہیں...؟" وہ بڑی ہمدردی اور پیار سے پوچھ رہی تھی...

"کچھ یاد نہیں... کچھ یاد نہیں..."

وہ سامنے تھی، زبان لڑکھڑا رہی تھی... آنکھیں بند کر لیں... تاکہ اس کی بات کا جواب تو صحیح طرح دے سکے... پر... پر... وہ تو آنکھوں کی پتلیوں میں بیٹھی ہوئی تھی... اس کے اندر موجود تھی... دل میں، دماغ میں، روح میں... ہر جگہ...

اس سے فرار تو ممکن ہی نہ تھا... کہاں کہاں سے اسے نکالتا...؟

"میرے پروردگار! رحم کر مجھ پر..."

"ارے! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یاد نہ رہا ہو..." اس نے اک ہلکا پھلکا سا قہقہہ لگایا...

پر عمبر کے دل کی، وہ سمجھ نہ سکی تھی... وہ تو اس سے کم سے کم گفتگو کرنے والے دل کے فیصلے پر عملدرآمد کر رہا تھا... لیکن نہیں۔ اس میں بھی ناکام تھا شاید... دل تو مسلسل اس کی ہستی سے مخاطب تھا...

کمرے میں گلشن بھی موجود تھی... زبیر بھی موجود تھا... لیکن اس کی نظروں میں وہی وہ تھی صرف، اور متوجہ بھی وہ اسی کی طرف تھا۔ اور ہمکلام بھی اسی سے تھا...

سب کی موجودگی میں بھی اس نے اس کے ساتھ اپنی تنہائیاں سجا لی تھیں...

"یاد نہیں کا مطلب ہے کافی دنوں سے..." مومنہ نے خود ہی مطلب اخذ کر لیا...

"تو پھر آپ سمجھیے آپ کی بیماری کا آخری وقت آ گیا..."

"ویری گڈ..." گلشن نے تالی بجائی... "دیکھا۔ میری بیٹی ایسی مسیحا ہے..."

"اے کاش! مسیحا ہی ہوتی... پر مجھے تو قتل کر گئی..."

عمبر نے پھر اس کی طرف دیکھا۔ بار بار بے بس ہو جاتا تھا... نہ چاہنے کے باوجود نظریں بھٹک بھٹک کر، بہک بہک کر اس پر جا ٹکتی تھیں...

اور... اس کے چہرے پر اعتماد کی چمک تھی... "مجھے یقین ہے میری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیمارداری انہیں بہت جلد ٹھیک کر دے گی انشاءاللہ...“

الفاظ سے زیادہ اس کے لہجے میں خلوص تھا... اور آنکھوں میں تو بس... دیکھنے کہنے کی بات ہی نہ تھی... ایسے جذبے مترشح تھے کہ عمیر کے اندر کی شکستگی دم توڑ رہی تھی...

”سچ ہے۔ تم مسیحا ہو... تم میں بہت ساری قدرتیں ہیں... آہ! میں ہی تمہارے قابل نہ تھا... نکما، بیکار، آوارہ، پتھر دل انسان...“

اسے ناشتہ کرا کے، ٹھیک طرح تکیے پر لٹا کر وہ سیدھی ہوئی۔

”اب ہمارے ناشتے کی باری...“ ایک پاکیزہ سی مسکراہٹ کے ساتھ سب کی طرف دیکھتے ہوئے وہ ٹرالی کی طرف مڑی...

”ڈارلنگ، جلدی کرو، ہمیں جانا ہے...“ نجانے کیوں زبیر کے لہجے میں اکتاہٹ تھی... گھڑی بھی دیکھ رہا تھا...

”کہاں...؟“ اس نے جھکا ہوا معصوم سا چہرہ اٹھایا... جو توس کھا رہی تھی واپس پلیٹ میں رکھ دیا... ”کہاں جانا ہے...؟“

”آج ایک بجے سے ہمارا ہنی مون شروع ہو رہا ہے... پلین کی سیٹس ریزرو ہیں...“

”ارے! یہ اتنے بیمار ہیں... انہیں چھوڑ کر...“ اس نے حیرت سے زبیر کی طرف دیکھا۔ کیسا بھائی تھا...؟

”نہیں نہیں... آپ جائیں...“ عمیر اک دم گھبرا کر بول پڑا۔ ”میں ٹھیک ہو جاؤں گا... اب بھی بہت ٹھیک ہوں...“

”یعنی کہ بھابھی کی ایک ہی خوراک نے ٹھیک کر دیا...“ گلشن چہکی...

”کوئی ایسا سحر ہے ان کے پاس... واہ واہ...“

”سچ کہہ رہی ہو گی...! بالکل سچ۔ ان کے سحر کا اعجاز تو کوئی مجھ سے پوچھے... اس خلوص و محبت کے پیکر نے مجھے کیا کیا دیا ہے...“ عمیر کا دل جلدی سے بولا...

”صرف ان کی نظروں کی رفاقت نے ہی کیسے میرے شب و روز سجا دیئے ہوئے تھے... یہ تو میں ہی جانتا ہوں۔ جب تک من میں رہی، بہتیرے دوسرے دکھ ملے... پر اس کا تصور سب پر حاوی تھا... خوش ہی رہا... آسودگی سے ہی ہمکنار رہا...“

زبیر اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا... اسے دیکھتے ہوئے مومنہ نے ہاتھ میں پکڑی چائے کی پیالی بھی واپس رکھ دی۔

”ارے بھابھی! آپ چائے تو پی لیں...“ گلشن نے بے چینی سے کہا...

”وہ... یہ کہتے ہیں دیر ہو رہی ہے...“ وہ شوہر کی بھی فرمانبردار تھی۔

عمیر اسے تکتا رہ گیا۔ کتنا سکون مل رہا تھا، وہ نظروں کے سامنے تھی تو... دو متضاد قسم کی کیفیتوں سے گزر رہا تھا... تسکین و راحت بھی حاصل ہو رہی تھی... اور... اندر زلزلے بھی بپا تھے... طوفان بھی اٹھتے تھے... دل بھی ڈوبتا تھا...

مگر... مگر... اب جانے لگی تھی تو جیسے سب کچھ تھم گیا۔ ہر جذبہ ساکن ہو کر رہ گیا... وہ خالی ہو گیا تھا... کچھ بھی باقی نہ رہا تھا... یہ کیفیت بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انتہائی اذیت ناک تھی...

"مت جاؤ بیلی! نہ جاؤ... مجھے تمہاری ضرورت ہے..." اس کا دل یہ چیخ چیخ کر پکار مچانے لگا... بیقرار ہو ہو کر اس کی منت سماجت کرنے لگا۔

"یہ چائے پی لیں..." عمیر کی گنگ زبان تڑپ کر حرکت میں آئی۔ اتنا ہی وقت مزید اس کے سامنے رہ جائے گی...

"نہیں... دیر ہو جائے گی..." زبیر کا موڈ بحال نہ ہوا... "ایئرپورٹ کے کسی ریسٹوران میں پی لیں گے..."

"اچھا جی... بہت اچھا..." زبیر کا موڈ دیکھتے ہوئے مومنہ اک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی... پھر جلدی سے عمیر کے قریب آئی...

"دیکھیے..." اس پر جھکتے ہوئے بڑی اپنائیت سے کہنے لگی...

"ان کا حکم بھی نہیں ٹال سکتی... یہ میرے مجازی خدا ہیں... اور آپ کی بیماری کی وجہ سے جانا بھی اچھا نہیں لگ رہا..."

عمیر اس کے قرب کی مہک سے مسحور و مبہوت سا ہوا پڑا تھا...

"ایک وعدہ کریں گے مجھ سے...؟"

عمیر چونک اٹھا... کیا وعدہ لینا تھا اس نے۔ دل خواہ مخواہ ہی دھڑکنے لگا... مومنہ کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی مگر لمحہ بھر سے زیادہ دیکھ نہ سکا...

"میرے واپس آنے تک آپ کو ٹھیک ہونا ہوگا... دوا باقاعدگی سے لیجیے گا، دودھ وغیرہ پینا ہوگا، کھانا ٹھیک طرح کھانا ہوگا...

پرہیزی ہی سہی، پر پیٹ بھر کر۔ تاکہ یہ نقاہت دور ہو... وعدہ کرتے ہیں نا...؟"

اس نے اپنا نازک سا مہندی والا ہاتھ بڑھا دیا... "لائیے وعدہ کریں؟"

عمیر جیسے ہپناٹائز ہو گیا تھا... ہاتھ پہ ہاتھ تو دھر دیا... پر... لگا آسمان نیچے آ گیا تھا، اور زمین چکر کاٹتے کاٹتے اپنے محور سے علیحدہ ہو کر کسی دوسرے سیارے میں جا گھسی تھی... سارا کچھ گھوم گھام کر نہس نہس ہو گیا تھا...

یہ کیا ہو گیا تھا...؟ کیسی آگ کو اس نے چھو لیا تھا... شعلے ہی شعلے تھے... جو اسے جلا جلا کر بھسم کیے دے رہے تھے...

"پانی... پانی..." اس کی صدا اس کے اندر ہی گونج رہی تھی...

ہمدردی اور رحم طلب کرتی ہوئی نظریں، اس نے اٹھائیں... زبیر اور مومنہ جا چکے تھے... جانے کب کے... گلشن بھی وہاں نہیں تھی... اور... بستر پہ وہ، اک راکھ کے ڈھیر کی طرح پڑا تھا...

"اب طبیعت کیسی ہے...؟" گلشن نے عمیر کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

وہ چونک کر، گڑبڑا کر اٹھ بیٹھا... "اچھی ہے..."

"اس وقت... سوئے ہوئے تھے...؟"

"ہاں... نہیں... ہاں... نہیں..." وہ خود ہی سٹپٹا سا گیا... حقیقت کیا تھی...؟ خود اسے بھی علم نہیں تھا... سویا ہوا تھا یا جاگ رہا تھا...؟ وہ کس کیفیت میں ڈوبا ہوا تھا...؟ بے خبر تھا خود بھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہی حال تھا اتنے دنوں سے... جب سے وہ گئے تھے... پتہ ہی نہیں تھا وہ کون تھا...؟ وہ کہاں تھا...؟ وہ کیا کر رہا تھا...؟ اور گھر کے باقی لوگ کس دنیا میں بس رہے تھے...؟ کیسی زندگی گزار رہے تھے...؟ کچھ علم نہیں تھا... وہ تو بس ہر وقت چپ چاپ آنکھیں بند کیے پڑا رہتا... ایک ہی تصور، ایک ہی خیال ہر وقت اس کے حواس پہ چھایا رہتا تھا...

وہ نظارہ، اس دن والا، اک فلم کی طرح اس کی نظروں میں ہر وقت گھوما کرتا تھا... مومنہ نے اسے تھاما۔ سہارا دیا۔ پھر بستر پر بٹھایا... جوتے اتارے۔ کمبل اوڑھایا... گرم گرم دودھ کی پیالی اپنے ہاتھ سے اسے پلائی۔ ناشتہ اسے کرایا... اور پھر... اپنی واپسی تک اسے تندرست ہو جانے کی صرف تاکید ہی نہیں کی بلکہ وعدہ لیا...

وہ اپنے اسی ہاتھ کو دیکھ رہا تھا... اب بھی... ہر وقت دیکھا رہتا تھا... جو ہاتھ اس نے اس کے ہاتھ پہ دھرا تھا... مہندی والے نرم و ملائم ہاتھ پر...

گرم تھا اس کا ہاتھ... لرزش تھی اس کے ہاتھ میں... جذبات کی گرمی اور نرمی تھی...؟ جذبوں سے لرز رہا تھا...؟ کیا وہ بھی اسے... اس کے آگے سوچ کے جیسے پَر جل جاتے...

"عمو! اب تم بالکل ٹھیک ہو... خدا کے لئے اب کمرے سے نکلو... باہر آؤ۔ ہماری دنیا میں..."

"باہر...؟ تمہاری دنیا میں...؟" وہ خالی خالی نظروں سے گلشن کو تکنے لگا...

"اگر نکل گیا باہر... تو... اس کی دنیا سے ہی نہ نکل جاؤں...؟" دل تڑپ کر بولا... "تمہاری دنیا سے مجھے کیا ملے گا...؟ نہیں... میں اس کی دنیا سے نہیں نکل سکتا... ختم ہو جاؤں گا... فنا ہو جاؤں گا..."

"عمو! میں کہہ رہی تھی... کچھ کام ہیں بہت ضروری... تم کہاں کھوئے رہتے ہو ہر وقت...؟"

"کھویا رہتا ہوں...؟ نہیں تو..." پر دل اندر سے بولا... اب ہی تو اپنا سراغ پایا ہے... اسے پانے کے بعد... یہاں سے نکل گیا تو اسے پھر کیسے پاؤں گا... اس کی توجہ... اس کا دھیان..."

"تمہیں پتہ ہے نا جمعہ کا دن آنے میں صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں۔"

"صرف تین دن... اوہ... بہت ہیں... بھائی جان آ جائیں گے نا...؟ پکّی بات ہے نا...؟"

"او ہو... میں ان کے آنے کے متعلق کب کہہ رہی ہوں..." گلشن جھنجھلا سی پڑی... یہ اسے کیا ہو گیا تھا...؟

"عمو! ہوش کرو... کہاں کھوئے رہتے ہو... ارے اللہ کے بندے جمعہ کے دن کچھ اور بھی ہے..."

"کچھ اور...؟ وہ کیا...؟" اب بھی نظریں اس ہاتھ پہ جمی تھیں۔

"امی جی اور ابا جی بڑے پریشان ہیں... بہت سارے لوگوں کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدعو کر لیا ہے... میں نے تو کہا تھا... سادگی سے کر دیں... پر کہنا ان کا بھی ٹھیک ہے... پہلے پہلے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ... برادری میں ناک نہ کٹ جائے..."

تب... اس وقت عمیر کو ہوش آیا... ہر معاملے، ہر بات میں اس کا خیال صرف مومنہ کی طرف جاتا تھا... پر... یہ مسئلہ تو بڑا سنجیدہ تھا۔ یاد آیا...

زبیر کی شادی تو ابھی نامکمل تھی... برات کے اگلے دن جو دعوت ولیمہ ہونا تھی، وہ اگلے جمعہ تک کے لئے اس لئے ملتوی کر دی گئی تھی کہ گلشن کی رخصتی کا یہی دن مقرر تھا...

ماں باپ کے مالی حالات کے پیشِ نظر خود اس نے بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ ایک ہی دعوت میں دونوں کام نمٹ جائیں... ان کے خاندان برادری میں دعوتِ ولیمہ بڑے تزک و احتشام سے کرنے کا رواج تھا۔

یوں۔ رواج کے مطابق خرچ تو ہونا ہی تھا کیوں نہ اسی خرچ میں گلشن کی بھی رخصتی کر دی جاتی... سب اس تجویز پر متفق بھی ہو گئے تھے اور خوش بھی تھے... اچھی خاصی بچت ہو رہی تھی...

لیکن... لیکن... کیا کیا نہ سوچا تھا جہاں آرا اور کاظمی صاحب نے زبیر کی آمد کے متعلق۔ پھر اس کی شادی کے متعلق... بہت حسین حسین خواب دیکھے تھے... پورے بھی ہوئے... وہ آیا بھی... شادی بھی ہوئی... بڑی رونقیں لگیں... بڑے ہنگامے مچے...

پر... کاظمی صاحب، اور جہاں آرا کو ان خوشیوں کی جو قیمت ادا کرنا پڑی وہ... پریشانیوں کی صورت میں ان کے سامنے تھی... جو گلشن کی شادی کے لئے جمع جوڑ کیا ہوا تھا وہ زبیر کی خوشیوں پر لگا دیا... گھر بنانے کا قرضہ علیحدہ سر پہ تھا...

سوچا تھا، زبیر کی سہرا بندی کی رسم پر جو سلامیاں اکٹھی ہوں گی وہ رقم اس کی دعوتِ ولیمہ اور گلشن کی رخصتی پہ خرچ کر دی جائے گی۔ مگر... ساری سوچیں دھری کی دھری رہ گئیں۔ زبیر نے سلامی کی رقم میں سے ایک پیسہ ماں باپ کو نہیں دکھایا... سب کچھ جیب میں بھرا اور مومنہ کو ساتھ لئے ہنی مون پر روانہ ہو گیا...

اور... کاظمی صاحب اور جہاں آرا منہ دیکھتے رہ گئے... خالی جھولی لئے خالی خالی نظروں اور پریشان صورتوں سے اک اک سے جیسے رحم کی بھیک مانگ رہے تھے... ان کی نگاہوں کا سوال بار بار بچوں سے جواب طلب کرتا تھا...

"اب کیا کریں... اب کیا کریں...؟"

اور یہی صورتِ حال گلشن عمیر کو بتانا چاہ رہی تھی... پیار سے تو جیسے گھر سے اور گھر والوں سے کوئی سروکار ہی نہیں رہ گیا تھا... عمیر ایسا تو نہ تھا... عمیر کے سینے میں تو بڑا نرم گرم دل تھا... اب تک تو گلشن کو یہی اندازہ ہوا تھا... مگر... یہ آج...

"امی جی اور ابا جی کی حالت دیکھی نہیں جاتی عمو! بتاؤ کیا کریں۔؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ جھنجھلا جھنجھلا کر، اُلجھ اُلجھ کر بار بار پوچھ رہی تھی...

"گلشن! او گلشن...!" جہاں آرا اسے آوازیں دیتے ہوئے اندر آ گئیں...

"تم یہاں ہو اور میں سارے گھر میں تمہیں... ارے!" نظر عمیر پر جا پڑی...

"تم بھی یہیں ہو... خلافِ معمول... چلو اچھا ہوا..."

دو چار دنوں میں ہی پریشانی اور فکر نے انہیں کس طرح نڈھال کر کے رکھ دیا تھا... عمیر نے غور سے ماں کو دیکھا... دل کٹ کر رہ گیا...

"میں سمجھی تھی عمو پھر نکل گیا ہو گا، کہیں آوارہ گردی کرنے..."

اک طویل سی ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے وہ عمیر کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

"ارے کبھی ماں باپ کو بھی پوچھ لیا کرو... دو گھڑی پاس بیٹھ کر دُکھ ہی بانٹ لیا کرو..."

"امّی جی! ابھی عمو کو نقاہت ہے... کہیں بھی نہیں جاتا۔ رات دن کمرے میں پڑا رہتا ہے..."

"اب جاؤں گا بھی کہاں...؟" گلشن کی صفائی پیش کرنے پر اس نے دل میں سوچا... پھر زبان کھولی...

"امّی جی! حکم کریں۔ کس طرح آپ کا دُکھ بانٹ سکتا ہوں..."

ماں کی حالت دیکھ کر وہ اپنے آپ کو، اپنے ٹوٹے دل کو، اپنی اُجڑی زندگی کو، غرض سب کچھ بھلا بیٹھا...

"وہ... جمعہ کو زبیر کی دعوتِ ولیمہ ہے... کارڈ بھی تقسیم کر دیئے ہوئے ہیں... ساتھ تمہاری بہن کی رخصتی ہے... اور ہم... خالی ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں..."

گلے میں پھنسی تھوک تو اُنہوں نے نگل لی... پر آنکھوں میں پھیلی ہوئی نمی عمیر سے چھپا نہ سکیں...

"تمہارے ابا جی نے قرض لینے کی بڑی کوشش کی ہے... پر ساری جگہوں پر سے تو ہم پہلے ہی... آنکھوں میں پتہ نہیں دھواں دھواں سا کیوں بھر گیا ہے...؟"

جہاں آرا بہانے سے آنکھیں صاف کرنے لگیں... بات بھی پوری نہیں کی... کیا کہتیں...؟ کیا سناتیں...؟ عمیر کو احساس ہو گیا تھا۔ ان کی حالت کا بھی اور ان کی پریشانی کا بھی..."

"تمہارے باپ کی پریشانی دیکھتے ہوئے میں نے سوچا تھا..." خود کو سنبھال کر وہ پھر گویا ہوئیں... "میں نے سوچا تھا... کہ... کہ..."

پھر خاموشی اختیار کر لی... دونوں بہن بھائی سمجھ گئے تھے کہ وہ جو کچھ کہنا چاہ رہی تھیں، کہہ نہیں پا رہی تھیں... بھلا اولاد کے سامنے گومگو کی سی کیفیت کیوں ہو... حکم کرتیں...

"ہاں ہاں بتایئے... آپ نے کیا سوچا تھا..." عمیر نے ان کی سمت بندھائی... ان کا حوصلہ بڑھایا..." ہمارے اختیار میں جو کچھ ہوا کر گزریں گے... ہیں نا گل...؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں ہاں... بتایئے امّی جی! کوئی حل ہے تو... رفع کریں اپنی پریشانیوں کو...."

اس نے ماں کے پاس بیٹھ کر ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے...

"میں نے سوچا تھا... وہ تمہارے پاس لاکٹ ہے... اور عمو! تمہارے پاس ٹائی پن... ان دونوں کے ہیرے..." وہ ہکلائیں... پھر اک نظر دونوں کو دیکھنے کے بعد نگاہیں جھکالیں... چور چور سی نگاہیں تھیں۔

"اس وقت کام تو نکل سکتا ہے... بعد میں میں خود بنوادوں گی تم دونوں کو... بالکل ایسے ہی... بیشک بھائی کا محبتوں بھرا تحفہ ہے... پر ادھر بھی عزت کا معاملہ ہے...

عمیر اور گلشن نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا...

"میں جانتی ہوں تمہیں یہ بات اچھی نہیں لگی ہوگی مگر..." لمحہ بھر کے لئے انہوں نے تامّل کیا... پھر ہولے سے کہنے لگیں۔

"اور کوئی صورت نہیں... سب طرف ہاتھ پاؤں مار کر دیکھ لیا... تمہارے ابّا جی کو تو پریشانی کے مارے غش پڑ رہے ہیں..."

جہاں آرا خود بھی اس قدر پریشان حال تھیں کہ ان کا لہجہ بھی نارمل نہ تھا... مرتعش سا ہو رہا تھا... آواز میں رقّت تھی...

"پتہ نہیں کونسی ہم سے غلطی ہوگئی... کیوں..." اور وہ رونے لگ پڑیں...

عمیر اک دم اٹھ کر ماں کے پاس، نیچے فرش پر، ان کے قدموں میں

جا بیٹھا...

"کتنی رقم سے ضرورت پوری ہو جائے گی..." اس نے تسلی آمیز انداز میں ماں کے گھٹنے تھام لئے...

"تم کیا کرو گے عمو! ابھی کل تک، بلکہ آج تک، کچھ دیر پہلے تک بستر پر پڑا تھا..." گلشن نے فکرمندی سے اس کی طرف دیکھا...

"میں تو کہتی ہوں وہ لاکٹ اور ٹائی پن بیچ دو..." جہاں آرا نے لہجہ ذرا مضبوط کیا...

گلشن اور عمیر نے پھر مضطرب ہوتے ہوئے ایکدوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے کچھ کہا... صاف بتا بھی نہیں سکتے تھے کہ زبیر نے ایسا دھوکا دیا تھا... وہ پہلے ہی اتنا پریشان تھیں... مزید دکھی کرنا گوارہ نہ تھا...

"امّی جی! آپ کی اور ابّا جی کی پریشانیاں رفع ہو جائیں، یہ لاکٹ اور ٹائی پن کیا ہے... لیکن ان کے بغیر اگر کام بن جائے..."

"کام بن جائے تو مجھے اور کیا چاہیئے... تمہارے ابّا جی اپنا شمار خوش قسمتوں میں نہ کرنے لگیں... پڑے ہوئے ہیں ادھر لٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر..."

"ویسے آپ کے پاس زیور بھی تھا..." عمیر کو اچانک یاد آیا...

"سونا ایسے ہی وقتوں کے لئے ہوتا ہے..."

"آدھا زبیر کی بری میں ڈال دیا اور آدھا تمہاری بری کے لئے رکھا ہے۔"

"اور گل کا نام ہی نہیں ..."

"اوّل تو اسے پسند ہی نہیں ..."

"اور دوم ... اس کو دینا ہی نہیں ..." ماں اتنی دلگرفتہ اور شکستہ سی ہو رہی تھی، انہیں بہلانے کے لئے عمیر نے مذاق کیا .. "یہ اس قابل نہیں ..."

"نہیں ..." جہاں آرا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی .. "یہ بات نہیں ... اس نے باہر چلے جانا ہے ... وہاں سونا بڑا سستا ہوتا ہے ..."

"تو پھر ہیرے والا حصہ مجھے دیجیے نا، اس کا تو خاتمہ کروں ..."

"نہ نہ ... میری ماں اور میری ساس کی نشانی ہیں یہ زیورات ... یہ تو کبھی بیچنے نہیں دوں گی ..."

"عزت کی خاطر بھی نہیں ...؟"

"تو پھر میری اولاد نے میرا کیا ساتھ دیا ... اگر زیور بھی اپنا ہی بکا تو ..."

"امّی جی! مجھے شادی نہیں کرنی ... کب تک میری پری کے نام سے رکھ چھوڑیں گی ..."

"میں نے کہا نا، انہیں بیچنے کا نام نہ لینا ... تم اپنی ٹائی پن بچانا چاہتے ہو ... ہیرے کا لالچ پڑ گیا ہے ..."

"نہیں نہیں ... خدا کی قسم یہ بات نہیں ... میں تو ویسے ہی۔ میں تو ..."

ماں کی غلط فہمی دور کرنا بڑا دشوار تھا ... اس نے بے بسی سے گلشن کی طرف دیکھا ... اس کی نظروں نے بھی لاچاری کا اظہار کر دیا .. تب عمیر نے خود ہی کچھ سوچا ...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دیکھیں امّی جی! گلشن ہمارے گھر سے کچھ بھی لے کر نہیں جا رہی ... باہر سونا سستا ہے تو ہوا کرے ... میری پری کے لئے آپ نے جو زیور رکھا ہے وہ گلشن کو دے دیں ... میری طرف سے ... میں نے بھی تو شادی میں کوئی تحفہ دینا ہے ..."

"نہیں عمو ... ایسا ..."

"تم چپ کرو گل! جو میں نے کہا ہے وہی ہو گا ... اس طرح امّی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی کہ بڑوں کی نشانی باقی رہے ..."

"معاملہ تو اس وقت جمعہ کے دن کا ہے ... عزت قائم رہ جائے۔"

"کہہ رہا ہوں نا وہ بھی انتظام ہو جائے گا ... نہ کوئی زیور بکے گا۔ یعنی دادی امّاں اور نانی امّاں کی نشانیاں بھی باقی رہ جائیں گی ... اور بھائی جان کے خلوص و محبت بھرے تحفے بھی ... آپ فکر نہ کریں۔ سب کچھ ہو جائے گا ... انشاء اللہ سب کچھ ..."

وہ چہرے پر مسرت مرداں کی چمک لئے اٹھا اور لباس تبدیل کرنے باتھ روم میں جا گھسا ... تھوڑی دیر بعد باہر نکلا تو جہاں آرا تو وہاں موجود نہ تھیں البتہ گلشن اس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے نکلتے دیکھ کر اپنے چہرے کو صاف کرتے ہوئے اُٹھی اور اس کے پاس آن کھڑی ہوئی ...

"تم بیمار ہو۔ کہاں جاؤ گے اور کیا کرو گے ...؟"

"اب میں ٹھیک ہوں ..." عمیر نے گلشن کو تسلی دی ...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں عمو!" ابھی ابھی اس نے چہرہ صاف کیا تھا... عمیر نے دیکھا اس کے رخسار پھر بھیگنے لگے تھے... "کرے کوئی اور بھرے کوئی..."

"کیا مطلب؟" عمیر انجان بن گیا...

"بھائی جان کے لئے سارا خرچہ ہوا اور بھگت تم رہے ہو..."

عمیر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ شوخی آمیز لہجے میں بولا..." چلو ٹھیک ہے میں اپنی ٹائی پن اور تم اپنا لاکٹ امی کو دے دو... وہ خود انتظام کرلیں گی..."

"ہائے نہ عمو! ایسا کبھی نہ کرنا... زندگی بھر نہیں... انہیں بہت دکھ ہوگا... بے انتہا۔ بھائی جان سے انہیں بہت محبت ہے..."

"تو پھر راستہ چھوڑو اور مجھے جانے دو..."

"پر تم کیا کرو گے...؟"

"جب امی جی اور ابا جی کو دکھ اور پریشانی سے بچانا ہے تو پھر جو بھی کیا جا سکا کروں گا... یوں بھی..." کچھ کہتے کہتے وہ یکایک رک گیا۔

اب یہ معاملہ اکیلے زبیر کا نہیں تھا... اب اس کے ساتھ مومنہ کا ساتھ بندھ گیا تھا... اس کے جھوٹ کی تشہیر ہوتی تو ساتھ اسے بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا...

اور... اس کی پریشانی بھی عمیر کو کسی طرح منظور نہ تھی۔ وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا... پنی بیلی کو... سدا سکھی... دکھوں سے دور..."

"کچھ کہتے کہتے رک گئے ہو...؟"

"دیر ہو رہی ہے گُل! مجھے جانے دو... اور دعا کرو کہ کام بن جائے۔ سب کی عزتیں رہ جائیں گی... بہت سارے لوگوں کی..."

اس نے گلشن کو پرے ہٹایا اور کمرے سے نکل گیا... سکوٹر پر مٹی کی موٹی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی... کتنے ہی دنوں سے تو وہ گھر کے اندر پڑا تھا... سکوٹر کو اچھی طرح صاف کیا...

نیا نیا رنگ پالش ہوا تھا... نئی نویلی دلہن کی طرح چمک رہا تھا۔

"یہ سکوٹر پر اتنی توجہ کیوں دی جا رہی ہے... مرمت کرایا ہے۔ اور یہ پالش وغیرہ۔" گلشن نے بڑے تجسس سے پوچھا تھا۔

"کیوں...؟"

"دیکھنا تو سہی کیسا نئے جیسا ہو جاتا ہے..."

"پر کیوں... تم نے تو اس کو کباڑیئے کا مال بنایا ہوا تھا... اب ایک دم اس کی قسمت کیوں چمک اٹھی..."

"بھئی بھائی جان آرہے ہیں... یوں بھی... تمہاری شادی کے دنوں میں اتنے مہمان آئیں گے... سب دیکھیں گے... پھر ان دنوں میں کام بھی بہت ہوں گے... ذرا خوب شو شا ہو گی..."

اپنی شادی کے ذکر پر گلشن تو خاموش ہو گئی تھی لیکن عمیر کو خوب خبر تھی کہ وہ کیوں سکوٹر کو اتنا چمکا بھڑکا رہا تھا... اسے نیا نکور بنا رہا تھا۔ یہ راز اس نے صرف جواد کو بتایا تھا... بلکہ جواد ہی کے کہنے پر اس نے اس کی حالت بدلی تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابھی گاڑی چلنے کی تو تسلی ہے نہیں تمہاری ... پر جو سواری خدا نے دی ہوئی ہے یار! اسی کی حالت سنوار لو..."

"کیوں ...؟"

"میری بھابھی کو اس کھٹیچر پر بٹھاؤ گے ... یوں بھی جب پہلی بار اسے پروپوز کرنے جائیں گے یا پھر تمہارا بر دکھوا ہو گا تو ذرا ٹھاٹھ سے جانا چاہیئے نا..."

"ہاں ... یہ تو تم نے ٹھیک کہا ہے..." عمیر اس مشورہ پر خوش ہوا تھا، پر دوسرے لمحے غمزدہ بھی ہو گیا...

"اس کی درستگی رقم مانگتی ہے... اور وہ آجکل عنقا ہی ہوئی ہے۔ بس جیب خالی ہی رہتی ہے..."

"یہ تمہارا یار کس لئے ہے..." جواد نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا...

"جب تک اس قابل ہوں کہ تمہارے کام آ سکوں... تب تک تو پیچھا نہیں دکھاؤں گا... تم اس کو ورکشاپ میں تو پہنچاؤ... آگے میں خود سنبھال لوں گا..."

ایک ہفتے کے اندر اندر سکوٹر نیا ہو کر آ گیا۔ دونوں بڑی دیر اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے رہے... عمیر نے تو خیال ہی خیال میں اس پر اپنے پیچھے بیلی کو بٹھا کر سارے شہر کی سیر بھی کرا ڈالی تھی...

پر مقدر میں کچھ اور ہی لکھا تھا... اسی دن عمیر بیمار پڑ گیا۔ بیلی کو بٹھانا تو دور کی بات تھی... خود اس کے نصیب میں بھی اس پر بیٹھنا

نہیں ہوا...

اس دن کے بعد آج اس نے سکوٹر کو ہاتھ لگایا تھا... مٹی کی تہہ چھٹی تو وہ ایسا نیا ایسا چمکیلا نظر آنے لگا کہ عمیر کی آنکھوں میں اس کی چمک بس گئی۔

پھر جانے کیا ہوا...؟ کیا سوچ ذہن میں آئی... اسے سٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا... وہ معمول کے مطابق جانے سے پہلے سکہ نکال کر ٹاس کرنے لگا تھا...

"ارے...!" جیب تو خالی تھی... اس نے گھبرا کر ہاتھ باہر نکالا...

"کیا ڈھونڈ رہے ہو...؟" گلشن اس کے پیچھے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"اک سکہ تھا اسی جیب میں۔ کھو گیا..."

"وہ تو نہیں جو بھابھی کو سلامی میں دے دیا تھا..."

"اوہ... ہاں..." شرمندہ سا ہو کر جلدی سے وہ سکوٹر سٹارٹ کرنے لگا... "بھول ہی گیا تھا..."

"پر اس سکے میں کیا خصوصیت تھی...؟ مجھے بتاؤ تو سہی..."

"جس کام کے لئے ٹاس کیا کرتا تھا نا... وہ ہمیشہ ہو جایا کرتا تھا..."

عمیر نے اسے کام نہیں بتایا... لیکن... دل میں کئی بے شمار دکھوں کے کانٹے اتر گئے... وہ بیلی کے لئے کیا کرتا تھا...

دل میں اترے غم کے کانٹوں کی چبھن ناقابل برداشت تھی... اس نے جلدی سے سکوٹر سٹارٹ کر دیا...

"جس طرح خدا نے بھائی جان کے نصیب میں اتنی اچھی لڑکی کر دی ہے۔

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری دعا ہے تمہارے مقدر میں بھی ایسی ہی لکھ دے ... تم نے زندگی میں خوشیاں بہت کم دیکھی ہیں ..."

گلشن اسے دعائیں دیتے ہوئے واپس آ گئی ... کاظمی صاحب کی طبیعت خراب تھی۔ انہیں چائے بنا کر دی ... جہاں آرا بھی کچھ پریشان، کچھ متفکر سر پر پٹی باندھے بیٹھی تھیں ... انہیں گولیاں کھلائیں ... درد کی بھی، بلڈ پریشر کی بھی اور سکون آور بھی ...

پھر رات کے کھانے کا انتظام کرنا تھا ... اس کے لئے ماں سے مشورہ کرنے لگی۔

"زبیر کی پسند کی چیز پکانا ..."

"بھائی جان کی پسند کی ...؟" گلشن زور سے ہنسی ... "آپ کو یقین ہے ... وہ آج آ جائیں گے ...؟"

"ہائے تو آج بھی نہ آئے گا ... کل تمہاری مہندی ہے ..."

"اُفّ جی آپ کتنی بھولی ہیں ..." گلشن کا دل بولا لیکن زبان خاموش رہی۔

مامتا اولاد سے دھوکے پہ دھوکہ کھائے چلے جاتی ہے مگر۔ پھر بھی اس کی محبت کے ہاتھوں مجبور و بے بس ہوتی ہے ... اس کے ہر جھوٹ کو سچ ہی سمجھتی ہے۔ اس کے ہر فریب کو حقیقت جانتی ہے ...

جہاں آرا کو اب بھی زبیر ہی کی زبان کا اعتبار و یقین تھا۔ بڑی بیتابی سے اس کا انتظار کر رہی تھیں ... گلشن کی شادی سے زیادہ اس کی سوچیں اور فکر تھا ... رات کا کھانا اسی کی پسند کا بنوایا ...

"مرچ کم ڈالنا ... وہ ہمارے جتنی مرچیں کھانے کا عادی نہیں رہا ..."

گلشن مسکرا دی تھی۔ روپے پیسے کے معاملے میں کتنا اس نے تنگ کیا تھا۔

کیسی خود غرضیوں کا ثبوت دیا تھا ... کئی سالوں کی کمائی میں سے ماں باپ کا حصہ نکالا ہی نہیں تھا ... جیتے جی انہیں بھلا دیا تھا ... پر ... ماں پھر بھی اس پہ سب خرچ کئے جا رہی تھی ...

یہاں تک کہ ایک طرح سے دوسری اولاد کا بھی حصہ اسے دے ڈالا تھا ... اس پر خرچ کر دیا تو دے ڈالا ہی ہوا ... مگر ... وہ پھر بھی نہ مشکور ہوا تھا ... نہ ان کے احسانوں کا ہی کچھ تھوڑا سا بھی بدلہ چکایا تھا۔ اور نہ ان کی قربانیوں اور جاں نثاریوں کا احساس کیا تھا ... نہ اعتراف کیا تھا ...

ایسا مطلب پرست اور ایسا خود غرض ہو گیا تھا۔ کہ دوسری اولاد میں سے ایسا کوئی نہ تھا لیکن ... ماں کو پھر بھی وہی عزیز تھا اور اسی کی سوچیں من میں تھیں ... اور اس کا خیال ہر ہر بات میں اور ہر ہر معاملے میں ...

"سلاد ضرور ساتھ بنا لینا ... وہ ہر کھانے کے ساتھ سلاد کھانے کا عادی ہے۔"

"آج سلاد تو آیا ہی نہیں ..."

"عمو ابھی آتا ہے اس سے منگوا لینا ..."

"وہ اتنا بیمار رہا ہے ... بار بار بھیجنے سے کہیں ..." گلشن چپ سی ہو گئی ... ویسے مطلب ماں سمجھ گئی تھی ... "کچھ نہیں ہوتا۔ خیر صلّے ہے ..." لاپرواہی سے کہا اور کام میں مصروف ہو گئیں ...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر اپنے بھاری قدم شرارت کے ساتھ، زور زور سے دھرتا ماں کے عین سامنے آن کھڑا ہوا...

"اتنے شور شرابے سے آنے کی کیا ضرورت تھی...؟"

"بس ایسے ہی... اتنی خوفناک خاموشی تھی... اس کو توڑنے کو جی چاہ اٹھا... پرسوں گل کی شادی ہے... کوئی ہنگامہ، کوئی رونق..."

"پلے کچھ ہو تو رونقیں ہنگامے ہوتے ہیں... پریشانیاں اٹھانے والوں کے چہروں پر سے تم کیا توقع کرتے ہو... ہے نا اُلٹے دماغ والا لڑکا... احساس ہی نہیں کسی بات کا... ہمیں سانس لینا دوبھر ہے اور یہ... پتھر کا پتھر۔"

"اگر آپ کی پریشانی دُور کر دوں...؟"

"تو اور ہماری پریشانیاں دُور کرے گا...؟"

"ذرا آنکھیں بند کریں نا..."

"کیوں...؟ میں تمہارے ان چونچلوں کے لئے بیکار نہیں بیٹھی ہوئی۔"

وہ سُوئی چلاتے ہوئے بولیں...

"ایک منٹ کی بات ہے امی جی... کریں نا آنکھیں بند..."

جہاں آرا کے ذہن میں کچھ اور سوچیں تھیں... عمیر کا اس وقت کا یہ لاڈ اور شرارت پسند نہ آئی... چہرے پر ناگواری کے اثرات پھیل گئے۔

"بالکل ہی بچہ بن گیا ہے..."

"ہائے تو امی جی! ایک منٹ کے لئے آنکھیں بند کر لیں... خوش ہو جائے گا بے چارا..." گلشن پاس بیٹھی تھی... عمیر جس طرح منتیں کر رہا تھا... بولے بنا رہ نہ سکی...

"دونوں ہی پیچھے پڑ گئے ہیں..." جہاں آرا نے بڑبڑا کر آنکھیں میچ لیں۔

"یہ لو... کوئی تماشہ دکھانا ہے...؟"

"تماشا ہی سمجھیں... پر ہے بڑا دلچسپ... خوش ہو جائیں گی دیکھ کر..."

"ہونہہ! خوش ہو جاؤں گی..." جہاں آرا جھنجھلائیں... "آج تک کتنی خوشیاں دیں...؟"

"حساب نہ کیا کریں... اور... یہ لیں..." عمیر نے ان کے دونوں ہاتھ جوڑ کر ان میں کچھ رکھ دیا... "اور اب آنکھیں کھول لیں..."

جہاں آرا نے آنکھیں کھولیں... دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لال لال نوٹوں کی اچھی خاصی موٹی سی گڈی پڑی تھی...

"ارے...!" ان کی آنکھوں میں روشنیاں سی اُتر آئیں... لال لال نوٹوں کو دیکھ کر چہرے پر لالی پھیل گئی...

"اب تو کام بن جائے گا نا...؟ اور عزتیں بھی باقی رہ جائیں گی نا...؟"

"کتنے ہیں...؟" اک خوشی بھری بیقراری سے انہوں نے نوٹوں کی گڈی کو دیکھتے ہوئے پوچھا...

"دس ہزار..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دس ہزار...؟" انہوں نے اچنبھے سے نوٹوں کے بعد عمیر کے چہرے پر نظریں جمادیں... "عمو! کہیں کوئی غلط کام تو نہیں کیا...؟"

"ہائے امی جی! مزدوری ہے یہ... کہ میں جو کچھ کروں گا وہ غلط ہی ہوگا... اور اس گھر کے لئے دوسرے لوگ جو کچھ کریں گے وہ درست ہوگا... خواہ دوسرے کتنا غلط کریں..."

"نہیں سے... یہ بات نہیں..." جہاں آرا نے لاڈ سے اس کے ایک چپت رسید کی...

اور کاظمی صاحب کو رقم کے بندوبست ہوجانے والا کارنامہ سنانے چل دیں...

گلشن خاموش بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی... رقم دیکھ کر افسردہ بھی ہوگئی تھی پر عمیر کے لئے دل میں بہت سارے جذبے بھی یکجا ہو اُٹھے تھے...

"کہاں سے لائے ہو...؟" رقت بھرے لہجے میں وہ پوچھنے لگی...

"تمہیں آم کھانے سے مطلب ہے یا پیڑ گننے سے...؟"

"میری بات کا یہ جواب نہیں... مجھے صحیح جواب چاہیئے..."

"صحیح جواب...؟"

"تمہاری ٹائی پن کا ہیرا سچ مچ اتنی قیمت کا تو نہیں تھا...؟"

"میں نے یہ کب کہا تھا کہ میں اسے ہی بیچنے جارہا ہوں..."

"پھر...؟ دوسرا کونسا ذریعہ استعمال کیا ہے...؟" گلشن نے غور سے

اس کی آنکھوں میں دیکھا... "دس ہزار پہلے بھی لائے تھے..."

"تم کہنا کیا چاہتی ہو...؟"

"یہی... کہ ابھی وہ بھی واپس نہیں دیئے ہوں گے... صاف ظاہر ہے ان کی ادائیگی کے بغیر مزید انتظام کرنا مشکل تھا..."

"کھوٹا سکہ مشکل کے وقت ہی کام آتا ہے..."

عمیر کمرے سے نکل گیا... وہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا...

بعض لوگ بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں... اپنا حصہ تو اپنا ہوتا ہی ہے دوسروں کے حصے کی خوشیاں بھی آپ ہی آپ ان کے دامن میں سمٹی چلی آتی ہیں...

اور بعض لوگ بڑے بدبخت... ان کی اپنے حصے کی خوشیاں بھی دوسروں کے پاس چلی جاتی ہیں... آپ ہی آپ... اور وہ خالی جھولی میں بدنصیبی لئے دیکھتے رہ جاتے ہیں...

تھکا تھکا سا عمیر بستر پر لیٹ کر سوچ رہا تھا... آنکھوں پر بازو رکھا ہوا تھا... تاکہ کوئی اگر آئے تو اسے سویا ہوا سمجھے... وہ اس وقت کسی سے بھی بات چیت کرنے کے موڈ میں نہ تھا...

سسکیوں کی آواز پر وہ چونکا... چہرے پر سے بازو ہٹایا... گلشن بیڈ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی...

"ارے کیا ہوا...؟" وہ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا...

"مجھے سچ بتاؤ، تمہارا اسکوٹر کہاں ہے... ادھر سے گزری تو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اس کی جگہ خالی پڑی تھی...''

عمیر ہنسنے لگا... ''اس وقت تم سکوٹر کی یاد میں کیوں مبتلا ہو گئیں...''

''بتاؤ نا...؟''

''ٹھیک کرنے دیا ہے...''

''ٹھیک تو تھا... بلکہ بالکل نئے جیسا تھا - ایسے کوئیک سٹارٹ ہوتا تھا اب تو...''

گلشن نے عمیر کا ہاتھ پکڑا اپنے سر پہ دھر لیا...

''اب بتاؤ... جھوٹ بولو گے تو ہیں...''

''او بابا! ہاتھ ہٹاؤ نا...'' عمیر نے اک جھٹکے سے اس کا ہاتھ سر پہ سے ہٹا دیا... ''دیکھ گل! آئندہ تم نے اپنے سر کی قسم مجھے دی نا تو... بس بہت برا ہو گا...''

''تو پھر خود ہی سچ بتا دو...''

''بیچ دیا ہے...''

''دس ہزار میں...؟''

''نہیں... کچھ جواد نے دیئے ہیں...''

''ہائے سکوٹر تو تمہارے بڑے کام آتا تھا اور پھر... تم تو اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے...''

''بس... چپ... امی جی اور ابا جی کی پریشانیاں اور دکھ سکوٹر سے زیادہ عزیز کر لیتا...''

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

''اور اب، تم کیا کرو گے...'' وہ رو رہی جا رہی تھی...

''ارے یہ دیکھو... اتنی مضبوط، اتنی لمبی لمبی ٹانگیں خدا نے دے رکھی ہیں... تم پریشان کیوں ہو رہی ہو...''

وہ مذاق کر کے اسے بہلانے کی کوشش کرنے لگا... مگر گلشن کے آنسو تھمے نہیں... بہتے ہی رہے... بہنے ہی گئے...

''اتنے سارے قرض تم نے چڑھا لئے... نوکری مل گئی تو تمہارے پلے کیا پڑے گا...؟''

''نوکری کروں گا ہی نہیں...''

''کیوں...؟''

''اسی لئے تاکہ تنخواہ تو ساری قرضدار لے جایا کریں گے پھر میرے ہاتھ کیا آئے گا...''

عمیر نے زور سے اک قہقہہ لگایا... ''کیوں... ڈیپریشن سے بچنے کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں...؟''

گلشن حیرت سے اس کے صبر اور حوصلے کو دیکھ رہی تھی... کچھ دیر اس غمگسار اور چارہ ساز سے انسان کو نرم نرم اور میٹھی میٹھی نظروں سے تکتی رہی...

قربانیاں دینے والے یوں دیا کرتے ہیں... بھائی جان! آپ نے تو اپنے گھر والوں سے صرف قربانیاں لینے کا رشتہ رکھا... یہ لذت بھی تو چکھ کر دیکھتے... کیا سکون ہے عمو کے چہرے پر...

''او تے... ! کیا سوچ رہی ہو...؟''

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ایک دم چونکی... "تمہارا مجھ سے اک وعدہ تھا..." گلشن کو اسی لمحے خیال آیا تھا... زبیر بھی بیوی کو لے کر چلا جائے گا... اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ رخصت ہو جائے گی... پھر... عمو کتنا تنہا رہ جائے گا...

اس کی تنہائیوں کے لئے اسے ہی کچھ سوچنا چاہیئے تھا... زبیر نے جب تک نظر کے سامنے رہنا تھا، جہاں آرا کو تو کچھ اور سوجھنا ہی نہیں تھا... اور اس کے جانے کے بعد انہوں نے اس کی جدائی کا غم لے کر بیٹھ جانا تھا... اسے یقین تھا عمو کے لئے کسی نے کچھ نہیں کرنا تھا... تبھی اس نے یہ ذکر چھیڑا تھا...

"کونسا وعدہ...؟"

"وہی... اس لڑکی کو مجھ سے ملاؤ گے..." چمکتی آنکھوں سے اس نے عمیر کی آنکھوں میں جھانکا...

"میں چاہتی ہوں جانے سے پہلے ایسا کچھ ہو جائے کہ تمہاری تنہائیاں..."

"ابھی کچھ قرضے کی باقی ہے...؟" اس کی بات کاٹتے ہوئے عمیر نے شوخی سے اسے چوٹ کی...

"تم کیا خرچ کراؤ گے... مجھے یقین ہے... تم بھی سادگی کے قائل ہو... عمو پلیز...!"

"ادئے بیوقوف! تو کس کی باتوں میں آ گئی...؟"

"کیا مطلب...؟"

"تمہیں نہیں پتہ... تیرا یہ بھائی پکا فراڈیا ہے..."

وہ حیرت بھری نظروں سے اسے تکنے لگی..." اب تک تو نہیں سمجھی تھی۔"

"تو اب سمجھ جاؤ..."

"ایسے ہی سمجھ جاؤں... نہیں تمہیں نہیں سمجھ سکتی۔ چلو جلدی بتاؤ۔ کہاں ہے وہ لڑکی... اور کب مجھے اس سے ملواؤ گے۔ آج ہی نا...؟"

"ارے..." عمیر نے اوپر تلے دو تین قہقہے لگا ڈالے... بہت زیادہ ہنسنے سے شاید آنکھوں میں پانی آ گیا تھا... انہیں صاف کیا۔ اچانک حلق میں پھنس جانے والا کوئی گولہ سا نگلا... پھر ایک لمحے کے لئے توقف کیا... پھر سنجیدہ ہو گیا...

"وہ تو سارا مذاق تھا، پاگل لڑکی... محض شرارت..." ساتھ ہی اس نے پھر آنکھیں صاف کیں...

"نہیں عمو...! تمہارا چہرہ پہچان سکتی ہوں... تمہارا وہ سکہ اچھالنا بھی یاد ہے... یوں قرعے ایسے ہی نہیں ڈالے جاتے... اس کے پیچھے کوئی جذبہ تھا ضرور... سچا، کھرا جذبہ... نرم گرم جذبہ..."

"یقین کرو گل... کچھ نہیں تھا..." عمیر نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا...

"بس صرف اک شرارت تھی... اپنے ساتھ۔ تمہارے ساتھ..."

گلشن کو اس کی بات کا یقین نہیں آیا... بے یقینی سے نظریں اس کے چہرے پر جما دیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر کی زبان جو کچھ کہہ رہی تھی، آنکھیں اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں... ان میں کچھ پژمردگی تھی... کچھ افسردگی تھی... اور کچھ، جذبوں کی ٹوٹ پھوٹ کی ہلکی سی جھلک...

کیا عمیر کے ساتھ کوئی ٹریجڈی پیش آ گئی تھی... یہ سوچ گل زبان پر بھی لے آئی...

"کچھ افسردہ سے لگ رہے ہو... کیا کوئی معاملہ گڑبڑ ہو گیا ہے...؟ اپنی آنکھیں ذرا دیکھو... تمہارے قہقہوں کو جھٹلا رہی ہیں..."

عمیر گلشن کی اس بات پر بُری طرح گڑبڑا گیا... لیکن... یہ بس لمحہ بھر کے لئے ہی تھا... بڑی جلدی سے سنبھل کر، اک پُرزور قہقہہ لگایا۔

"ذرا اب بھی دیکھو... وہی منظر ہے آنکھوں میں..."

"یقیناً..." گلشن نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پورے وثوق سے کہا...

"بالکل وہی... ہونٹوں پر قہقہے اور... اور یہ... آنکھوں میں... کونسا غم ہے...؟ سچ بتاؤ..."

"ویسے بھی داد دیتا ہوں تمہاری پہچان کی... واہ بھئی واہ... مان گیا گل تمہیں..."

"میری تعریفیں چھوڑو... بات بتاؤ... اس وقت خوشامد نہیں چلے گی"

"ارے یار! خوشامد کون کر رہا ہے..."

"میں نے کہا نا... اِدھر اُدھر ٹلانے کی کوشش بے کار ہو گی...

تمہیں پتہ ہے گلشن ٹلا نہیں کرتی... شاباش... جلدی سے بتاؤ..."

اس اتنی بحث سے عمیر کو اتنا وقت مل گیا تھا کہ وہ اپنی راز اگلتی آنکھوں پر مصلحت کا پردہ ڈال سکے۔ گو مشکل ضرور تھا لیکن ناممکن نہیں تھا...

"دیکھو گل! میرے جو قہقہے ہیں، وہ بھائی جان کی شادی کی خوشی میں ہیں... مومنہ بڑی اچھی لڑکی ہے... اور یہ جو تم آنکھوں کی بات کر رہی ہو... تو... دیکھو، میں جو کچھ بتاؤں گا وہ سن کر تم اپنی آنکھوں میں میری آنکھوں کے جذبے نہ بھر لینا..."

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے... بس ہمیشہ ہر حال میں خوش رہا کرتی ہوں... افسردہ، پژمردہ، غمزدہ۔ سب کچھ میرے دشمن ہوں۔ مجھے خدا نے کوئی کمی نہیں دے رکھی... شکر ہے مولیٰ کا..."

"بس... یہ بات سب سے اچھی ہے... شکر ہی کرتی رہا کرو..."

"کرتی رہتی ہوں... تم بتاؤ... سچی بات..."

"اچھا...؟ سچی بات سننا چاہتی ہو... تو سنو... تم میری بڑی پیاری بہن ہو... بڑی ہی پیاری... دو چار دن بعد مجھ سے جدا ہو جاؤ گی... تو پھر... تمہیں کچھ علم ہے میں کتنا اکیلا رہ جاؤں گا..."

یکایک گلشن کی نظریں جھک گئیں...

"بس یہی دکھ، یہی غم، اور یہی افسردگی میری آنکھوں میں ہے"

"ہائے عمو! یہ تم نے میرے ہی دل کی بات کہہ دی... میں بڑی

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے ہوں۔ مگر اب نہیں۔ اب نہیں..."

اور گلشن عمیر سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی...

"میں خود تمہارے بغیر... تمہارے بغیر عمو!... عمو!..."

تب وہ روتے ہوئے، چیخیں مارتے ہوئے اک دم اس سے علیحدہ ہوئی اور بھاگ کر کمرے سے نکل گئی...

"کاش! اللہ میاں تم نے مجھے لڑکی نہ بنایا ہوتا... اپنا گھر اور اپنے بھائی تو نہ چھٹتے... میرے دونوں بھائی... اتنے پیارے۔ اور یہ عمو تو بالکل سادہ سا... معصوم سا... غمگسار سا... اور مہربان سا..."

وہ کتنی ہی دیر کمرے میں اکیلی پڑی روتی رہی... گو اس گھر سے زندگی کی آسائشیں بہت کم حاصل ہوئی تھیں... پھر بھی... اسے چھوڑتے ہوئے بڑا دکھ ہو رہا تھا... بڑی تکلیف ہو رہی تھی...

گھر والوں سے اگر زندگی میں کچھ شکایتیں بھی رہتی تھیں تو اس وقت سب ذہن سے نکل چکی تھیں... اب صرف محبتیں اور مہربانیاں یاد تھیں اور آنے والی جدائی خون کے آنسو رلا رہی تھی...

○

زبیر اور مومنہ ابھی تک نہیں آئے تھے... مہندی کی رسم ادا ہو چکی تھی... اور کل اس کی رخصتی تھی... رات کا پچھلا پہر ہونے کو تھا...

کچھ مہمان جا چکے تھے... اکا دکا باقی تھے، وہ سب آرام کر رہے تھے...

گلشن زرد جوڑے میں خود بھی پیلی پیلی ہو رہی تھی... ہولے ہولے چلتی، دبے دبے سے قدم اٹھاتی عمیر کے کمرے میں چلی آئی... وہ بھی ابھی تک سویا نہیں تھا... چپ چاپ لیٹا چھت کو گھور رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا...

آہٹ پر نظریں اٹھیں... "ارے گل! تم...؟ اس وقت...؟"

وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا...

"میرا جی چاہا تھا عمو! کچھ وقت تمہارے پاس گزاروں..."

"آؤ بیٹھو... میں بھی تمہارے متعلق ہی سوچ رہا تھا... آج کی رات اس گھر میں تمہاری آخری رات ہے..."

"ہاں..." وہ عمو کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی... "جی کو کچھ ہو رہا تھا"

نجانے کس وجہ سے، اس کے پورے وجود پر کپکپی سی طاری تھی... پر نام گلشن نے سردی کا لے دیا... قرمزی رنگ کی چادر اوڑھے تھی، اسے اچھی طرح کندھوں کے گرد لپیٹنے لگی...

"آج سردی کچھ زیادہ نہیں...؟"

"یہ لحاف اوڑھ لو نا..." عمو نے اپنا لحاف اچھی طرح اس کی ٹانگوں پر لپیٹ دیا... "دیکھو تو پاؤں بھی ٹھنڈے ہو رہے ہیں..."

عمو نے بڑے پیار سے اس کے پاؤں اپنے گرم ہاتھوں میں دبا لیے۔

"لاؤ گرم کر دوں..."

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہ نہ..." گلشن نے پاؤں پرے کھینچ لیے۔" پاؤں کو ہاتھ مت لگاؤ۔"

"ارے کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی میری ہتھیلیاں جل رہی ہیں۔ تمہارے پاؤں کی ٹھنڈک سے سکون ملتا ہے۔"

"مہندی لگے تو تب بھی جلن رفع ہو جاتی ہے..." گلشن عمیر کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی مسکرائی...

"کیا تمہاری مہندی کا انتظام کردوں عمو...؟"

"ارے جانے دو... پہلے یہ دو مہندیاں تو رنگ لے آئیں..."

"میں تو کہتی ہوں ساتھ ہی ساتھ تیری کا بھی رنگ دیکھ لیں..."

وہ بھی عمیر کے سے شوخ لہجے میں بولی... پھر یکایک سنجیدہ ہو گئی...

اپنے سب خون کے رشتوں سے جدا ہونے کا بڑا رنج تھا۔ پر سب سے زیادہ جانے کیوں عمیر کا خیال آ رہا تھا... زبیر کے ساتھ اس کی بےشمار خوش بختیاں تھیں... ماں اور باپ کی بے تحاشا محبتیں تھیں... لیکن عمیر بالکل اکیلا تھا...

اور اکیلے انسان کی زندگی کی راہیں بڑی کٹھن ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے گلشن کے دل میں بڑی ہمدردیاں تھیں...

"عمو! اگر وہ سب شرارت تھی... ہمیں ٹالنا مقصود تھا تو میں تمہارے لئے کوئی دوسری لڑکی ڈھونڈ دوں گی... مومنہ تو تم نے رد کر دی..."

"نہ نہ... ایسے نہ کہو..." وہ ایک دم تڑپ اٹھا۔ دل کے نہاں خانوں سے حسرتیں جھانکنے لگیں... اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہ، وہی تھی جس کے لئے

اس نے انکار کیا تھا تو... کبھی نہ ایسا کرتا...

پشیمانیاں اور درد پھر دل میں اترنے لگے... اس نے جلدی سے دل کے وہ دریچے ہی بند کر دیئے جہاں سے آشنائیں جھانک جھانک کر اسے خون رلا رہی تھیں...

"میں نے کسی کو رد نہیں کیا... میں خود ہی کسی کے قابل نہیں ہوں۔ نالائق، بیکار، آوارہ اور لفنگا پھرنے والا انسان ہوں... کسی کو بھی سکھ نہیں دے سکوں گا... کیوں کسی کے ارمانوں اور سکھوں کی دشمن بنتی ہو گل...!"

"نہیں عمو...! مجھے یقین ہے... جس کی زندگی کی ڈور تمہارے ساتھ بندھ گئی وہ تم سے خوش رہے گی..."

عمیر اپنے ہی آپ پر اک طنز کے ساتھ ہنس دیا... "آج تک تم نے مجھ سے خوش ہوتے کتنے لوگ دیکھے ہیں... بتاؤ...؟"

گلشن نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ پہلے ہی پھر بول پڑا۔

"امی جی کو میں کبھی خوشی دے سکا...؟ ابا جی کو کبھی کوئی سکھ دے سکا۔؟ بھائی جان بھی میرے لئے پریشان ہیں... اور تم... تم بھی یقیناً۔"

"نہیں عمو! مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں... سچ..."

"گلہ نہیں ہے نا...؟ خوشی بھی تو کبھی نہیں دی..."

"خوشی کیا ہوتی ہے...؟" وہ سوچنے لگی... زبیر لائق ہو گیا... بہت اچھی ملازمت پر لگ گیا... خوب کمانے لگا... سب گھر والے بہت خوش

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے... لیکن... انہیں کیا ملا...؟ سب کچھ اس کے اپنے ہی لئے تھا... پھر انسان کیسی خوشی طلب کرتا ہے دوسرے سے... اپنے ہی لئے سب کچھ ہوتا ہے...

اور یوں عمیر سے کیسی خوشی کی سب توقع کرتے تھے... دوسروں کے کام تو آیا ہی کرتا تھا... زبیر جتنا قابل نہیں ہوا... امریکہ میں جاکر پڑھا نہیں... بہت اعلیٰ ملازمت اسے نہیں ملی... مومنہ جیسی لڑکی سے اس کی شادی نہیں ہوئی... یہ سب کچھ اس کی اپنی ذات کے لئے تھا... دوسرے کسی کو کوئی نقصان نہیں تھا... وہ خود ہی خسارے میں تھا نا...

پھر... کیسی خوشی کی لوگ چاہت کرتے ہیں...؟ گلشن سوچ رہی تھی۔ زبیر نے خوشیاں دیں والدین کو، اپنی ذات کو خوشیاں دے کر... اور والدین کو کیا ملا... اس کی طرف سے پریشانیاں... دکھ... اذیت...

اور عمیر نے اپنی ذات کے لئے کوئی خوشی اکٹھی نہیں کی... لیکن والدین کو بھی کوئی دکھ، کوئی تکلیف نہیں دی... پھر... کیوں امی جی اور ابا جی کو ہمیشہ اس سے شکایت رہتی تھی کہ اس نے انہیں آج تک کوئی خوشی نہیں دی...

یہ کیا انصاف تھا...؟ یہ کیسی خوشی و راحت کی طلب اور چاہت تھی...؟

"کیا بات ہے...؟ کیا سوچنے لگیں گل...؟" عمیر نے اس کا کندھا ہلایا۔
"کچھ نہیں..." وہ چونکی... مسکرائی... پر آنکھوں کی جھیلوں میں تارے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ڈول رہے تھے...

"دیکھو... آج کی رات ہم بہن بھائی کے دکھ سکھ کی آخری رات ہے اس کے بعد..."

"پلیز عمو! چپ..." وہ رونے لگ پڑی...

"تم میرے پاس کیا رونے آئی تھیں...؟" عمیر اس کے آنسو صاف کرنے لگا...

"تم نے تو کہا تھا آج ڈھیر ساری باتیں کریں گے... صبح ہونے تک۔ یہ بے ایمانی ہے گل...!"

"تم کتنے اچھے بھائی ہو عمو!" پھر ایک دم اسے زبیر یاد آگیا...

"دیکھو تو بھائی جان ابھی تک واپس نہیں آئے... مجھے بڑا شوق تھا بھابھی کے ساتھ دو چار دن گزارنے کا..."

مومنہ کا ذکر آیا تو عمیر چپ سا ہو گیا... دماغ نے کہا اچھا ہی ہو گیا وہ لوگ نہیں آئے... بڑی عجیب حالت ہو جاتی تھی مومنہ کی موجودگی میں۔ ویسے اتنے دنوں کے جتنے لمحات تھے، وہ ہر ایک میں سو سو بار اس کے دل میں دھڑکی تھی... اس کی رگوں میں دوڑی تھی... اور اس کی آنکھوں میں ہر پل بیٹھی رہی تھی...

پر... اب تو وہ اس کے بھائی کی بیوی تھی... اسے اس کے پاس یوں نہیں آنا چاہیئے تھا... بڑی تکلیف ہوتی تھی... نہ اپنے خیالوں سے دور بھگانے پر قادر تھا اور نہ اس خیالی قربت کا متحمل ہو سکتا تھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یوں ہی، اب جائز ہی نہیں سمجھتا تھا... پر یہ دل کم بخت ...!

"دیکھو عمو! مان جاؤ پلیز...!" گلشن نے پھر اس کی منت کی...

"تم دو تین سال بعد جب واپس آؤ گی تو پھر اس موضوع پر گفتگو کریں گے"

عمیر نے اسے ٹالنے کی کوشش کی...

"فی الحال تمہیں یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ یہ گھ... بے بسی اور ایسے خرچ کا بار برداشت نہیں کر سکتا... بہت سا... فرض ہیں ہم پر اتنی دیر میں وہ ادا کر لوں..."

"تم نے بہانہ خوب گھڑ لیا ہے... چلو اچھا تمہاری مرضی..." گلشن اُٹھ کھڑی ہوئی...

"ارے بیٹھو ابھی..."

"فجر کی اذان ہو رہی ہے... امّی جی اور ابا جی کو گرم پانی کر کے دینا ہے۔ ٹھنڈے پانی سے ابا جی وضو کریں تو انہیں زکام ہو جاتا ہے..."

ماں باپ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی آواز پھر رندھنے لگی... دو قدم چلی پھر پلٹ کر عمیر کے پاس آن کھڑی ہوئی...

"عمو! امّی جی اور ابا جی کا خیال رکھا کرنا... بھائی جان اور بھابھی تو چلے جائیں گے... پھر اس کے بعد تمہی صرف ان کے پاس رہ جاؤ گے۔"

گلشن رونے لگ پڑی..." اور عمو! تمہارا خیال رکھنے کو کسے کہوں...؟"

کاش! ہم لڑکیوں کی اپنی بھی کوئی مرضی ہوا کرتی..."

اس کے دل کو بہلانے کی خاطر عمیر خواہ مخواہ ہی ہنسا...

"پھر تم لڑکیاں کیا کرتیں...؟"

"میں اس گھر سے کبھی نہ جاتی... ساری عمر امّی جی اور ابا جی کے لئے وقف کر دیتی..." عمیر سنجیدہ ہو گیا...

"جس طرح تم مجھے کہو، بتاؤ، حکم دو۔ میں ان کی خدمت کروں گا۔ تمہاری کمی انہیں محسوس نہیں ہونے دوں گا..."

عمیر نے گلشن کے آنسو پونچھے..." ساری زندگی ان کے نام کر دوں گا... ہر طرح کی خدمت کروں گا ان کی۔ تم مجھے بہت عزیز ہو... کچھ اپنے تعلق کی وجہ سے کہ وہ میرے والدین ہیں اور کچھ... تمہاری خواہش... میں زندگی میں بھائی جان کی طرح تم سب لوگوں کو کوئی خوشی نہیں دے سکا... خدمت کر کے ہی شاید کچھ..."

"نہیں... عمو... نہیں... تم نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے... بہت کچھ۔" اور وہ روتی ہوئی کمرے سے نکل گئی...

عمیر بھی اپنے آنسو پونچھتے ہوئے چہرے پر بازو دھر کر لیٹ گیا...

صبح ہوئی... شادی کی گہما گہمی شروع ہو گئی... ہر ہر لمحہ زبیر کا انتظار تھا... مگر وہ نہیں آیا... دیگیں چڑھی ہوئی تھیں، شادیانے بج رہے تھے... مہمان کچھ آ گئے تھے... باقی آ رہے تھے...

رونق تھی۔ ہنگامہ تھا۔ ہلچل تھی... پر جہاں آرا اور کاظمی صاحب کے دل ڈوبے ڈوبے جا رہے تھے... زبیر کی طرف سے بہت فکر تھا... گلشن کی برات ابھی نہیں آئی تھی... ایک کمرے میں سہیلیاں اسے لئے گھسی

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نھیں... دلہن بنا رہی تھیں... بیچ میں سے کچھ پیچھے پڑی ہوئی تھیں کہ اسے کسی اچھے سے، ٹاپ کے بیوٹی پالر میں لے جا کے، اچھی سی، پیاری سی دُلہن بنایا جائے...

"اگر میرے شوہر نے ایسی لڑکی، جو پہلی بار دیکھے گا، دوبارہ پھر کبھی دیکھنے کی خواہش ظاہر کر دی تو وہ میں اسے کہاں سے دکھاؤں گی..."

گلشن نے بیوٹی پالر میں جانے کی مخالفت میں دلیل دی...

"اس ملمع، اس تصنّع سے سادگی بہتر ہے... ہمیشہ ساتھ تو دیتی ہے... دھوکے میں تو نہیں رکھتی..."

اس کے علاوہ گلشن یہ بھی جانتی تھی کہ اس کے والدین کس مالی بحران سے گزر رہے تھے اور وہ ایسی فضول خرچیوں کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے...

"یہ لڑکی ہے تو جوان، پر اس کے اندر اللہ میاں نے دل کسی بڑھیا کا ڈال دیا ہے..."

سہیلیاں اسے چھیڑ رہی تھیں... مذاق کر رہی تھیں...

"لے جانے والا ہاتھوں میں سر لے کر روئے گا..."

"عقلمند ہے، سیانی ہے، ہو سکتا ہے رونے کی بجائے ہنسے، قہقہے لگائے..."

"اتنی عقلمندی اور سگھڑاپے کا مظاہرہ نہ کر دینا کہ ساری عمر کے لئے کنیز، غلام، باندی بن کر رہ جاؤ... اپنی قیمت ذرا بڑی رکھنا... سمجھیں..."

کوئی اسے سمجھا رہی تھی، کوئی اسے عیش کی زندگی گزارنے کے گُر سکھا رہی تھی...

"بیوی بن کر رہنا... آجکل کی بیوی... پہلے زمانے کی بیوی نہیں... وہ کنیز ہُوا کرتی تھی... آجکل کی بیوی شوہر کو غلام بناتی ہے..."

"گربہ کشتن روزِ اوّل والا حساب کرنا... پہلے دن ہی ٹانگیں پاؤں دبوا لینا..."

"ذرا رعب سے بولنا... سہم سہم کر کے... شہزادیوں، نوابزادیوں کی طرح۔"

"برات آ گئی... برات آ گئی..." شور اُٹھا... بینڈ کی آواز سنائی دی... پٹاخے چھُٹے...

"چلو تمہیں برات دکھائیں... سب سے پہلا حق تمہارا ہے..."

سہیلیاں اسے کھینچتے ہوئے کھڑکی میں لے گئیں...

"ذرا ابھی سے اسے واچ کرنا شروع کر دو... تاکہ پھر اس کے ساتھ رعب و دبدبے والا سلوک روا رکھنے میں آسانی ہو... دولھا بنا ہوا ہے۔ گھبراہٹ میں کوئی نہ کوئی غلطی تو سرزد ہو ہی جائے گی... بس وہ یاد رکھنا..."

دولھا کار میں سے نکلا... شیروانی۔ چوڑی دار پاجامہ۔ سلیم شاہی جوتا، اور سر پہ کلف لگے طرّے والی، یہ اونچے سے شملے والی پگڑی تھی۔ بہت اچھا لگ رہا تھا... گلے میں صرف ایک طلائی ہار تھا... نفیس ذوق اور نفیس مزاج والا معلوم ہو رہا تھا... چہرے پہ ہلکی سی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسکراہٹ تھی...

"مجھے تو لگتا ہے تیری طرح کنجوس ہی ہوگا... کوئی نوٹوں شوٹوں کا ہار ہی نہیں..."

"نہیں۔ یہ سسرال والے کنجوس ہوں گے... جبھی تو.. ماں نے سہرا بھی نہیں باندھا تھا... بیٹے کا ننگا منہ لے کر چلی آئی ہے..."

سہیلیاں ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھیں... چھیڑ چھاڑ کر رہی تھیں۔

لیکن... گلشن کچھ اور ہی دیکھ رہی تھی... جب برات آئی تھی... استقبال کے لئے اس کے گھر والے گیٹ پر پہنچے تھے... کاظمی صاحب اور عمیر سب سے آگے تھے... ہاتھوں میں طلائی ہار تھے... پھر ان کے ساتھ ہی ساتھ چچا، تایا، ماموں اور خالو وغیرہ تھے... پھر خاندان کے کچھ اور چیدہ چیدہ بزرگ تھے... کسی کے ہاتھ میں پھولوں کے ہار تھے، کسی کے نقرئی، کسی کے طلائی...

"ہائے...!" گلشن کراہ اٹھی... زبیر نہیں تھا۔ جسے خاص طور پر اس نے اپنی شادی کے لئے امریکہ سے بلوایا تھا... بہت ساری منتیں التجائیں کر کر کے... قسمیں ڈال ڈال کر... واسطے دے دے کر...

وہ ابھی تک اپنے ہنی مون سے ہی واپس نہیں آیا تھا... چلو اس کے لئے نہ سہی، اپنی دعوتِ ولیمہ کے لئے ہی آ جاتا... جس کا اہتمام ماں باپ نے اتنے زور شور سے، خوشیوں سے، اُمنگوں سے کیا تھا...

باہر لگے شامیانوں میں دو سٹیج بنائے گئے تھے... ایک اس کی دلہن

کے لئے اور دوسرا گلشن کے لئے...

سب براتی بیٹھ گئے... اسے بھی لے جا کر سٹیج پر بٹھا دیا گیا.. گلشن نے تھوڑا سا رخ موڑ کر دیکھا دوسرا سٹیج خالی پڑا تھا... اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے...

"لو... اس نے تو ابھی سے رونا شروع کر دیا..." صبوحی اُلجھ کر بولی...

"ہماری ساری محنت ضائع کر رہی ہے..."

"اری پاگل! احمق! آرسی مصحف تک کے لئے تو اپنی صورت کو ٹھیک ٹھاک رکھ... کمبخت! دولھا کے سامنے تو تم نے اُجاڑ حالت میں جانا ہی ہے... سادگی کا کفن اوڑھ کر، سادگی سادگی پکارتے ہوئے۔"

گلشن سہیلیوں کو اپنے آنسوؤں کی وجہ نہ بتا سکی... دل بُری طرح جل رہا تھا... سارا وجود ہی جیسے کسی تپی ہوئی بھٹی میں پڑا تھا... بھسم ہو رہی تھی... راکھ ہو رہی تھی...

اس نے اس گھر سے اپنا کوئی حق نہیں لیا تھا... رکھتے ہوئے بھی دستبردار ہو گئی تھی... جہیز نام کی کوئی چیز نہیں بننے دی تھی... اپنی ہمتی پر اعتماد تھا... اپنے کردار پر بھروسہ تھا...

کہ... بغیر جہیز کے بھی سسرال والے گھر میں جا کر وہاں ہر ایک کے دل میں گھر کر لے گی...

مگر... یہ کیا... اتنی قربانیوں کے بعد... وہ میکے کی دہلیز سے اپنا دامن سکون و راحت کی دولت سے بھر کر جانے کی بجائے دُکھ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اذیت لے کر جا رہی تھی...

جس خواہش میں اتنی جاں نثاریاں کی تھیں، وہی پوری نہ ہوئی تھی۔ بڑا فخر تھا۔ جہیز جیسی کم تر دولت کی بجائے وہ بہت سارے مقدس اور پاکیزہ جذبے، ہیروں موتیوں سے زیادہ قیمتی، ان سے اپنے من کو سجائے، دل کی ان دولتوں سے مالا مال اس گھر سے لے جائے گی۔ پر... نصیب بڑا اکم نصیب تھا... بڑا بدبخت تھا... کچھ بھی نہ حاصل ہوا... دامن بھی خالی رہا اور دل بھی...

کھانے کا انتظام بڑا اچھا تھا... کاظمی صاحب اور جہاں آرا پرانے زمانے کے وضع دار لوگ تھے... حالانکہ پور پور قرض سے بندھے تھے پر برادری اور سمدیوں کے استقبال اور آؤ بھگت پوری شان و شوکت اور عزت و احترام سے کیا... ہر ایک کی زبان پر اچھے انتظام اور اچھے کھانے کی تعریف تھی...

گلشن کی نظریں بار بار، ہر لمحے بعد دوسری سٹیج کی طرف اٹھ جاتیں، جو ابھی تک سونا پڑا تھا...

"کوئی وجہ ہو گئی ہو گی، ورنہ ایسا کبھی ہو سکتا ہے، انہیں کی دعوتِ ولیمہ ہو اور وہی غائب ہوں..."

"بہن کی رخصتی کے لئے تو امریکہ سے چل کر آیا تھا... ممکن ہی نہ تھا، وقت پر نہ پہنچتے..."

"ہم خود پریشان ہیں... نجانے کیا ہو گیا... اللہ خیر کرے..."

"سلامتی اور خیریت سے وہ واپس پہنچ جائیں، آپ بھی دعا کریں..."

جہاں آرا، کاظمی صاحب اور عمیر اک اک کے آگے صفائی پیش کرتے پھر رہے تھے...

"کہیں خدانخواستہ کوئی ایکسیڈنٹ وغیرہ... میرے منہ میں خاک..."

جوں جوں وقت گزر رہا تھا، جہاں آرا کے چہرے پر تو ہوائیاں بھی اُڑنے لگی تھیں...

اور گلشن کا دل مزید کُڑھ رہا تھا، جل رہا تھا... رخساروں پر گرم گرم آنسو بہے چلے جا رہے تھے...

اتنی پیاری سی دلہن میں بھائی جان اتنے محو ہو چکے ہوں گے، اپنی سیر و تفریح میں ایسے مگن ہوں گے، حسین و خوب صورت علاقوں کے نظاروں میں ایسے ڈوبے ہوں گے کہ انہیں اپنی بہن کی رخصتی کا دن یاد ہی نہیں آیا ہو گا..."

گلشن کو یقین تھا... اور اردگرد جو کچھ ہو رہا تھا اسے کچھ معلوم نہ تھا بس وہ انہیں کے متعلق سوچے جا رہی تھی...

"نہ یاد رکھتے اپنی دعوتِ ولیمہ کو... اتنی حسین بیوی ساتھ تھی... چلو جی۔ پر۔ اپنی ایک ہی بہن کی شادی کا دن تو ان کے دل پر لکھا گیا ہونا چاہیے تھا... وہ کیوں بھول گئے مجھے... وہ کیوں بھول گئے...؟"

دل کسی طرح بھی ٹھکانے پر نہیں آ رہا تھا... "میں اتنی بے قیمت ہوں ان کی نظروں میں... میری کوئی حیثیت نہیں، کوئی مقام نہیں انکے دل میں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اتنی بُری ہوں..."

ہر لمحے بعد، ہر سوچ بعد اس کے آنسو مزید تیزی سے بہنے لگتے تھے۔ اور مسلسل بہے چلے جا رہے تھے...

اس نے کھانا نہیں کھایا... کھایا ہی نہیں گیا... سب کچھ زہر لگ رہا تھا...

آرسی مصحف کی رسم ادا ہوئی... وہ اس وقت بھی روتی رہی... اس نے آنکھیں کھولی ہی نہیں... اپنے دولہا کو بھی نہیں دیکھا... سب شوق تجسس ختم ہو چکے تھے...

تب... رخصتی کا وقت آ گیا... گلشن نے اٹھتے اٹھتے سٹیج پر آخری نظر ڈالی۔ دروازوں پر آخری نظر ڈالی... اب بھی آتے ہوئے دکھائی دے جائیں... مگر... مایوسی کا دکھ اس کی رگوں میں اُتر ہی گیا...

کاظمی صاحب اور عمیرا اسے بازوؤں میں بھر کر، پھولوں، ہاروں سے سجی گاڑی کی طرف لے چلے... اسے الوداعی پیار کیا۔ گلے سے لگایا... پر۔ زبیر کے لمس، اس کی خوشبو اور دعاؤں کے لئے ترستی ہی رہی...

"گل! میں تمہارے بغیر بہت تنہا ہو جاؤں گا... تم میری بہن ہی نہیں تھیں... تم میری دوست اور غمگسار بھی تھیں..."

عمیر تو کتنی ہی دیر اسے بازوؤں میں بھرے کھڑا رہا... مرد ہو کر بھی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا...

گلشن نے بہت کچھ کہنا چاہا... مگر گلے میں ایسا پھندا لگا کہ آواز نکل ہی نہ سکی... عمیر کو کوئی تسلی دیتی... پر زبیر کا دکھ یہاں بھی آڑے آ گیا...

عمیر کو بہن سے دلاسا بھی نہ مل سکا... وہ زبیر کے لئے روتی رہی...

"دیر ہو رہی ہے... بہت دُور جانا ہے..."

پتہ نہیں کس نے کہا تھا... عمیر گلشن کو چھوڑ کر جلدی سے پرے ہٹ گیا۔ اور... گلشن رخصت ہو گئی...

پریشانی سی پریشانی تھی... آٹھ دن اور گزر گئے... زبیر اور اس کی دلہن ابھی تک ہنی مون سے واپس نہیں آئے تھے... ماں باپ پریشان تھے... بھائی فکرمند تھا...

زبیر نے تو جاتے ہوئے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ پاکستان کے کس علاقے میں جا رہا تھا...

"سسپنس ڈارلنگ! سسپنس..."

جاتے ہوئے سب کے پوچھنے کے بعد آخر میں مومنہ نے پوچھا تھا... باقی کی تو اسے چنداں پرواہ ہی نہ تھی... کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ البتہ مومنہ کو اس نے پورے جذبوں سے تکتے ہوئے کہا تھا...

"اچھی سی جگہ لے کر جاؤں گا۔ تاکہ تم پوری طرح انجوائے کر سکو... پوری زندگی کے لئے لذتوں، راحتوں سے دامن بھر لو..."

"میں تو امی جی اور ابا جی کی خاطر پوچھ رہی تھی۔ انہیں پتہ ہونا چاہئے۔"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ دھیمی سی آواز میں بڑبڑائی... "کیا معلوم کب کوئی ضرورت پڑ جائے؟"

"کوئی نہیں پڑتی..." وہ لاپرواہی سے بولا...

"البتہ واپس آ کر ضرور بتائیں گے کہ ہم کہاں کہاں سے ہو کر آئے۔ یہ لمبی لمبی کہانیاں... محبتوں اور ارمانوں بھری... رومان پرور..."

جوشِ جذبات میں زبیر نے اسے آنکھ مار دی... مومنہ نے شرما کر، سٹپٹا کر ساس سسر کی طرف دیکھا... سب نے زبیر کی یہ حرکت دیکھ لی تھی... ماں باپ نے تو نظریں جھکا لیں... گلشن البتہ ہولے سے بڑبڑائی تھی...

"بھائی جان امریکہ سے بڑے بے شرم ہو کر آئے ہیں..."

"جذبوں کا اظہار کرنا اگر بے شرمی ہے تو ہم بے شرم ہی سہی۔ ویسے اس طرح تو پھر سارے ہی..."

"چلیں بس کریں اب..." مومنہ شرمندہ ہوئی جا رہی تھی۔

"یہ امریکہ کی ہوا خدا نہ کرے کسی کو لگے..."

"ہم تو آٹھ سال ان ہواؤں میں سانس لیتے رہے..." زبیر نے شیخی سے کہا...

"اور اب بھابھی آپ کے اندر بھی وہی جراثیم پہنچ جائیں گے... سال دو سال بعد جب آپ ہمیں ملنے آئیں گی تو شاید بھائی جان سے دو ہاتھ آگے ہوں..."

"خدا نہ کرے..." مومنہ بہت ہولے سے بڑبڑائی... بہت

ہولے سے... پر زبیر نے پھر بھی سن لیا...

"اب تو ہمارا رنگ تم پر آئے گا ہی... وہ امریکہ کا ہو یا پاکستان کا..."

"اور آئے گا بھی چوکھا..." گلشن مسکرائی...

"انداز سے ایسا ہی لگ رہا ہے... کافی پتی ورتا استری ہے ہماری بھابھی..."

"ارے بھئی دیر ہو گئی..." زبیر ایک دم بکس اٹھا باہر کی طرف لپکا...

مومنہ نے بڑھ کر ساس اور سسر کو خدا حافظ کہا... گلشن کو گلے سے لگایا اور کچھ سوچتے ہوئے ہولے ہولے قدم اٹھاتی شوہر کے پیچھے چل دی تھی... یوں ان کی روانگی ہو گئی تھی...

اب کہاں پتہ کرائیں... کچھ معلوم ہی نہیں تھا... کدھر گئے تھے۔ کیا ان کے ارادے تھے...

پر دلوں میں بڑے ہول سے بیٹھے ہوئے تھے... "اتنے اچھے دونوں لگ رہے تھے، جیسے راج ہنسوں کی جوڑی... بے حد خوب صورت... بے حد اُجلے اُجلے... کسی کی نظر ہی نہ... خدا نہ کرے... خدا نہ کرے... اللہ دونوں کو خیریت سے واپس لائے..."

ماں منتیں مان رہی تھی... باپ دعائیں مانگ رہا تھا... بھائی ہر روز اخباروں میں چھپنے والی حادثات کی خبریں چپکے چپکے، غور غور سے پڑھتا تھا۔ جتنے اخبار ہاتھ لگ جاتے... سب کی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ بہر سے تو خون کے رشتے کی محبت تھی... مگر مومنہ... اس نے ایک علیحدہ ہی تعلق قائم کر لیا ہوا تھا... اس کے لئے عمیر کے دل میں جو تڑپ تھی، جو درد تھا، جو اضطراب تھا، وہ اس کی شدّت کا کسی پر اظہار بھی نہیں کر سکتا تھا...

کیسی بے لبی اور لاچاری تھی... !!

مقدر نے اسے بظاہر عمیر سے چھین ضرور لیا تھا لیکن وہ اندر، دل کے ہر گوشے، ہر کونے، ہر حصے میں اسی شان و شوکت اور مضبوطیوں اور ارمانوں، ولولوں کے ساتھ موجود تھی...

بلکہ چھن جانے کے دکھ نے اسے مزید اس کی طرف مائل کر دیا تھا۔

اور اب ہر لمحہ وہ اس کی زندگی کی دُعا مانگ رہا تھا... اس کی بہتری اور سکھ کی تمنا کر رہا تھا۔۔

یوں... عمیر کا اک اک لمحہ عجیب سی اذیت اور کرب میں گذر رہا تھا... کسی کل چین نہیں آتا تھا... کسی پہلو قرار نہیں تھا...

گلشن دوسرے تیسرے آ جاتی تو کچھ تھوڑا سا دل بہل جاتا...

ورنہ وہی بے چینیاں اور بے تابیاں اندر سمائی رہتیں... اذیت کا زہر قطرہ قطرہ ٹپک کر اسے زندگی سے جیسے دُور کئے جا رہا تھا... بڑا نڈھال سا رہتا۔

گلشن کے شوہر کی چھٹی ختم ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ اسے بھی چلے جانا تھا... پاسپورٹ، ویزا اور دوسرے کاغذات سب مکمل تھے... پیچھے رہ جانے کا یا کچھ دن بعد اس کے پاس پہنچ جانے کا کوئی جواز ہی نہ تھا...

سسرال والوں نے پہلے نکاح اسی لئے کر لیا تھا کہ کاغذات مکمل ہو سکیں... یوں اس کی تیاری مکمل تھی...

مگر... وہ ابھی جانا نہیں چاہتی تھی... لیت و لعل کر رہی تھی... خواہ مخواہ کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی... اک دن عمیر کے آگے گلشن کے شوہر ضیاء نے شکایت لگا دی...

"ذرا اس سے پوچھو... یہ میرے ساتھ جانے سے گریز کیوں کر رہی ہے...؟"

"کیوں گل...! یہ ضیاء بھائی کیا کہہ رہے ہیں...؟"

"تو حرج بھی کیا ہے..." پھر ذرا موقع ملا... ضیاء ادھر جہاں آرا اور کاظمی صاحب کے پاس بیٹھا تھا... گلشن نے عمیر کو بتایا...

"عمو! مجھے بھائی جان اور بھابی کا انتظار ہے... بہت دل چاہتا ہے ان سے ملنے کو... ملے بغیر چلی گئی تو وہاں بھی سکون نہیں پا سکوں گی..."

اور گلشن رونے ہی لگ پڑی..." بس تمہیں کیا بتاؤں میرا دل کتنا بے چین اور پریشان ہے..."

ان کے جانے میں بالکل دو تین دن رہ گئے تو ضیاء نے پھر عمیر کے سامنے وہی مسئلہ رکھا... جہاں آرا اور کاظمی صاحب سے کہہ نہیں سکا تھا۔ عمیر سے بڑی بے تکلفی تھی...

"دیکھو نا عمو! یہ نہیں جائے گی تو بتاؤ میں وہاں اکیلا کیا کروں گا..."

"جو پہلے کیا کرتے تھے..." گلشن نے زیر لب مسکراتے ہوئے قدرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چمک کر کہا...

"اب نہیں ہو سکے گا وہ سب... نہیں رہ سکوں گا تمہارے بغیر..."
اس نے عمیر کے سامنے ہی بے تکلفی سے کہہ دیا..." اب تو تمہارے بغیر اک پل بھی نہیں گزارا سکتا..."

اک شرمیلی سی نظر سے عمیر کو تکتے ہوئے گلشن نے شوہر کو کہنی سے ٹھونکا دیا...

"میں کوئی غلط کہہ رہا ہوں... کیوں مجھے جھوٹ بولنے پہ مجبور کر رہی ہو..."

اس نے بڑی پیار بھری نظروں سے گلشن کو تکتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا... "اور پھر عمو سے کیا چھپانا... یہ تمہارا بھائی ہی نہیں میرا دوست بھی ہے..."

گلشن کھل کھل کر کے ہنس پڑی... "یہ دوستی کب سے ہو گئی...؟"

"تم بھی تو یہی کہتی ہو کہ تمہاری عمو سے دوستی ہے..."

"ہاں! بہن بھائی سے زیادہ ہم دونوں ہمیشہ دوستوں کی طرح رہے ہیں۔"

"اور اب بھی دوست ہی کی طرح میرا کہا مانو اور چپ چاپ ضیاء بھائی کے ساتھ سدھار جاؤ..."

جب عمیر نے اس کے منہ پر ہی کہہ دیا تو وہ بھی شوہر کے سامنے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی...

"میں بھائی جان کے لئے اتنی پریشان ہوں کہ کوئی حد نہیں۔ بتاؤ

اس پریشانی میں کیسے آگے چل دوں..."

"تم اب صرف ضیاء بھائی کے لئے سوچا کرو... اور پریشان ہوا کرو... اور ان کے بعد اپنے جذبے سسرال والوں کے لئے رکھو... اور ہماری آنول کاٹ دو... میری اچھی بہن!"

"ایک دم سے نہیں کٹتی..." وہ روئے گئی...

"اور رہا ان کا اور سسرال والوں کا خیال تو وہ عمو! قسم خدا کی میں نے اپنے فرائض سے کبھی کوتاہی نہیں کی... ان کا ہر کام جی جان سے کرتی ہوں... وہ سب مجھ سے بہت خوش ہیں... کسی کو کوئی شکایت نہیں... وہ میری بڑی قدر کرتے ہیں..."

"تو بس پھر... ان عزتوں، قدروں اور خوشیوں کو سنبھال کر رکھو۔ مضبوطی سے تھام کر..."

عمیر نے اسے بڑے پیار سے اور بڑی سنجیدگی سے سمجھایا...

"اب تم بھائی جان کی خاطر ضیاء بھائی کا کہا نہیں مانو گی تو ان کے دل میں بال آ جائے گا... پھر سسرال والے بھی تمہارے اس فعل کو اچھا نہیں سمجھیں گے، جو تم ان کے بیٹے کی خوشی پوری نہیں کرو گی..."

"یہ ہوئی نا عقل کی بات..."

ضیاء نے متاثر ہوتے ہوئے تحسین و آفرین بھری نظروں سے عمیر کو دیکھا "اسی لئے میں عمو کو سالا کہنے کی بجائے اپنا دوست کہتا ہوں..."

ضیا، بڑا خوش مزاج اور زندہ دل تھا... بیوی رو رہی تھی، ماحول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا سنجیدہ ہو رہا تھا... بیوی اور ماحول دونوں کو ہنسانے کی خاطر خوشگوار سے لہجے میں بولا...

"ویسے بھی میری ہی طرح عقلمند ہے..."

"میاں مٹھو صاحب! اُٹھو... واپسی کے لئے آٹھ بجے تک کا کہہ کر آئے ہوئے ہیں۔ اور پونے آٹھ ہو گئے..."

ضیاء کے انداز پر وہ واقعی مسکرا دی... "میں اپنی زبان پر پورا اترنا چاہتی ہوں... یوں بھی... انتظار بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ جو لوگ میرے ساتھ اچھے ہیں میں انہیں کسی بھی تکلیف میں نہیں ڈالا کرتی..."

"کاش، بھائی جان! آپ نے ہمارے لئے ایسی بات سوچی ہوتی۔ نہ آپ نے کبھی ہماری چاہت کا اندازہ کیا اور نہ ہی اس حساب سے اس تکلیف اور پریشانی کا، جو آپ کے انتظار میں ہمیں ہو رہی ہے..."

عمیر سوچتا رہ گیا... دکھی ہوتا رہ گیا...

ایک ہفتہ اور گزر گیا... زبیر اور مومنہ کے انتظار کی اذیت سہتے سہتے گلشن کے جانے کے دن آ گئے... بے حد بے چین و بیقرار تھی... اور انتہائی افسردہ و دلگرفتہ بھی...

بار بار عمیر سے کہتی... "سوچا تھا بھابھی کے ساتھ کچھ دن گزاروں گی پر ہمیں پوری خوشی کب ملتی ہے... ان کی شادی کی خوشی ملی مگر... جدائی کے غم میں لپٹی ہوئی..."

اس دن وہ بہت روئی تھی... روتی ہوئی ہی آئی تھی اور جتنی دیر بیٹھی روتی ہی رہی... عمیر ہنسانے کی کوشش کرتا رہا...

"یار ضیاء بھائی! تم ہماری بہن کو رُلاتے بہت ہو..."

ضیاء نے ٹکٹیں دکھا دیں... "کل جا رہے ہیں نا... بس... ویسے میں نے کوئی بُرا سلوک نہیں کیا... پوچھو اس سے..."

"ارے پگلی! سبھی لڑکیاں میکے سے رخصت بھی ہوتی ہیں اور بہت دور دور بھی جایا کرتی ہیں... ضیاء تمہیں بڑی سیریں کرائینگے۔"

"لیکن بھائی جان سے تو نہ مل سکی... پتہ نہیں اب کتنے سالوں بعد پھر موقع ملے... اور بھابھی... اتنے ارمانوں سے اسے لائی تھی... کوئی خوشی نصیب میں نہ ہوئی..."

"امی جی، اسے سمجھائیں نا..."

جہاں آرا خود اتنی پریشان تھیں کہ کسی کو تسلی دینے کے بھی قابل نہ تھیں... بات بے بات آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے... بیٹی جا رہی تھی... دو، تین سالوں کے لئے... لیکن اس کی جدائی کا غم نہ تھا، نہ اتنی شاق گزر رہی تھی، جتنی زبیر کی تھی...

"جانے دلہن کیسے قدم لے کر آئی ہے... ہمارا بیٹا ہی ہم سے بچھڑ گیا۔ بے حد غم کے عالم میں تھیں... بس ہر اس فرد پر غصہ آ رہا تھا جس کا ذرا سا بھی تعلق زبیر کے ساتھ تھا... کچھ دیر پہلے شوہر سے جھگڑا کر کے بیٹھی تھیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اتنی بڑی رقم اس کے پاس نہیں رہنے دینا چاہیئے تھی... نیاز والے بھی، سہرا بندی کے بھی... سب اکٹھے کر کے چل پڑا... باپ تھے، مانگ لیتے تو انکار نہ کرتا..."

جیب اس نے بھری تھی۔ حق اس نے کسی کو نہیں دیا... ماں باپ سے پوچھا گچھا تک نہیں کہ یہ جو رقمیں اکٹھی ہوئیں۔ نیاز والی اور سلامیوں کی، ان کا کیا کرنا تھا...؟ فرض تو اس کا بنتا تھا، ان کے آگے دھر دیتا... پھر بیشک وہ اسے ہی اٹھا کر دے دیتے۔

پر زبیر نے کسی کو بڑا سمجھا ہی نہیں...

اور جہاں آرا نے سارا قصور کاظمی صاحب پر دھر دیا...

"کبھی نہ انکار کرتا..." اب بھی وہ یہی کہہ رہی تھیں اور پورے وثوق سے...

"ہمارا بھی بھلا ہو جاتا اور اس کا بھی شاید... کیا پتہ اس رقم کی وجہ سے ہی کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو..."

"میں اس سے مانگ لیتا نا تو پھر تم ہی مجھے طعنے دیتیں..."

"میں کیوں دیتی...؟" وہ تنک کر بولیں....

"مجھے پتہ ہے تمہاری عادت کا... اس کی غیر موجودگی میں ہی کہہ رہی ہو... ابھی سامنے آ جائے نا تو اس کی محبت اور طرفداری میں نہ صرف بولنے لگ جاؤ بلکہ دو چار رقمیں اور اسے پکڑا دو..."

"آپ بھی تو اسی طرح کرتے ہیں... جہاں آرا نے نظریں جھکا لیں۔

اور یہ جھکی نظریں سچ کا اعتراف کر رہی تھیں...

پھر دونوں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے... ابھی جھگڑا چل ہی رہا تھا کہ گلشن اور ضیاء کے آنے کی اطلاع ملی۔ یوں بیچ میں ہی لڑائی دم توڑ گئی، ورنہ پتہ نہیں کیسا اس آگ نے پھیلنا تھا... زبیر دونوں ہی کی محبتوں کا مرکز تھا۔ دونوں ہی کا ویک پوائنٹ تھا....

"ہمارے ٹکٹ آ گئے ہیں اور ہم کل جا رہے ہیں..." ضیاء نے خوشی خوشی اور گلشن نے رو رو کر یہ خبر سنائی...

"اللہ زبیر کی کہیں مہاریں موڑ دے نا... نیاز دوں گی..."

اس وقت بھی جہاں آرا کو اسی کا خیال آیا... بیٹی کے جانے کا کوئی رنج نہیں ہوا... نہ پریشانی لگی...

"اس پرائے دھن نے آخر کار تو پرایا ہونا ہی تھا..." وہ بڑے حوصلے سے کہنے لگیں...

"خیر سے جاؤ اور خوش رہو اپنے گھر..." ماں نے رخصتی کی دعائیں بھی جلدی جلدی دے دیں...

تب گلشن، بھائی کے انتظار کے دیپ جلاتے جلاتے اور نینوں کے موتی لٹاتے لٹاتے رخصت ہو گئی...

اسے سی آف کرنے کے بعد سب واپس گھر آتے تو... عمبر کا تو گھر کے اندر قدم رکھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہر طرف خاموشیاں پھیلی تھیں... اس کی کوئل جیسی بہن کی کُوک کانوں میں نہیں اترتی تھی تو اس کا دل ویران سا ہوا اٹھتا تھا...

اس رات اس نے کھانا بھی نہیں کھایا... جی ہی نہیں چاہا۔ زندگی کی ہر مہک ختم ہو گئی تھی... ہر اُمنگ ساتھ چھوڑ گئی تھی...

گھر بھی ویران تھا اور اس کا اندر بھی... ویرانی سی ویرانی تھی۔

"ہائے بیٹی! تو ہی آ جا... بہو گھر کی رونق ہوتی ہے، تیری ہی ہنسی کی گھنٹیاں اس گھر میں گونج اٹھیں، تو ہم اپنا شمار زندوں میں کرنے لگیں..."

وہ مُردوں کی طرح بے جان سا پڑا سوچ رہا تھا...

"بہ... تُو تو بھائی جان کے گھر کی رونق ہے... تُو تو امریکہ میں جا کر چہکے مہکے گی... رونقیں بکھیرے گی... ہم تیرے..."

اس کے بعد عمیر نے سوچ کو بھی لگام دے لی... دل نجانے کونسا تعلق قائم کر لیتا... پر اب مناسب نہیں تھا...

زبیر دو مہینے کی چھٹی لے کر آیا تھا... اور وہ دو مہینے ختم ہوتے جا رہے تھے... بہت تھوڑے دن رہ گئے تھے باقی...

ایک دن جہاں آرا عمیر سے حساب لگوانے لگیں... اس نے انگلیوں پہ گن کر زبیر کے ایک ایک دن کا حساب بتا دیا... جو اس نے یہاں گزارے تھے اور اب باقی، کتنے تھے...؟

"صرف پانچ دن رہ گئے ہیں..."

جہاں آرا گھبرا گھبرا کر ارد گرد دیکھنے لگیں... پھر ایک دم ہی ان کی آنکھیں بھیگ اٹھیں...

"ہمارے پاس وہ کیا رہا...؟" انتہائی حسرت آمیز لہجے میں بڑبڑائیں۔ "آنکھیں تو اسی طرح ترستی رہیں۔ آئے گا تو آگے جانے کی پڑی ہو گی... وہ تو صرف اپنی بیوی کی خاطر یہاں آیا تھا۔ اسے بغل میں دبایا اور لے گیا۔ ہمارے پاس وہی رہ جاتی..."

"امی جی! اس کی بیوی نے ان کے ساتھ ساتھ ہی آنا جانا تھا نا ہر جگہ... اور پھر ہنی مون پہ وہ اس کے بغیر کیسے چلے جاتے۔ کس طرح ہمارے پاس چھوڑ جاتے... آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں..."

عمیر لاشعوری طور پہ ہی مومنہ کی طرف سے صفائی پیش کرنے لگا۔ اس کے خلاف ذرا سی بھی کوئی بات جیسے جی کو سننا گوارا نہ تھی...

اور جہاں آرا، جو کہ ایک ساس تھیں۔ بیٹے کی یہ جدائی۔ اس کا اس طرح بغیر کسی اطلاع کے اتنے طویل عرصے تک غائب رہنا، ان سب کی ذمہ دار اسی کو ٹھہراتیں...

"عورت ہو کر بھی اسے احساس نہ ہوا کہ آغاز ہی لاپرواہیوں سے کرے گی تو آگے آگے کیا ہو گا... وہ تو شاید کسی کو دیکھنا تک گوارا نہ کرے..."

لیکن پہلے دن وہ ایسی لاپرواہ تو نہ تھی... عمیر کو یاد آیا... اس پہ تو اس نے ڈھیروں ڈھیر توجہ دی تھی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ اس گھر کی بہو ہے ... اسے معلوم تھا کہ نند کی شادی ہے ... پھر اس نے باہر چلے جانا ہے ..." جہاں آرا دکھی ہو کر بولے ہی جا رہی تھیں۔

"تھو تھو پڑی ہوئی ہے ہر طرف - لوگ حیران ہیں ... ہماری زندگی میں ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہیں آیا ... پیچھے ہی پیچھے بہن کی شادی بھی ہوئی ... وہ باہر بھی چلی گئی ... زبیر کو عقل نہیں آئی تھی، تو وہی سمجھا دیتی ..."

"امی جی! گلشن بھائی جان کی بہن تھی، اس کی نہیں ... انہیں اس بات کا خیال ہونا چاہیے تھا ... مومنہ تو اس گھر میں نئی آئی ہے ... یوں بھی آپ کو یاد ہوگا ..."

عمیر کچھ بھی سوچے سمجھے بنا مومنہ کی طرفداری کیئے گیا ...

"وہ تو اسی دن نہیں جا رہی تھی ... بھائی جان زبردستی لے گئے ... گلشن نے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا - کہ پہلے ہی روز ان میں اس بات سے ایک قسم کا جھگڑا ہو گیا تھا ..."

"ہاں ... وہ تو ایسا ہی ہوا تھا ... لیکن تمہیں پتہ ہے مرد کو کچھ معلوم نہیں ہوتا ... یہ ساری رشتہ داریاں اور وضع داریاں اور رواداریاں عورتیں ہی نبھایا کرتی ہیں ..."

"چلیں امی جی! پہلی باری ہے ... پہلی غلطی ہے - معاف کر دیں - اور دعا کریں وہ خیریت سے گھر پہنچ جائیں ... اللہ انہیں سلامت رکھے ..."

"آمین ...!" جہاں آرا نے بڑے جذبے سے کہا ... دل میں پریشانی بھی

بے تحاشا تھی ... پر ساتھ - جو اک امید انسان کو لگی ہوتی ہے وہ اسے ہمیشہ کوئی نہ کوئی نئی سوچ دے کر زندگی کے ساتھ انس و لگاؤ کا بندھن باندھے رکھتی ہے ...

"عموماً ہو سکتا ہے زبیر نے واپس امریکہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہو - اس کی دلہن نے اسے یہیں پاکستان میں ہی رہنے پر راضی کر لیا ہو -" ماں کا دل تو انوکھی الوکھی، نئی نئی خواہشات من میں بسا لیتا ہے مگر عمیر کو اس بات نے چونکا سا دیا ...

اگر بیلی سدا یہیں، اس کی نظروں کے سامنے رہے تو ... اس سے زیادہ اور خوشی کی بات کیا ہو سکتی تھی ... مگر ... مگر ...

اس کی خوشی پر اوس پڑ گئی ... جس رشتے میں وہ اب بندھ گئی تھی، عمیر کے بھائی کی بیوی بن گئی تھی ... تو ... اس کے لئے بہتر تھا، وہ یہاں سے چلی جائے ... اس کی نظروں سے اوجھل ... دور کہیں ...

چند دن، دل تڑپے گا ... مضطرب رہے گا ... بے چین و بیقرار ہوگا ضرور ... مگر پھر ... شاید صبر بھی آ جائے ... دور ہوتی تھی ... یاد تو آتی تھی، پھر دل کچھ سکون پذیر رہتا تھا ...

لیکن اس صورت میں ... "میں کیا کروں گا پروردگار ...؟"

وہ جب جب نظر کے سامنے آتی تھی، دل میں عجیب قسم کا اضطراب سمانے لگتا تھا ... اک تکلیف دینے والا ... دکھ دینے والا ...

وہ اس کے لئے ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بھی تھی، دل کی کھیتی سیراب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی تھی اس سے ... اور وہ اس کے لئے تپتی دھوپ میں بے آب و گیاہ کا ریگستان بنی تھی ... پاؤں جھلسنے لگے ... چھالے پڑتے تھے ... زخم زخم ہوتا تھا ...

"پروردگار! میں کہاں جاؤں ... مجھے اپنی امان میں لے لے ۔ میرے مولیٰ! اب میری زندگی بے کار ہے ... مجھے اپنی حفاظت میں سمیٹ لے ۔ میں تیرا بے حد گناہگار بندہ ہوں ..."

جہاں آرا بڑی اکیلی رہ گئی تھیں ... بیٹے کی شادی رچائی تھی، گھر میں رونقیں اتارنے کے لئے ... لیکن ... وہ تو اندر کی رونقیں بھی لے گئے تھے ... اور ان کی جگہ غم، پریشانی اور دکھ دے گئے تھے ...

ہر وقت انہیں کا خیال رہتا، اور وہ فکر مند ہوتی رہتیں ... پھر اسی الجھن میں کبھی کاظمی صاحب سے تکرار کرنے لگتیں اور کبھی عمیر ہاتھ آ جاتا ۔ ماں کا دل بہلانے کے لئے عمیر زیادہ وقت گھر میں گزارنے کی کوشش کرتا ۔ وہ جب زیادہ پریشان ہوتیں تو وہ ان سے زبیر کی اچھی اچھی باتیں کرنے لگتا ... پھر کبھی گلشن کا ذکر لے بیٹھتا ... اس کی بچپن کی باتیں، اس کی خوش مزاجی کے قصے ... اس سے خود اسے بھی سکون ملتا تھا ...

بڑی رونق تھی گھر میں، اک گلشن کے دم سے ...

"میں تو سوچتی تھی بہو آ جائے گی ..."

"امی جی! آج پکایا کیا ہے ... کوئی سودا وغیرہ لانا ہو تو مجھے بتائیے۔"

بس اک مومنہ کا ذکر آتا تو وہ اس سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ۔ اس کے ساتھ جو یادیں وابستہ تھیں، عمیر انہیں بھول جانا چاہتا تھا ۔ مگر ... وہ جتنا بچتا، اتنا ہی وہ ہر وقت اسے گھیرے رکھتی تھیں ...

تب وہ بڑی اذیت میں مبتلا ہو جاتا تھا ... کبھی کبھی ایسے پچھتاوے من میں اتر آتے ... لگتا اپنی ہی غلطیوں کو بھگت رہا تھا ... اپنی ہی خطاؤں کی سزاؤں نے پکڑ لیا تھا ... پھر کوئی راہِ فرار نہ ملتی ... جی چاہتا گریبان پھاڑ کر، خاک سر میں ڈال کر جنگلوں کی طرف نکل جائے ...

کبھی کبھی تو جنون حد سے بڑھ جاتا ... اس لمحے وہ ماں کے پاس جا بیٹھتا ... ماں اور باپ کا خیال/ان کی تنہائیوں کا احساس، اس کے جوشِ جنون کو بہت حد تک کم کر دیتا ...

اس کی زندگی اب ان کے لئے تھی ... زبیر کی واپسی کا وقت بھی گزر چکا تھا ... پتہ نہیں کیا ہوا تھا ... شاید وہ وہیں سے امریکہ چلے گئے تھے ... اسلام آباد سے پاسپورٹ وغیرہ بنوا لیا ہوگا ... یا پھر ... اور کیا ہو سکتا تھا ۔ کچھ نہ کچھ تو ایسا ہی ہوا ہوگا ...

سوچیں تو بہت ساری تھیں، پر اس نے غمزدہ ماں باپ کو تسلی و تشفی دینا تھی ... ان کے دکھ کی اذیت کو کم کرنا تھا ... اب وہی وہ تو ان کے پاس تھا ... اپنے آپ کو بھلا کر اس نے انہیں استوار کرنا تھا ... ان کی اولاد تھا ... اس پر بہت سارے فرائض تھے ..

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اب بچوں کو بھی باقاعدگی سے پڑھانے جاتا تھا.. کہانیاں بھی لکھتا تھا۔ پہلا مجموعہ چھپنے والا تھا... اگر لوگوں کو پسند آ گیا تو دوسرا اس کے مالی حالات کو بھی بہتر کر سکتا تھا...

اسی مہینے ایک ڈائجسٹ میں بھی اس کی کہانی چھپی تھی۔ بہت پسند کی گئی تھی... دوسری کا مطالبہ تھا... پہلی تو بلا معاوضہ ہی چھپی تھی، دوسری کا ڈائجسٹ والے معاوضہ بھی دینے کو تیار تھے...

شام کا وقت تھا۔ ماں جی کے پاس بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا۔ کاظمی صاحب کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے تھے... دروازے پر بڑے زور زور سے دستک ہوئی...

"کتنے دنوں سے کہہ رہی ہوں کال بیل ٹھیک کراؤ..."

"کس کے لئے ٹھیک کروں... کس نے آنا ہے ہمارے گھر..."

اس مایوسی بھری سوچ کو اس نے زبان نہیں دی... ماں پہلے ہی بہت ٹوٹ پھوٹ چکی تھی...

کاغذوں پر پیپر ویٹ دھرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا... من کی یادوں پر بھی اس نے اسی طرح پیپر ویٹ دھر کر دبایا تھا... بہت ساری مصروفیات کا پیپر ویٹ...

دروازے تک پہنچتے پہنچتے ایک بار اور زور زور سے دستک ہوئی۔

"آیا بھئی آیا... بڑی عجلت میں ہو..."

اس نے جا کر دروازہ کھولا تو... سٹپٹا کر، گھبرا کر، ایک دو قدم پیچھے

ہٹ آیا... "آپ بھائی جان...؟" زبیر کی آمد بڑی خلافِ توقع تھی... کتنی ہی دیر اسے یقین نہیں آیا... وہ کھڑا پھیلی پھیلی آنکھوں سے بھائی کو دیکھتا رہا...

وہ پہلے سے بھی زیادہ صحت مند اور سرخ و سپید ہو رہا تھا... چہرے پر، چہرے کے رنگوں کے علاوہ شادمانیوں کے رنگ تھے اور ہونٹوں پہ مسکراہٹوں کی بجلیاں...

"اوئے یار! غیروں کی طرح پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے ہو..."

"غیروں کی طرح...؟ اپنے کب بنے تھے آپ...؟" دل کا سوال اس نے دل ہی میں رکھ لیا...

زبیر نے وہیں دروازے میں ہی اٹیچی کیس رکھتے ہوئے بازو پھیلا دیئے... یہ پھیلے ہوئے بازو... کس کے تھے...؟ کسی اپنے کے... عمیر اک گہری سوچ میں ڈوبا ہی ہوا تھا کہ زبیر نے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا...

"بڑا مزہ آیا... خوب گھومے پھرے... تقریباً سارے شمالی علاقے نے ہمارے قدموں کی خاک چاٹی ہے..." زبیر ہنس رہا تھا... زبیر بے حد خوش تھا...

"تم کیا سوچ رہے ہو...؟ میں نے چھٹی اور لے لی تھی... ٹیلیگرام دے دیا تھا... اور کیا کرتا بھئی... تمہاری بھابھی کو زندگی کی لذتوں سے میں روشناس نہیں کراؤں گا تو اور کون..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانے زبیر کیا کیا کہہ رہا تھا... اس کی ہنسی، اس کے قہقہے، اس کا رنگ روپ، اس کی خوشیوں بھری حرکات دیکھ دیکھ کر عبیر کے اندر دکھوں کے کانٹے اترتے جا رہے تھے...

یہ انسان تھا...؟ اپنے ہی جذبوں میں مگن... اپنی ہی خوشیوں میں مست، مدہوش... اور گلشن کتنی افسردہ اور ملول رخصت ہوئی تھی... اس گھر سے، اور پھر اس ملک سے بھی...

کتنا روئی تھی... کتنا تڑپی تھی... سامنے ہنسیاں بکھیرتا زبیر کا چہرہ تھا اور ذہن میں گلشن کا سنجیدہ اور خون کے آنسو ٹپکاتا، بے حد غمزدہ چہرہ...!

آخری لمحے تک اس کی آنکھیں دروازے پر لگی رہی تھیں... اسی دروازے پر... وہ آج آیا تھا... کوئی احساس نہیں تھا، کوئی خیال نہیں تھا...

"کون آیا ہے عمو...؟" جہاں آرا پوچھتے ہوئے برآمدے میں ہی چلی آئیں... جلدی میں چشمہ نہیں لگایا تھا۔ اس لئے پہچان نہیں پائی تھیں... آنکھیں بڑی تیزی سے جھپکے جا رہی تھیں...

"ارے بتاتے نہیں عمو...!"

"میں آیا ہوں ممّا...! آپ کا زبیر..."

"زبیر آیا ہے... زبیر آگیا ہے..." وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھیں۔

"میرے بچے! خیریت تو تھی... ہمیں تو تمہاری پریشانی نے مار ڈالا..."

زبیر دو قدم بڑھ کر ماں سے لپٹ گیا... ماں، ماں ہی تھی آخر... اس کی پچھلی تمام کوتاہیاں بھول بھال اسے سینے کے ساتھ چپٹا لیا...

"میرے لعل! اتنی دیر کیوں لگا دی... دل میں بڑے وسوسے آتے تھے۔ اک اک لمحہ کانٹوں پہ گزرا ہے..."

"وہ ممّا! ہم بس... سیریں ہی کرتے رہے... وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا... اتنی خوبصورت جگہیں تھیں... ایسے ایسے مقامات تھے... پہاڑ، آبشاریں... چشمے... سبزہ زار... میں نے آپ کی بہو کا دامن زندگی کی خوبصورتیوں سے لبالب بھر دیا... ان دو مہینوں میں۔ کسی اور کا ساتھ ہوتا تو اتنی لذتیں، اتنا لطف پوری زندگی میں حاصل نہ کر سکتی... کیوں ڈارلنگ...؟"

عبیر بھائی ہی کی حرکات اور صورت کو تکے جا رہا تھا... اس نے مومنہ کا نام لیا تو عبیر گڑبڑا سا گیا... اس نے تو اس کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی... سلام تک نہیں کیا تھا...

عبیر نادم سا ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوا... وہ چپ چاپ دروازے کے ساتھ لگی کھڑی تھی... "السلام علیکم..." عبیر اس کے قریب چلا گیا...

وہ ویسی ہی تھی... سنجیدہ... مقدس... اور پاکیزہ سی...

"وعلیکم السلام... آپ کی طبیعت اب کیسی ہے... مجھے آپ کا بڑا فکر رہتا تھا..."

"چلو جی شروع ہو گئی دنیا داری..." عبیر دل ہی دل میں بڑبڑایا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہر وقت آپ کا خیال..." نہ جانے اور کیا کیا کہہ رہی تھی...

"ویسی تو بھی دنیا کی دوسری، تمام عورتوں جیسی ہے..." بڑے دکھ سے عمیر نے سوچا...

"ٹھیک ہے دیور والا ناطہ تمہارے ساتھ ہے تو... پر ان رشتوں میں خلوص و محبت، وقت بھرتا ہے... اور تُو تو صرف ایک رات یہاں ٹھہری تھی... پھر ہر وقت کا خیال رہنے کی بات، کیوں کر رہی ہے۔ مجھے ان تکلفات، ان تصنع بھرے کلمات کی ضرورت نہیں... کوئی نہیں۔ بالکل نہیں..."

لیکن... یہ سب جانتے ہوئے بھی، سمجھتے ہوئے بھی، عمیر کا دل دھڑ دھڑ دھڑکنے لگا... ہاتھ پاؤں کانپنے لگے... چہرے کی ساری شریانوں میں خون بھر گیا...

"ارے بھئی اندر چلو، یہیں کھڑے رہنا ہے کیا..." جہاں آرا زبیر سے اچھی طرح ملنے کے بعد باقیوں سے مخاطب ہوئیں...

میرا چشمہ اندر ہے... میں اچھی طرح بہو اور بیٹے کی صورتیں تو دیکھوں" حکم دے کر وہ اندر چلی گئیں... زبیر نے جھک کر اٹیچی کیس اٹھایا...

"آؤ ڈارلنگ..."

مومنہ نے بھی جھک کر دوسرا چھوٹا اٹیچی کیس اٹھا لیا...

"ارے نہیں نہیں... لائیے یہ مجھے دیجئے..." عمیر نے بڑھ کر جلدی سے، اس کے ہاتھ سے اٹیچی کیس پکڑ لیا...

کچھ تھکی تھکی سی لگ رہی تھی... خاموش خاموش بھی تھی... کیوں...؟

عمیر نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا... چلنے لگا تھا... لڑکھڑا سا گیا... مگر... جلدی سے سنبھالا لے لیا... "یہ کمبخت نظریں... جانے کیوں بہک جاتی ہیں اور پھر دل بھی ڈول جاتا ہے..."

عمیر اپنے آپ کو کوستا، داشتا، تیز تیز قدموں سے کمرے کی طرف بڑھ گیا... اٹیچی کیس رکھ کر وہ ڈرائینگ روم میں آیا تو زبیر صوفے پر دراز تھا۔ جہاں آرا پاس بیٹھی تھیں... کچھ پوچھ رہی تھیں۔ مگر زبیر انہیں جواب دینے کی بجائے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا...

"ارے، وہ ہمارا گارڈن نظر نہیں آ رہا..." جب سے امریکہ سے آیا تھا گلشن کو اکثر لاڈ سے گارڈن ہی کہتا تھا...

"اسے بلاؤ عمو! ہمیں چائے کی ایک ایک پیالی ہی پلا دے..."

"وہ تو چلی گئی بھائی جان...!" عمیر اس کی لاپرواہی سے جز بز سا ہوتے ہوئے بولا...

"چلی گئی... کہاں...؟"

"آپ کو نہیں پتہ...؟" اور اب عمیر سے مزید صبر نہ ہو سکا... نظر بھی تیکھی ہو گئی... لہجہ بھی تیکھا ہو گیا... "اس کی شادی تھی بھائی جان۔ اسی لئے تو خط لکھ کر اس نے آپ کو بلایا تھا..."

"اوہو... میں تو بھول ہی گیا..." زبیر نے نادم ہوتے بغیر اک ہلکا پھلکا سا قہقہہ لگایا... "ہم اس کے سسرال جا کر اسے مل آئیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ برادران لا کو بھی..."

"وہ اب آپ کو وہاں بھی نہیں ملے گی..." عمیر نے تلخی بھرا جواب دیا۔

"کیوں...؟" زبیر نے چونک کر، جھک کر، اس کی طرف دیکھا...

"اپنے بڑے بھائی کو ملنے سے انکار کر دے گی...؟"

"ہونہہ... بڑا بھائی... آپ بڑے بھائی بنے کب...؟"

"عمو...! زبیر تمہارا بھی بڑا بھائی ہے... اپنے لہجے کو درست کرو۔

عمیر کو گلشن یاد آ رہی تھی... کتنی بے چین اور بے کل اور اداس یہاں سے گئی تھی...

"بس... آپ کی انہیں طرفداریوں..."

اسی لمحے عمیر کی نظر اپنے کمرے سے نکل کر آتی ہوئی مومنہ پہ جا پڑی... اس کی بڑبڑاہٹ وہیں تھم گئی...

"آؤ، سویٹ ہارٹ! یہاں میرے پاس بیٹھو..." لیٹے لیٹے زبیر نے کھسک کر اپنے پہلو میں مومنہ کو بیٹھنے کے لئے جگہ پیش کی...

"اونہوں..." وہ کترا کر، تھوڑا سا اُسے گھور کر جہاں آرا کے پاس جا بیٹھی...

"ماما! یہ عمو لگتا ہے کچھ ناراض ہے ہم سے..." پھر زبیر نے قہقہہ لگا کر اسے دیکھا...

"کہیں ہم سے جل تو نہیں گیا... کہ ایسی حسین بیوی اسے ملتی... ارے یار! حکم کرو، اب بھی..."

"بھائی جان..." عمیر ایک دم چیخ پڑا...

"آہستہ بولو عمو! بھائی مذاق کر رہا ہے اور تم سنجیدہ ہوئے جا رہے ہو..."

جہاں آرا عمیر کے کچھ بولنے سے پہلے ہی کہہ اٹھیں... پھر جلدی سے زبیر سے مخاطب ہوئیں...

"گلشن کے چلے جانے سے عمو اداس ہے، اسی لئے سب سے اُلجھ رہا ہے..."

یہ حمایت عمیر کی نہیں تھی... زبیر کی دلداری تھی...

"اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے...؟" زبیر اسی بے نیازی سے بولا...

"آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا بھائی جان! لیکن ہمارے جذبے..."

"عمو...!" مزید کوئی کڑوی کسیلی نہ سنا دے۔ اسے باز رکھنے کے لئے جہاں آرا نے بات کے بیچ میں اسے ٹوک کر اپنی طرف متوجہ کر لیا...

"جاؤ بازار سے کچھ لے کر آؤ... مٹھائی وغیرہ..."

"لیکن چائے کون بنائے گا...؟ اور مائی فلاور گارڈن! تم نے ہمیں بڑا دھوکا دیا..."

زبیر نے ہانک لگاتے ہوئے بیوی کی طرف دیکھا..." ڈارلنگ! آج ہی شام اس کے گھر چلیں گے..."

"ہاں... جائیے گا... سعودی عرب..." عمیر نے جاتے جاتے کٹیلے سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لہجے میں کہا...

"سعودی عرب... ؟ ماما! یہ عمو کیا کہہ رہا ہے...؟"

"گلشن سعودی عرب جا چکی ہے..." جہاں آرا نے آہستگی سے جواب دیا۔

"ارے..." زبیر سٹپٹاتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گیا... "ہمارا انتظار تو کر لیتی..."

"وہ نہیں کر سکتی تھی، سیٹیں رزرو تھیں تھیں اور ضیاء نے وہاں حاضری دینا تھی... البتہ تم اپنا پروگرام بدل سکتے تھے..."

جہاں آرا نے بات کہتے کہتے رخ مومنہ کی طرف موڑتے ہوئے بات کا رخ بھی اسی کی طرف موڑ دیا...

"بہو...! تم ہی اسے کچھ سمجھاتیں... یہ تو اتنے سالوں سے امریکہ میں تھا۔ تمہیں یہاں کے رسم و رواج اور رشتوں ناطوں کے بندھنوں کے متعلق اسے کچھ سمجھاتیں... بہت رو رو کر گئی ہے گلشن... بہت ظلم کیا تم نے اس پر..."

انہوں نے سارا الزام مومنہ پر دھر دیا...

"میں انہیں کہتی رہی تھی... پر انہوں نے میری مانی کب... پوچھیے ان سے..." مومنہ روہانسی ہوتی ہوئے بولی...

"مجھے اس پاکستانی معاشرے کی یہ بندشیں وغیرہ بالکل پسند نہیں ہیں..."

اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے زبیر اُلٹا اُلجھ پڑا...

"انسان کو اتنی تو آزادی ہونا چاہیئے کہ جس طرح دل چاہے زندگی

گزارے... ہمارے پاس پیسہ تھا... وقت تھا... خوب انجوائے کیا... لطف لئے... تسکین حاصل کی..."

وہ جوش میں بھر کر بولتا چلا گیا...

"اور اگر ذہن میں یہ لئے پھرتا کہ فلاں دن جانا ہے گلشن کی رخصتی ہے... اور پھر سعودی عرب اس نے فلائی کرنا ہے... تب پہنچنا ضروری ہے... تو... بتایئے... کیا خاک انجوائے کرتے..."

"ہاں بھائی جان! اچھا کیا آپ نے... بہت اچھا کیا..."

"ارے! تم ابھی تک گئے نہیں...؟ جلدی جاؤ... گھر آنے والوں کو کوئی چائے پانی نہیں پوچھنا...؟"

جہاں آرا نے اسے ڈانٹا تو وہ شکوہ بھری نظروں سے سب کو دیکھتا ہوا کمرے سے نکل گیا...

ماں کا حکم تھا... تعمیل ضروری تھی... ورنہ اس بھائی کے لئے تو اس کا کچھ بھی لانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا... البتہ...

گزرتے گزرتے مومنہ پر نظر جا پڑی... منہ ہاتھ دھو کر آئی تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ بڑا معصوم اور پاکیزہ سا لگ رہا تھا... زبیر کی باتوں کے بعد وہ اب اسے مظلوم بھی محسوس ہونے لگی تھی...

عمیر پر اس کی جو نگاہ اٹھی تھی اس میں واقعی مظلومیت کی جھلک تھی۔ ایسے ہی اسے لگا...

"بیلی! تم کہاں ڈوب گئیں...؟"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بیوی کو ساتھ لے کر جاؤ گے نا...؟" جہاں آرا زبیر سے پوچھ رہی تھیں۔

"اوہ نہیں... خسارے میں تو میں رہا ہوں... تمہیں تو کنارے مل گئے... اتنا قابل شوہر، امریکہ کی نیشنیلٹی، گھر، گاڑی، سٹیٹس، تم نے تو بہت کچھ پا لیا... سب کچھ پا لیا... چلو اچھا ہوا... میں خوش ہوں... بہت خوش..."

عمیر سوچتا ہوا چلا جا رہا تھا... اور پھر اسی کے خیالوں میں ڈوبے ڈوبے اس نے بہت ساری چیزیں خرید ڈالیں... مومنہ کی خاطر... پیسے کم پڑ گئے تو دکاندار واقف تھا... اُدھار کر آیا... مومنہ کے لئے...!!

کچھ تھوڑا سا اس نے دل کو سمجھایا تھا... جو کچھ حالات گزر گئے تھے، ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی تھی... مگر... دل ایسا بے ایمان تھا کہ مومنہ کو دیکھتے ہی پھر مچلنے، بکھرنے لگ پڑا...

مومنہ نظروں کے سامنے رہتی تو وہ دستِ طلب پھیلاتا جاتا، ہڑک ہڑک کر خواہشات کے منہ کھول لیتا...

اس کے لئے یہ کرو... اس کے لئے وہ کرو، اس کے آرام کا خیال، اس کے اٹھنے بیٹھنے کا دھیان، کھانے پینے کے لئے کسی مہمانِ خصوصی سے بھی زیادہ توجہ دینے کی چاہت...

غرض بہت سارے ارمان اور اُمنگیں گھیرے میں لے لیتے۔ اور عمیر بے بس و لاچار ہو جاتا... دل اس کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے بغیر رہ ہی نہ سکتا تھا... وہ من مانیاں کرتا چلا جاتا اور عمیر دیکھتا رہ جاتا...

لیکن... یہ اسے تسلی تھی... کہ ساری دو چار دن کی بات تھی... پھر کیا دل اور کیسی اس کی چاہتیں اور من مانیاں... زبیر نے مومنہ کو لے کر وہ، دُور، سات سمندر پار چلے جانا تھا...

اس کا چلے ہی جانا اچھا تھا... یہ... اس سوچ سے بھی دل بے چین و بیقرار ہوا اٹھتا...

وہ ایک بار چلی گئی تو پھر شاید نگاہوں کی یہ دید کی پیاس کبھی نہ بجھے... وہ اس کو اک نظر دیکھنے کو ترستا ترستا ہی مر جائے... ہائے...!

"بھائی جان! اسے یہیں چھوڑ جائیں... ساتھ نہ لے کر جائیں۔ پلیز، نہ لے کر جائیں ورنہ... میں نامراد مر جاؤں گا... مر جاؤں گا..."

دل تڑپ تڑپ کر پکار مچانے لگتا... دھڑک دھڑک کر اسے بے حال کر دیتا... اس کی پیشانی پسینے سے تر ہو جاتی۔ اتنی نقاہت محسوس ہونے لگتی کہ اس سے اُٹھا نہ جاتا... بیٹھا نہ جاتا... چلا پھرا نہ جاتا...

اور... وہ اس دوہری مار سے لمحے لمحے بعد مر رہا تھا... بار بار مر رہا تھا... مومنہ کو آئے ابھی وقت ہی کتنا ہوا تھا... اور وہ اتنے سے ہی نڈھال سا ہو گیا تھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلشن گھر میں نہیں تھی تو بہت سارے کام اسے کرنا پڑتے تھے... اس کے حصے کے بھی... ماں بوڑھی بھی تھی اور دکھوں کی ماری بھی... اس کا بھی ہاتھ بٹانا اپنا فرض سمجھتا تھا...

یوں اندر باہر آتے جاتے وہ بار بار نظروں کے سامنے آ جاتی... اور بار بار اوجھل ہو جاتی... دکھ ہی دکھ ملتا تھا ہر انداز میں... اور وہ سوچوں کی اس آگ میں جل رہا تھا... بھسم ہو رہا تھا...

"ڈارلنگ! آج یہاں میرا آخری دن ہے..."

"جی...؟" وہ شاید کسی سوچ میں ڈوبی بیٹھی تھی... یکدم چونک سی پڑی...

عمیر گذرتے گذرتے وہیں ٹھٹھک گیا... تو... اس کا آخری دن تھا یہاں؟

سارے جسم میں سے جیسے یکایک جان ہی نکل گئی... جھٹ دیوار کا سہارا لے لیا...

"میری تیاری وغیرہ کرنا ہے..." زبیر کہہ رہا تھا...

"ابھی کر دیتی ہوں جی..." بڑی مستعدی سے اس نے جواب دیا...

"اور بہو...؟" جہاں آرا نے سبزی بناتے بناتے ہاتھ وہیں روک لئے۔ اور نظریں سوالیہ انداز میں زبیر کے چہرے پر جم گئیں...

"بہو... ؟ یعنی کہ ہماری بیگم...؟" زبیر نے وضاحت چاہی... حالانکہ جہاں آرا کے منہ سے نکلے اس ایک لفظ کے معنی اتنے مشکل نہ تھے کہ وہ سمجھ نہ پاتا...

"اس گھر کی اور کونسی بہو ہے...؟"

ماں کے اس تیکھے سے سوال پر وہ مسکرا پڑا... "میں سمجھا تھا عمو کی بیوی کی کوئی بات کریں گی آپ..."

"عمو کی بیوی جب اس گھر میں آ جائے گی تب بہو کہلائے گی... وہ بھی چھوٹی بہو..."

"سمجھ گیا جی..." زبیر ہنس پڑا... "تو چھوٹی کب آئے گی...؟"

"پہلے جانے والوں کی بات کرو گے یا آنے والی کی..."

"دونوں ہی کی ہو جائے..."

"نہیں... ابھی صرف جانے والوں کی بات کرو... خوشی ہمیں راس نہیں آتی..."

تب اس لمحے عمیر اندر آ گیا... دیوار کے سہارے نے ہی اسے کچھ مضبوطی دے دی تھی، دماغ دل کی کمزوریوں پر غالب آ گیا تھا...

اس کا فیصلہ یہی تھا کہ مومنہ کا یہاں سے چلے ہی جانا بہتر ہے... اس کے لئے... سب کے لئے... دل کا کیا تھا وہ تو ہمیشہ غلط ہی راہ دکھاتا ہے۔

نہ صرف اچھا تھا اس کا جانا، بلکہ ضروری تھا... بہت ضروری... کیا بھائی کی بیوی کو ہر دم کسی دوسرے انداز میں، کسی دوسرے رشتے سے، کسی غلط نظر سے، دیکھتے رہنا جائز تھا...؟؟

کسی طور بھی نہیں... کسی صورت بھی نہیں...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہر وقت سُولی پہ لٹکے رہنے کا سا معاملہ تھا... ایک جھٹکے سے، ایک ہی بار کام نمٹ جانا بہت بہتر تھا... تب اس نے اپنے ہی ضمیر کی عدالت سے دل کو پھانسی کا حکم سنوا دیا...

"یہ آپ کے ساتھ جائیں گی نا...؟" پوری امید اور یقین کے ساتھ اس نے زبیر سے پوچھا...

"جو تیاری کرنا ہو آپ مجھے بتائیں..."

"نہیں... مومنہ میرے ساتھ نہیں جائے گی..."

"کیوں...؟"

"ویزا اور پاسپورٹ وغیرہ کی پرابلم ہے..." زبیر نے لاپرواہی سے کہا...

"آپ نے اتنے دن لگا دیئے اور یہ کام، اتنا اہم کیا ہی نہیں..."

"بس... کیا بتاؤں یار! تمہاری بھابی کے حسن کا جادو ایسا سر پہ چڑھا تھا کہ... بھول گیا سب کچھ... جادوگرنی نے کچھ یاد ہی نہیں رہنے دیا۔"

بڑے پیار سے اس نے مومنہ کو دیکھا... عمیر نے دھڑکتے دل کو تھامتے ہوئے نظر پھیر لی... جس جادو کی بھائی بات کر رہا تھا اسی کے سحر کے جال میں تو وہ بھی آج تک پھنسا۔ پھڑپھڑا رہا تھا...

"اور چھٹی لے لو... سارے کاغذات بھی مکمل ہو جائیں گے اور تم بھی کچھ دن اور ہمارے پاس رہ لو گے..."

جہاں آرا نے اک اُمید کے ساتھ تجویز پیش کی... "کیوں مومنہ! ہمارے پاس رہنا پسند کرو گی یا شوہر کے ساتھ جانا...؟"

پھر وہ خود ہی ہنس پڑیں... آنکھوں میں نمی سی تھی... کچھ امید کی چمک بھی... چھوٹے چھوٹے ستارے سے اِدھر اُدھر لڑھک رہے تھے...

"میں بھی کیسی پاگل ہوں... کیسا عجیب سا سوال کیا ہے...؟"

"نہیں امی جی! عجیب نہیں..." مومنہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی...

اس تھوڑے وقت میں ہی گھر والی کی سی حیثیت اختیار کر چکی تھی بہت وضعداریوں والی... بہت اختیاروں والی... اور ساس سُسر کی خدمتوں میں من لگانے والی... ساس کی آنکھوں کے ستارے اس نے اپنی خوبصورت آنکھوں میں بھر لیئے... پوری محبتوں اور خلوص کے ساتھ...

"آپ کی خدمت میں مجھے جو کچھ ملے گا... وہ اور کہیں نہیں..."

خاصا مخلصانہ اور عقلمندانہ جواب تھا... پر عمیر کے دل کے فیصلے کے بالکل برعکس... وہ مضطرب سا ہو گیا...

"آپ دونوں، ڈاٹر اِن لاء اور مدر اِن لاء صاحبہ ابھی اپنے خیالات کا اظہار نہ کریں..." زبیر نے ہنس کر دونوں کو ٹوک دیا...

"اور نہ ہی ماما! آپ فی الحال کوئی سوال کریں... ایسے جذباتی ہو ہو کر۔ ابھی اس کا وقت نہیں آیا..."

"تم جا رہے ہو، تیاری کرنے کو کہہ رہے ہو اور... پھر بھی ابھی سوال کرنے کا وقت نہیں آیا...؟"

"اس لیئے کہ کاغذات مکمل ہونے تک میری وائف آپ کی خدمت میں

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

حاضر رہے گی...‘‘

عمیر بھائی کی بات سن کر بے چین سا ہو گیا...’’اور کاغذات کب تک مکمل ہونگے؟‘‘ بار بار مومنہ کی طرف اٹھنے والی نظروں پر لگام ڈالتے ہوئے اس نے پوچھا...

’’یہ اب تم پر منحصر ہے... وہاں سے تو میں جلدی بھجوانے کی کوشش کروں گا... میری جان جو اٹکی ہو گی یہاں...‘‘

زبیر بیوی کی طرف بڑے والہانہ انداز میں دیکھ کر مسکرایا... اس نے جھینپ کر پلکیں جھکا لیں... وہی نظارہ، پھر نظروں کے سامنے آ گیا...

’’خدا کے لئے بیلی! تم جلد از جلد چلی جاؤ...‘‘

’’اور تم جتنی جلدی یہاں سے مکمل کرا دو گے بس اتنی ہی جلد یہ وہاں پہنچ جائے گی...‘‘ زبیر کہہ رہا تھا...

’’میں اپنی پوری کوشش کروں گا بھائی جان... اہر ممکن جلدی کرنے کی... جواد سے کہوں گا... سفارش وغیرہ ڈھونڈ لوں گا...‘‘

’’کیا یہاں میری موجودگی آپ کو ڈسٹرب کر رہی ہے جو اتنی جلدی کریں گے...؟‘‘

اک مسکراہٹ کے ساتھ مومنہ نے یکایک ہی پوچھ لیا... بے دھیانی میں اس پر اس لاجواب کر دینے والے سوال کا حملہ ہو گیا تھا... عمیر گڑبڑا سا گیا...

’’نہیں نہیں... ایسی تو کوئی بات نہیں...‘‘ اور وہ کہتا بھی کیا...؟

فقط یہی جواب اس کے پاس تھا... نروس سا ہو کر ماں کے پیچھے جا بیٹھا... شر بر سا سوال کرنے کے بعد مومنہ کمرے میں جا کر زبیر کی تیاری کرنے لگی تھی اور زبیر بڑا بھائی ہونے کے ناطے عمیر کو نصیحتیں کرنے لگا۔

’’ماما کو تنگ نہ کرنا... اور ڈیڈ کا بھی خیال رکھنا... اب بوڑھے ہو گئے ہیں دونوں... اب انہیں اولاد سے سکھ ملنا چاہیئے... اور ہاں... کوئی جاب وغیرہ بھی کرو... کب تک اس طرح ان کے کندھوں کا بوجھ بنے رہو گے... ان کا بڑھاپا اب اس بوجھ کو برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے...

زبیر بہت ساری نصیحتیں کرتا رہا... عمیر چپ چاپ سر جھکائے سنتا رہا... بڑا عجیب لگ رہا تھا... یہ وہ شخص اسے سمجھا رہا تھا‘ جس نے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر کبھی نہیں دیکھا تھا شاید...

وہ خود والدین کے حقوق کا کتنا خیال رکھتا تھا، اور انہیں کتنے سکھ پہنچاتا تھا...؟ کیا اس نے کبھی سوچا تھا...؟ اسے تو اپنے آپ کو سمجھانا چاہیئے تھا...

’’اور مومنہ بھی اب تمہاری تحویل میں ہے... اس کا بھی تمہیں خیال رکھنا ہے... اس نے کہیں آنا جانا ہو، یا کوئی اور ضرورت ہو تو...‘‘

زبیر پتہ نہیں کیا کیا کہے جا رہا تھا... اس سیرداری کے بعد عمیر کی جیسے قوتِ سماعت مزید کچھ سننے کے قابل نہ رہی... کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگا... کسی ہتھوڑے کی ضربیں پڑنے لگیں... کچھ چیخوں کی آوازیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ قہقہوں کی صدائیں بھی تھیں...

"او خدایا! یہ کیسی امانت میرے سپرد کی جارہی ہے... یہ ایک دم کیسا شور مچ گیا ہے... کیسا ہنگامہ بپا ہوگیا ہے..."

عمیر کا سارا وجود ہی لرزنے لگا... اس کا دل چاہا پوری آواز سے چیخ اُٹھے...

"بھائی جان بس کریں... خدا کے لئے میرے حال پر کچھ رحم کریں۔ میں پہلے ہی طوفانوں کی زد میں آیا ہوا ہوں... جذبوں کی چکی کے دو پتھریلے پاٹوں کے درمیان پس رہا ہوں... تباہ ہو رہا ہوں... مر رہا ہوں..."

پر اس کے حلق میں اپنا ہی راز اٹک کر رہ گیا... عزت رکھ لی پروردگار نے...

جہاں آرا سر جھکائے سبزی بنانے میں مصروف تھیں... زبیر کارنس پر سجے نوادرات کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا... خود اسے بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کیا کہے جا رہا تھا... بس نصیحت برائے نصیحت والا معاملہ تھا۔ ورنہ ذہنی طور پر وہ کہیں اور تھا... کسی اور سوچ میں... عمیر کی حالت کو کسی نے دیکھا ہی نہیں...

اس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا، پیشانی پر سے پسینہ پونچھا... اپنے آپ کو سنبھالا... بکھرے طوفانوں کو سمیٹا... اندر ہی اندر... کچھ خدا سے مدد طلب کی...

"سارے کے سارے ہی کپڑے رکھ دوں...؟" مومنہ دروازے میں کھڑی زبیر سے پوچھ رہی تھی...

اللہ کی مدد شاملِ حال ہوگئی... زبیر اپنی نصیحتیں چھوڑ راستے تکنے لگا۔

"ہاں... سارے ہی... اور..." کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا...

نظریں دوبارہ کارنس پر سجے نوادرات پر جا ٹکیں... یہ پیتل کے ظروف تھے... بڑی خوبصورت میناکاری ان پر ہوئی ہوئی تھی... زبیر کی نظروں کے تعاقب میں عمیر کی نظریں بھی ان نوادرات پر جا ٹکیں۔ پیتل کے یہ پھولدان، کٹورے اور گلاسوں کی شکل کے ظروف ان کے دادا کے وقتوں کے تھے... زبیر نے آنا تھا... گھر کی مرمت ہوئی۔ پھر ڈرائنگ روم کو سجانے کا مسئلہ زیرِ بحث آیا... مالی حالات ایسے نہ تھے کہ بازار سے فوری طور پر کچھ خرید کر لا سجایا جاتا...

کاظمی صاحب ہی کو یاد آیا، کہ ان ظروف کو اگر چمکا کر سجا دیا جائے تو بہت خوبصورت لگیں گے اور اب تو وہ اینٹیکس میں شمار ہوتے تھے۔

"کل تک انہیں چمکا کر رکھنا ہوگا... کل تک..."

کاظمی صاحب نے عمیر کو حکم دیا تھا... بہت زور دار... لاپرواہی میں کہیں اس کان سے سنتے اور دوسرے سے اڑا دے... اس پر مکمل بھروسہ تھا ہی نہیں کہ وہ پوری ذمہ داری سے ان کا حکم سنے گا اور پھر مانے گا..."

"اچھا! ابا جی! کر لیجئے بے اعتمادی... پر میں بھی پورا اُتر کر رہوں گا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انشاءاللہ...“

عمیر نے دل میں پکا ارادہ باندھ لیا... ساری رات جاگا... گھر والے سو رہے تھے... کسی کو پتہ نہ تھا... اور وہ بیٹھا، ان ظروف کو چمکاتا رہا تھا... کبھی کبھی اونگھ بھی جاتا... پھر اٹھ کر پانی کے چھینٹے منہ پر ڈال کر پھر بیٹھ جاتا...

”دیکھو گل!“ صبح ناشتے کی میز پر اس نے اپنے زخمی ہاتھ گلشن کو دکھائے... پھر چور نظروں سے باپ کی طرف دیکھا... ان کا چیلنج قبول کیا تھا... فخر سا محسوس ہو رہا تھا... وہ کسی قابل تو تھا... من میں خوشی بھی تھی... اور اس خوشی کی وجہ سے ترنگ میں بھی آیا ہوا تھا...

”ایک تو اس امریکی بابو نے مشکل میں ڈالا ہوا ہے... اس کے ذوق کی تسکین کی خاطر کیا کیا کچھ نہیں کرنا پڑ رہا ہے...“

”کیا کیا ہے...؟“ گلشن نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا...

”ارے، تم نے ڈرائنگ روم نہیں دیکھا...؟“

”ابھی دیکھ آتی ہوں...“ گلشن اک منٹ میں بھاگی بھاگی جا کر دیکھ آئی...

”واہ واہ... شاباش...“ اس نے تعریف کرتے ہوئے عمیر کی پیٹھ ٹھونکی...

”انگلیاں دکھ گئیں میری... یہ زخم... یہ زخم... یہ زخم...“ عمیر اسے اپنے زخم دکھانے لگا...

”ایک پھولدان کا کنارا لگ گیا... ایک وہ کٹورا سا تھا... اس کا پیندا

بڑا تیز تیکھا تھا... پتہ نہیں کسی ہتھیار کے طور پہ استعمال ہوتا ہوگا... کاٹ گیا انگلی کو... گاجر مولی کی طرح... نہ میں اس کا دشمن، نہ میں حریف...“

کاظمی صاحب اور جہاں آرا کے چہروں پہ مسکراہٹیں پھیل رہی تھیں۔

”بابا آدم نے بھی اپنا ترکہ ہمارے ہی گھر میں چھوڑنا تھا...“

وہ بڑبڑاتے جا رہا تھا... گلشن کھل کھل ہنسے جا رہی تھی...

”ہاں سچ کہتے ہو... بابا آدم کے زمانے کے ہی ہیں...“

اس نے عمیر کی تائید بھی کی تھی... پھر اس کے زخموں پہ لگانے کے لئے بھاگ کر مرہم بھی لے آئی تھی...

”ویسے ڈرائنگ روم بھی تو سج گیا... ایسی چیزیں اور کسی گھر میں نہ ہوں گی...“

”آنے والا خیر سے آئے بھی تو...“ جہاں آرا نے بیٹے کی محبت میں ڈوب کر کہا...

”پھر اپنی آنکھوں سے دیکھے... اور خوش ہو...“

”بہت خوش ہوگا... دیکھ لینا...“ کاظمی صاحب نے ضمانت دی۔ اتنے پُرامید تھے...

”یہ جو اینٹیکس ہیں ماما...!“ زبیر کی آواز پر عمیر اپنے خیالات سے چونکا... وہ کارنس کے پاس کھڑا اک چیز کو اٹھا کر دیکھ رہا تھا...

”کیا آپ یہ مجھے تحفے میں نہیں دے سکتیں...؟“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں قربان سب کچھ ہی تمہارا ہے... تحفہ کیا ہوا...؟ مالک ہو ہر چیز کے... حق ہے تمہارا..."

جہاں آرا زبیر کے مانگنے کے انداز پر اتھل پتھل ہو ہو گئیں۔

"بڑے بیٹے ہو... سب سے زیادہ حق رکھنے والے... جس چیز پہ انگلی دھرو بلا تکلف، بلا جھجک اُٹھا لو..."

عمیر اپنے ہاتھوں کے زخموں کو دیکھنے لگا... ابھی داغ باقی تھے۔ وہ پھر زخموں کی طرح نظر آنے لگے... خون رسنے لگا ان میں سے۔ درد ہونے لگا...

"گلشن کہاں ہو... مرہم لگا دو..." پر نہ اندر کے زخموں پر کوئی مرہم لگانے والا تھا اور نہ، ذہنی اذیت نے جو زخم دیئے تھے ان کو مٹانے والا کوئی...

ماں بھی زبیر کی تھی... باپ بھی اور... اور... آخر میں نظریں مومنہ کی طرف اُٹھ گئیں... وہ... وہ... جسے ساری زندگی کے لئے اپنا بنانا تھا... وہ بھی...

"شکریہ ماما! یہ لو میم صاحب! انہیں بھی پیک کر دو..." زبیر کارنس پر سے وہ ظروف اٹھا اٹھا کر مومنہ کی طرف بڑھانے لگا...

"رہنے دیں نا، یہاں اچھے لگ رہے ہیں..."

مومنہ کی بات سن کر وہ اپنی سی لگی... دوسرے کی ہونے کے باوجود

"ارے میرے بغیر تمہیں کیا اچھا لگے گا یہاں...؟"

"یہ سب ہیں تو اپنے... گھر کے لوگ بھی... چیزیں بھی اور گھر بھی... اچھا کیوں نہ لگے گا سب...؟"

"میں انہیں وہاں تمہارے اپنے گھر میں سجانا چاہتا ہوں... جو صرف تمہارا ہوگا..."

"ہاں، ہاں... کر دو نا پیک..." ماں نے بیٹے کی حمایت میں اصرار کیا۔

"ارے معلوم نہیں نا کہ یہاں تو انہیں ایسی قدر کی نگاہ سے دیکھنے والا کوئی نہیں... جیسی نظروں سے امریکی لوگ ایسے ایسے نوادرات کو دیکھتے ہیں... اور پھر عمو...!"

عمو کے زخموں کی پرواہ کئے بغیر زبیر اس سے مخاطب ہو گیا...

"کسی قدردان کو پسند آ گئے تو ایک ایک کی قیمت کئی کئی ہزار ڈالر..."

بھائی کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی عمیر اس کے ارادے سمجھتے ہوئے بول پڑا...

"لے جایئے سب... آپ ہمارے یہاں تشریف لائے... ہمیں اپنی محبتوں اور مہربانیوں سے نوازا... ہم بدلے میں آپ کی کوئی خدمت نہ کر سکے... آپ کو کچھ بھی نہ دے سکے... اور بھی جو کچھ یہاں پسند ہو لے لیں... ہمیں بڑی خوشی ہوگی..."

عمیر کے طنز کو کسی نے نہیں سمجھا... "ارے! آج تو عمو بھی بڑی عقل کی باتیں کر رہا ہے... ہاں زبیر! جس چیز کو پسند کرو، اٹھا لو...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم تمہیں جاتے ہوئے اور کیا دے سکتے ہیں...“

”تھینکس... تھینکس اے لاٹ...“ زبیر کی آنکھوں میں عجیب سی چمک اتر آئی... اور رعیر کو لگا یہ ان محبتوں کی چمک نہ تھی... ان ہزار ڈالروں کی چمک تھی... جو ان ظروف کی قیمت تھی...

دل بُری طرح دُکھ کر رہ گیا... انسان کی قیمت کیا ہے...؟ باپ نے اتنا پیسہ خرچ کر کے اسے اتنا قیمتی بنایا اور وہ... اپنی لالچ اور حرص والی طبیعت کی وجہ سے اس وقت کتنا بے قیمت ہو رہا تھا اس کا اپنا بھائی...

”لو کر دو نا پیک...“ زبیر نے تیسری بار کہا - مومنہ اسی طرح خاموش کھڑی رہی... جانے کیا سوچ رہی تھی...

جہاں آرا نے نظریں اٹھائیں... اسے یوں چپ کھڑا دیکھ کر زبیر کو سمجھانے کے انداز میں کہنے لگیں...

”میرا خیال ہے، انہیں ابھی یہیں رہنے دو... مومنہ کو اچھے لگ رہے ہیں... جب یہ جائے گی نا تو ساتھ لیتی جائے گی...“

”ماما! میں چاہتا ہوں اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے، میں اس کا گھر خوب اچھی طرح سجا سنوار دوں... ہر طرح... اس اپنی دلہن کی طرح... ایسے ہی جیسے اسے خدا نے سجایا سنوارا ہے، میرے لئے... میں نے بھی تو اسے کوئی تحفہ دینا ہے... خوبصورت دلہن کو خوبصورت گھر کا تحفہ پیش کرنا کیا اچھا نہ رہے گا...؟“

”کیسی باتیں کرتے ہیں...؟“ ساس اور دیور کے سامنے اپنی تعریف سے وہ شرما دی... کچھ پریشان بھی ہو گئی... جلدی سے زبیر کے ہاتھ سے وہ ظروف لئے اور انہیں پیک کرنے کے لئے کمرے سے نکل گئی...

زبیر کی تیاری بھی ہو گئی اور روانگی کا وقت بھی آ گیا۔ جہاں آرا اور کاظمی صاحب بڑے اداس تھے... چہروں سے ہی وہ غم اور پریشانی عیاں ہو رہی تھی جو بیٹے کی جدائی نے دینا تھی...

کاظمی صاحب مرد تھے اور مرد جلد حقیقتوں کو تسلیم کر لیتے ہیں... اور انہوں نے بھی یہ حقیقت تسلیم کر لی تھی کہ جو آیا تھا اس نے واپس ضرور چلے جانا تھا۔ کیونکہ اس کا ہر مفاد اس ملک کے ساتھ بندھا تھا...

وہاں اچھی نوکری تھی... دولت تھی... آسائشیں تھیں... خوبصورت شہر تھا... خوب صورت ملک تھا... آب و ہوا اچھی تھی... غرض وہاں کا سب کچھ ہی اچھا تھا... تو...

دوسرے پلڑے میں ادھر کیا تھا...؟ صرف ماں باپ... اور اولاد جوان ہو جائے تو اس کی نظروں میں ان کا وجود اتنا غیر اہم - کم قیمت اور بے وزن ہو جاتا ہے کہ... ان کے والا پلڑا، اتنی اونچائی پر پہنچ جاتا ہے، اتنا اونچا اٹھ جاتا ہے، دکھائی بھی نہیں دیتا... اتنا ہلکا ہو جاتا ہے...

پر جہاں آرا اک عورت نہیں... اک ماں... ماں جیسے شدید جذبوں میں چُور چُور... گلے تک ڈوبی ہوئیں... زبیر پہلے ہی آٹھ سال بعد آیا تھا۔

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلا جدائی کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ دوسرا لگ رہا تھا...

کورے وجود پر زخم لگے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی زخم پر دوبارہ زخم لگنے سے... جہاں آرا رو رہی تھیں... بے تحاشا رو رہی تھیں...

"زبیر نہ جاؤ... ہم بہت اکیلے رہ جائیں گے..."

"آپ کے پاس عمو ہے ماما..."

"عمو کسی قابل ہوتا تو پھر رونا کس بات کا تھا... جو اولاد لائق ہے نام روشن کرنے والی ہے وہ ہزاروں میل دور جا بسی..."

"لیکن ممّا روزی کا معاملہ ہے..."

"جتنا مقدر میں لکھا ہے خدا یہاں بھی دے دے گا... اپنوں میں تو ہو گے... اور پھر اب تو تمہاری بیوی بھی یہیں ہے..."

"وہ بھی چلی جائے گی..." پاس سے کاظمی صاحب جلدی سے بولے۔

"جاتے ہی کاغذات مکمل کرا کے بھیج دینا بیٹے...!" بیوی کے بعد انہوں نے بیٹے کو سمجھایا...

"لاپرواہی نہ کرنا... ورنہ اس عمر کی جدائی دلوں پہ کائی کی طرح جم جاتی ہے اور پھر... پھسلن کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے... کسی کا بھی۔ پھسل جانا بہت ساری زندگیوں کو خطرے میں ڈال دیا کرتا ہے..."

"آپ فکر نہ کریں ڈیڈی... سب کچھ بہت جلد کر دوں گا... جاتے ہی... فوراً..."

زبیر نے باپ کو بھرپور تسلی دی...

"ویسے آپ نے وقت بہت برباد کیا ہے بھائی جان... سیر سپاٹوں میں گزار دیا... وہیں ان کے کاغذات کی تیاری میں لگا دیتے... سبرین تو وہاں بھی جا کر ہو سکتی تھیں..."

عمیر اپنے دل کے تقاضوں کے ہاتھوں بڑی تنگی میں تھا... مومنہ کا رہ جانا اسے بے حد پریشانی اور الجھن میں گرفتار کیے دے رہا تھا۔ تبھی وہ بار بار اصرار کیے جا رہا تھا...

"ارے کچھ دن گھر میں رونق رہ جائے گی تو کیا برا ہو گا... تمہیں بھابھی کا گھر میں رہنا شاید اچھا نہیں لگا..."

زبیر نے مذاق کیا تو عمیر گڑبڑا سا گیا... "نہیں نہیں... اچھا کیوں نہیں لگے گا..."

اندر سے دل اک بیتابی کے ساتھ بولا... "میرا بس چلے تو اسے ہمیشہ یہاں رکھ لوں... سدا اپنے پاس... نظروں کے سامنے... اور کیا چاہیئے۔ اور کیا چاہیئے..."

سب کے چہروں کے بڑے مختلف تاثرات تھے... مومنہ بالکل خاموش تھی... اس نے زبیر کے انگلینڈ جانے پر کوئی اعتراض یا احتجاج نہیں کیا تھا... نہ اداسی کا اظہار، نہ گریہ زاری... بس... ہونٹوں پہ مسلسل اک چپ چپاں کیے ہوئے تھی...

"تنہائی میں شوہر کو جلد بلا لینے اور کاغذات تیار کرانے کی" تاکید کی ہو تو کی ہو... پر سب کے سامنے اس نے اک لفظ نہیں کہا تھا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبر کی ایسی مورت بنی چپ رہی تھی جس نے بصد رضا و رغبت مقدر کو تسلیم کر لیا تھا...

تیاری مکمل ہو گئی... جدائی کے لمحات آ گئے... زبیر کو رخصت کرنے سبھی ایئرپورٹ گئے... فضا بڑی سوگوار سی ہو رہی تھی... زبیر البتہ بڑا خوش تھا... شاید دوسروں کو دکھانے کی خاطر... اسے اداس اور رنجیدہ دیکھ کر باقی زیادہ ہی ملول و افسردہ نہ ہو جائیں... مگر اس کی یہ کوشش بیکار ہی جا رہی تھی...

"تم بھی چلی گئیں نواب کے بچھڑے ہم پھر شاید کبھی نہ ملیں..."

جہاں آرا کی شدتِ گریہ سے آواز بیٹھی جا رہی تھی...

"ایسا ہی ہوا کرتا ہے... شادی والے آخری مطلب کی ڈور، اس کی ہمارے ساتھ بندھی تھی... اب تو... اب تو وہ بھی ٹوٹ گئی... مطلب نکل گیا... اب وہ کیوں آئے گا یہاں..."

مومنہ کی خاموشی ٹوٹی بھی تو ساس کو تسلی دلاسے دینے کی خاطر...

"بس آپ سے آپ کا بیٹا ملاؤں گی امی جی... ہر دو سال بعد۔ دُور کا معاملہ نہ ہوتا تو اس سے بھی جلد ملانے کا وعدہ کرتی..."

جہاں آرا کی حالت دیکھ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر بھر آ رہے تھے...

"پھر عمو کا گھر بس گیا تو میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی... مجھے معلوم ہے آپ کو ان سے بہت زیادہ پیار ہے... آپ دل چھوٹا نہ کریں..."

مومنہ بڑے پیار سے، انتہائی دلار سے ان کے آنسو پونچھ رہی تھی... جیسے ماں اپنے بچے کو بہلائے... ویسا ہی تقدس، ویسی ہی مامتا اس کے حسین چہرے پر تھی...

الفاظ کے ساتھ ڈھارس بندھانے کے بعد وہ انہیں گلے سے لگا لگا کر پیار کر رہی تھی... بہلا رہی تھی... اور اسی میں خود وہ آخری وقت زبیر سے اچھی طرح مل بھی نہ سکی...

کوئی بھی تو بات نہیں ہوئی تھی دونوں کے درمیان... عمیر کی نظریں اسی پر لگی ہوئی تھیں... کئی گھنٹوں سے مومنہ اک منٹ کے لئے بھی زبیر کے ساتھ علیحدہ نہیں ہوئی تھی... نہ ہی زبیر نے ایسی کوئی کوشش کی تھی۔

دل کے اندر اک اطمینان سا بھی اتر رہا تھا... پر انصاف اور انسانیت کے ناطے عمیر کو الجھن سی بھی ہو رہی تھی... کبھی زبیر پر غصہ آتا... وہ جانے سے پہلے کیوں تنہائی میں بیوی سے نہیں ملا تھا...

پھر کبھی ماں پر گرمی کھانے لگتا... اپنا ہی رونا دھونا مچایا ہوا تھا۔ اک منٹ کے لئے شوہر سے جدا ہو جانے والی اس نئی نویلی بیاہی ہوئی دلہن کا احساس نہیں کیا تھا...

کوئی وعدہ، کوئی بات، کوئی عہد، کوئی آنے والی جدائی کے وقت کے لئے اک دوسرے کو تسلی دلاسہ... موقع ہی نہیں دیا تھا انہیں... بہت بڑا ظلم تھا... بہت زیادتی تھی...

اور اسی افراتفری اور آپادھاپ میں زبیر جہاز میں جا بیٹھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جہاز رن وے پر دوڑا... اونچا اٹھا... اُڑا... اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا... سب سے جدا...

زبیر کے جانے کے دو چار دن بعد تو گھر میں بڑے پُر ہَول سے سناٹے پھیلے رہے... پھر ہوتے ہوتے فضا اور ماحول پر چھایا ہوا جمود ٹوٹنے لگا۔ وہ بھی مومنہ ہی کے دم قدم سے... ورنہ کاظمی صاحب اور جہاں آرا کی تو اس بار کی بیٹے کی جدائی نے کمر ہی توڑ دی تھی...

حالانکہ مومنہ کی زندگی، زبیر کے جانے سے سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھی... پر سب سے زیادہ صبر اور حوصلے کا مظاہرہ بھی اسی نے کیا تھا۔ جہاں آرا سدا کی سر درد کی مریضہ تھیں۔ جب شروع ہوتا تو درد دو، تین تین دن تک ہوتا رہتا... پر اس بار تو طوالت ہی پکڑتا گیا...

اس حالت میں انہوں نے گھر بار کیا سنبھالنا تھا... سارا سارا دن سر باندھے پڑی رہتیں... تب... مومنہ نے اس گھر کی بہو کے ناطے ساری ذمہ داری، سارے گھر کی گرہستی خود ہی سنبھال لی...

سبزی منگواتی... کھانا بناتی... میز پر لگاتی... اک اک کو اصرار کر کر کے کھانا کھلاتی... کاظمی صاحب چائے کے بڑے عادی تھے... ہر دو تین گھنٹے بعد ان کے بنا کہے ہی پیالی بنا کر، جا ان کے پاس رکھتی...

جہاں آرا سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہتی... خود خاموش طبع تھی۔ پھر بھی اک لمحے کو خاموش نہ بیٹھتی... سمجھ گئی تھی، جان گئی تھی کہ ماں بیٹے کی جدائی کے دُکھ کو اسی طرح فراموش کر سکتی تھی... اس کا دل اسی طرح بہل سکتا تھا... تب... کوئی نہ کوئی موضوع چھیڑے ہی رکھتی...

ساس اور سسر کی دوسری چھوٹی موٹی ضروریات کا بھی ہر طرح خیال رکھتی... ان کے دوا دارو کا... ان کے کپڑے لتے کا... جیسے ماں اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی اولاد کا کرے... کچھ اسی طرح وہ ان کا دھیان کر رہی تھی...

یوں... کاظمی صاحب اور جہاں آرا تو چند دنوں بعد ہی پہلے سے بھی زیادہ مسرور و مطمئن نظر آنے لگے تھے...

فرصت کے اوقات میں ساس اور بہو بیٹھیں گپیں مار رہی ہوتیں تو کاظمی صاحب بھی اگر گھر میں موجود ہوتے، تو اکثر پاس آن بیٹھتے... مومنہ کا اندازِ گفتگو بڑا دلنشین تھا... مسکرا مسکرا کر پیار برساتی نظروں سے اسے تکتے رہتے اور سنتے رہتے...

"بیٹے! تُو نے ہمیں دو اولادوں کی جدائی بھلا دی..."

"میں بھی تو آپ کی اولاد ہوں..."

"ہاں ہاں... کیوں نہیں... دیکھا جائے تو اب تُو ہی ہے سب سے زیادہ، سب سے اپنی..."

"اللہ ان سب کو خیریت سے رکھے..." جہاں آرا کی زبان پر ان کے

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ ساتھ مومنہ کے لئے بھی دعائیں لہک لہک اُٹھتیں۔۔

"اور تمہیں شاد و آباد۔۔۔ سدا خوش و خرم۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ بڑا جی لگائی ہے ہماری بیٹی۔۔۔" کاظمی صاحب اس کی مسکراہٹیں بکھیرتے چہرے کو بڑی محبت سے دیکھتے۔۔۔

"اس کے جانے کے بعد ہمارا گھر اُجاڑ بیابان ہو جائے گا۔۔" اس دن جہاں آرا مومنہ کے لئے کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو گئیں تو بے اختیار کہہ اُٹھیں۔۔۔

"نہ نہ۔۔۔ ایسے نہ کہیئے۔۔۔ عمو کی دلہن آجائے گی تو میں جاؤں گی۔ خدا نہ کرے یہ گھر اُجاڑ بیابان ہو۔۔۔" اس گھر کے لئے اتنا خلوص وہ دل میں رکھتی تھی۔۔۔

"یہ عمو کسی قابل بھی تو ہو۔۔۔ تب اس کے لئے کوئی لڑکی تلاش کریں۔۔۔"

"کیا کمی ہے ان میں امّی جی۔۔۔! اگر آپ حکم کریں تو۔۔۔ دیورانی منتخب کروں۔۔۔؟ لڑکیاں بہت۔۔۔"

"ارے میرا حکم یہ کب مانے گا۔۔۔ یہ زبیر نہیں ہے۔۔۔" سر جھکائے بیٹھے، چائے پیتے عمیر کی طرف انہوں نے آنکھوں کے گوشوں سے دیکھا۔۔۔

"وہ میرا بھاگوں والا بیٹا نہیں چاہتا تھا، تب بھی راضی ہو گیا۔۔۔ بدیسی عورتیں دیکھی ہوئی تھیں۔ پھر بھی کوئی چوں چراں نہیں کی۔۔۔"

جہاں آرا نے اک طویل سی ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔ پھر ایک نظر عمیر پر ڈالی۔

"پر اس نے کبھی کلیجہ ٹھنڈا نہ کیا۔۔۔" وہ مومنہ کے سامنے بیٹے کا

گلہ کرنے لگیں۔۔۔ "اس نے کوئی ہماری پسند کو پسند کر لینا ہے بھلا۔۔۔؟ نہ جی نہ۔ توبہ۔۔۔"

مومنہ جیسی ہمدرد و مخلص ہستی دُکھ سننے کو موجود تھی۔۔۔ وہ سناتی چلی گئیں۔۔۔

"اصل میں تمہیں ہم نے اسی کے لئے منتخب کیا تھا پہلے پہل۔۔۔ یاد ہے گلشن نے تمہیں اپنے گھر مدعو کیا تھا۔۔؟ اسی خبیث کو دکھانے کی خاطر۔ اور یہ ایسا کمینہ ہے، گھر سے ہی غائب ہو گیا تھا اس دن۔۔ بہت روئی تھی بہن۔۔۔ یاد ہے نا۔۔۔؟"

وہ خشمگین نظروں سے عمیر کو تکنے لگیں۔۔۔ مومنہ چپ سی ہو گئی تھی۔

"امّی جی! یہ بھلا کوئی کرنے والی بات ہے۔۔۔؟"

عمیر شرمندہ شرمندہ سا ماں کو سمجھانے کی کوشش میں اشارے بھی کر رہا تھا اور چور نظروں سے مومنہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔

امّی بھی عجیب ہی تھیں۔۔۔ بعض وقت کیسی خراب پوزیشن کر دیتی تھیں۔ اب نہ وہ بات کرنے کے قابل رہی تھی اور نہ ہی عمیر۔۔

"کرنے والی بات کیوں نہیں۔۔۔ مومنہ اب اس گھر کا ایک اہم فرد ہے۔ سب کی طبیعتوں، مزاجوں کا اب اسے علم ہونا چاہیئے۔۔۔ ہاں تو بیٹی۔۔

وہ پھر اس سے مخاطب ہو گئیں۔۔۔ "یہ من کا بڑا اکھڑ ہے۔۔۔ صرف اپنی مرضی کرنے والا۔۔۔ دوسرے کی بھلائی نہیں سوچے گا کبھی۔۔۔ بے حس۔ بس اپنی۔۔۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"امّی جی! اب تو ان کی طبیعت ایسی نہیں لگتی... آپ کے بتانے سے بہت مختلف ہے..."

عمیر کی حالت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مومنہ نے جلدی سے کہا۔ اس کی بیچارگی اور اس کی شرمندگی کو بھانپ گئی تھی... وہ چپکے چپکے سر جھکا کر پیشانی پر سے پسینے کے قطرے صاف کر رہا تھا...

"تمہارے سامنے ہو کئی بیٹی! تمہاری وجہ سے... جھجک جاتا ہے تم سے ابھی... بس ذرا بے تکلفی ہوئے... سارے حجاب وغیرہ ختم ہو گئے تو کھل کر سامنے آ جائے گا اس کا باطن... پھر ایک دفعہ کا واقعہ ہے..."

جانے کونسا قصہ سنانے لگی تھیں... عمیر چائے کی پیالی اسی طرح چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا... پہلے ہی شرمندگی کے مارے پانی پانی ہو رہا تھا۔ مومنہ سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہ گیا تھا... کیا سوچتی ہو گی وہ... اس نے اسے رد کر دیا تھا...؟ اب اس بھول کا خمیازہ بھی تو ساری عمر بھگتے گا...

کسی کو کیا پتہ... کیا بیت رہی تھی اس پر...

"میں جاتا ہوں اور آپ بہو سے دکھ سکھ کر کے اچھی طرح دل ہلکا کر لیں۔"

جسم و روح کے ٹکڑے سمیٹتا ہوا وہ دروازے کی طرف بڑھا...

"دیکھ لو اس کے کرتوت..." اس کے یوں اُٹھ کر چلے جانے کو جہاں آرا نے بدتمیزی پر محمول کیا...

"لاڈ کرتے ہیں آپ سے..." مومنہ فضا کو خوشگوار کرنے کی خاطر زور سے ہنس دی... ٹن ٹن ٹن... کئی نقرئی گھنٹیاں بج اُٹھیں...

اس کا فقرہ عمیر سن نہیں سکا تھا... البتہ ہنسی کی آواز سنی تو مڑ کر دیکھنے لگا... وہ ہنستی ہوئی بے حد اچھی لگتی تھی۔ دروازے میں کھڑا کتنی ہی دیر تک وہ گردن گھمائے اسے تکتا رہا...

"کیا بات ہے؟ کوئی کام ہے...؟" جہاں آرا ہی کی نظر اس پر پڑی تو انہوں نے پوچھا...

"جی... ہاں... ہاں..." وہ چونک کر، ٹھٹھک کر ہکلانے لگا۔ کیسی چوری پکڑی گئی تھی... ایک بار پھر ندامت کے پسینوں میں بھیگ گیا... آج کا دن ہی کچھ اچھا نہیں چڑھا تھا...

"پوچھنا تھا۔ بھائی جان کا کوئی خط آیا...؟"

"ارے کیا یاد دلایا... یہ تو میں بلکہ تم سے خود کہنا چاہ رہی تھی۔ آج ذرا پوسٹ آفس تو جانا... سوائے اس خیریت سے پہنچنے والے ٹیلیگرام کے اور کوئی خط ہی نہیں آیا... پندرہ دن ہو گئے ہوں گے اُسے گئے ہوئے۔ کیوں مومنہ...؟"

"جی ہاں... آج سترہ دن ہو گئے..." اس نے انگلیوں پہ دن گن رکھے تھے... عمیر کے اندر چھن کر کے کچھ ٹوٹ گیا... ثابت تو پہلے ہی نہیں تھا۔ روز ہی ٹوٹتا تھا... بکھرتا تھا...

"ہاں سترہ دن... اور کسی کے نام نہیں تو بیوی کے نام خط آ ہی جانا چاہیئے تھا... ایک منٹ کو اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا کرتا تھا... عشق کرتا تھا اس سے..."

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مومنہ نے جھینپتے ہوئے سر جھکا لیا... اور بلا ضرورت ہی سامنے پڑی خالی پیالی میں چمچ ہلانے لگی...

"خدا خیریت رکھے... جانے کیا ہو گیا...؟ ذرا پوسٹ آفس سے پتہ تو کرنا... یہیں کوئی ڈاک میں گڑبڑ نہ ہو گئی ہو..."

اس کے بعد بھی بہت دن گزر گئے... پر زبیر کا خط نہیں آیا...

سارے ہی گھر والے پریشان ہونے لگے۔ کاظمی صاحب اور جہاں آرا تو وقتاً فوقتاً زبان سے، الفاظ سے بھی گلہ گزاری کر لیتے تھے۔ مگر مومنہ کچھ ایسی صبر والی تھی کہ کبھی اشارۃً کنایتہً بھی کچھ نہیں کہتی تھی...

بس چپ چاپ سب کی خدمتوں میں لگی رہتی... زبیر کی لاپرواہی یا خط نہ لکھنے کی سستی کی بات ہوتی تو اس کی طرف سے صفائی ہی پیش کرتی، تاکہ ماں باپ مزید پریشان نہ ہوں...

"کوئی بات نہیں امی جی! میرے ہی کاغذات کی تیاری میں مصروف ہوں گے... ساتھ ملازمت بھی اتنی کٹھن... جب بھی وقت ملا، لکھ دیں گے خط..."

"وقت ملنے کی کیا بات ہے... اسے وقت نکالنا چاہیئے تھا... تم اس کی بیوی ہو... تمہارے حق حقوق ہیں اس پر... اکیلی کو چھوڑ گیا اور جا کر پتہ تک نہیں کیا کہ کس حال میں ہو..."

"میں غیروں میں تو نہیں بیٹھی ہوئی... اپنوں میں ہوں... اور اچھے حال میں ہوں... خوش ہوں بہت..."

جہاں آرا بڑی دیر بڑبڑاتی رہیں... وہ اگر صبر حوصلے والی تھی تو زبیر کو بھی انصاف والا ہونا چاہیئے تھا... اس کی خدمت گزاریوں اور میٹھی میٹھی طبیعت سے وہ کچھ اور بھی پریشان ہو جائیں...

بظاہر کچھ اظہار نہیں کر رہا تھا کہ زبیر کے اس خط نہ لکھنے والے فعل سے مضطرب و متفکر عمیر بھی تھا... کچھ مومنہ کی طرف سے بھی شرمساری تھی۔ زبیر اس کا بھائی تھا اور وہ بیوی کی طرف سے لاپرواہی جیسی قبیح حرکت کا مرتکب ہو رہا تھا...

اس نے کئی بار چاہا مومنہ سے اس بارے میں گفتگو کرے...

اسے زبیر کا خط تو لا کر نہیں دے سکتا تھا... ہمدردی اور تسلی کے چند بول پیش کر کے اس کے دل میں چھپے پریشانی کے کچھ کانٹے نکال تو سکتا تھا...

لیکن معاملہ پھر وہی پیش آ جاتا تھا... جونہی وہ سامنے آتی۔ اس کی زبان قوتِ گویائی کھو بیٹھتی... یوں وہ اس کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتا تھا اور بات کرنے سے بھی... لہٰذا چائے، کھانے کے اوقات کے علاوہ وہ بہت کم اس کے سامنے جاتا... بلکہ احتراز کرتا... پوری کوشش کے ساتھ۔

باوجود اس کے، کہ وہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی... جب سے مومنہ نے اس گھر کا نظم و نسق سنبھالا تھا اس کے تو حالات ہی مختلف ہو گئے تھے... اس کا کمرہ بھی گندہ، بے ترتیب نہیں ہوتا تھا۔ بستر ہمیشہ صاف ستھرا اسے ملتا... ہر چیز ٹھکانے پر ہوتی... میز کرسیاں گرد و غبار سے پاک نظر آتیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپڑا کوئی میلا کمرے میں نہ رہتا... دُھلے دھلائے استری شدہ الماری میں یا ہینگروں پر لٹکے ہوئے ملتے...

اسے لگتا جیسے ایک دم ہی اس کی قدر و قیمت بڑھ گئی تھی... بڑی آسودگی اور سکون سا محسوس ہوتا... مومنہ کے وجود سے ہی یہ سب تھا... پر... وہ پھر بھی حتیٰ الامکان اس کے سامنے جانے سے گریز کرتا تھا۔

پھر یکایک پتہ نہیں کیا ہوا... اک نظر دیکھنے کے لئے ہمہ وقت اس کی نظریں ترستی بھی رہتی تھیں اور وہ اس کا سامنا کرنے سے کتراتا بھی رہتا تھا... اور یہ آنکھ مچولی کا کھیل بالکل ہی بند ہو گیا... وہ چوری چھپے والی بھی، اک نظر کی پیاس دید بجھنے سے بھی محروم ہو گیا...

پچھلے چار دنوں سے وہ اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی... لکن میں بھی اکثر جہاں آرا ہی نظر آئیں... کھانے کی میز پر سے بھی وہ غائب ہوتی... اور... عمیر یوں ہی تڑپ تڑپ اٹھتا۔

دو تین بار کپڑے بدلنے لگا تو دیکھا پچھلے اتارے ہوئے اسی طرح میلے پڑے تھے... کمرے کی بھی پھیلی بکھری ہوئی چیزوں کو ترتیب سے نہیں رکھا گیا تھا... میز کرسیوں اور پلنگ کی بیک پر گرد کی تہہ جم گئی تھی...

وہ نظر نہیں آرہی تھی تو دل میں بے قراریاں اتر آئی تھیں... کسی کل چین نہیں آرہا تھا... کمرے کی حالت دیکھی تو من میں پریشانی نے ڈیرا جما لیا...

اس دن جب فکر، پریشانی اور بے قراری سے بے حال سا ہو گیا تو ماں کے پاس جا بیٹھا... اکیلی تھیں... ورنہ مومنہ کے ہونے ہونے کبھی اکیلی نظر نہیں آئی تھیں...

"وہ... وہ..." سمجھ میں نہیں آرہا تھا، کیا کہہ کے بات کرے۔ آج تک اس نے اسے مخاطب ہی نہیں کیا تھا...

تنہائیوں میں اس سے جب ہمکلام ہوتا یا جواد کے ساتھ اس کی کوئی بات کرتا تو بیلی کہہ کر ہی کرتا... بھابھی کہنے کا تو حوصلہ پڑ ہی نہیں رہا تھا... اور... یوں... رو در رو کبھی موقع ہی نہیں آیا... اگر آیا بھی تو، بڑی صفائی اور سہولت سے بچ نکلا...

ابھی تک ماضی کی اس دل کی داستان کو بھلا نہیں سکا تھا... اور اس کے ساتھ اس داستان میں اپنا جو ناطہ جوڑا تھا، وہ بھی توڑ نہیں سکا تھا... ہزار کوششوں کے باوجود...

"وہ... وہ امی جی..."

"وہ... وہ کئے جا رہے ہو... کیا ہو گیا...؟" جہاں آرا انتظار کر کر کے جھنجھلا سی پڑیں... "دماغ تو درست ہے...؟"

"وہ بھائی جان کی بیگم... نظر نہیں آئیں... کیا بات ہے... کام بھی آپ سارے کرتی ہیں... بس...؟ بہو بننے کا چاؤ ختم ہو گیا کیا...؟"

"پگلا! چاؤ کیا ہوا... یہ تو اب ایک حقیقتِ مسلمہ ہے... وہ بہو ہے اس گھر کی اور ان شاء اللہ سدا رہے گی..." جہاں آرا نے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھور کر عمیر کو دیکھا...

"اس کی طرف سے کبھی کوئی بدگمانی دل میں نہ لانا... وہ ایک مثالی لڑکی ہے..."

"مگر وہ مثالی لڑکی آجکل دکھائی نہیں دے رہی..."

"اس کی طبیعت خراب ہے..."

"اوہ... اچھا..." جلدی بن تھا... مزید چھان بین نہیں کی... جی کو تسلی سی ہو گئی کہ زبیر کا خط نہ آنے کی وجہ سے پریشانی کے مارے سر درد یا حرارت، وغیرہ ہو گئی ہو گی... ورنہ معاملہ زیادہ بگڑا ہوتا تو امی ضرور بات کرتیں...

تب وہ مطمئن سا ہوتے ہوئے اٹھ کر چلا گیا... ذہن البتہ سوچوں میں اُلجھ کر رہ گیا...

"بہت برا کیا بھائی جان نے... بہت برا کیا... کیا انہیں ٹیلیگرام دوں...؟"

لیکن وہاں ٹیلیگرام دینے سے پیسے بہت لگتے تھے... اور آجکل اس کی جیب بالکل خالی تھی... دو لڑکوں کی ٹیوشن کر رہا تھا پر وہ رقم قرضے میں کٹا دیتا تھا... زبیر کی مہربانیوں سے... قرضے سے بھی تو مالا مال تھا...

اس کے علاوہ ماں سے مانگنے کا حوصلہ نہیں پڑا... زبیر جاتے ہوئے گھر میں بھی اک پیسہ نہیں دے کر گیا تھا... اور اب اسکی بیوی

کے بھی اخراجات تھے...

انہیں سوچوں میں گم وہ گیٹ سے باہر نکلا تو سامنے کھڑے ڈاکیئے پر نظر جا پڑی... اس کے ہاتھ میں امریکہ کی اسٹیمپس والا لفافہ تھا۔ دور سے ہی پہچان لیا...

"وہ مارا..." خوشی کے مارے چیخ ہی پڑتا اگر یہ احساس نہ ہو جاتا کہ وہ گھر سے باہر کھڑا تھا اور لوگ آ جا رہے تھے...

"یہ رجسٹرڈ لیٹر ہے... آپ کے نام..." ڈاکیئے نے اک بھاری سا لفافہ عمیر کی طرف بڑھایا...

"میرے نام...؟" لفافہ تھامتے ہوئے وہ قدرے حیرت سے بڑبڑایا... "مومنہ کے نام کیوں نہیں...؟"

"بس اک یہی ہے...؟" پھر پوچھا...

"جی ہاں..."

"باقی ڈاک دیکھو... شاید کوئی اور ہو... بیگم زبیر کے نام... یا مومنہ زبیر کے نام... یا..."

"بس جی یہی ہے..." ڈاکیہ عجلت سے بولا... "دستخط کر دیں جلدی سے... ابھی بہت ڈاک تقسیم کرنی ہے..."

دستخط کر کے عمیر وہ رجسٹرڈ خط ہاتھوں میں گھماتا ہوا، اوپر نیچے دیکھتا ہوا واپس آ گیا... جس کام کے لئے جا رہا تھا۔ فی الحال وہ ملتوی کر دیا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذہن بری طرح اُلجھ گیا... اس کے نام خط کیوں آیا تھا...؟ مومنہ کے نام کیوں نہیں آیا تھا...؟ اور حیرت یہ تھی کہ وہ رجسٹرڈ تھا... اتنا بھاری سا...

وہ ہاتھوں میں تول تول کر حیران سا ہو رہا تھا... سوچوں کی رَو میں بہتا بہتا سیدھا مومنہ کے کمرے کی طرف قدم بڑھاتے چلا گیا...
یہ خوشخبری سب سے پہلے سُننے کی وہ حقدار تھی کہ زبیر کا خط آ گیا تھا۔
مگر.. اچانک پھر ایڈریس پر نظر جا پڑی... یہ تو اس کے نام تھا... وہ اس کے کمرے کے دروازے تک ہی ابھی پہنچا تھا... ہینڈل پر ہاتھ رکھا... جلدی سے واپس کھینچ لیا...
اس کے نام نہیں تھا۔ کتنا صدمہ پہنچے گا۔ کس قدر دُکھی ہو گی۔ پہلے ہی بیمار پڑی تھی۔ مزید روگ لگ جائے گا... کوئی اور...
اور وہ اس کا خیر خواہ تھا... بھلا چاہنے والا تھا... اسے تندرست و خوش دیکھنا چاہتا تھا...
عمیر نے ایک جھٹکے سے ہینڈل پر سے ہاتھ اُٹھایا اور واپس مڑ گیا... کچن میں سے جہاں آرا نے دیکھ کر آواز دے لی...
"کس کا خط ہے عمو... زبیر کا...؟"
"جی... جی... نہیں... میرے ایک دوست کا..." اور وہ لفافہ پیچھے چھپاتا ہوا جلدی سے اپنے کمرے میں جا گھسا... ماں سے بھی چھپانے کی ضرورت تھی... انہیں معلوم ہو گیا تو وہ مومنہ کو بتائے بغیر نہ رہ

سکیں گی... دل کی ہر بات اس سے کرتی تھیں... دُکھ کی ہو، پریشانی کی ہو۔ سارے بوجھ اس پر ڈال دیئے ہوئے تھے۔
مگر یہ بوجھ... یہ بہت بھاری تھا... مومنہ کی برداشت سے کہیں زیادہ...
"بھائی جان! یہ آپ نے اچھا نہیں کیا... بہت نادانوں والی حرکت کی ہے... رشتوں کو پہچاننا بھی اک نیکی کا کام ہوتا ہے... آپ نے کبھی بھی یہ نیکی حاصل نہ کی..."
سوچتے سوچتے ہی اس نے لفافہ چاک کیا... اور پھر.. لفافے میں سے جو کچھ نکلا، اس نے اس کی آنکھوں میں روشنی نہ رہنے دی۔ ٹانگوں سے کھڑا ہونے کی قوت سلب کر لی... اور جسم سے جان نکال لی۔ کوئی بھی تو حس کام کرنے کے قابل نہیں رہ گئی تھی... کسی نابینا کی طرح ٹٹولتے ہوئے بے جان جسم اور لڑکھڑاتی ٹانگوں کو گھسیٹ گھساٹ وہ بڑی مشکل سے بیڈ تک پہنچا۔ اور پھر آدھا دھڑ اوپر، آدھا نیچے، دھڑام سے اس پر گر پڑا...
ایک ساعت تھی، ایک گھڑی تھی، ایک سال تھا، ایک صدی تھی، یا پھر ہزار صدیاں تھیں... جانے کتنی دیر تک وہ پڑا رہا تھا... اسے کچھ معلوم نہ تھا...
بس دماغ میں صرف وہ کاغذ گھوم رہا تھا جو لفافے میں سے نکلا تھا، وہ مومنہ کے لئے طلاق نامہ تھا... زبیر کی طرف سے...

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساری قانونی شقیں پوری کی ہوئی تھیں... کوئی بھی نقطہ ایسا نہ چھوڑا تھا کہ یہ شادی پھر بحال ہو سکتی...

"اوہ خدایا! یہ کیا ہو گیا...؟" بڑی دیر بعد ماؤف ذہن میں کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی...

طلاق نامے کے ساتھ ایک خط بھی تھا... عمیر اُٹھ کر بیٹھ گیا... گھومتے ہوئے سر کو تھام کر اُس نے وہ خط کھولا...

ابھی بھی کچھ اچھی طرح دکھائی نہیں دے رہا تھا... الفاظ نظروں کے سامنے کالے سیاہ دھبوں کی صورت میں ناچ رہے تھے... دو تین بار آنکھیں ملیں... پھر ذہن کو پوری توجہ سے خط کے مضمون کی طرف مرکوز کر دیا... وہ عمیر کے نام تھا...

"یہ ظلم میرے ہی ذریعے کیوں...؟ کیوں بھائی جان...؟" وہ بڑبڑایا...

سلام دعا اور خیر خیریت دریافت کرنے کے بعد اس نے لکھا تھا۔

یہ طلاق نامہ دے کر مومنہ کو اس کے میکے پہنچا دینا... رہی حق مہر کی رقم کی ادائیگی... تو وہ اگر معاف کر دے تو اس کی بڑی مہربانی ہوگی۔ ورنہ پھر میرے حصے کی جو جائداد ہے اس میں سے ادا کر دیا جائے۔

اب تم سب گھر والوں کے ذہنوں میں یہ سوال سر ابھارے گا کہ میں نے ایسا کیوں کیا... اس کا انتہائی معقول جواب یہ ہے کہ...

"پانچ سال پہلے یہاں ایک عیسائی عورت سے میری شادی ہو چکی ہے۔

میرے دو بچے بھی ہیں... ایک لڑکا اور ایک لڑکی... بچوں سے مجھے بہت پیار ہے اور بیوی سے بھی انتہائی محبت کرتا ہوں... میری گھریلو زندگی مسرور اور پُر سکون ہے... اور میں اس میں کوئی انتشار پیدا نہیں کرنا چاہتا...

مومنہ کے ساتھ شادی میں نے ارادتاً نہیں کی تھی... وہ ایک اتفاقی حادثہ تھا... چونکہ آپ سب کو میری شادی کا علم نہیں تھا اس لئے میرے جاتے ہی شادی کا سوال اُٹھا... میں نے انکار کیا... ایک بار نہیں، کئی بار کیا... یہ غلطی مجھ سے ضرور ہوئی کہ میں نے شادی سے بار بار انکار کرنے کی اصل وجہ نہیں بتائی... ورنہ شاید یہ سب کچھ نہ ہوتا...

بہر حال مجھے نہ کوئی افسوس ہے، نہ پچھتاوا... مومنہ بڑی اچھی لڑکی ہے اور میں نے ایک اچھی لڑکی کے ساتھ زندگی کا کچھ وقت بڑا پُر لطف گزارا ہے... جائز طریقے سے...

یہاں امریکہ میں ہوتا... ایسی لڑکی دیکھتا تو اسے گرل فرینڈ بنا لیتا۔ وہ اس قابل تھی... بہت حسین... بہت چارمنگ... دلوں کو لُوٹ لینے والی... پھر میں اس کے ساتھ ایک دوست کے ناطے وقت گزارتا۔ سیر و تفریح کرتا... دو، چار، چھ مہینے... جتنی دیر یہ فرینڈ شپ نبھتی... اور پھر... ہم علیحدہ ہو جاتے...

یہاں کا معاشرہ اس میں کوئی بُرائی نہیں سمجھتا... مگر وہاں... ایسی دوستی کا نہ تمہارا معاشرہ اجازت دیتا اور نہ مذہب... تب میں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی جذباتی بھوک مٹانے اور پسندیدہ لڑکی سے تعلقات بڑھانے کی خواہش کو شادی کی آڑ لے کر پورا کر لیا...

یہاں کے قانون کے مطابق میں بیک وقت دو بیویاں نہیں رکھ سکتا۔ ویسے بھی میں ذاتی طور پر گلے میں بیویوں کی مالا پہننا پسند نہیں کرتا... جو عورت پسند آئی، اس سے چند روز ملا جلا، سیر و تفریح کی، انجوائے کیا اور بس... پھر دونوں کے راستے علیحدہ... میری یہی طبیعت ہے اور یہی فطرت...

مومنہ کو طلاق دے کر میں اسے آزاد کر رہا ہوں... وہ کب تک میرے نام کے ساتھ بیٹھی رہے گی... میرا دوبارہ پاکستان آنے کا کوئی ارادہ نہیں... اس لئے بہتر ہوگا وہ کہیں اور شادی کر کے اپنا گھر بسا لے۔

اور اب... یہ ذمہ داری تمہیں سونپ رہا ہوں... تم کوئی مناسب موقع دیکھ کر ماما اور ڈیڈی کو سب کچھ بتا دینا... کچھ اس انداز میں کہ انہیں میری مجبوری کا احساس ہو جائے... پوری طرح... اور میرے اس فعل کا دکھ نہ پہنچے... بہت بوڑھے ہو چکے ہیں... شاید برداشت نہ کر سکیں... پرانی قدروں کو جاننے ماننے والے نئی قدروں اور انسانی آزادی کو کیا جانیں...

تمہاری بھتیجی اور بھتیجا بڑے پیارے بچے ہیں... کسی وقت سب کی تصویریں تمہیں بھیجوں گا...

تمہارا
زبیر

طلاق نامہ دیکھ کر عمیر کے جسم سے جان نکل گئی تھی... ہلنے جلنے کی سکت نہ رہی تھی... بولنے سننے کی طاقت مفقود ہو گئی تھی... دیکھنے کے لئے آنکھوں میں روشنی نہ رہی تھی...

مگر... جب خط پڑھا تو... اس کے اندر بے شمار تو تیں آن اکٹھی ہوئیں۔ غصے کا لاوا اُبلنے لگا... سر سے پاؤں تک جیسے وہ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا تھا...

اس وقت زبیر کہیں سامنے ہوتا تو وہ اسے مٹھی میں لے کر مسل ڈالتا... وہ اسے اندر کی آگ سے پھونک ڈالتا... وہ اس کا خون کر دیتا... سگا بھائی ہونے کے باوجود، ذرا لحاظ نہ کرتا...

اس نے انسانیت کا خون کیا تھا... اتنی بے دردی سے... ایک عورت کی عزت، حرمت اور پاکیزگی کو طوائف جیسا روپ دے ڈالا تھا... اک کھلونا سمجھا تھا اسے... جب تک جی چاہا کھیلا اور پھر...

یہ کیا کیا تھا اس نے؟ یہ کیا کیا تھا...؟

مٹھیاں بھینچ بھینچ کر وہ اپنی پیشانی پر مار رہا تھا... کاش! اسے پہلے معلوم ہو جاتا... بھائی ایسی فطرت کا مالک تھا... اس ملک نے اسے ایسا بے درد اور کم ظرف انسان بنا ڈالا تھا تو... وہ یہ سب ہونے ہی نہ دیتا...

وہ اس درندے کو گھر میں گھسنے ہی نہ دیتا... وہ مومنہ جیسی معصوم اور مقدس لڑکی کو اس بھیڑیے کے چنگل میں پھنسنے ہی نہ دیتا...

دکھ تھا... صدمہ تھا... پچھتاوے تھے... اندر اک آگ لگی تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مومنہ کے درد میں جل رہا تھا...

زبیر اس گھر کا بیٹا نہیں تھا... اک جونک تھی... مسلسل خون چوسنے والی جونک... جو انہیں چمٹی ہوئی تھی... خون چوسے جارہی تھی... آٹھ برس سے... نہیں... اٹھائیس برس سے... پیدا ہونے سے لے کر اب تک۔

کس کس طرح نہیں اس نے اس خاندان کا خون چوسا تھا... اور پھر آخر میں... عزت بھی چوس ڈالی...

اس وقت جذبات میں آکر پچاس ہزار حق مہر لکھ دیا تھا اور اب۔ باقی جائیداد کیا رہ گئی تھی جس کے حصے میں سے وہ حق مہر کی ادائیگی کرنے کو کہہ رہا تھا...

"کمینہ... ذلیل... شیطان..."

بڑا بھائی ہونے والا ناطہ ٹوٹ چکا تھا... وہ تو اب عبیر کی نظر میں صرف اک لٹیرا تھا... ڈاکو تھا... جو آکر ان کی عزت، پیسہ، اعتماد، مان بھروسہ، اور سب رشتے داریاں لوٹ کر لے گیا تھا...

کسی طور قرار نہیں آ رہا تھا... مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں... آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں... دانتوں پر دانت جمائے، وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا...

"زبیر، ایک بار میرے ہاتھ لگ جاؤ..."

مجبوری اور بے بسی کے مارے در و دیوار سے سر ٹکرانے کو جی چاہ رہا تھا... مومنہ کا بدلہ نہیں لے سکتا تھا تو اپنا سر تو پھوڑ سکتا تھا...

اتنا غصہ تھا... اتنی لاچاری تھی...

کس طرح یہ بم ماں باپ اور مومنہ پر گرائے گا... وہ، اپنے ہاتھوں۔ جو ان سب سے محبت کرتا تھا... ان کے لئے اپنی جان دے سکتا تھا۔ اور اب...

یہ خبر سنا کر... ان کی جانیں لے گا... انہیں قیامتوں اور طوفانوں کے سامنے کھڑا کر دے گا...

خاندان، برادری، محلّے بھر میں کیسے کیسے ان کی بدنامی اور رسوائی ہوگی... ایسی ذلتوں کے سپرد انہیں کرے گا... وہ، جو ماں باپ کے علاوہ مومنہ کا بھی بھلا چاہتا تھا... اسے سدا خوش اور سکھ میں دیکھنے کا خواہاں تھا۔ وہ خود ہی اسے دکھ اور صدمے کی گہری کھائی میں دھکا دے دیگا۔

"ہائے بھائی جان! یہ آپ نے کیا کیا...؟ یہ ہمالیہ جتنا بوجھ میرے کندھوں پر کیوں دھر دیا... اس سے اچھا تھا آپ جاتے ہوئے اک زہر کی پڑیا میرے حلق میں انڈیل جاتے... سب کو دے جاتے... سب کو، ہم سب چھوٹ جاتے... آنے والے وقت کی رسوائی اور بدنامی سے اور بے عزتی سے اور دکھ سے..."

ٹہلتے ٹہلتے رکا... پھر بیٹھ گیا... لمحہ بہ لمحہ اندر کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا... سوچوں نے پاگل کیا ہوا تھا... کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا...

"دیلی پہلے ہی بیمار ہے... بھائی جان کی لاپرواہیوں نے ہی اسے بستر پر ڈالا ہے... اور امی جی اور ابا جی... بڑھاپا اور مجبوریاں اور زبیر کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیئے ہوئے تحفے... قرضوں کی صورت میں جھولیاں بھری ہوئیں۔ دکھوں کی انتہا تو ان کے پاس پہلے ہی تھی.... نیم جان ہو چکے تھے.... اب اور کیا انہیں...

"نہ نہ... مجھ سے یہ دکھ کا زہر ان کے گلے میں نہیں ٹپکایا جائے گا۔ وہ اس صدمے کی تاب نہیں لاسکیں گے... مرجائیں گے دونوں... اسی وقت... ہائے! کیا کروں... ؟"

دماغ کی رگیں تنی ہوئی تھیں... غصے، غم اور جوش نے دیوانگی کی حدود کے پاس لاکھڑا کر دیا تھا... اس وقت... وہ کچھ بھی کرسکتا تھا۔ کچھ بھی... سب کچھ تہس نہس...

پر... سامنے کبھی مومنہ کا چہرہ آجاتا، کبھی ماں کا اور کبھی باپ کا۔ کیسے معصوم اور مقدس تھے... کتنے محبوب تھے اسے...

اور... ان تینوں کی خاطر اسے کوئی بھی قدم، اب سوچ سمجھ کر اٹھانا تھا... غصے میں آنے یا جذباتی ہونے کا فائدہ نہ تھا...

بڑا تو حیوان بن گیا تھا... اور اب اسے انسانیت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا...

اس سوچ کے آتے ہی وہ بے بس سا ہو گیا تو... اسے رونا آنے لگا... ماں باپ اور مومنہ کے دکھ پر...

وہ بھولی بھالی اور سب کو سکھ دینے والی پاکیزہ سی لڑکی... زندگی کا اتنا بڑا گھاؤ کیسے برداشت کرے گی... کیسے...؟

تکیے میں چہرہ چھپا کر عمیر اوندھا لیٹ گیا... "یہ خبر سب کو سنانے سے پہلے، یہ ذمہ داری جو اسے سونپی گئی تھی، نبھانے سے پہلے، میرے مولی مجھے موت دے دے..."

موت کی دعا مانگ رہا تھا... پر... موت آ بھی جاتی تو... جو بجلی اس گھر کے خرمن پر ٹوٹ پڑی تھی... اس نے تو جلا کر راکھ کر ہی دینا تھا سب کو... اس کی موت کچھ بھی بچا نہیں سکتی تھی...

"عمو! عمو...!" جہاں آرا دروازہ دھڑ دھڑا رہی تھیں اور ساتھ اسے پکار بھی رہی تھیں۔

"عمو..." ان کی آواز اور لہجے سے ہی پریشانی عیاں تھی...

عمیر جلدی سے اٹھا... گھبرا کر بھاگا... مگر... دروازے تک پہنچتے پہنچتے اس کی نظر ہاتھ میں پکڑے اس ایٹم بم پر جا پڑی... طلاق نامہ اور خط... ان پریشان ہستیوں پر اب کیا گرائے گا... پر وقت نہیں تھا... پہلے جا کر ان کی اس پریشانی بھری چیخ و پکار کی وجہ تو معلوم کرے۔

عمیر نے پلٹ کر جلدی سے میز کی دراز میں وہ لفافہ رکھ دیا... جانے کیا مشکل تھی... کیسی زبردست پریشانی تھی... جہاں آرا نے دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ زور زور سے دروازہ دھڑ دھڑایا...

"عمو! کیا سوئے ہوئے ہو... ارے! دروازہ کھولو..."

عمیر دراز بند کر کے بھاگا... ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے... کچھ اس آج کی ڈاک کی وجہ سے اور کچھ ماں کی اس عجلت بھری، پریشانی بھری

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پکار سے... پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا...

جہاں آرا کی لڑکھڑاتی آواز پھر اُبھری... "عمو! دروازہ کھولو...
مومنہ کی طبیعت بڑی خراب ہے..."

"بیٹی کی طبیعت خراب ہے... خدایا خیر... پروردگار رحم کر..."

دراز اسی طرح بند کر کے بھاگ آیا تھا... پھر خیال آیا... اس کی طبیعت خراب تھی تو اسے تو زبیر کی اس ظالمانہ کرتوت کا شک تک نہیں ہونا چاہیے تھا...

"چابی کہاں ہے...؟ دراز کو لاک کر دے..." عمیر عجلت میں ڈھونڈنے لگا... وہ مل نہیں رہی تھی تو اپنے آپ پر ہی غصہ آنے لگا... یہ کیسی لاپرواہی تھی...

"اُلو کے پٹھے تمہیں زندگی بھی ڈھنگ سے گزارنا نہ آئی... نہ آنا کسی کے کام... بیٹی بیمار ہے... بیٹی بیمار ہے..." وہ خود کو کوس رہا تھا۔ بڑبڑا رہا تھا... چابی ڈھونڈ رہا تھا...

ادھر جہاں آرا دروازے پر دستک پہ دستک دیئے جا رہی تھیں۔

"شکر خدایا...!" پتہ نہیں کہاں سے، آخر چابی ہاتھ لگ ہی گئی۔

جلدی جلدی دراز مقفل کر کے، چابی جیب میں ٹھونسی اور بھاگ کر دروازہ کھول دیا...

"کیا بات ہے؟... سو رہے تھے...؟"

اس کی سرخ آنکھوں، اس کے بے ترتیب بالوں، اس کی اُجڑی بکھری

حالت کو دیکھتے ہوئے ماں نے پوچھا... "یہ وقت تھا سونے کا اور وہ بھی اس طرح گھوڑے بیچ کر...؟"

"اوہو... وقت وغیرہ کو اس وقت چھوڑیئے... یہ بتایئے ہوا کیا ہے...؟"

"مومنہ کی طبیعت بڑی سخت خراب ہے..."

"ڈاکٹر کو بلا لاؤں...؟" عمیر لپکا... جواب سنے بغیر۔

"نہیں نہیں..." جہاں آرا بہت بوکھلائی ہوئی تھیں... عمیر کا کندھا تھام لیا۔

"سنو... ڈاکٹر کو نہیں بلانا..."

"کیوں...؟" عمیر نے تعجب سے ماں کو دیکھا۔

"وہ... وہ... کسی لیڈی ڈاکٹر کو بلا کر لاؤ..."

"بہتر..." وہ اسی حالت میں بھاگا... مومنہ کا معاملہ تھا... تاخیر تو کر ہی نہیں سکتا تھا... البتہ راستے میں یہ خیال ضرور آیا...

"لیڈی ڈاکٹر ہی کیوں...؟" گھر سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہی ڈاکٹر مسز ہاشمی کا کلینک تھا... "اگر وہ نہ ملیں تو...؟" کسی اور کا تو اسے پتہ بھی معلوم نہیں تھا... کہاں سے ڈھونڈے گا...؟ البتہ ڈاکٹر خالد سے اس کے اچھے مراسم تھے... "پر... امی نے تو کہا تھا لیڈی ڈاکٹر کو بلانا ہے..."

وہ سوچتا، اُلجھتا، پریشان ہوتا ڈاکٹر مسز ہاشمی کے کلینک پر پہنچا۔ وہ موجود تھیں... خدا کا شکر ادا کیا...

تین چار مریضائیں بیٹھی تھیں... انہیں بھی دیکھنے نہیں دیا... "پلیز...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ڈاکٹر، اک زندگی کا معاملہ ہے... پہلے میرے ساتھ چلیں..."

ایسے لگ رہا تھا مومنہ کو کوئی چھینے لئے جا رہا تھا... اور اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا... ماں کی جو حالت تھی... اس سے تو معاملہ بہت ہی سیریس لگ رہا تھا... اور... اس کی جان پر بنی تھی... جیسے لٹ رہا تھا... تباہی کی غار کے دھانے پر کھڑا تھا...

عمیر کی اُڑی ہوئی رنگت، عمیر کے بکھرے بال، عمیر کا بے ترتیب لباس اور بوکھلایا ہوا انداز... ڈاکٹر صاحبہ بھی پریشان ہو گئیں... اپنی اسسٹنٹ کو ان مریضاؤں کو اٹینڈ کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے اور ہمدردی بھری نظروں سے عمیر کو تکتے ہوئے، اس کے ساتھ چل پڑیں...

عمیر سارا راستہ مومنہ کی باتیں کرتا رہا... "اسے زندہ رہنا چاہیئے ڈاکٹر صاحبہ... اسے زندہ رہنا چاہیئے... وہ بڑی منفرد سی لڑکی ہے... بڑی اچھی... بڑی نیک... بہت دکھی..."

"دکھی...؟ کیا مطلب...؟" ڈاکٹر صاحبہ نے پوچھ لیا...

"نہیں نہیں... پروردگار اسے سکھ ہی سکھ دے، خوشیاں ہی خوشیاں دے... میرا مقصد کچھ اور تھا... وہ بہت مخلص ہے..."

پتہ نہیں کیا کہنا چاہ رہا تھا اور کیا کیا کہے جا رہا تھا... مسز ہاشمی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ اٹھی... اس حالت میں، اپنی بھابھی کے لئے اس طرح پریشان ہوتا ہوا یہ لڑکا انہیں اچھا بھی لگ رہا تھا... بڑی دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہی تھیں... اس کے لئے ہمدردیاں ہی ہمدردیاں من میں تھیں۔

گھر پہنچتے ہی عمیر چیخ چیخ کر ماں کو پکارنے لگا... "امی جی! ڈاکٹر صاحبہ آ گئی ہیں..." یوں لگ رہا تھا جیسے ساری تکلیف اسی پر سے گزر رہی تھی۔

جہاں آرا مومنہ کے کمرے سے نکل آئیں... "وہ کیسی ہے...؟" سوال کر کے جواب لیے بنا وہ ڈاکٹر صاحبہ کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے مومنہ کے کمرے میں گھسا چلا گیا...

"ارے ارے...!" جہاں آرا نے جلدی سے اس کا کندھا تھام لیا۔

"تم یہیں ٹھہرو... چلیئے ڈاکٹر صاحبہ..."

وہ حیران پریشان، انتہائی متفکر وہیں کھڑا رہ گیا... "امی نے مجھے اندر جانے سے کیوں روکا...؟"

اک نظر مومنہ کو دیکھنے کے لئے اس کا دل بری طرح تڑپ رہا تھا... شاید اس کی طبیعت زیادہ خراب تھی... تبھی ماں نے اسے اندر نہیں جانے دیا تھا...

عجیب سے وسوسے دل میں آ رہے تھے اور وہ اک بیقراری کے ساتھ باہر ٹہل رہا تھا... پورے وجود میں بے چینی تھی...

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں... ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے..." ڈاکٹر صاحبہ جہاں آرا سے باتیں کرتے ہوئے مومنہ کے کمرے سے نکلیں تو عمیر لپک کر ان کے پاس جا پہنچا...

"وہ ٹھیک تو ہو جائے گی نا... اس کی جان کو تو کوئی خطرہ نہیں نا...؟"

"نہیں..." ڈاکٹر صاحبہ ہنس پڑیں... "لگتا ہے دیور کو اپنی بھابھی سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت پیار ہے..."

اور عمیر کو اس وقت اس کا ہنسنا انتہائی بے تکا لگا... بیلی بیمار پڑی تھی اور وہ دیور بھابی کی محبتوں کے انداز سے لگا رہی تھی... یہ وقت تھا ایسی باتوں کا...؟ اسے ڈاکٹر پر بھی غصہ آنے لگا...

"تم چچا بننے والے ہو..." جہاں آرا نے اس کے متفکر اور ہوائیاں اُڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے تسلی دی... "اور فکر کی کوئی بات نہیں..."

"ویسے یہ نارمل کیس نہیں ہے..." ڈاکٹر صاحبہ نے جہاں آرا کو وقت سے پہلے ہی مطلع کرنے کے لئے کہا...

"کوئی پریشانی، کوئی فکر مریضہ کو لاحق ہے... آپ اسے دُور کرنے کی کوشش کریں... اسے خوش رکھیں... ہر طرح اس کا دل بہلائیں... اس سے اچھی اچھی اور خوشگوار سی باتیں کریں... زندگی کی... خوشیوں کی... وہ کچھ مایوس سی نظر آتی ہے... ایسا نہیں ہونا چاہیئے... زچہ بچہ دونوں کے لئے یہ خطرناک ہو سکتا ہے... دونوں کی جانوں کے لیے..."

"نہیں نہیں... ڈاکٹر صاحبہ ایسا نہ کہیئے..."

عمیر چیخ سا پڑا... ڈاکٹر صاحبہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلّی دینے کے انداز میں تھپتھپایا...

"میرا مطلب ہے پہلے ہی احتیاطی تدابیر کر لی جائیں تو پھر کوئی خطرہ نہیں... میں تو صرف آنے والے وقت سے آپ کو آگاہ کر رہی

ہوں... ایسا ہو سکتا ہے... بس... انہیں خوش رکھیں...

اور بھی بہت ساری ہدایات دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحبہ نے اک طویل و عریض سا نسخہ لکھ دیا...

"یہ دوائیاں مریضہ کو باقاعدگی سے دینا ہوں گی... ذرا سی بھی بے پرواہی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے..."

عمیر نے ڈاکٹر صاحبہ کے ہاتھ سے نسخہ لے لیا...

"آج ہی سے... ابھی سے شروع کر دیں... خوراک کے لئے بھی تاکید کر رہی ہوں... خیال رکھیں... اور ہاں... بیگم کاظمی آپ نے بتایا ہے ان کے شوہر امریکہ میں ہیں..."

"جی ہاں... جی ہاں..." عمیر نے زور زور سے تائید کی... کہیں اس کے چہرے پہ لکھا ہوا مومنہ کا طلاق نامہ کوئی پڑھ نہ لے۔ اس کی نفی کے لئے، دل کے چور کی گردن دبائی... "وہ ان سے بڑی محبت کرتے ہیں..."

"بہتر ہے وہ اپنی بیوی کو جلد از جلد اپنے پاس بلا لیں۔ ایسے وقت میں شوہر کا پاس موجود ہونا سب سے بڑا ٹانک ہوتا ہے۔ ان کی ہمدردی اور توجہ مریضہ کے لئے بہت مفید ثابت ہو گی..."

"اس کا تو بہت دن ہو گئے خط بھی نہیں آیا..." جہاں آرا متردد سے لہجے میں بے اختیار کہہ اٹھیں...

"تو آپ انہیں ٹیلیگرام دے دیں... آج ہی... اور اگر وہ

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

فی الحال اپنی بیوی کو نہیں بلوا سکتے تو خود چلے آئیں... ایسی پیاری، ایسی محبوب بیوی کے لئے تو شوہر سب کچھ کر سکتا ہے...“

ڈاکٹر صاحبہ اور بھی نجانے کیا کیا کچھ کہتی رہیں... مگر عمیر میں اب مزید سننے کا یارا نہ تھا.. گھومتے چکراتے سر کو تھام کر ماں کے نماز والے تخت پر جا بیٹھا..

نظروں کے سامنے مومنہ کا طلاق نامہ تھا اور ہاتھوں میں دوائیوں کا نسخہ...

عمیر ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھا تھا... کیسی عجیب پوزیشن ہو گئی تھی اسکی.. جیب میں پندرہ، بیس روپے سے زیادہ نہ تھے اور ہاتھ میں مومنہ کی دوائیوں کا نسخہ تھما دیا گیا تھا۔

کچھ انجکشن تھے۔ کچھ گولیاں تھیں... کچھ کیپسول تھے... کم از کم دو سو روپیہ تو فوری طور پر ان دواؤں کے لئے چاہیئے تھا.. ڈاکٹر صاحبہ کی فیس علیحدہ... ماں باپ کے قرضے اور مجبوریاں بھی پریشان کر رہی تھیں اور اپنی بے بسی تو سب سے زیادہ ڈس رہی تھی...

”عمو! ڈاکٹر صاحبہ کو باہر تک تو چھوڑ آؤ...“ ماں کے کہنے کا مطلب سمجھ گیا تھا.. جھٹ ہاتھوں میں سے سر نکالا اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا...

”آپ کی فیس ڈاکٹر صاحبہ! کیا پیش کروں؟“ یہ جانتے ہوئے کہ اس کی جیب میں اتنی رقم ہرگز نہ تھی جتنی ڈاکٹر کی فیس ہو سکتی تھی۔ اپنا بھرم رکھنے کے لئے اُس نے پھر بھی جیب میں ہاتھ ڈال لیا..

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

شاید ڈاکٹر نے اس کے چہرے سے کچھ پڑھ لیا تھا... سارے ہی تو رنگ اُڑے ہوئے تھے... اور وہاں دُکھ، صدمے، مفلسی اور لاچاری کے دھوئیں بکھرے تھے... یا پھر وہ اپنے علیحدہ اصول رکھتی تھیں...

اک خوشگوار اور نرم نرم پھوار جیسی مسکراہٹ کے ساتھ ہولے سے بولیں...

”ابھی مجھے دو تین بار اور آکر چیک اپ کرنا پڑے گا... فیس کا بل پھر اکٹھا ہی بن جائے گا... اور انجکشنوں کے لئے میں اپنے کلینک سے نرس بھیج دیا کروں گی... صبح بھی اور شام بھی... اس کی بھی فیس وغیرہ۔ سب آخر میں حساب ہو جائے گا...“

”جی اچھا... بہت بہتر...“ فی الحال خدا نے عزت رکھ لی تھی... یا پھر ڈاکٹر صاحبہ نے... ہر انسان کے دل میں بھی خدا ہی ڈالتا ہے۔ تب خدا کا شکر گزار ہوتے ہوئے عمیر نے اطمینان کا سانس لے کر جیب میں سے ہاتھ نکال لیا...

اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ڈاکٹر صاحبہ نے پھر تاکید کی....

”انجکشن آج شام سے ہی لگنا شروع ہو جائیں گے... یہ دوائیں آجانا چاہئیں...“

”آجائیں گی جی...“ عمیر نے بڑی فرمانبرداری سے سر جھکا لیا...

انہیں چھوڑ کر واپس آیا... حالت بہت غیر ہو رہی تھی... اوپر تلے دو صدمے... بیٹی کی طلاق کا اور بیٹی کی بیماری کا... بیماری بھی ایسی جس میں اس کی جان کو خطرہ تھا... یہ دو صدمے اور دو ہزار، دو لاکھ صدموں کے برابر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگ رہے تھے... چُور چُور ہو رہا تھا... جسم سے جان سی نکلی جا رہی تھی...

پر... مومنہ...

"اس سے تو بہتر ہے بیٹی! تُو مر ہی جائے..." اس کے لئے اب رہ بھی کیا گیا تھا...

لیکن دوسرے لمحے اپنی اس دعا پر اس کے اپنے ہی دل کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے...

"نہیں نہیں... میرے منہ میں خاک... خدا تمہیں میری بھی عمر لگا دے۔ دنیا بھر کے سُکھ تمہارے مقدر میں لکھ دے... میرے حصے کے بھی... اگر کوئی ہیں..."

لیکن اس کی اپنی ہی مانگی ہوئی دعا اسے بے معنی سی لگی... "بچے والی طلاق یافتہ عورت اور اس کی زندگی میں سُکھ...؟؟"

"کیا سوچ رہے ہو؟" جہاں آرا نے آ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ڈاکٹر ٹھیک کہتی ہے... زبیر کو تار دے دو..."

ماں کے اس حکم سے دل کو پھر اک جھٹکا سا لگا... ہائے کیا کہے... کیسے کہے... "زبیر کا خیال چھوڑ دو... اس ناخلف اور بے غیرت انسان سے کوئی توقع نہ رکھو... بیٹی تم بھی... اماں آپ بھی..."

"زبیر کے ذکر پر تم چپ کیوں ہو جاتے ہو... تمہارا بڑا بھائی ہے اس کے یا اس کی بیوی کے کام کرنے سے چھوٹے نہیں ہو جاؤ گے... بلکہ تمہارا فرض ہے کہ..."

"اوہ اماں جی...!" پہلے اس کے لہجے میں تلخی سی آئی... وہ کیا سوچ رہی تھیں... پر دوسرے لمحے، اس نے خود کو سنبھال لیا... اصل صورتحال سے بے خبر تھیں وہ... اور اسے صبر اور تحمل سے سب کچھ ہینڈل کرنا تھا۔

"میں یہ کہہ رہا تھا..." اس کے لہجے میں یکلخت نرمی آ گئی...

"تار بھی دے دوں گا... پہلے علاج تو شروع کر لیں... یہ دیکھیں نا یہ نسخہ... دو تین سو روپے لگ جائیں گے... ہوں گے آپ کے پاس۔؟"

"اوہ..." جہاں آرا چپ سی ہو گئیں...

"آپ کو پتہ ہے امریکہ جب ٹیلیگرام دیا جاتا ہے تو کتنا خرچ آتا ہے...؟" پھر وہ مزید نرمی اور خوش اخلاقی اور خوشگواری سے بولا۔

"پہلے دوائیں خرید کر علاج شروع کر لیں... پھر تار بھی دے دیں گے... فی الحال اس ایک زندگی کی قیمت تو ادا کریں... بہت قیمتی ہے وہ... دواؤں کی قیمت سے کہیں زیادہ..."

"ہاں... یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو..."

"پھر بتایئے... ہیں آپ کے پاس...؟"

"مومنہ سے پوچھوں...؟ زبیر بھلا بیوی کو اس کا خرچ بھی نہ دے کر گیا ہوگا...؟"

"اسی کی دواؤں کے لئے اسی سے مانگنا عجیب سا لگتا ہے... کیا ہم اس کا علاج بھی نہیں کر سکتے؟ وہ سب کی اتنی خدمتیں کرتی رہی ہے..."

"پر کیا کروں...؟" جہاں آرا تفکرات سے گندھی ہوئی آواز میں بولیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مہینے کی آخری تاریخیں ہیں۔۔ بڑی مشکل سے کھینچ تان کر گھر کا خرچ ہی پورا کر رہی ہوں۔۔۔"

"لیکن ڈاکٹر نے تاکید کی تھی۔۔۔ اسے آج ہی دوائیں ملنا چاہئیں۔۔۔ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔۔" دونوں ماں بیٹا سوچنے لگے۔۔ کیسی بے بسی تھی۔۔۔

عمیر تو اٹھ کر انتہائی بے قراری سے کمرے میں ہی ٹہلنے لگا تھا۔۔۔ اور جہاں آرا بار بار اپنی بے آنسوؤں والی آنکھوں کو خواہ مخواہ ہی پونچھ رہی تھیں۔۔۔ دل رو رہا تھا اور انہیں گمان تھا شاید آنکھیں چھلکی پڑ رہی تھیں۔۔۔

عمیر ٹہلتے ٹہلتے رکا۔۔۔ "پھر ایسا کریں۔ طریقے سے پوچھیں۔۔۔" کوئی اور چارہ نظر نہ آیا تو ٹوٹے پھوٹے سے لہجے میں ٹوٹے پھوٹے سے الفاظ اس کی زبان پر آن ٹکے۔۔۔ "کسی اور انداز میں۔۔۔ وہ کچھ محسوس نہ کرلے۔۔۔"

"تم پوچھو۔۔ مجھ سے کوئی غلط سلط الفاظ استعمال ہو گئے تو باپ بیٹا ہی بڑبڑ کرتے پھرو گے۔۔۔"

"پر میں۔۔۔؟" وہ ٹھٹھکا۔ چونکا۔۔۔ وہ تو حتی الامکان اس کے سامنے آنے سے گریز کر رہا تھا۔۔۔ اور کہاں اس سے بات کرے گا۔۔۔ وہ بھی کس موضوع پر۔۔۔؟ اس کے لئے تو ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

"امی جی! میں کیسے بات کروں؟" وہ روہانسا سا ہو گیا۔۔۔

"تمہارا بڑا لحاظ کرتی ہے۔۔۔ اگر کچھ برا بھی لگا تو شاید اتنا محسوس نہ کرے۔۔۔ ویسے بھی مجھے بات کرنے کا ڈھنگ نہیں ہے۔۔۔ مومنہ کی حمایت

میں زبیر پر ہی غصہ آ گیا تو۔۔۔ اس کا شوہر ہے۔۔۔ کہے گی اس کی غیر موجودگی میں۔۔۔"

"اچھا اچھا۔۔۔" عمیر نے ان کی بات بیچ میں ہی کاٹ لی۔۔۔ نہ اس بحث مباحثے کا وقت تھا۔۔۔ اور نہ مومنہ سے ایسی بات کرنے کا۔۔۔

"رہنے دیں۔۔۔ فی الحال میں جواد سے کچھ رقم قرض لے لیتا ہوں۔ علاج تو شروع کریں۔۔ بات بعد میں ہوتی رہے گی۔۔۔"

"ہاں۔۔۔" جہاں آرا نے بھی جیسے اطمینان سے بھرا سانس لیا۔۔۔ اور زندگی میں پہلی بار عمیر کو ستائشی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

"یہ ٹھیک ہے۔۔۔ بعد میں بات ہوتی رہے گی۔۔۔" وہ پھر امیدوں کے چراغ جلانے لگیں۔۔۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ زبیر کو پتہ چلے تو وہ خود ہی بیوی کے علاج کے لئے رقم بھیج دے۔۔۔ مومنہ سے پوچھنے، مانگنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔۔۔ جان دیتا ہے بیوی پر۔۔۔ بس خط ہی کو پتہ نہیں کیوں دیر ہو گئی ہے۔ ضرور ڈاک میں گڑبڑ ہو گئی ہو گی۔۔۔ ورنہ مجھے یقین ہے اس نے ایک نہیں کئی خط لکھ ڈالے ہوں گے۔۔۔ کیا پتہ سب اکٹھے ہی مل جائیں۔ ایک دو دن میں۔۔۔ ڈاکخانے سے پتہ تو کرنا عمو! تم بھی بڑے ہی کاہل ہو۔۔۔ سدا کے سست اور بے پرواہ۔۔۔"

جہاں آرا جانے کیا کیا کہتی رہیں۔۔۔ "ہاں۔۔۔ میں ہی سست اور لاپرواہ ہوں۔۔۔" عمیر سر جھکائے چپ چاپ، سارے الزامات اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سر لئے... کمرے سے نکل گیا...

"جواد ایسا ہمدرد اور مخلص دوست تھا اور ایسا غمخوار تھا کہ اس کو ساری بات بتاتے ہوئے عمیر رو ہی پڑا...

اتنی دیر سے ضبط کا بند بندھا ہوا تھا... وہ ٹوٹ گیا... تب ایسی طغیانی آئی کہ جواد بھی اس سے بچ نہ سکا... غوطے پہ غوطے کھانے لگا۔

"یہ سب کیا ہو گیا...؟ بہت بُرا ہوا..."

"اب بتاؤ میں کیا کروں... چھپا بھی نہیں سکتا... بتاتا ہوں تو... بیلی بھی مر جائے گی... اور میری ماں بھی..."

"حوصلہ کرو عمو! تم تو عورتوں کی طرح آنسو بہا رہے ہو..." جواد خود ابھی تک اس طوفان کی لہروں میں بہہ رہا تھا... پھر بھی اسے تسلیاں دینے لگا... اس کا شانہ تھپتھپایا۔ اسے صبر کی تلقین کی...

"جواد! مجھے کچھ نہیں سوجھ رہا... کوئی ایسا صحیح راستہ بتاؤ، جس پر چلنے سے سب منزل تک پہنچ جائیں..."

"منزل تو اب اس بیچاری کو ساری زندگی نہیں مل سکتی۔ سچ سچ..." جواد اس کے لیے بے حد دکھی تھا۔ بڑا افسوس کر رہا تھا...

"اور چین تمہیں بھی نہیں ملے گا... کبھی نہیں... زبیر نے ایسا سب کو

صدمہ پہنچایا ہے اور ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا ہے..."

"میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تنہا مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہو پا رہا تھا اور نہ ہی کوئی حل مل رہا تھا..."

"جب تک اس کی صحت نارمل نہیں ہو جاتی، اس کی زندگی خطرے سے نہیں نکل آتی، تب تک تو تمہیں یہ طلاق والی خبر اس سے چھپائے رکھنا ہو گی..."

"خبر چھپا لوں تو پھر بھائی جان کے خط کے انتظار کی اذیت میں سب ڈوب جاتے ہیں... امی کہتی ہیں ڈاک خانہ سے پتہ کرو... لیڈی ڈاکٹر نے کہا ہے "تار دے کر بلوا لو... اور اب تار دینے کا مطالبہ ہونے لگا ہے... تمہیں کیا بتاؤں میں کس مشکل میں ہوں... سب کو کس طرح بہلاؤں... اس پریشانی سے کس طرح نکالوں... کچھ اندازہ کرو میری پوزیشن کا..."

"کر رہا ہوں... احساس ہے پورا پورا..." جواد بھی فکروں میں ڈوب گیا... عمیر کی پریشانی... عمیر کے تفکرات... عمیر کی اُلجھنیں... سب کچھ اس کے اپنے من میں ہلچل مچانے لگی تھیں...

بیچارا کس مشکل میں گرفتار ہو گیا تھا... اسے اس پر بے حد ترس آ رہا تھا... اس کے لئے کچھ کرنا چاہتا تھا... اس کی ٹوٹی پھوٹی حالت کو خلوص و ہمدردی سے جوڑنا چاہتا تھا... مگر... ایسی ٹوٹ پھوٹ تھی، جو کسی ہمدردی، کسی خلوص سے جڑنے والی نہ تھی... بہت چھوٹے چھوٹے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹکڑے تھے...

"تم بھی کچھ مشورہ نہیں دے رہے..." عمیر نے غم واندوہ کے عالم میں جواد کو دیکھا...

"معاملہ ہی ایسا ہے عمو! انتہائی پریشان کن... ویسے... ایک سوچ تھی..."

"کیا...؟" جواد کے چہرے پر کسی امید کی ہلکی سی روشنی چمکی تھی... عمیر نے وہ روشنی اپنی آنکھوں میں بساتے ہوئے جلدی سے پوچھا...

"کوئی ایسا انتظام ہو جائے کہ بیلی بھابھی کو زبیر کے خط وغیرہ ملنا شروع ہو جائیں۔ پھر وہ زندگی سے پیار کرنے لگے گی..."

"پر خط ملیں کیسے... طلاق دینے والا خط تو نہیں لکھے گا... یوں بھی جو اس قدر سنگدل ہو گیا ہے، وہ تو ہماری التجاؤں پر، منتوں پر بھی کان نہیں دھرے گا..."

"اس کو یار مارو گولی... مت لو اس کا نام میرے سامنے بار بار۔ اس سے کیوں کوئی توقع رکھتے ہو..." جواد قدرے جھنجھلایا...

"وہ انسان نہیں ہے، شیطان ہے۔ اس سے کسی نیکی کی توقع نہ رکھو..."

"تو پھر بیلی کو خط کیسے ملیں...؟" عمیر نے اک اضطراب بھری بے چینی سے جواد کو گھورا...

"زبیر بن کر کوئی اور لکھ دیا کرے... جب تک وہ صحت یاب

نہیں ہو جاتی... صرف اس وقت تک..." جواد نے تحمل اور بردباری سے سوچتے ہوئے اپنے خیال کا اظہار کیا...

"تجویز تو معقول ہے۔ مگر ایسا کرے گا کون...؟" عمیر کو جواد کی بات پسند آئی... عقلمندی کی تھی۔ تھوڑا سا ریلیکس ہو گیا...

"اتنی بڑی بڑی کہانیاں لکھ لیتے ہو... کیا ہفتے دو ہفتے بعد ایک خط نہ لکھ سکو گے...؟"

"میں...؟ میں...؟ نہیں نہیں... یہ کام میں نہیں کر سکوں گا..." عمیر بری طرح گڑبڑا گیا... سراسیمہ سا ہو اٹھا...

"بیلی کو اس کا شوہر بن کر خط لکھوں... جذباتی سا۔ محبتوں بھرا۔" وہ اس قدر سٹپٹایا... اتنا بوکھلایا کہ اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔

"یہ بھی اک کہانی سمجھنا..." جواد نے نرمی اختیار کئے رکھی... اتنا پریشان تھا وہ... اور اس نے اس کا ساتھ دینا تھا...

"نہیں... یہ میں کبھی نہیں کر سکوں گا..." عمیر نے بڑے اضطراب سے پیشانی صاف کی...

"ٹھیک ہے۔ مر جانے دو اسے... اب تو اس کے ساتھ کوئی رشتہ بھی باقی نہیں رہا..."

"میں پہلے ہی مر رہا ہوں۔ مجھے مزید طعنوں کی مار نہ دو... اور..." عمیر کے سرخ پیلے پھٹک ہونٹوں سے مومنہ کے لئے دعا نکلی... "خدا اسے رہتی دنیا تک سلامت رکھے... تم اپنے منہ سے ایسے کلمات نہ نکالو۔ کچھ بھی ہے ہی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جذبات کا خیال کر لو..؟

"تمہارے ہی کا تو کر کے یہ سب کہہ رہا ہوں ... تم اس کی سلامتی کی دعائیں مانگتے ہو... پر اس کی سلامتی کیسے ہو گی...؟ کچھ تو کرنا پڑے گا... کوئی چارہ ... کوئی قربانی..."

"جواد! یہ کام تم نہیں کر سکتے کیا...؟ میری خاطر..."

"وہ تو تمہیں معلوم ہی ہے ... میں اک فقرہ تک نہیں لکھ سکتا۔ حساب کتاب البتہ جتنا کرانا ہے کرا لو... ایک وقت میں دس دکانیں چلا سکتا ہوں پر یہ خط دط لکھنا... ہمیشہ سے ہی چور ہوں۔ ورنہ تمہاری خاطر تو جان بھی دے سکتا ہوں۔ اور بیلی میں اور تم میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔"

"پھر...؟ میں کیا کروں...؟" عمیر انگلیوں سے پیشانی دبانے لگا... ڈسٹرب بھی تھا... نروس بھی ہونے لگا...

"کسی کے لئے کچھ کرنے کا دل ہو، خلوص ہو، خواہش ہو تو انسان آگ کے دریا سے بھی گزر جاتا ہے..."

"لیکن وہاں کی اسٹیمپس وغیرہ..." عمیر سوچنے لگا... واقعی اگر یہی راستہ بہتر تھا تو وہ اس آگ کے دریا سے بھی گزر جائے گا... بیلی کی خاطر وہ اپنے جذبوں کے ساتھ یہ کھیل بھی کھیل لے گا... جلا لے گا اپنے آپ کو...!!

"اسٹیمپس وغیرہ کا سارا انتظام میں کر دوں گا... باہر سے میرا مال آتا جاتا ہے... ڈاکخانے میں بھی میری واقفیت ہے... مہریں وغیرہ بھی لگ جائیں گی۔

کہو گے تو جعلی مہریں بھی بنوا دوں گا... یہاں کی بھی، وہاں کی بھی..."

"میں نے زندگی میں کبھی کوئی جعل فریب نہیں کیا..." ڈوبتے عمیر نے جیسے سہارے کے لئے تنکے کو تھاما...

"میں نے بھی کبھی نہیں کیا... پر یہ معاملہ اک زندگی بچانے کا ہے... اور وہ بھی... تمہاری بیلی کی... اس کو چبھا اک اک کانٹا ہمیں اک پلک سے نکالنا ہوگا... وہ ہمارے بھائی کے ظلم کا شکار ہوئی ہے۔"

"ہاں... یہ تو تم سچ کہہ رہے ہو... مجھے جو کچھ کرنا پڑا کروں گا..." تب وہ اک مضبوطی سے اور اک عزم کے ساتھ بول اٹھا...

"اپنے اصولوں سے بھی ہٹوں گا..." پر یہ کہتے کہتے وہ مزید غمزدہ بھی ہو گیا...

اس نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا تھا..." خدایا! مجھے معاف کرنا..."

"شاباش...!" جواد نے اس کی پیٹھ ٹھونکی... "اب مردِ میدان کا سا انداز اختیار کیا ہے نا... یار! جو بوجھ کندھے پر آن پڑا ہے اسے بہادری سے اٹھاؤ... ہمت پیدا کرو اپنے میں..."

"وہ تو اب کروں گا ہی... بہت بڑا امتحان ہے..."

"خدا تمہیں اس میں کامیاب کرے..."

پھر عمیر نے دواؤں والا نسخہ نکالا... ہونٹوں پر اک تلخی بھرا، زہر بھرا تبسم لپکا...

"دیکھو تو کس کس طرح قتل و غارت گری مچا کر گیا ہے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواد نے نسخہ دیکھا... عمیر کے چہرے پر پھیلے دُکھ اور محرومیاں دیکھیں... وہ ضروریات اور اخراجات کے جس آہنی شکنجے میں جکڑا ہوا تھا، اس سے بھی لاعلم نہ تھا... چھڑا تو نہیں سکتا تھا۔ البتہ اس کی مدد کر کے وہ شکنجا ڈھیلا کر سکتا تھا...

"سنو... بیلی بھابی کو اس کے میکے بھیج دو..." ایک اور تدبیر سوجھی...

"طلاق نامہ ہاتھ میں دے کر...؟" عمیر نے اک سراسیمگی سے کہا...

"نہیں نہیں... وہ تو اسے بتانا ہی نہیں... بس صرف ہوا تبدیلی کی خاطر۔ اور خرچہ وغیرہ بھی... اس کے گھر والے کر دیں گے... تم لوگ تو پہلے ہی قرض میں بال بال بندھے ہو..."

"ہاں... یہی میں سوچ رہا تھا... ہم لوگ تو اتنا خرچ نہیں کر سکیں گے۔"

اس نے جواد کے ذہنِ رسا کی داد دی...

"یہ درست رہے گا... پر..." اک لمحہ کے لئے آسودہ ہونے کے بعد وہ پھر مضطرب اور بے کل سا ہو گیا...

"میں نے آج تک اس کے میکے والا کوئی دیکھا ہی نہیں..."

"کیا مطلب...؟"

"نہ کبھی بیلی نے ادھر جانے کا نام ہی لیا ہے..." یہاں تک کہ بھائی جان مریکہ گئے ہیں تو انہیں سی آف کرنے بھی کوئی نہیں آیا۔ ایئرپورٹ پر بھی نہیں... اور تو اور کبھی بیلی نے بھی کسی بہن بھائی یا ماں باپ سے ملنے کی خواہش ظاہر نہیں کی... پتہ نہیں کیا راز ہے...؟"

"معلوم تو کرو..." جواد نے تجسس کا اظہار کیا... "حیرت کی بات ہے..."

"ہاں... واقعی..."

"وہ میکے چلی گئی تو بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے... تمہاری بوڑھی ماں کے لئے اسے سنبھالنا بھی مشکل ہو گا... تم اکیلے کیا کرو گے... اور میکے میں تو اس کی ماں بہنیں سنبھال لیں گی..."

"ہاں... یہ بہت مناسب تدبیر ہے... بہت ساری پریشانیاں دُور ہو جائیں گی... اور پھر مجھے خطوط بھی نہ لکھنے پڑیں گے..."

عمیر کی اس بات پر جواد مسکرا پڑا...

"میکے گئی تو کیا رشتے داری توڑ کر جائے گی...؟ او پاگل! وہ اک علیحدہ مسئلہ ہے... وہ اس کی شوہر کی طرف سے پریشانی دُور کرنا ہو گی۔ اور یہ اسے میکے بھیجنا دوسرے مسائل کا حل ہے۔"

"اوہ... ہاں... یہ میرے ذہن سے نکل ہی گیا تھا... آہ زبیر بھائی جان! یہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا...؟ کوئی اپنوں سے بھی ایسے کرتا ہے... اتنا ظلم...؟"

عمیر نے دوسری جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ طلاق نامہ اور خط نکالا۔

"یہ تم اپنے پاس کہیں چھپا کر رکھو... وہاں مجھے خوف سا رہتا ہے کہ جیسے کہیں کسی کو بند دراز میں سے بھی نظر نہ آ جائے... میں اس سے اتنا خوفزدہ ہوں..."

جواد نے وہ لفافہ لے کر اس کے سامنے ہی اپنے سیف میں رکھ دیا...

ان چند گھنٹوں میں ہی عمیر اتنا ٹوٹ پھوٹ چکا تھا، اس قدر نڈھال سا ہو گیا تھا کہ لگتا تھا برسوں کا مریض ہو... جواد کو اس پہ ترس آ رہا تھا... ستا ہوا زرد چہرہ... آنکھوں میں ویرانی... بال اُلجھے ہوئے اور بے ترتیب... جواد نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا... نجانے کیوں پروردگار نے اس کا خمیر دُکھوں کی مٹی سے گوندھ دیا تھا...

حالانکہ جواد کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ چکا تھا... مگر وہ عمیر سے کہیں زیادہ سُکھ اور اطمینان کی زندگی گزار رہا تھا... اور عمیر سر پہ باپ کا سایہ رکھتے ہوئے بھی اکثر و بیشتر کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا ہی رہتا تھا۔

"ہمت اور حوصلے سے کام لو... اللہ اپنے محبوب بندوں ہی کو آزماتا ہے..."

جواد نے اسے پھر تسلی دی... ساتھ ہی مومنہ کا خیال آ گیا... اس بیچاری کے ساتھ بھی کیا بیت گئی تھی... زبیر نے طلاق دے دی تھی تو یہ بیماری ہی نہ لگتی۔ اس بدخصلت نے اگر اسے چھوڑ ہی دینا تھا تو اسے ماں نہ بننے دیتا۔ اس کے لئے اور عمیر کے گھر والوں کے لئے بھی کس قدر مشکل کا سامنا تھا... وہ اسے ہمدردی سے دیکھ رہا تھا...

"اور ہاں۔ تمہارے بھائی کی اس گیم میں اس معصوم کا کوئی گناہ کوئی قصور نہیں... لہٰذا اس کے ساتھ اب تمہارا سلوک اور برتاؤ بہت اچھا ہونا چاہیئے..."

"یہی بات تو مجھے مارے ڈال رہی ہے کہ وہ بیچاری بے قصور اتنے بڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ظلم کا نشانہ بن گئی ہے... خدا اس پہ رحم کرے..."

پھر یکدم عمیر کو یاد آ گیا... "ارے! اس کی تو دوائیں جلد از جلد لے کر جانا تھیں... اور میں یہاں تمہارے پاس بیٹھ گیا..."

عمیر نے نسخہ کھول کر ایک بار پھر پڑھا... "دو تین سو روپے کم از کم..." وہ قدرے بلند آواز میں بڑبڑایا... "ٹیکے جائیں گی تو ان اخراجات سے بچ سکوں گا... فی الحال تو فوراً دوائیں لانا ہوں گی..."

جواد کی طرف تکتے ہوئے اسے بتانے لگا... "برسوں اک کہانی لکھی تھی... ابھی نوک پلک بھی درست نہیں کی... یوں بھی... چھپنے کے بعد ہی معاوضہ ملتا ہے... پیسے... دوائیں تو آج ہی چاہئیں..."

آخری دو جملے اس نے خود کلامی کے انداز میں بولے... جواد سن بھی رہا تھا اور اس کی بیچارگی اور پریشانی کو محسوس بھی کر رہا تھا...

"فی الحال مجھ سے کچھ لے لو..." دوست کی خودداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواد نے اس انداز میں پیشکش کی...

"کہانی کا معاوضہ ملے گا تو لوٹا دینا..." جواد نے جیب سے پانچسو روپیہ نکال کر عمیر کے ہاتھ میں دے دیا... "واپس لے لوں گا... کہانی کے جب ملیں گے تو... اس کے علاج میں دیر نہیں ہونا چاہیئے..."

مصلحت کے پیش نظر عمیر نے وہ رقم لے لی... اور کرتا بھی کیا... دوائیں اسے جلد ملنا چاہیئیں تھیں... لیکن رقم لیتے ہوئے اس کی آنکھیں جھک گئیں اور ہاتھ لرزنے لگے تھے...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خدا تمہارے ساتھ ہے ... میں تمہارے ساتھ ہوں ..." جواد نے اس کی حالت کو محسوس کرتے ہوئے اس کے جھکے جھکے کندھے تھپتھپائے ..

"فکر مت کرنا ۔ اللہ بہتری کرے گا ... شاید اس میں بھی پروردگار کی کوئی مصلحت ہو ... اور ہاں ... جا کر ذرا اپنا حلیہ درست کرو ۔ کہیں تمہاری حالت ہی گھر والوں کو مشکوک نہ کر دے یا پریشانی میں مبتلا کر دے ..."

جواد کی تسلیوں نے اسے بہت سہارا دیا ... پر مومنہ کا دکھ ، جو دل کو چپٹ کر رہ گیا تھا وہ بڑی ٹیسیں مار رہا تھا ... زخم ناسور بن رہے تھے ... بڑی دیر ہاتھوں میں وہ پانچ سو روپیہ لئے بیٹھا رہا ...

اور جواد اس کی صورت تکتا رہا ... "ارے ... !" پھر وہ یکلخت چیخ اٹھا ... عمیر نے گھبرا کر نظریں اٹھائیں ...

جواد کی یہ چیخ دکھ کی نہیں تھی ... خوشی کی تھی ... چہرے پر رنگ تھے ... جیسے اچانک اسے کچھ حاصل ہو گیا تھا ... یہاں بیٹھے بیٹھے ہی ۔

"کیا ... ؟" اس کی نگاہیں جواد سے سوال کر رہی تھیں ... یکدم چہرہ کھل اٹھنے کا جواز معلوم کرنا چاہ رہی تھیں ...

"ہم خواہ مخواہ ہی گھبرا رہے ہیں ... مجھے یاد آیا ... اسلامک لاء بک میں نے پڑھا تھا ... عورت کے بچہ ہونے والا ہو تو اسے طلاق نہیں ہو سکتی ..."

"ارے ہاں ... اس کا تو مجھے بھی علم ہے ... ہمارے مذہب میں ظلم کوئی نہیں ہے ... ہاں بیلی ! تیرا گھر آباد رہے گا ..." ہلدی چھپے چہرے پر اک دم سرخ رنگ کی جیسے بوچھاڑ ہو گئی ...

"ابھی بھائی جان کو ٹیلیگرام دیتے ہیں کہ بچہ ہونے والا ہے ۔ اس صورت میں طلاق نہیں ہو سکتی ..."

جواد نے بھی خوشی کے مارے ٹیلیگرام کا اگلا فقرہ بولا ..." اور بندہ بن کر اپنی بیوی کو خط لکھیں ... تا کہ وہ بچہ صحت مند زندگی لے کر اس دنیا میں آئے ..."

دونوں کو اتنی خوشی تھی ۔ جیسے انہیں دونوں جہان کی دولتیں مل گئی تھیں ... انہیں زندگی بھر کے سکھ چین کی کسی نے ضمانت دے دی تھی ... ایک دوسرے سے ہی بغلگیر ہو گئے ... ایک دوسرے کو ہی مبارکباد دینے لگے ...

تب ... اسی وقت زبیر کو ٹیلیگرام دے دیا گیا ... پوری تفصیل کے ساتھ .. تقریباً سو روپیہ تو وہیں خرچ ہو گیا ... پانچ سو کے پانچ سو بھی خرچ ہو جاتے ...

"میں تو بک بھی جاؤں ... پھر بھی کوئی بات نہیں ... بیلی آباد ہو جائے ... اسے خوشیاں مل جائیں ..."

ٹیلیگرام کے جواب کی واپسی کے لئے جواد کی دکان کا ایڈریس بھیجا گیا ۔ کہیں عمیر گھر میں نہ ہو تو امی اور مومنہ کے ہاتھ لگ جائے ... اس خطرے کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیش نظر ہر قسم کی احتیاطی تدابیر ذہن میں رکھ لیں... مومنہ کے راستے سے دُکھ کا ہر خار ہٹا رہے تھے... پورے خلوص کے ساتھ... پوری چاہتوں اور خواہشوں کے ساتھ...

دو دن بعد ٹیلیگرام کا جواب آ گیا... "میں بچے کو اپنانے کو تیار نہیں... میرے پاس دو ہیں... بہت ہیں... کسی ڈاکٹر سے رجوع کریں اور... حمل اسقاط کرا دیا جائے... بچہ پیدا ہو گیا تو دونوں کے لئے مشکل ہو گی... اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو... بچہ پیدا ہونے کے بعد والی طلاق بھی میں ابھی دیئے دیتا ہوں... میرے اس فیصلے میں تبدیلی یا نرمی کی کوئی گنجائش نہیں... اور نہ ہی آئندہ مجھ سے اس بارے میں کوئی گفت و شنید کی جائے... میری گھریلو زندگی متاثر ہوتی ہے۔ اور میں خوش رہنا چاہتا ہوں... پُرسکون زندگی گزارنا چاہتا ہوں..."

یہ جو چم چم کرتی، جگمگاتی، خوشی و راحت کی کرنیں بکھیرتی اُمید تھی... ناچی تھی... وہ... ایک بار پھر اندھیاروں میں ڈوب کر مر گئی...

عمیر اور جواد دونوں سر تھامے بیٹھے رہ گئے... ظلم کی انتہا تھی۔ اور کمینگی اور ذلت کی بھی انتہا تھی... ایک باپ خود ہی اپنی اولاد کو قتل کر رہا تھا...

"زبیر خدا کے عذاب سے ڈرو..." جواد بڑبڑایا...

عمیر بالکل چپ تھا... پتھر کا بُت بنا ہوا تھا، پر آنکھوں میں آنسو

بھرے آ رہے تھے... دل زخمی پرندے کی طرح پھڑپھڑا رہا تھا...

"اب...؟"

"یہ تو اک امید تھی..."

"ہاں... ٹوٹ گئی..."

"اور ہم... پھر وہیں کھڑے ہیں..."

"پروردگار کا امتحان ہے..."

"وہی اس میں پورا اتارے..."

"آمین..."

بڑی دیر دونوں پھر چپ بیٹھے رہے... آخر... عمیر اک یاس بھری طویل سی سانس لیتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا...

"ان دواؤں سے بھابی کی حالت کچھ سنبھلی...؟" جواد نے موضوع بدلا۔

"نہیں... امی سے ہی معلوم ہوا ہے... میں تو اس کے سامنے گیا ہی نہیں... سوچا تھا... خوشی لے کر جاؤں گا۔"

"اب تسلی لے کر جانا... اور... آج ہی اسے زبیر کی طرف سے خط لکھ دو... جتنی جلد ہو سکے... اسے اس پریشانی سے تو نجات دلائیں..."

"ہاں... آج ہی لکھوں گا... انشاء اللہ... وہ زندہ رہے گی۔"

"اور... زندگی کی خوشیاں بھی ہم اس کے دامن میں ڈالیں گے۔ آج سے وہ میری بہن ہے..." جواد نے مومنہ کے لئے خلوص و ہمدردی بھرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جذبوں میں ڈوب کر کہا...

"بچے کو خیر خیریت سے جنم دے لے تو... میں خود اسے زندگی کی اس تلخ حقیقت سے آشنا کر کے، ایک نئی زندگی کی نوید دوں گا۔ اب اس کے دامن میں ایک ہیرا ڈالوں گا... اس کی مانگ ہیرا افشاں سے سجاؤں گا..." بلند آواز میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے عمیر کی طرف دیکھا... عمیر نے نظریں جھکا لیں... دکھوں سے دل اتنا بھرا ہوا تھا کہ جواد کے اس خوشی کے اشارے کو رکنے کی جگہ نہ ملی... کہیں بھی نہیں... آنکھوں میں اسی طرح آنسو تھے... اور چہرے پر غم کے گہرے بادل...

ابھی بہت طویل اور کٹھن راستہ تھا، طے کرنے والا... بہت سی رکاوٹیں تھیں درمیان میں... اور اسی خود غرضانہ سوچ کے ساتھ، وہ منزل تک نہیں پہنچ سکتا تھا...

کسی کام کی تکمیل چاہتے ہو تو... اس کے لئے صرف خلوص اور بے غرضی نظر میں رکھو... یہ اس کا ایمان تھا...

اور جواد تو جذباتی باتیں کر رہا تھا... بہرکیف... اس کے جذبوں کی بھی اسے قدر تھی اور احترام تھا...

جواد اُٹھا... اس نے سیف کھولا... پانچ ہزار روپیہ نکالا... عمیر چپ چاپ اس کی حرکات دیکھ رہا تھا...

"ادھر آؤ میرے ساتھ..."

"کہاں...؟"

"امریکن بینک... ڈالروں میں منتقل کر کے ڈرافٹ بنوائیں..."

"میں سمجھا نہیں..." کسی مداری والے کی طرح نجانے کیا کیا کرتب کئے جا رہا تھا... عمیر نے ناسمجھی بھری نظروں سے جواد کی آنکھوں میں دیکھا...

"اپنے خط کے ساتھ بھابھی کو ڈرافٹ بھی بھیجنا... مجھے یقین ہے ایسے ظالم ارادے رکھنے والا انسان اسے کچھ بھی نہیں دے کر گیا ہوگا۔ یوں... وہ دو خوشیوں سے ہمکنار ہو کر بہت جلد..."

"لیکن..." عمیر نے ہچکچاتے ہوئے جواد کا رقم والا ہاتھ تھام لیا...

"میں بہت نیچے گر جاؤں گا... تمہارا یہ فعل بہت صحیح... بہت مناسب ہے... وہ ضرور سنبھل جائے گی... پر میں تو پاتال سے بھی نیچے، کہیں گہرائیوں میں جا پڑوں گا..."

"ارے نہیں... تمہاری خودداری مقدم... یہ صرف بھابھی کے لئے ہے... اس کے بھائی کی طرف سے..."

"نہیں جواد نہیں... تمہارا خلوص ہی انمول ہے... تمہارے مشورے ہی بہت قیمتی ہیں..."

"تو اللہ کے بندے... یہ قرض سمجھ لو... اُتار دینا... میں تمہاری خودداری پر کبھی ضرب نہیں لگاؤں گا... میں تمہارے اصولوں کا بڑا احترام کرتا ہوں..."

"تو پھر... یہ ابھی رکھو..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری مانو... یہ علاج کا اک ضروری حصہ ہے... وہ خود کو لوگوں پہ بوجھ سمجھ رہی ہوگی... اس طرح بھی کافی پریشان ہوگی... تبھی تو دوائیں کوئی اثر نہیں کر رہیں..."

"ہاں... امی نے بتایا تھا... ڈاکٹر کہتی تھیں شاید ہسپتال داخل کرنا پڑے..."

"تو پھر بھی تم... اپنی خودداری اور انا کو لیئے بیٹھے ہو...؟ اس کی زندگی کی قیمت پر بھی...؟" اب جواد کو غصہ آ گیا... "کچھ عقل کرو..."

اور عمیر اک سراسیمگی کے عالم میں اسے تکنے لگا... پھر ایک دم سے بڑبڑایا...

"میں اپنی انا اور خودداری بھی مٹا ڈالوں گا... بیلی کی خاطر... سب کچھ ختم کر ڈالوں گا... بیشک اِک مُشتِ خاک باقی رہ جاؤں... بے شک وہ بھی ہواؤں میں تحلیل ہو جائے... میرا نام ونشان بھی باقی نہ رہے..."

عمیر نے جواد کے ہاتھ سے وہ نوٹ جھپٹ لیئے...

"میری ہستی بھی مٹ جائے... سب کچھ ختم ہو جائے... بس اک وہ باقی رہ جائے... مجھے سکون مل جائے گا... مجھے سب کچھ حاصل ہو جائے گا..."

عمیر جواد کے ساتھ چل پڑا...

مومنہ کے لئے دل سے ہزاروں دعائیں نکل رہی تھیں اور زبیر جو اس کا سگا بھائی تھا... اس کے لیئے بددعائیں ہی بددعائیں تھیں...

"اللہ کرے زبیر تم پر بھی کوئی ایسا ظلم ڈھائے... تم بھی آباد نہ رہ سکو... تمہارا بھی گھر اُجڑ جائے... اسی طرح... جس طرح آج مومنہ تباہ ہوئی ہے... تم بھی ایسی ہی پریشانیوں کا سامنا کرو... تم بھی خوش نہ رہ سکو... کبھی بھی نہ... کبھی بھی نہ..."

نہ اپنے خون کی گرمی دل میں تھی اور نہ رشتے کا خلوص اور نہ پیار کا جذبہ... کچھ بھی نہ تھا...

صرف اک ظالم انسان کے مظالم کی انتہا ہی نظروں میں تھی۔ اور زبان آگ اُگل رہی تھی...

مومنہ کے کمرے کے دروازے پر دستک دینے کے بعد عمیر ہچکچاتے ہوئے اندر داخل ہوا...

معلوم نہیں، اس نے دستک کی آواز ہی نہیں سُنی تھی یا پھر سو رہی تھی۔ دیوار کی طرف رُخ کیئے لیٹی ہوئی تھی...

وہ کچھ پھل ساتھ لایا تھا... اس سے اچھا سلوک کرنے کی خاطر... وہ خود جب بیمار تھا تو ایک رات کی دلہن ہوتے ہوئے بھی کس طرح اس نے عمیر کی تیمارداری کی تھی... تھوڑے وقت کے لئے ہی سہی...

اس لئے اب وہ عمیر سے بھی ایسے ہی حُسنِ سلوک کی حقدار تھی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قرض تھا اس کا عمیر پہ... اور وہ چکانے سے غافل رہا تھا اب تک... نادم تھا، پر ہوش آ گیا تھا...

بیڈ کے سرہانے کی طرف میز پہ پھل رکھتے ہوئے، عمیر نے کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں... اس وقت ذہن میں کمرے کی ترتیب و آرائش دیکھنے کا خیال قطعی نہیں تھا...

لیکن جب نظریں اِردگرد گھوم ہی گئیں تو... اس کے کمرے کو دیکھ کر وہ دل ہی دل میں اس کے ذوق کی داد دیئے بنا رہ نہ سکا... پہلی بار اس کے کمرے میں آیا تھا... جی چاہا باقی زندگی یہیں گزار دے...

وہاں موجود ہر چیز سے اک خاص قسم کی نفاست سی ٹپک رہی تھی... امارت کہیں نہیں تھی... سادگی تھی اور خوش ذوقی تھی...

پردے، بیڈ کور، میز پوش، کُشن، پھولدان میں سجے ہوئے پھولوں کی رنگت، اتنے خوبصورت انداز میں سب میچ کیا ہوا تھا کہ وہ بھونچکا سا ہو کر دیکھتا رہ گیا تھا...

جہاں آرا نے جب زبیر کے لئے یہ کمرہ آراستہ کیا تھا تو تب مختلف انداز کی ترتیب و آرائش تھی جو اب بالکل بدلی ہوئی تھی...

زبیر نے تو اپنا لباس بھی کبھی صحیح طرح میچ کر کے نہیں پہنا تھا.. یقیناً یہ مومنہ ہی کا ذوق تھا..

"ایسے نفیس اور اعلیٰ ذوق کی شریکِ حیات تو خوش نصیبوں کے نصیب میں ہوتی ہے... بھائی جان! آپ نے اپنے نصیب کی روشنیوں پہ

بدبختی کی سیاہی کیوں پوت دی... کیوں...؟"

دونوں ہی کی بدنصیبی تھی یہ... اور... زبیر اس کا بھائی تھا اور یہ اس کی بیلی... دونوں ہی کے لئے اسے رونا سا آ گیا۔

یکلخت ہی مومنہ نے کروٹ بدلی... "ارے! آ - آپ..."

عمیر کو دیکھتے ہی اس نے اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی۔

"نہیں نہیں... لیٹی رہیئے..." اس نے جلدی سے بڑھ کر مومنہ کو کندھوں سے تھامتے ہوئے واپس لٹا دیا...

"آپ کو آرام کرنے کی ضرورت ہے..."

پچھلے چند دنوں میں ہی اس کی حالت کیا سے کیا ہو گئی تھی... عمیر بڑے دُکھ سے اسے تکنے لگا...

روشن روشن خوبصورت آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے تھے... جیسے چاند کے گرد ہالہ... مگر وہ تو اک خوبصورتی کا تاثر پیش کرتا ہے... اور یہ...

ویرانی... بے آبادی... اُجڑی بستی...

عمیر کے دل پہ گھونسہ سا لگا... کچھ دن پہلے تک یہ آنکھیں روشنیوں کے شہر کی طرح جگمگ جگمگ کر رہی تھیں... اور آج... جیسے کسی مزار پہ دو دیئے جل رہے تھے... ٹمٹماتے ہوئے... بجھنے کو تیار...

"نہیں نہیں... میں اس اُجڑی بستی کو پھر سے آباد کروں گا... اس تباہ شدہ کھیتی کو اپنے خون سے سینچوں گا انشاء اللہ..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ بے اختیار اس کے لئے دعا کرنے لگا... اپنے آپ سے اس کے ساتھ عہد و پیمان باندھنے لگا...

"میں تمہارے سارے دُکھ... سارے روگ ہر قیمت پر، اپنی خوشیوں کی قیمت پر بھی دُور کرنے سے کبھی دریغ نہیں کروں گا... وعدہ کرتا ہوں... مزار پر جلتے یہ دو دیئے، دیکھنا اک دن کہکشاں کا روپ دھار لیں گے... ضرور... دیکھ لینا ضرور... انشاء اللہ..."

سوکھے سوکھے بے رنگ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے مومنہ نے عمیر سے بیٹھنے کے لئے بیڈ کے پاس پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

دُبلی پتلی اور نازک سی تو پہلے ہی تھی۔ پر اب تو بیڈ پر پڑا ہوا اس کا جسم دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا... یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں اک خالی کمبل پڑا تھا اور... تکیے پر اک غمزدہ اور خزاں رسیدہ سا چہرہ دھرا تھا۔

جس کی ساری رونقیں اور بہاریں کسی ظالم نے لوٹ لی تھیں۔

عمیر کو ماں سے معلوم ہوا تھا کہ مومنہ نے تین چار خط زبیر کو لکھے تھے مگر کسی کا بھی جواب نہیں آیا تھا۔ نہ اس کے خط کا جواب اور نہ زبیر کی طرف سے کوئی اس کے لئے یاد آوری کا ثبوت...

حد سے زیادہ پریشانی کی بات تھی... سب کے لئے... اور مومنہ کے لئے سب سے زیادہ... تبھی اس کا یہ حال تھا... کیوں نہیں جواب آیا تھا...؟ کیوں نہیں کوئی خط آیا تھا...؟ اس کی وجہ

سے تو عمیر ہی واقف تھا... جو اس نے سب سے چھپا لی تھی...

لیکن باقیوں کے لئے تو ابھی تک پریشانی ہی پریشانی تھی... اور... اوپر سے مومنہ کی بیماری... جس کے خطرے سے بار بار ڈاکٹر صاحبہ آگاہ کرتی گئی تھیں... اور اسے خوش رکھنے اور پوری توجہ سے علاج کرنے کی تاکید کرتی تھیں...

"میں آپ کے لئے کچھ پھل لایا تھا..." اچھے حسنِ سلوک کی خاطر لہو روتے دل پر عمیر نے اک خوشگوار سی مسکراہٹ کا نقاب اوڑھایا...

"بڑی تکلیف دے رہی ہوں آپ سب کو۔"

نقاہت کے مارے اس کی آواز بھی بڑی بدل گئی تھی۔ نہ وہ گھنٹیوں کی کھنک باقی رہی تھی نہ وہ پہلا سا ترنم...

"ارے ارے تکلیف کیسی... آپ کے لئے کچھ کرنا تو میرے لئے عین سعادت اور عین راحت ہے... تکلیف کیوں کہتی ہیں..."

بظاہر عمیر مسکرا رہا تھا لیکن اس عالیشان عمارت کو کھنڈر میں تبدیل ہوتے دیکھنے والی اس کی نظر آنسو بہا رہی تھی... من ہی من میں... ماتم کر رہی تھی... اندر ہی اندر...!

"اتنی کمزور ہو رہی ہیں... پھل وغیرہ کھایا کریں نا..."

کوئی بات ہی نہیں سوجھ رہی تھی... جو پھل لایا تھا... وہ اٹھا کر پلیٹ میں نکالا...

"چھیل کر دوں... بڑے میٹھے کینو ہیں...؟"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر نے لہجے میں، نظروں میں پیار بھرتے ہوئے پوچھا... یوں تو اس کے لئے دل میں ہمیشہ پیار ہی پیار ہوتا تھا... پر وہ چھپاتا پھرا کرتا تھا... مگر اس وقت، اس کی حالت کے پیشِ نظر، وہ ہر انداز میں اظہار کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہا تھا...

"کیا کروں... کچھ کھایا پیا ہی نہیں جاتا... بخار بھی رہتا ہے... گلا بھی خراب ہے... بہت درد کرتا ہے... اندر کچھ اترتا ہی نہیں... اور جو اتر جائے تو..."

مزید کچھ بتانے کی بجائے چپ سی ہو کر، تھوڑا سا شرما کر اس نے نظریں جھکا لیں...

"ہاں... تو کیا...؟" عمیر نے اس کی بات میں دلچسپی لیتے ہوئے اک گہری سی مسکراہٹ اس کی نذر کی... بے حد اپنائیت بھری...

مومنہ کی نظریں اس کی طرف اُٹھیں... ہچکچاتے ہوئے اس نے عمیر کی اپنائیت کا جواب اپنائیت سے ہی دیا... "پانی کا ایک گھونٹ اندر اترے تو قے ہو جاتی ہے... پھر خوف کے مارے کچھ بھی کھا پی نہیں سکتی..."

"اور اس طرح بھوکے رہ رہ کر اپنا یہ حال بنا ڈالا ہے..." عمیر کیبوں چھیلنے لگا...

"دیکھو بیلی...!" وہ اک دم جذباتی ہوتے ہوئے بے اختیار کہہ اٹھا تھا... مگر پھر فوراً ہوش آ گیا... اس نے جلدی سے دونوں ہونٹ

بھینچ لیے... یہ اس نے کیا کیا تھا...

"بیلی...؟" مومنہ نے حیرت بھری مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔

"تو ابھی تک آپ کو میرا نام بھی معلوم نہیں ہوا...؟ مومنہ ہے..."

"وہ... وہ..." عمیر پکڑے جانے پر بُری طرح گڑبڑا گیا تھا... انتہائی مشکل سے خود کو اس نے سنبھالا...

"دراصل یہ میرا تکیہ کلام سا ہے اک قسم کا... جس طرح کسی کو یار کہنے کی عادت پڑ جاتی ہے نا، اسی طرح میں یہ لفظ اکثر استعمال کر جاتا ہوں..."

اس نے بہت سوچ سوچ کر اپنی صفائی پیش کی... تفصیل سے مومنہ کو سمجھایا...

"پنجابی زبان میں دوست کو بیلی کہتے نا... یوں آپ کے لئے بھی یہ لفظ زبان سے پھسل گیا..."

"اور اب پچھتانے لگے ہیں...؟" اس نے اک یکانگت بھری مسکراہٹ سے پوچھا...

"واہ... پچھتاؤں گا کیوں...؟"

"پھر اتنی صفائی کیوں پیش کی...؟"

"میں ڈر گیا تھا کہیں آپ کو بُرا نہ لگ گیا ہو..."

"کسی کو دوست کہا جائے، اتنا اونچا مقام دیا جائے... وہ پاگل ہی ہو گا جس کو بُرا لگے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بات کرتے کرتے مومنہ کا لہجہ بدل گیا... چہرے پر پھیلی مسکراہٹ معدوم ہوگئی... اسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی... بڑی اچھی طرح اس سے گفتگو کر رہی تھی... اب یکایک افسردہ ہوگئی... بجھ سی گئی...

"پتہ نہیں میں کونسی غلطی کر بیٹھی ہوں... کونسا قصور مجھ سے سرزد ہوگیا ہے کہ آپ مجھ سے بات کرنا تو کجا رہا۔ جہاں میں موجود ہوتی ہوں وہاں آنے سے بھی گریز کرتے ہیں... جانے کیوں...؟"

"ارے نہیں... یہ بات نہیں..." عمیر پر یکدم ہی گھڑوں پانی پڑ گیا... بہت ساری ندامتوں میں ڈوب گیا... ڈھیر ساری گھبراہٹیں اس پر طاری ہوگئیں...

کہا تو اس نے ٹھیک تھا... وہ ایسا ہی کرتا رہا تھا... پر... یہ اسے کیسے بتائے کہ اس میں اس بیچاری کا کوئی قصور نہ تھا، کوئی غلطی نہ تھی...

وہ تو اپنے آپ سے خوفزدہ تھا... اپنے دل کے ہاتھوں... اپنے جذبوں کے ہاتھوں... اور... یہ جو اب اس کے ساتھ رشتہ داری ہوگئی تھی، اس کے تقدس اور احترام کے ہاتھوں...!!

"نادانستگی میں مجھ سے جو غلطی ہوگئی ہے، کیا وہ مجھے آپ معاف نہیں کر سکتے..." مومنہ اٹھ کر بیٹھ گئی... چادر اچھی طرح لپیٹی... چہرے کی زردی پر جذبوں کی سرخی غالب آ رہی تھی...

"میں اس گھر کے سب افراد کے ساتھ محبت کرنا چاہتی ہوں... پیار، بے تکلفی، اور اپنائیت سے سب میں رہنا چاہتی ہوں... یہ رشتہ،

جو میرے اور آپ کے درمیان ہے، یہ لوٹنے والا تو نہیں... نبھانے والا ہے... اور رشتے محبتوں سے نبھائے جاتے ہیں... چلیں مجھے معاف کر دیں..."

بات طویل ہوگئی تھی... کرتے کرتے تھک کر، نڈھال سی ہوتے ہوئے اس نے بیک کے ساتھ ٹیک لگالی... اور لمبے لمبے سانس لینے لگی...

"او بیلی...!! اب عمیر ایسا بے اختیار اور بے قابو ہوا کہ سنبھلے سنبھالنے والا معاملہ رہ ہی نہ گیا...

مومنہ نے معافی مانگتے مانگتے ہاتھ بھی جوڑ دیئے تھے... زبیر کی بے پروائی نے اسے اتنا حساس اور مجبور کر دیا تھا... وہ بہت نچلے مقام پر آن پہنچی تھی... بالکل بے وزن اور بے قیمت ہوگئی تھی...

عمیر سے کٹتے ہوئے دل کے ٹکڑے بھی سمیٹے نہیں جا رہے تھے... اس کے پاس بیٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے...

"میں تو تمہیں اپنی دوست سمجھتا ہوں... پہلے دن سے ہی... جب تم اس گھر میں آئی ہو۔ میں بیمار تھا... جیسا سلوک تم نے مجھ سے کیا، میں نے تو شہر کے شہر ستاروں سے سجا لئے تھے..."

وہ اس کے ہاتھوں کو تھپتھپا رہا تھا... لہجے پر رقت طاری تھی... آواز میں جذبوں کی تھرتھراہٹ تھی...

"میں گلشن کو ہمیشہ بہن سے زیادہ دوست سمجھا کرتا تھا... اسی طرح میں نے تمہیں دیکھ کر یہ سوچا تھا کہ ایک دوست جدا ہوا تو مجھے دوسرا، تمہارے روپ میں مل گیا..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر...؟ اس کے بعد کیا ہو گیا...؟ آپ نے مجھ سے کبھی بات نہیں کی... اتنے دنوں سے میں بیمار ہوں... بھولے سے بھی نہیں پوچھا... مر گئی یا زندہ ہوں..."

مومنہ کی زندگی سے محروم، بے چمک، آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک بھر آئی...

"وہ مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں... خط بھی نہیں لکھا... ویزا وغیرہ بھی نہیں بھیجا... یوں میں آپ پر بوجھ بن گئی ہوں... میں بہت شرمندہ ہوں۔ پر... کچھ کر بھی نہیں سکتی..."

اتنے دنوں کا غبار چھایا تھا... وہ سسکیاں بھر بھر کر رونے لگی۔ بے خطا ہوتے ہوئے بھی خطاکاروں کی طرح ساری خطائیں قبول کئے جا رہی تھی...

"یہ بات نہیں... ایسا مت سوچو... تم بوجھ نہیں ہو ہم پر... عین راحت ہو... خوشی ہو ہماری... رونق ہو اس گھر کی... ہمارے دلوں کی... میرے دل..."

وہ گڑبڑا گڑبڑا کر کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا... مگر... نہ الفاظ ساتھ دے رہے تھے اور نہ احساسات...

"بس... میں کہہ رہا تھا کہ صرف اس لئے تمہارے سامنے آنے سے گریزاں تھا کہ... تم ہی بُرا نہ مان جاؤ... بے تکلف ہو رہا ہوں، گراں نہ گزرے..."

سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، کیا کہے...؟ پر اسے بہلانا بھی ضرور تھا... دلاسہ بھی دینا تھا... بیماری نے اور ناروا سلوک نے اس کی جو حالت بنادی ہوئی تھی، اس ظلم کے حصار سے اسے نکالنا بھی لازم تھا...

دل خون ہو رہا تھا اسے دیکھ دیکھ کر... اسے اس کے دکھوں اور غموں سے بچانے کی خاطر اندر کہیں چھپا لینے کو جی چاہ رہا تھا... لیکن کچھ بھی بس میں نہ تھا... کچھ بھی اختیار میں نہ تھا...

بڑا ترس آ رہا تھا اس مظلوم پر... اور اپنے آپ پر بھی... زندگی میں ایسا مجبور و لاچار وقت خود اس پر بھی کبھی نہیں آیا تھا...

"دیکھو..." رقّت بھرے، منّت بھرے لہجے میں التجا سی کرنے لگا۔

"میں تمہیں سچ مچ اپنی دوست سمجھتا ہوں... یقین کرو گی اس بات کا...؟"

اب شاید اس میں بولنے کی بھی سکت نہ رہی تھی... بھیگی بھیگی پلکیں بھیگے رخساروں پر جھکائے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا...

"قسم خدا کی تم ہم پر بالکل بوجھ نہیں ہو۔ تمہارا مقام میرے دل میں جو ہے، جو احترام اور تقدس نظر میں ہے، کاش تمہیں دکھا سکتا... بتا سکتا... بس۔ خدا پر یقین رکھتی ہو تو اس پر بھی یقین کر لو۔ اور آئندہ ایسی بات کبھی بھولے سے بھی دل میں نہ لانا..."

پھر عمیر نے اس کے آنسو اپنے رومال سے پونچھے... اک اک قطرہ چُن لیا۔ سُچے موتیوں کی طرح... قیمتی ہیروں کی مانند...

"در اصل میں پچھلے دنوں بہت مصروف رہا ہوں... گھر میں ہی کم آتا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویسے آئندہ وعدہ کرتا ہوں، ایسا نہیں ہوگا... میں تمہاری خاطر اپنی ساری مصروفیتیں چھوڑ دوں گا... بہت سارا وقت تمہارے ساتھ گزاروں گا..."

بالکل چھوٹے اور ناسمجھ بچوں کی طرح وہ اسے تسلیاں دلاسے دے رہا تھا... اور وہ بچوں ہی کے سے معصوم انداز میں پوری توجہ سے سن رہی تھی...

"تم اس گھر کی عزت ہو... مان ہو... گھر والی ہو... تمہیں تندرست رہنا ہے... صحت مند رہنا ہے... اپنے گھر کو سنبھالنے کے لئے... اپنے گھر کی عزت اور مان کو قائم رکھنے کے لئے سوچ سمجھ کر سارے کام کرنا ہیں..."

عمیر نے بڑے خلوص، بڑی محبت سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا...

تسلی، ہمدردی اور مخلص جذبوں والے بول مومنہ کے کانوں میں پڑے تو اس کی آنکھوں میں اک چمک سی آ گئی... ہونٹوں پہ تبسم کھل اُٹھا... چہرے پہ شگفتگی پھیل گئی...

"لو اب... کینوں کی دو چار پھانکیں کھاؤ... دیکھو تو کتنا خوب صورت رنگ ہے اس کا... اسے کھا کر تو خوب صورت لڑکیاں اور خوب صورت ہو جاتی ہیں... اور ہماری بیلی تو... ماشاء اللہ پہلے ہی..."

تعریف ادھوری ہی تھی... عمیر مزید کچھ کہہ نہ سکا... پھر مومنہ اتنے سے ہی شرما گئی... پھر تھوڑا سا ہچکچائی... "یہ بھی کھا لوں گی... لیکن..."

"لیکن ویکن کچھ نہیں... بس... کھانا پڑیں گی..." عمیر نے اصرار کیا...

ساتھ ہی چھیل کر، صاف کر کے، نمک لگا کر اس کے ہاتھ میں تھما دی... "ارے نہیں... لیکن ٹھہرو... پہلے میں چکھ لوں..."

کہیں کھٹا تو نہ تھا...؟ اس کا گلا پہلے ہی خراب تھا... عمیر نے ذائقہ چکھنے کے لئے اپنے منہ میں ڈال لی...

"ارے واہ! بالکل ٹھیک... شہد جیسی میٹھی پھانک... کھا لو... سارا ہی کینوں کھا لو... پر..." وہ شرارت سے بولا... "کیا پتہ دوسری پھانکیں کھٹی ہوں... ہر اک چکھنا پڑے گی..."

"ہاں..." مومنہ کھل کھل کر کے ہنس دی... "یہ سارا آپ چکھ لیں۔ میں دوسرا چھیل کر کھا لوں گی..." عمیر بھی ہنسنے لگا... "اور وہ بے شک کھٹا نکل آئے... چلو کوئی بات نہیں۔ وہ بھی سارا چکھ دوں گا..."

دونوں ہنستے رہے... پھر عمیر نے زبردستی اسے چند پھانکیں کھلا دیں...

"اب کچھ نقاہت کم ہوئی...؟"

"بالکل... اب تو میں کُشتی لڑنے کے قابل ہو گئی ہوں..." وہ بھی شوخی میں آ گئی...

"طنز کرتی ہو...؟"

"صرف مذاق... بہت دنوں بعد آج کسی سے اتنی دیر باتیں کی ہیں... اندر کے دُکھ جیسے سارے کے سارے بانٹے گئے...

پھر خود ہی متحیّر سی ہو کر کہنے لگی... "ارے! باتوں باتوں میں تقریباً پورا کینوں کھا گئی... ورنہ پہلے تو کچھ بھی نہیں کھا سکتی تھی..."

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دوست ہوں جناب... بڑا مخلص دوست... بڑی محبتوں سے کھلائی ہیں اور بے شمار دعاؤں کے ساتھ... انشاء اللہ سب ہضم ہو جائے گا، ٹھیک ٹھاک... دوست کے ہاتھ میں شفا ہوتی ہے..."

"میرے ساتھ دوستی لگائی ہے نا... دیکھ لیجئے گا... میں رشتے بھی نبھایا کرتی ہوں اور دوستی بھی..."

پورے وثوق کے ساتھ اس نے کہا... وہ بہت خوش تھی... بہت مسرور تھی... اس سے باتیں کر کے... اور عمیر کو محسوس ہو رہا تھا۔ وہ مزید گفتگو کرنے کے موڈ میں تھی... اپنی بیماری، اپنی پریشانیاں، جیسے سب کچھ بھولی ہوئی تھی... عمیر نے اس کی خواہش کا احترام کیا...

"میں اگر تمہیں بھابھی کہہ کر مخاطب کروں تو... برا تو نہیں مناؤ گی...؟"

"منانا ہوتا تو اب تک بہت کچھ منا چکی ہوتی..." وہ زور سے ہنس پڑی۔

یہ سوال کرتا ہوا عمیر بڑا معصوم اور بے حد اچھا لگا... شوخی کے بعد وہ سنجیدہ ہو گئی...

"میرا آپ کے ساتھ جو رشتہ ہے، جو تعلق ہے... اسے کوئی سا نام بھی دے لیں میرے خلوص اور چاہت میں کوئی فرق نہیں آئے گا... رشتے اور تعلق ناموں کے محتاج نہیں ہوتے، محبتوں کے محتاج ہوتے ہیں... اور میرا دل اس انمول خزانے سے لبالب بھرا ہوا ہے..."

"ہوں... تو پھر آزماؤں...؟" عمیر نے جیب میں ہاتھ ڈالا...

مومنہ کے نام زبیر کا خط تھا... زندگی میں پہلی بار وہ کسی کو دھوکا

دینے جا رہا تھا... اندر ہی اندر خدا کا خوف بھی تھا... لرزہ سا بھی طاری تھا... ہمت بھی نہیں پڑ رہی تھی یہ کام کرنے کی... پہلی پہلی دھوکہ دہی کی واردات اور وہ بھی مومنہ کے ساتھ... دل دکھی بھی ہو رہا تھا...

"کیسے آزمائیں گے...؟" مومنہ سہم کر اسے تکنے لگی...

"بس... ڈر گئیں...؟" عمیر نے جیب سے لفافہ نکالا تو مومنہ کی نظریں اس کے ہاتھ پہ جم گئیں...

"کیا ہے...؟" ابھی ابھی جو آنکھیں جذبوں سے چمک رہی تھیں ان میں اضطراب کی دھند پھیل گئی... وہ متوحش سی نظروں سے اس کو تکنے لگی...

"آ رہا تھا تو باہر ڈاکیہ مل گیا..." عمیر نے وہ خط ہاتھوں میں گھمایا...

"پتہ نہیں کس کا ہے...؟"

"یہ... یہ..." ایک دم مومنہ کا رنگ اڑ گیا... "کہیں میرا تو نہیں...؟"

عمیر نے ایڈریس والی سمت اس کی آنکھوں کے سامنے نچائی...

"میرا ہی ہے عمو...! دے دیں پلیز!" وہ یکایک چیخ پڑی...

"اتنی دیر سے لئے بیٹھے ہیں مجھے بتایا ہی نہیں... شکوہ بھری نظروں سے عمیر کو تکتے ہوئے خط کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا...

"لو جی... آزمائش تو ہو گئی..."

"کیا مطلب...؟"

"شوہر کا خط دیکھتے ہی ہم پہ اٹھنے والی نظریں بدل گئیں..."

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں نہیں..." وہ خجل سی ہو کر مسکرا دی... "ایسا کبھی ہو سکتا ہے۔ نہ دین بیشک... ہفتہ، مہینہ، سال... کبھی جو دوبارہ مانگ جاؤں..."

"ایسا سنگدل نہیں ہوں..." عمیر نے خط اس کے ہاتھ میں دے دیا...

"بس... اس کے بدلے میں اک عدد ٹریٹ لوں گا... اتنے دنوں بعد آیا ہے... ٹریٹ تو بن گئی نا...؟"

"پکی... بالکل پکی..." خط کھولتے ہوئے وہ مسکرائی... شرمائی...

عمیر اسے کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے خط پڑھنے کا موقع دینے کی خاطر، کھڑکی میں جا کھڑا ہوا...

"عمو...! عمو...! دیکھیے..." وہ یکدم چلائی... لہجہ بڑا مسرور تھا...

"ڈرافٹ بھی ہے ساتھ... پانچ ہزار کا..."

عمیر کھڑکی میں ہی کھڑا رہا... البتہ چور آنکھوں سے کبھی کبھی اسے دیکھ لیتا تھا... اس کے ہاتھ لرز رہے تھے... اس کے چہرے پہ کبھی کوئی رنگ دوڑ اٹھتا اور کبھی کوئی...

عمیر نے ایسا ہی محبتوں بھرا خط لکھا تھا... دل کے سارے جذبے اس کاغذ پہ منتقل کر دیئے تھے... جو کچھ اس کے لئے من میں تھا... موقع ملا تو کچھ بھی نہ چھپا سکا...

"ہائے عمو...! ان کا خط تو... اُف توبہ...!" جذبوں سے سرشار ہوتے ہوئے اس نے ہاتھوں سے چہرہ ڈھک لیا...

"وہ ایسی باتیں تو نہیں کرتے جیسے خط لکھا ہے... عمو...! تم..."

جذبات نے اسے بے اختیار کر دیا تھا...

"رشتے کے حساب سے میں آپ کو تم کہہ سکتی ہوں...؟"

"کیوں نہیں..."

"اور میرے دوست بھی ہو نا...؟"

"بالکل... بالکل..." عمیر کھڑکی میں سے ہٹ کر اس کے بیڈ کے پاس آ کھڑا ہوا...

"میرا جی چاہتا ہے اس خط کی ساری باتیں تمہیں سنا دوں... دوستی کا ناطہ ہم میں ہے نا...؟" وہ اسے خط سنانے کے لئے بڑی طرح بیتاب تھی...

"پکا... بھئی پکا..."

"انہوں نے خط دیر سے لکھنے کی معذرت کی ہے... اور... اور... عمو! ایسا خط لکھا ہے کہ..."

اس نے شرما کر ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا... "شرم بھی آ رہی ہے..."

"دوست سے شرم... غلط بات بیلی..." عمیر محظوظ بھی ہو رہا تھا...

"وہ..." اس نے چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے... "وہ بہت خوش ہیں... اور یہ رقم میرے علاج وغیرہ کے لئے بھیجی ہے..."

"کس بات سے خوش ہیں...؟" عمیر نے اسے چھیڑنے کی خاطر پوچھا۔

"وہ... وہ..." اور وہ پھر شرما دی...

"اچھا... تو بھائی جان تمہاری بیماری کی وجہ سے خوش ہیں... کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس بیوی سے جان چھوٹے تو جلدی سے دوسری کریں...“

”عمو...!“ مومنہ نے تکیہ عمیر پر دے مارا... خوشی بے تکلف کئے دے رہی تھی...

”تمہاری آئے گی نا تو... سارے بدلے لوں گی...“

”فی الحال تو مجھ سے لے رہی ہو...“ عمیر نے تکیہ کھینچ کر واپس مومنہ کی طرف پھینک دیا... ”جانے کس جنم کے ہیں...؟“ دل ہمکلام تھا...

”اس پانچ ہزار میں سے ہمیں کیا ملے گا... بس یہ تکیے کی مار یا...“

”سب تمہارا ہے عمو...!“ اس نے ڈرافٹ جلدی سے عمیر کی طرف بڑھا دیا...

”سارا علاج معالجہ تمہی تو کر رہے ہو... میں بڑی پریشان تھی۔ اتنے اخراجات... ڈاکٹر کی فیسیں... نرس کی فیس جو انجکشن لگانے آتی ہے... او[illegible]ن کا خرچہ... مجھے سارا اندازہ ہے... بہت بوجھ تھا ذہن پر...“

وہ بڑی ریلیکس ہو گئی تھی... بے حد خوش نظر آ رہی تھی... واقعی دواؤں سے زیادہ یہ علاج بہتر تھا... اچھا کیا... شروع کر دیا...

عمیر کے اندر اطمینان سا اتر گیا... دل ہی دل میں وہ جواد کو بے شمار دعائیں دے اٹھا...

”لے لو نا...“ مومنہ نے کھلے ہوئے چہرے سے پھر اصرار کیا...

”ویسے بھی بنک وغیرہ بیں تم ہی جمع کراؤ گے۔ میں تو نہیں جا سکوں گی۔“

”تو یہ بات ہے... اس لئے مجھے دیا جا رہا ہے...“

”نہیں ایسی بات نہیں... بخدا عمو...! میں دل سے کہہ رہی ہوں...“

پھر اس نے بڑی محبت سے پاس کھڑے عمیر کا ہاتھ پکڑ لیا...

نقاہت کی وجہ سے یا پھر خوشی کی زیادتی سے اس کا ہاتھ ٹھنڈا یخ ہو رہا تھا...

”یہاں میرے پاس بیٹھ جاؤ...“

اس کے پاس... اس کے اتنا قریب... عمیر کا دل بُری طرح دھڑکنے لگا... پر جس انداز میں اس نے کہا تھا، اسے بیٹھنا پڑا... اس کی خوشی کو ملحوظ رکھنا پڑا... اپنی حالت جو ہو رہی تھی، اس کو بڑی مشکل سے سنبھالا...

”امی جی اور ابا جی بڑے ہیں... بزرگ ہیں... ماں باپ ہیں۔ ان سے اپنے دل کی کوئی بات نہیں کر سکتی... تم بڑے ہو پر رشتہ چھوٹا ہے... یوں... بیلنس ہو جاتا ہے... ہم عمر بن جاتے ہیں ہم... ہیں نا...؟“

وہ مسکرائی... اتنی دلفریب مسکراہٹ تھی کہ چاروں اطراف جیسے گلزار کھل اٹھے...

”ویسے بھی تم نے میرے ساتھ دوستی کا ناطہ جوڑا ہے... میری سہیلی بھی کوئی نہیں... بس تم ہی تم ہو... اور میرا جی چاہ رہا ہے تم سے بہت ڈھیر ساری باتیں کروں...“

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کرو..." عمیر نے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ دھرا... پر اس کا کیا کروں... پروردگار! مجھے ہمت دے..."

پھر وہ اس سے زبیر کی باتیں کرنے لگی..." میں ایسے ان کی طرف سے بدگمان ہو رہی تھی... وہ تو عمو! بڑے اچھے ہیں... بڑے اداس ہیں میرے بغیر... گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے... اکیلے پڑے رہتے ہیں... اور میں یہاں... سب میں ہوں..."

عمیر سر جھکائے اپنے ہی لکھے ہوئے اک اک لفظ کو اس کے چہرے پر رنگوں کی طرح اور پھولوں کی طرح کھلتے بکھرتے دیکھ رہا تھا... لیکن دوسرے کے نام سے... بدنصیبی سی بدنصیبی تھی...

"انہوں نے لکھا ہے اب بہت جلد کاغذات مکمل ہو جائیں گے... ہڑتال کی وجہ سے دفتر وغیرہ بند تھے نا... تبھی اتنا وقت لگ گیا..."

"او بیلی! تیرے لئے تو مکمل ہڑتال ہو گئی... اب تو تیری زندگی کا یہ آفس ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا... کبھی نہیں کھلے گا... کبھی نہیں... ہوش میں آ... انسانوں کو پہچان..."

بہت کچھ عمیر کی زبان پر آ آ کر ٹوٹتا رہا... بکھرتا رہا... گم ہوتا رہا...

"وہ میرے لئے گھر سجا رہے ہیں... بہت پیسہ خرچ ہو رہا ہے... ورنہ وہ اس سے زیادہ بڑی رقم بھیجتے... لکھا ہے جلد ہی اور بھیجیں گے... اور عمو...!"

سرور میں، جذبات میں، اپنائیت اور دوستی میں وہ کھسک کر

عمیر کے اور بھی قریب ہو گئی...

"ہم وہ سب قرضے بھی اتار لیں گے... سارے کے سارے..."

"کون سے...؟" عمیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا...

وہ مسکرا پڑی... مجھے سب معلوم ہے... امی جی نے بتایا تھا... تمہاری نوکری نہیں ہے نا... اور ابا جی کی تنخواہ سے گھر کا خرچ تنگی سے چلتا ہے... کوئی بات نہیں... اب سب ٹھیک ہو جائے گا... تم بھی فکر نہ کرو... جتنی ضرورت ہو گی اس میں سے لے لینا... گھر کے خرچ کے لئے کچھ امی کو بھی دے دیں گے... پھر وہ اور بھیج دیں گے۔ بہت ڈھیر سارے... انہوں نے وعدہ کیا ہے..."

"اوہ...!" عمیر کے اندر عجیب سی ہلچل مچ رہی تھی... مومنہ پر بھی ترس آ رہا تھا... اپنے آپ پر بھی...

"ابھی تو دوا علاج کا خرچ بہت ہے... پھر جب میرا ویزا وغیرہ آ گیا... میں چلی گئی تو پھر اخراجات میں کچھ کمی ہو جائے گی... تب میں تجھے بہت سارے پیسے بھیجا کروں گی... ان سے اپنی بیری بنانا۔ اپنا کمرہ ٹھیک کرنا... ایسا ہی، جیسا یہ ہمارا ہے... باتھ روم وغیرہ ایسا بنوا لینا... تمہاری شادی بڑی دھوم دھڑکے سے کریں گے... میں آ جاؤں گی..."

"بس کرو بیلی! خدا کے لئے بس کرو..." عمیر کا دل چیخ پڑا... لیکن زبان کو، لبوں کو اس نے بڑی مشکل سے روکا، بند کیا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھک گئی ہو گی تم... آرام کر و تھوڑی دیر... عمیر نے بڑی نرمی اور پیار سے اسے لٹاتے ہی کوشش کی... اس سے مزید برداشت نہیں ہو رہا تھا، یہ سب...

"میں شام کو پھر آؤں گا... باقی باتیں اُس وقت کریں گے..."

"اس وقت...؟ میں نے تو سوچا تھا اس وقت خط لکھوں گی... چلو اچھا، رات کو لکھ لوں گی... اور ہاں عمو! میرا پہلا کوئی خط انہیں نہیں ملا..."

"کس سے پوسٹ کراتی تھیں...؟"

"یہ جو ساتھ والوں کا رومی ہے نا... اس سے..."

"اب مجھے دینا... میں پوسٹ کروں گا... اور دیکھوں گا کیسے نہیں ملتا..."

"انہوں نے بھی یہی لکھا ہے... کہ آئندہ عمو سے پوسٹ کرانا..."

وہ زور سے ہنس دی... بے تحاشا اچھی لگتی تھی ہنستی ہوئی... اس حالت میں بھی...

آنکھوں کے گرد حلقے... سوکھے سوکھے ہونٹ... بے رنگ رخسار... سنہری رنگت زرد، پیلی سی ہو رہی تھی... پر پھر بھی اس میں اک کشش تھی...

عمیر تکے جا رہا تھا... کھویا ہوا تھا اس میں... سوچ رہا تھا اس کے متعلق... دل، دماغ دونوں اسی میں مصروف تھے...

"اور ہاں آئندہ سے ڈرافٹ کے لئے بھی لکھ دوں گی... تمہارے نام کا بھیج دیا کریں... کوئی بے اعتباری ہے... تم کوئی غیر ہو... سب سے زیادہ اپنے ہو... عمو...!"

سرگوشی کرنے کے انداز میں وہ اس کے اور قریب ہو گئی...

"خدایا رحم کر..." عمیر کا سارا وجود کانپنے لگا... پوری ہستی میں اک بھونچال سا آ گیا...

"انہوں نے اتنا پیارا خط لکھا ہے کہ بس... کچھ پوچھو نہیں... اور مجھے بتاؤ تم... میں کیا لکھوں... ان کا خط پڑھ کر تو مجھے لگتا ہے جیسے مجھے کچھ آتا ہی نہیں... تم اتنی اچھی کہانیاں لکھتے ہو... مجھے کوئی، تھوڑا سا ہی گائیڈ کرو نا... اچھا ہوا پہلے خط نہیں ملے..."

"اپنے جذبوں کے ساتھ تم جو کچھ لکھو گی بیلی! وہی شاہکار ہو گا..."

"نہیں عمو! کاش تمہیں میں ان کا خط دکھا سکتی..."

"دکھا دو... کیا حرج ہے...؟" موضوع بدلنے کے لئے عمیر نے شرارت کی...

"دوست ہوں تمہارا... سہیلی ہوتا تو دکھا دیتی نا..."

"شرم آتی ہے..." وہ بے حد پیارے انداز میں شرما دی...

"ارے! اپنے دوست سے شرم..."

"اچھا... اگلا جو آئے گا وہ دکھاؤں گی..." اس کا دل بھی چاہ رہا تھا... شرم بھی آ رہی تھی... جذبے بھی چھلک رہے تھے...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اکلا کیوں ... یہ کیوں نہیں ... ؟"

"ان سے پوچھ لوں گی نا ... مجھے یقین ہے وہ ..."

"ارے عمو!" جہاں آرا اندر آ گئیں تو ان کا سلسلۂ گفتگو منقطع ہو گیا ...

"تم یہاں ہو ... میں تمہارا انتظار کر رہی تھی ..."

"امی جی! آپ کے بیٹے کا خط آیا ہے ..." مومنہ بے صبری سے بولی

"زبیر کا خط آیا ہے ... ؟" خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبوں میں وہ چلا اٹھیں ...

"میں قربان ... میں صدقے .. خیریت سے تو ہے نا ... میں تو نوافل ادا کروں گی ... کہاں ہے خط ... ؟"

"اور امی جی! پانچ ہزار کا ڈرافٹ بھی آیا ہے ... یہ لیں ... دیکھیں ..."

مومنہ مسرتوں میں ڈوبی جلدی جلدی بتانے لگی ..

"اور لکھا ہے ۔ جلد ہی اور بھی بھیجیں گے ..."

"میں نہ کہتی تھی ... وہ میرا لائق بیٹا ہے ... بڑا ذمہ دار ہے .. اس سے بڑے سکھ ملیں گے ... بس اک عمو ہی کو کمانا نہ آیا ... کچھ کرنے کے قابل نہ ہوا ..."

زبیر کے خط اور ڈرافٹ کو جہاں آرا چومنے لگیں ... آنکھوں میں بہت سارے آنسو آن جمع ہوئے ... کچھ خوشی کے تھے، کچھ جدائی کے ...

کچھ انتظار کی زحمت کٹی تھی ... ٹھکرانے کے بھی تھے .. بے شمار جذبوں میں ڈوبی ہوئی تھیں ...

کئی بار چوما ... آنکھوں سے لگایا .." عمو! دیکھ ... سبق لے اس سے۔ کچھ سیکھ بڑے بھائی سے ... یوں فرائض ادا کیا کرتے ہیں ..."

"آپ کو بہت سلام لکھا ہے ... اور یہ رقم بھی صرف میرے لئے نہیں ہے ... آپ کے لئے ہے .. گھر کے لئے ہے .." مومنہ جوشِ جذبات میں بتائے جا رہی تھی ...

"سنا عمو ... سن رہے ہو ... ؟"

وہ چپ چاپ کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا ... ماں اور مومنہ کی حالت پر بے حد کڑھ رہا تھا ... دونوں بیچاری عورتیں، جذبوں کی مار کھائی ہوئیں ... کیسے بکھر سمٹ رہی تھیں ... خوشیوں میں سرشار تھیں ...

عمیر کا دل سائیں سائیں کرنے لگا ... یہ دھوکا اس نے دیا تھا ... ماں کو بھی اور ... مومنہ کو بھی ... "پروردگار! مجھے معاف کرنا ..."

پر خوشی بھی دونوں کو بے پایاں ملی تھی ... بے حال ہو رہی تھیں ... نہال ہو رہی تھیں ...

"ادھر آؤ نا ... دیکھا ہے خط اور ڈرافٹ ... تم بھی آوارگی چھوڑو۔ اور بڑے بھائی کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرو ..."

"نہیں امی جی! عمو بھی بڑا اچھا ہے ... بڑا ہمدرد ہے ..."

"دیکھی ہوئی ہیں اس کی ہمدردیاں ... تمہیں ابھی اس کی خو بو کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچھی طرح پتہ نہیں ..."

اور... جو کچھ اس کے ساتھ ہو رہا تھا، وہ بھی کسی کو علم نہ تھا... کس پل صراط سے گزر رہا تھا... مومنہ کے چہرے پر خوشیوں کا رقص تھا... اس نے اس کو کس طرح کچلا مسلا تھا... وہ خط اور وہ ڈرافٹ۔ کس طرح اس تک پہنچا تھا...

اس نے اپنی انا اور خودداری مٹا ڈالی تھی... ختم کر دی تھی بالکل... اس نے خط کے الفاظ کو اپنے جذبات کے خون سے تحریر کیا تھا... اپنی ہستی کو نیست و نابود کر دیا تھا... زبیر کے وجود میں مدغم کر ڈالا تھا...

"ارے!" جہاں آرا بولتی بولتی چونکیں... "میں تو دیکھنے آئی تھی تم جاگ رہی ہو یا سوئی ہوئی ہو..."

"کیوں...؟"

"صبح کا کچھ کھایا پیا نہیں... دودھ گرم کیا تھا تمہارے لئے..."

"نہیں امی جی! پلیز... کھانے پینے کا نام نہ لیں..."

"کیوں...؟" عمیر نے ایک دم بڑی اپنائیت سے آنکھیں نکال کر اسے دیکھا...

"کیوں نہ نام لیں... امی جی آپ لے کر آئیں... دیکھتا ہوں کیسے نہیں پیتی... یوں ہی فاقے کرتی رہیں تو مر جاؤ گی بہت جلد..."

"اللہ نہ کرے..." جہاں آرا نے بے چینی سے کہا۔ "میرے بیٹے کی

جان اس میں ہے... دونوں سلامت رہیں..."

"ہاں... ہاں... بھائی جان کی خاطر ہی اپنی صحت کی حفاظت کرو... اور زندگی سے پیار... اب تو انہوں نے اتنی بڑی رقم بھی بھیج دی۔"

مومنہ نے شرما کر، لجا کر سر جھکا لیا... بس امی جی! جب آپ کام کرتی ہیں نا تو پھر مجھ سے برداشت نہیں ہوتا..." وہ ہولے سے بڑبڑائی...

جہاں آرا دودھ لینے گئیں تو عمیر موقع مناسب جانتے ہوئے گویا ہوا...

"اگر امی کا کام کرنا تمہیں اچھا نہیں لگتا تو کوئی ملازمہ وغیرہ کا انتظام کر دیا جائے...؟ یا پھر تم اگر چاہو تو اپنے میکے کچھ دنوں کے لئے چلی جاؤ..."

"میکے...؟ میں...؟" چہکتی مہکتی مومنہ یکدم پیلی پڑ گئی...

"ہاں... کیوں...؟ ہم بُرا نہیں منائیں گے اور نہ ہی بھائی جان کچھ کہیں گے... تم پریشان کیوں ہو گئی ہو...؟"

عمیر اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا... "میں اجازت لے دوں گا سب سے..."

"اجازت...؟"

"ہاں... ہم تمہاری خوشی چاہتے ہیں بیلی...! ایسے دنوں میں سُنا ہے لڑکی یا اپنے شوہر کے پاس خوش رہتی ہے یا میکے... اپنی ماں بہنوں کے پاس... جب تک تمہارا باہر جانے کا انتظام نہیں ہوتا تم اپنے میکے جا سکتی ہو..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا میرا یہاں رہنا آپ کو پسند نہیں...؟" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بوکھلائی بوکھلائی سی بولی...

"ہمیں تو پسند ہے۔۔ خوشی ہے ہماری... پر تمہاری خوشی کے لئے کہہ رہا ہوں... میں تمہارے خط بھی پہنچا آیا کروں گا... تمہیں ملنے بھی..."

"عمو پلیز! اس موضوع کو یہیں ختم کر دو..." مومنہ نے اپنا کانپتا ہاتھ عمیر کے کندھے پر دھر دیا...

"میرا میکہ بھی یہی ہے اور سسرال بھی یہی..." اور اتنا کہتے کہتے وہ رونے لگی...

"ارے ارے.. کیا ہوا...؟"

عمیر کے کندھے پر رکھا مومنہ کا سرد ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا..

اس نے تسلی دینے کی خاطر اس کے ہاتھ پر اپنا بھاری، مضبوط ہاتھ دھر دیا۔

"میں نے تمہیں کوئی تکلیف دینے کی خاطر ایسا نہیں کہا تھا..."

عمیر نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر تھپتھپایا... ڈھارس بندھانے کی کوشش کی... لیکن... وہ روتی ہی رہی... اور عمیر کے دل کی دنیا زیر و زبر ہوتی رہی...

"میں بہت بدقسمت ہوں... بہت بدقسمت..." وہ سسکیاں لیتے ہوئے بولی...

"میرے بھائی جان جیسا شوہر پا کر بھی...؟" اسے بحال کرنے کے لئے عمیر نے بھائی کا نام لیا...

"بس صرف آپ سب لوگ ہی میری خوش قسمتی ہیں... باقی تو..."

"باقی تو کیا...؟"

"میکے کے معاملے میں... بہت بدقسمت..."

"ان سے کوئی جھگڑا وگڑا ہو گیا ہوا ہے...؟ کہیں ہمارے گھر والوں میں سے کسی نے..."

"نہیں نہیں..." اس نے جلدی سے عمیر کی بات قطع کر دی... اور پھر... خود پھر رونے لگی...

اتنا روئی... اتنا روئی... کہ روتے روتے نڈھال سی ہو گئی... عمیر کے من میں بہت سارے پچھتاوے اتر گئے... کیوں اس نے یہ ذکر چھیڑا تھا... وہ اس قدر دکھی ہو گئی تھی... پھر ویسی کی ویسی... نحیف و نزار۔ ابھی... اس کے آنے سے، زبیر کے خط اور ڈرافٹ سے خاصی بہل گئی تھی... ساری تکلیفیں بھولی بیٹھی کتنے دلنشین انداز میں اس سے گفتگو کر رہی تھی... ہنس بول رہی تھی...

اور اب... آنکھیں بند کر کے تکیے پر سر دھر لیا تھا... اسی لمحے جہاں آرا دودھ کا گلاس لئے اندر آ گئیں...

"ارے! ابھی تو یہ قہقہے لگا رہی تھی... اور اب آنکھیں بند کر کے پڑی ہے... عمو! کیا بات ہو گئی...؟ ضرور تم نے کچھ کہا ہوگا..."

"نہیں امی جی!" عمیر کے بولنے سے پہلے ہی مومنہ نے آنکھیں کھول دیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عمو نے تو مجھے کچھ نہیں کہا... ویسے ہی بس ذرا طبیعت بگڑ گئی تھی۔ آپ کو پتہ ہی ہے پل میں کچھ ہوتی ہے پل میں کچھ..."

"میں تو سمجھی تھی خط آ گیا ہے تو کافی بہتر ہو جاؤ گی..."

"بہتر ہونے میں بھی آخر کچھ وقت لگے گا ہی نا... خط میں کوئی جادو تو نہیں کہ دیکھتے ہی اثر ہو جائے..." عمیر جلدی سے بولا...

"شوہر کی محبت میں بڑا اثر ہوتا ہے بیوی کے لئے... تمہیں کیا پتہ۔ اور پھر شوہر بھی زبیر جیسا... قدر کرنے والا... جان دینے والا... چل میری بیٹی! دودھ پی لے، اور پھر دو چار بار اور خط پڑھ لے۔ بڑا سکون ملے گا..."

پھر وہ عمیر کی طرف گھومیں... "بھابھی کا خیال رکھنا... اور یہ دودھ اسے پلاؤ... میں نے ہانڈی دھری ہوئی ہے... اور ہاں... اب یہ ذرا بھی اداس یا پریشان ہوئی تو تمہارے کان کھینچوں گی... کچھ اور کرنے کے قابل نہیں تو بھائی کی بیوی کی ہی خدمت کر ڈالو..."

جہاں آرا، عمیر کو کہتے کہتے، سمجھاتے سمجھاتے باہر نکل گئیں اور عمیر مجرم سا سا بیٹھا مومنہ کو دیکھتا رہ گیا... رونے سے اس کی آنکھیں گلابی گلابی سی ہو گئی تھیں...

"دیکھو بی بی!" عمیر نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے... "مجھے معاف کر دو۔ آئندہ میں یہ ذکر کبھی نہیں چھیڑوں گا..."

"پر آخر کار تمہیں اپنے میکے ہی جانا ہے..." وہ دل میں سوچ رہا تھا۔

یہاں کتنا عرصہ اور رہ سکتی ہو... یہ گھر اب تمہارے لئے پرایا ہو چکا ہے مظلوم لڑکی...! ہم سب کے ساتھ تمہارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے... تم اب اپنوں میں نہیں غیروں میں رہ رہی ہو..."

مومنہ نے عمیر کے دونوں بندھے ہاتھ تھام لئے... "عمو! معافی مت مانگو... ہماری دوستی ذلیل ہو جائے گی... میں تمہاری کسی بات سے نہیں روئی..."

"پھر...؟" عمیر نے تجسس سے اس کی آنکھوں میں جھانکا...

"مجھے اپنے بچھڑے ہوتے یاد آ گئے تھے..." عجیب کربناک سا غم اس کی آنکھوں میں چھلک آیا...

"بچھڑے ہوئے...؟" عمیر نے اک بیقراری سے پوچھا... "کون بچھڑ گیا...؟"

"سارے کے سارے... ماں - باپ - بہن - بھائی - سب - ہمیشہ کے لئے..." غم کے مارے اس نے ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا...

"ہمیشہ کے لئے کا کیا مطلب..." عمیر کا لہجہ جانے بنا ہی مرتعش سا ہو گیا... وہ کیسے ہاتھوں میں چہرہ لئے بیٹھی تھی... اور اس کا سارا وجود، تھر تھر کانپ رہا تھا...

"بس کے ایک حادثہ میں... میں اکیلی بچی تھی..."

"اکیلی...؟ بالکل اکیلی...؟" عمیر کو اپنی نبضیں ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"ہاں... دنیا کے اس سمندر میں تنہا... اک بے وزن... بے قیمت تنکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرح ...''

"اوہ ..." عمیر کچھ بھی نہ کہہ سکا ... نہ کوئی ہمدردی کا لفظ ... نہ کوئی تسلی کا ... اس کا ماضی تو اس کے مستقبل سے بھی زیادہ صدموں، غموں اور تاریکیوں میں گزرا تھا ... وہ تو اک مکمل دکھوں کی داستان تھی ... آغاز سے انتہا تک ... کیا کہتا اسے ... کیا تسلی دیتا ... ؟

"اور کئی سال بہتی رہی ... بڑے بڑے طوفان آئے ... موجیں لہر لہرائے پھرتی رہیں ... کنارا نہ ملا ... اپنا کوئی نہ تھا ... دور کا اگر کوئی رشتہ دار تھا تو، ہر کسی نے اک لڑکی کی ذات کو کندھوں کا بوجھ سمجھتے ہوئے منہ نہ لگایا۔ تب مجھے اک یتیم خانے میں پھینک دیا گیا ...''

مومنہ نے چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے ... دنیا جہان کی بربادیاں سمٹ کر وہاں آن جمع ہوئی تھیں ... عمیر کی نظریں جھک گئیں ... نہ دیکھ سکا اس محروم اور لٹے پٹے چہرے کو ...

"اوہ خدایا ..." وہ بے اختیار اس کے درد سے کراہ اٹھا ...

"کچھ وقت تو یتیم خانے میں بھی ... آہ ... نہ پوچھو عمو! نہ پوچھو ...''

مومنہ نے آنکھیں میچ کر خاموشی اختیار کر لی ... چند لمحے اسی طرح گزرے ... پھر شاید دکھ اور اذیت کے وہ لمحات گزر گئے تھے، جن کی یاد سے بھی وہ بے کل ہو اٹھی تھی ... تب دوبارہ گویا ہوئی ...

"اک نئی وارڈن آ گئی ... وہ اک ہمدرد ہستی تھی ... میں تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی ... اس نے اس کا انتظام کر دیا ... کچھ ٹیوشنیں دلا دیں ...

کچھ خود مدد کر دیتی ... یوں میں دوسروں کو بھی تعلیم دیتی رہی اور خود بھی حاصل کرتی رہی ... بس ... اس دنیا کے سمندر سے صرف تعلیم کا موتی ہی حاصل کر پائی ہوں ... باقی تو ... ساری زندگی، ہر لذت کو ترسی ہوں ... ہر محرومی کا شکار ہوئی ہوں ... ہر ارمان دل کے اندر گھٹ کر رہا ہے ... حسرتوں کا مزار تھی ... پھر ...''

مومنہ تھک سی گئی تھی ... غموں اور دکھوں کی یاد بھی انسان کو تھکا دیتی ہے ... وہ سانس لینے کو لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوئی تو عمیر نے بے تابی سے پوچھا ... "پھر ... ؟"

"وارڈن کی بیٹی کی دوست تھی ہماری گلشن ... اسے میں پسند آ گئی ... وارڈن نے بھی مجھ پر یہ ترس کھایا کہ مجھے یتیم خانے کی اک بے سہارا لڑکی کی بجائے اپنی دور کی رشتہ دار بتا کر اپنے گھر سے، عزت کے ساتھ رخصت کر دیا ... خالی ہاتھ ہی سہی ... اک گھر سے الوداع ہونے والی عزت تو مل گئی ... یہ میری کہانی ہے ...''

مومنہ کی آنکھیں پھر بھیگ رہی تھیں ... "اگر اپنے دکھوں کی فہرست تیار کروں تو ... تو ...''

"بس ... بیلی! بس ... خدا کے لئے بس کرو ..." عمیر چیخ سا پڑا۔

"ماضی کے دکھوں کی خاردار رہگزاروں سے تو وہ صحیح سلامت نکل آئی تھی ... عمیر کو اس کے مستقبل کا خیال آ گیا ... یہ راستے تو اس سے بھی زیادہ پرخطر اور نوکدار کانٹوں اور جھاڑ جھنکار سے اسے پڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے... یہاں تو قدم رکھنے کو بھی خالی جگہ نہ تھی...

"ڈیئر اب میں خوش ہوں عمو! بہت خوش... ماضی کے دکھوں کی تلافی خدا نے بڑے خوب صورت انداز میں کر دی۔ یہ گھر، زبیر، تم اور آنے والی خوشیاں... بھول جاؤں گی سب کچھ... سب کچھ..."

اس کے آنسو بھی بہتے رہے اور وہ مسکراتی بھی رہی... اور عمیر میں اب مزید حوصلہ نہ تھا... اس کی مسکراہٹیں بھی دیکھنے کا... روشن مستقبل میں ڈھلے اس کے رنگ برنگ چہرے کو دیکھنے لگا...

تب وہ ایک دم ہی اٹھ کر کمرے سے نکل گیا...

"بیلی، تو اتنے دکھوں سے گزر کر یہاں تک پہنچی... اس پناہ گاہ تک... مگر... مگر تیرے لیے اس پناہ گاہ میں بھی غموں کے کالے ناگ دہانے کھولے سامنے کھڑے ہیں... پھن پھیلائے... آہ تیرا مقدر... میں کیسے اس سے لڑوں..."

عمیر کی آنکھوں سے دکھ کے آنسو رواں تھے اور ہونٹوں پر مومنہ کے لیے ہمدردی اور رحم کے کلمات... دل کی دیواروں سے اس کا درد طوفانی موجوں کی طرح بپھر بپھر کر سر ٹکرا رہا تھا...

ایک بار وہ پھر دکھوں کی پرخار راہ پر چل پڑی تھی... اس سوچ نے اسے ساری رات سونے نہیں دیا... جاگتا رہا... آنسو بہاتا رہا اور کروٹیں بدلتا رہا...

رات اس کی بڑی بری حالت ہو رہی تھی... اور وہ اسے اس وقت

کوئی تسلی نہیں دے پایا تھا... نہ الفاظ... اپنا بھی جیسے سب کچھ لٹ پٹ گیا تھا...

اور اب... رات بھر میں کچھ درد میں افاقہ ہوا تھا... سوچا چل کر اس دکھیا سے کوئی تسلی، دلداری کی بات کرے... اسی وقت اٹھ کر اس کے کمرے کی طرف چل دیا...

دربان والے کمرے میں جہاں آوا نماز کے بعد بیٹھی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں... وہ سیدھا گزرتا ہوا مومنہ کے کمرے کے اندر جا گھسا...

وہ اپنے بیڈ پر موجود نہیں تھی... البتہ اس پر بہت سارے کاغذ بکھرے ہوئے تھے... پاس ہی اک بند لفافہ پڑا تھا... عمیر نے جلدی سے بڑھ کر وہ لفافہ اٹھا لیا... اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ وہ زبیر کے نام مومنہ کا خط تھا، جو اس نے شاید ساری رات میں مکمل کیا تھا... بہت بھاری تھا... محبتوں سے بھاری تھا یا... یا... اس کے ماضی کے دکھوں کی داستان نے اسے اتنا بھاری کر دیا تھا۔ یا پھر ان بیتے ہوئے جدائی کے دنوں کی اذیت اتنی شدید تھی کہ اس بیان سے خط بھاری ہو گیا تھا...

"اے کاش... محبتوں سے بھاری نہ ہو... زبیر کی محبتوں سے... بس... ورنہ... بیلی! تیرے دکھوں کی انتہا تیرے انجام تک پہنچے گی... خدا نہ کرے... خدا نہ کرے... میرے بھائی سے محبت نہ کرنا... نہ کرنا بیلی!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خدا کے لئے..."

"عمو..." مومنہ کی آواز پر وہ چونکا... ہاتھ میں لفافہ تھا، ایک دم سے اسے واپس رکھ دیا...

"یہ میں نے تمہیں ہی دینا تھا... آج ہی، صبح ہی صبح پوسٹ کر دیتا۔"

باتھ روم سے نکلی تھی... نکھری نکھری، اُجلی اُجلی، مسکراتی ہوئی دلنشین آنکھوں میں بے خوابی کی لالی لئے ہوئے، عمیر کی طرف تکے جا رہی تھی...

"یہ تمہاری صورت کیسی ہو رہی ہے...؟"

"تمہارے دُکھوں نے ایسی کر دی... تمہاری ہمدردی نے ایسی بنا دی۔"

عمیر نے کہنا چاہا... پر... وہ تو شاید بھول چکی تھی۔ حال کی خوشی میں ماضی کی نامرادیاں اور دُکھ... وہ تو سارے کے سارے عمیر کے چہرے پر ثبت ہو گئے تھے... ساری نامرادیاں اور سارے غم...

"ہاں، مجھے دے دو بیلی! مجھے دے دو..."

اس کے برعکس اس کے چہرے پر کل کی نسبت آج بڑی رونق اور چمک تھی... اور... آنکھوں میں زبیر کی محبتوں کے شاید سپنے سجے تھے۔ ڈرافٹ کی رقم نے اس میں جو خود اعتمادی پیدا کر دی تھی، اس کا علیحدہ اک رنگ تھا، روپ تھا اور خوشی تھی...

"مجھے لگتا ہے رات تم سو نہیں سکے..." پھولوں ایسی شگفتہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیلی... بستر پہ بیٹھتے ہوئے اس نے سارے کاغذات

اکٹھے کئے...

"اچھے دوست ہو... اپنا کچھ بتاتے نہیں اور مجھ سے کچھ پوچھتے نہیں... میں تو ساری رات انہیں خط ہی لکھتی رہی... اب یہ نہ پوچھ لینا، کیا لکھا... وہ نہیں بتا پاؤں گی..."

اک شرمیلی سی ادا سے اس نے سر جھکا لیا... عمیر نے کانپتے ہاتھ سے لفافہ اُٹھایا، جیب میں ڈالا... وہ اس کے ساتھ اس کے ماضی کے دُکھوں کو بانٹنے کے لئے یا نہیں کرنے آیا تھا... اس کی داستان نے اس کی جو حالت کر دی تھی اور اسے مومنہ کے جس قدر قریب کر دیا تھا وہ اسے بتانے آیا تھا...

لیکن... لیکن وہ تو اس وقت امریکہ کی ٹھنڈی ٹھنڈی، پیار و محبت سے معطر معطر ہواؤں فضاؤں میں سانس لے رہی تھی... وہ بھی اس کی اپنی نہ تھیں... وہ بھی اک دھوکا تھا... پر یہ دھوکا بھی تو اس نے خود ہی دیا تھا...

ہاں... پھر اسے کیوں جھٹکے لگ رہے تھے... کیوں اس کے چہرے پر پھیلی خوشیاں اسے رنج پہنچا رہی تھیں...؟ عمیر چونکا... سنبھلا... اس کی زندگی کے لئے یہ تبدیلی بڑی اچھی تھی، اہم تھی... اسے اس وقت اس کے ماضی میں لے جانا قتل کر دینے کے مترادف تھا... اس کی صحت اور حیات کے لئے زبیر کی محبت کا دھوکا ہی ضروری تھا۔ سب کچھ ٹھیک تھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ خط بھی... وہ خط بھی... بناوٹ بھی... دھوکے بھی... جعلی ڈرافٹ بھی... تب اک طویل سا سانس لیتے ہوئے عمیر مسکرایا...

"میں جواد کے پاس جا رہا تھا... یہی پوچھنے آیا تھا کہ خط پوسٹ کروانا ہو تو، ڈاک خانہ راستے میں ہی ہے..."

"لیکن اس طرح، اس حلیے میں...؟ اور ناشتہ بھی نہیں کیا ابھی۔"

"ناشتے ہی کی دعوت ہے... اس نے مجھے پُوریاں کھلانی ہیں... بڑی اچھی بنتی ہیں ادھر... اور حلیے کا کیا ہے... یہ اور اس کا گھر ایک ہی بات ہے..."

"خوش قسمت ہو ایسا دوست ملا ہوا ہے... ہمیں تو زندگی میں..."

اور پھر اس نے جملہ مکمل کیے بغیر ہنسنا شروع کر دیا... "ابھی ناشکری کے کلمات بولنے لگی تھی... یہ اب تو خدا نے سب کچھ دے دیا... تم ایسا دوست بھی... دیور کے بجائے... اور امی جی کوئی ساس لگتی ہیں... اور ابا جی... ابو جیسے... ابو جیسے..."

پھر وہ یکلخت خاموش ہو کر کھڑکی سے باہر تکنے لگی... آنکھوں میں کچھ ہو گا ضرور جسے چھپا رہی تھی... عمیر نے بھی کریدنے کی، اور اس کے دکھوں کو ننگا کرنے کی کوشش نہیں کی... دوست بن کر خود ہی اس نے اپنی انا اور خودداریوں کا بھرم کل اس کے حوالے تو کر دیا تھا... اپنی بے قیمتی کی کہانی سنا کر...

"دوائی دھیان سے لینا بیلی!! اور انجکشن بھی لگوانا... تمہاری زندگی

ہماری خوشیوں کے لئے بڑی ضروری ہے..."

قریب جا کر اس کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے اور تاکیدیں کرتے ہوئے عمیر باہر نکل آیا... جہاں آرا باورچی خانے میں تھیں... انہیں اپنے لئے ناشتہ نہ بنانے کا کہہ کر وہ جواد کے ہاں جا پہنچا...

"ارے صبح صبح... خیر تو ہے...؟" جواد نے دروازہ کھولتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا...

"تمہارا دن خراب کرنے آیا ہوں..."

"دن خراب کرنے...؟" جواد ناسمجھی سے اسے تکنے لگا۔ "کیا مطلب؟"

"شکل دکھا کر... صاف ظاہر ہے صبح سویرے دکھوں کی ماری ایسی منحوس شکل دیکھو گے تو دن کہاں اچھا گزرنا ہے..."

عمیر مذاق کا رنگ دینے کے لئے ہنسا۔ مگر اس کی ہنسی کے پیچھے جو پریشانی اور تفکرات کے سائے آگے پیچھے بھاگ رہے تھے، آنکھ مچولی کھیل رہے تھے... وہ جواد سے چھپے نہ رہ سکے...

"الٹ کہہ گئے ہو یار! دوستی پر اعتماد نہیں ہے نا...! ہوتا تو کہتے صبح سویرے یار کا رُخ روشن لے کر آگیا ہوں تا کہ جواد علی! تیرا دن اچھا گزرے... ہماری محبتوں کا بھی اعتبار نہیں ہے... واہ عمو!"

"اعتبار، اعتماد، بھروسے خوب صورت الفاظ ہیں... معنی بھی اچھے ہیں... پر جواد! اس دنیا میں ہر انسان کے لئے مختلف ہوتے ہیں... یہ... معنی بھی مختلف اور..."

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سنو..." جواد نے اس کی بات کاٹ دی... "پہلے اندر آؤ... ساتھ امی کے ہاتھ کی مزیدار چائے پیتے ہیں... ساتھ گرماگرم پراٹھوں کا ناشتہ کرتے ہیں اور پھر دیکھیں گے، سمجھیں گے کہ ان الفاظ کے معنی کیا ہیں...؟"

"چلو..." عمیر ساتھ چلا... کمرے میں پہنچتے ہی اس کے بیڈ پر دراز ہوگیا... میرے بھائی نے ہی بدلے ہیں... کسی دوسرے سے گلہ ہے نہ شکایت... اور تمہارے ساتھ تو مشورہ کرنے آیا ہوں..."

"کل بیلی بھابھی کو خط اور ڈرافٹ دے نہیں دیا تھا..."

"دیا تھا... بہت خوش ہوئی... بہت بہتر ہے پہلے سے... دھوکا کھا کر... واہ عمیر!" اس نے اک طویل سا ٹھنڈا سانس بھرا...

"اور یہ دھوکا تو اب اسے دیتے ہی رہنا ہے... یہ میرے مقدر میں لکھا گیا ہے... اس نے مجھے دوست کا سا بلند مقام دیا ہے... اور میں..."

"پر یہ اس کی خاطر ہی ہے نا..." جواد نے اسے تسلی دی...

"سوچا تھا ایک دو بار ایسا ہوگا... اور پھر... بس... بیلی اپنے میکے چلی جائے گی اور میں اس عذاب سے چھوٹ جاؤں گا... لیکن اب یہ بھی نہیں ہوسکتا..."

"کیوں...؟" جواد نے چونکتے ہوئے اس کے چہرے نظریں گاڑدیں۔

"کیوں نہیں ایسا ہوسکتا...؟"

"اس کا میکہ کوئی ہے ہی نہیں... لاوارث لڑکی ہے... دُکھوں کی ماری... لمحہ لمحہ محرومیوں کا کاٹ کر ہمارے گھر میں آئی ہے... سکھ لینے... پناہ لینے... اپنا گھر لبانے..."

"یہ چائے پیو نا، ساتھ ساتھ..." اپنی پیالی جواد نے اس کے ہاتھ میں تھما دی... عمیر گھونٹ گھونٹ پینے لگا... یہ بھی نہیں دیکھا، اس نے اپنے والی دے دی تھی... اور... مومنہ کے ماضی کو اس نے کھول کر جواد کے سامنے دھر دیا...

اس کی زندگی کا سارا راستہ، جو وہ طے کر کے آئی تھی۔ دُکھوں کے خاروں سے اٹا پڑا تھا... پاؤں لہو لہان تھے... اور اب... جس پھولوں بھری سیج پر اس نے منزل سمجھ کر پڑاؤ ڈالا وہ... وہ...

"ان کانٹوں کا کیا کروں۔ جو میرے بھائی نے بچھا دیئے... ایک چیک تو اسے مل گیا... اور اب اس نے شہر کا شہر ستاروں سے سجا لیا ہے... میں اس قابل نہیں کہ اسے ہر مہینے ایسا چیک مہیا کر سکوں... آگے آگے جا کر اور خرچ بڑھے گا... بچے کی ڈلیوری وغیرہ... میں اتنی رقم کہاں سے لاؤں گا... اوہ خدایا! میں کیا کروں...؟"

جواد کی امی ناشتہ لے آئیں... پراٹھے پڑے پڑے ٹھنڈے ہو رہے تھے اور دونوں سوچوں میں کھوئے بیٹھے تھے...

"کچھ بولو جواد! کچھ کہو... میرے ہر معاملے اور ہر کام میں تم ہی مشورہ دہندہ ہوتے ہو..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں... جانتا ہوں..." جواد سوچوں سے اُبھرا... "اللہ بہتری کرے گا... نہیں ہے اس کا میکہ تو نہ سہی... تم اس کے میکے کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو؟"

"اس لئے کہ اس صورت میں وہ صرف اور صرف میری ذمہ داری بن جاتی ہے۔ بھائی جان نے جس طرح اسے بے سہارا چھوڑ دیا ہے، میں تو نہیں چھوڑ سکتا۔"

"شاباش! مرد کے بچے ہو... اچھی بات سوچی ہے..."

"پر یہ مرد کا بچہ اس وقت بڑا مجبور ہو رہا ہے... بے حد لاچار..."

"مرد کا بچہ، اور مجبور اور لاچار...؟ غلط ہو گئی نا بات...؟"

"آمدنی کوئی نہیں ہے... جاب کوئی نہیں ہے... نہ کوئی آگے راستہ سوجھائی دے رہا ہے..."

"بس جو ہوں یار! پھر تم روز روز پیسے کے مسئلے کا سوال کیوں اُٹھاتے ہو...؟" جواد نے قدرے اُلجھ کر کہا...

"میری ذمہ داری ہے... میرے کندھوں کا بوجھ ہے... میرے بھائی کا ظلم ہے... اس لئے میں خود اٹھانا چاہتا ہوں... خود کفّارہ ادا کرنا چاہتا ہوں..."

"تو اسے کون تم سے چھین رہا ہے... تمہارے پاس ہی رہے گی..." جواد نے اس کی پریشانی کو مذاق سے رفع کرنا چاہا، مگر عمیر نے بُرا منا لیا...

"تم غلط انداز میں سوچ رہے ہو... میں تم سے کہے دیتا ہوں..."

"اچھا بابا!" جواد نے ہاتھ جوڑ دیئے... "میں مذاق بھی نہیں کرتا... بتاؤ تم کیا چاہتے ہو...؟"

"میں چاہتا ہوں میری کسی مستقل آمدنی کا بندوبست ہو جائے... تاکہ میں ہر مہینے، باقاعدگی سے اس کے ڈرافٹ کا بندوبست کر سکوں..."

"ہائے! نوکری... نوکری... نوکری..." عمیر نے بڑے اضطراب سے ناشتے والی میز پر دو تین مکّے دے مارے... اس کی بے بسی دل میں زخم ڈال رہی تھی...

"میں تمہیں کہاں سے نوکری لا دوں... کاش! میرے اختیار میں یہ ہوتا... تم اتنا پڑھے لکھے ہو... ویسے بھی اک سٹینڈرڈ رکھتے ہو... ورنہ میرے بس میں تو صرف یہ ہے کہ اپنی کسی دکان پر سیلزمین رکھ لوں... اور یہ تمہارا سٹیٹس نہیں... میں کیا کروں...؟"

"کیا...؟" عمیر چونکا... "جواد پلازا میں کسی سیلزمین کی ضرورت ہے...؟"

"ہاں... کل ہی منور گیا ہے... دوبئی... اور میں نے آج کے اخبار میں ضرورت مند کے لئے اشتہار دیا ہوا ہے... یہ دیکھو... تمہارے آنے سے پہلے یہی تو دیکھ رہا تھا..."

"تو بس پھر... وہ ضرورت مند میں آ گیا ہوں... تمہاری سفارش لے کر..."

"کیا...؟ دماغ تو درست ہے تمہارا...؟ تم...؟ سیلزمینی کرو گے... اور وہ بھی اتنی چھوٹی سی دکان پر..."

"ارے یہ تو پھر بڑا باعزت کام ہے... میں تو اینٹیں ڈھونے کو تیار ہوں... سب کچھ کر سکتا ہوں... کسی ہوٹل میں بیرا گیری بھی... کچھ بھی..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ بھی... حتیٰ کہ سڑکوں پر جھاڑو بھی لگا دوں... مجھے اس وقت کام چاہیئے"

"نہیں نہیں... یہ مجھے گوارا نہیں..." جواد اُٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا...

"کیسے ہو سکتا ہے... میں ذلیل ہو جاؤں گا..."

"ذلیل کا کچھ لگتا... لا ادھر چابی دے، میں جا کر دکان کھولوں..."

"کمال کرتے ہو یار! ایسی بھی کیا جلدی ہوئی کچھ اور سوچتے ہیں..."

جواد پس و پیش کر رہا تھا... یہ ممکن بھی کیسے تھا... وہ مالک اور عمیر نوکر... وہ تو اپنا سب کچھ ہاتھ باندھ کر اس کے آگے ڈھیر کر سکتا تھا... ایسی دوستی تھی دونوں میں...

"اب سوچنے کا وقت نہیں... لاؤ چابی دو..."

"پر یہ کیسے ہو سکتا ہے... میرے اور تمہارے درمیان دوستی ہے۔ اور یہ مالک..." پھر جواد اک دم کچھ سوچ کر ٹھٹکا... رکا... میز پر سے چابیاں اٹھائیں اور لا کر عمیر کی طرف بڑھا دیں...

"میں تمہارا دوست ہوں نا... اور دوست وہ ہوتا ہے جو وقت پر کام آئے... یہ لو، آج سے جواد بلازا تمہارا - جب تک تمہیں کوئی اور ملازمت نہیں مل جاتی، یہ تمہارا ذریعۂ معاش بنے گا... سیلز مین کی حیثیت سے نہیں - مالک کی حیثیت سے... پھر مجھے بے شک واپس کر دینا.. اتنے ہی مال کے ساتھ..."

عمیر سوچنے لگا... جواد نے تو دوستی کی سب سے بڑی مثال قائم کر دی تھی...

"میں تمہارے اور اپنے درمیان مالک اور ملازم والا ناطہ قائم نہیں کر سکتا... پکڑو یہ چابی... پلیز! یہ اب تمہاری ملکیت ہے..."

"لیکن..." بُت بنا اسے دیکھے جا رہا تھا...

"لیکن ویکن کچھ نہیں... دوست ہونے کے ناطے، تمہارے مصائب میں کچھ میرا بھی حصہ ہے... وہ مجھے اٹھانے دو..."

"تمہارا حصہ ضرور ہے... میں مانتا ہوں... لیکن..." عمیر نے جواد کے دونوں ہاتھ تھام لیئے... بچوں کی طرح ہولے ہولے انہیں تھپتھپایا...

"بُرا نہ منانا میری اس بات کا... یہ جذبوں کا مسئلہ ہے... میرا جی چاہتا ہے کہ مومنہ کی ذمہ داری میں اٹھاؤں... تنہا... اس میں کسی کی حصہ داری نہ ہو... نہ کسی سے امداد لے کر... اپنے زورِ بازو سے۔ اپنی ہمتوں سے... اک بہادر مرد بن کر، پوری دلیری کے ساتھ اس کی مشکلات، اس کی پریشانیاں، اس کے تفکرات، اپنے اوپر اُٹھا لوں۔ میری محبت یہ تقاضا کر رہی ہے... یہ میرے دل کا ارمان ہے..."

"ٹھیک ہے... میں سمجھ گیا ہوں... مختصراً یہ کہ تم کسی کی امداد کے بغیر اپنی بیٹی کی ذمہ داری خود اٹھانا چاہتے ہو..."

"ہاں... تم ٹھیک سمجھے ہو..."

"تو بس پھر... جو تمہارا دل چاہے گا - وہی ہو گا - بولو - کیا چاہتے ہو...؟"

"منور والی جاب مجھے دے دو... اسی تنخواہ میں اور انہیں مراعات

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ - جوا سے تھیں..."

"اور جناب اسی طرح ... فکر نہ کرو دوستی علیحدہ ہی رہے گی... ویسے رہے گی تو نا..."

جواد کی بات سنتے ہی عمیر جلدی سے اس سے بغلگیر ہو گیا...

"دوستی تو آخری سانس تک رہے گی..."

"بس ... تو پھر جیسا تم کہو گے، ویسا ہی کروں گا... یہ سمجھتے، مانتے ہوئے بھی کہ یہ جاب تمہارے قابل نہیں ہے... پھر بھی انکار نہیں کروں گا۔"

"نہ نہ، کسی بھی کام کو چھوٹا نہیں کہتے... تم جب گاہکوں کے ساتھ مول تول، سودے بازی کر رہے ہوتے ہو تو کتنوں کو علم ہوتا ہے کہ تم مالک ہو، اور کتنے یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ایک سیلز مین... اسی طرح مجھے بھی کوئی جو جی میں آئے سمجھتا رہے... مالک یا سیلز مین..."

عمیر مسکرایا... "سمجھنے دو، کیا فرق پڑتا ہے... پر میرے جذبوں کو تو تسلی رہے گی... دل کو اطمینان ہو گا کہ اپنی بیلی کے دکھوں کے کانٹے میں اپنی پلکوں سے سمیٹ رہا ہوں... سکون ملے گا..."

"تمہاری انا اور خودداری سے واقف ہوں... کبھی اس کو مجروح نہیں ہونے دو گے... اور میں یہ پسند بھی نہیں کروں گا... لیکن عمو...!"

جواد نے سوچوں میں کھوئے کھوئے پوچھا...

"پندرہ سو روپوں سے تمہارا بنے گا کیا...؟"

عمیر زور سے ہنسا... "جانِ عزیز! میں نے اپنا تو کچھ بھی نہیں بنانا،

البتہ - بیلی کے علاج کا خرچ تو نکلتا ہی رہے گا... علاج کا اور خوراک کا۔ ویسے اس کے علاوہ بھی اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں ماروں گا ضرور... بیلی کے دکھوں نے مجھے بیدار کر دیا ہے... کندھوں پر جو ذمہ داریاں محسوس کر رہا ہوں، ان سے سرخرو ہونے کی کوشش کروں گا... انشاء اللہ... دیکھ لینا..."

عمیر نے کھڑے ہوتے ہوئے چابیاں جیب میں ڈال لیں... "میں چل کر دکان کھولتا ہوں، تم ناشتے سے فارغ ہو کر آ جاؤ..."

عمیر سیلز مین بن گیا... تنخواہ پندرہ سو روپے تھی، جو کہ کافی ناکافی تھی... بہرکیف کچھ نہ ہونے سے یہ پندرہ سو روپے بہت بہتر تھے... موہنہ کا علاج اور دوا دارو تو چل سکتا تھا...

اس کے علاوہ اب اس کی کہانیاں بھی دو تین ڈائجسٹوں میں مستقل چھپنے لگی تھیں... کاموں سے فارغ ہوتا تو اِدھر اُدھر گپ شپ لگانے کی بجائے بیٹھا لکھتا رہتا... ایسی لگن لگی تھی کہ بازار یا سڑک کا شور بھی اسے ڈسٹرب نہ کرتا... وہ تو اپنے اندر کی دنیا میں مگن تھا۔ باہر کا اسے ہوش کب تھا... اور باہر آ کر اس نے کرنا بھی کیا تھا...

اندر تو موہنہ تھی... اس کی بیلی... اس کے دکھوں کی سوئیاں نکالنا

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

تھیں... وہ اپنا آپ... دنیا... دنیا کے لوگ، عزیز، رشتہ دار، دوست،
سب کچھ بھلا بیٹھا تھا...

مومنہ کی صحت بہتر ہوتے ہوتے کافی اچھی ہو گئی تھی... دوا خوراک کے علاوہ زبیر کے محبت بھرے خطوط آ رہے تھے... بڑی باقاعدگی سے وہ اس کے علاج کے لئے رقم بھی بھیج رہا تھا... جہاں آرا اور کاظمی صاحب بھی اس کا بہت خیال رکھتے...

بس اک عمیر کی طرف سے تھوڑی سی شکایت تھی اسے... دکھائی ہی کم دیتا تھا... سارا سارا دن باہر نجانے کہاں گزار دیتا تھا... رات کو بھی کبھی کبھی بہت دیر سے آتا... مومنہ کا جی چاہتا... وہ بھی اس کی اسی طرح دلداری کرے، جس طرح ساس اور سسر کر رہے تھے... اور زبیر، دور بیٹھا بھی اس کی فکروں میں گھل رہا تھا...

رشتے اور تعلق کا فرق تو تھا... پر عمیر نے خود ہی دوستی کی اپیل کی تھی... اور اب ایسی ہی وہ اس سے توقع کرنے لگی تھی... لیکن۔ وہ پورا نہیں اتر رہا تھا... ایک دو بار گلہ بھی کیا، پر اس پر کوئی اثر نہ ہوا...

"امی سچ کہتی ہیں... تم ہو ہی پتھر کے انسان... کچھ بھی تم پر اثر نہیں کرتا... نہ کسی کی محبت اور نہ کسی کا گلہ یا شکوہ...؟"

اس کے منہ پر کچھ نہیں کہا البتہ دل میں سوچ کر کبھی کبھی کڑھتی ضرور تھی... لیکن... زندگی بڑی مطمئن اور آسودہ گزر رہی تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ زبیر کے خطوں سے ملی خوشیوں سے ہی نہال ہوئی رہتی... سرشار ہوئی رہتی... ڈوبی، کھوئی رہتی...

عمیر گھر میں جیسا بھی تھا... پتھر تھا... بد اخلاق، بدمزاج تھا... چڑچڑا تھا... گھر میں وقت نہیں دیتا تھا، گھر والوں کے کام نہیں آتا تھا، پر جو ذمہ داری اس نے اُٹھائی تھی... اسے پوری تندہی سے پوری کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا...

پندرہ سو روپوں کے علاوہ کہانیوں کے بھی آ جاتے تھے... لیکن ابھی بھی ہر مہینے اس پر قرضہ چڑھتا تھا... تب وہیں دکان پر جب فارغ وقت ہوتا، ایک گھنٹہ دوپہر کا اور رات آٹھ بجے کے بعد، اس نے جواد سے اجازت لے کر کچھ بچوں کو پڑھانا بھی شروع کر دیا تھا... یوں اس کا اک اک لمحہ اس مشن کو پورا کرنے میں صرف ہو رہا تھا...

وہ پتھر انسان دکان میں اپنے گاہکوں کے ساتھ بڑی زندہ دلی اور خوش مزاجی سے پیش آتا... جواد کے اس پر بڑے احسانات تھے، اور اس کی دکان کو بہت اونچا اُٹھا کر ان احسانات کا کچھ بدلہ بھی چکانا چاہتا تھا... پوری دیانتداری اور خلوص سے کام کر رہا تھا...

تھا بھی ذوق والا، اک ادیب، اک قلمکار... جتنا اچھا لکھتا تھا، اتنا اچھا بول بھی سکتا تھا... اس کے پیارے پیارے جملوں اور خوبصورت فقروں سے اس کے گاہک بہت خوش ہوتے، بے حد محظوظ ہوتے۔

کبھی جی اچھا نہ بھی ہوتا، بندہ بشر ہی تھا نا، پر پھر بھی اپنے گاہکوں کو بہت

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوش رکھتا... دکان بں بڑا گھریلو اور کسی خوشی کی تقریب کا سا سماں رہتا...

"یہ آپ ہر وقت لکھتے کیا رہتے ہیں...؟" عمیر کے اک بے تکلف اور مستقل گاہک نے اک دن کاؤنٹر پر اس کے پھیلے بکھرے کاغذ دیکھ کر پوچھ ہی لیا...

"جب بھی میں آتا ہوں آپ مصروف ہوتے ہیں..."

"بس جی ایسے ہی، زندگی کے زخم اندر رکھنے کی بجائے کاغذوں پر بکھیر دیتا ہوں.. کیونکہ اندر رہیں تو ناسور بن جاتے ہیں، کاغذ پر آ جائیں تو کہانی بن جاتی ہے..؟"

"واہ... کیسی خوب صورت بات کی..." دکان کے اندر داخل ہوتے ہوئے لطیفی صاحب داد کے طور پر بے ساختہ بول اُٹھے...

"شکریہ... نوازش..." عمیر نے شرمیلے سے انداز میں آداب بجا لاتے ہوئے پوچھا... "فرمایئے... آپ کو کیا چیز چاہیے...؟"

"جو چیز چاہیئے تھی وہ تو بازار کھلا ہے، ہر جگہ مل جائے گی مگر میں جس کی تلاش میں تھا، بہت دنوں سے، اچانک وہ گوہر یہاں دکھائی دے گیا..." وہ بزرگ عمیر کو سر سے پاؤں سے دیکھتے ہوئے اک گہری سی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئے..

"آپ فارغ ہو جائیں، پھر میں بات کرتا ہوں..."

عمیر چونکتے، سٹپٹاتے اور گڑبڑاتے ہوئے دوسرے گاہک کو جلد از جلد فارغ کرنے لگا...

"جی۔ فرمایئے محترم...!" ہاتھوں کو رگڑتے ہوئے، ان کے پاس آن کھڑا ہوا... جانے ایسی کیا بات تھی جو، وہ اس قدر گہری اور پُراسرار سی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہے تھے..

"بہت دنوں سے میری اک پرابلم تھی... امید ہے وہ آپ حل کر دیں گے..."

"حکم کیجیے..." عمیر نے سعادت مندی سے کہا...

"میں ملک سے باہر رہتا ہوں... کماتا تو بہت لیتا ہوں... بہت دولت پیسہ ہے، ہر آسائش بیوی بچوں کو میسر ہے لیکن میرے لڑکوں کی تعلیم اور تربیت میری مرضی کے مطابق نہیں ہو رہی..."

"تو جناب اس سلسلے میں میں کیا کر سکتا ہوں...!"

"ان کی سرپرستی قبول کر لو بیٹے...!" لطیفی صاحب اک دم مسکین سی صورت بناتے ہوئے بولے...

"میرے بچوں کا ماما، چاچا کوئی نہیں... ماں کم پڑھی لکھی عورت ہے۔ وہ ہائی کلاس کے بچوں کے نہ مسائل کو سمجھتی ہے، نہ تعلیمی ضروریات کو..."

"پھر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں سر...؟"

"بچوں کو نہ صرف ٹیوشن بلکہ کُلی طور پر ان کے سارے مسائل، سکول کے، پھر امتحانات کے بعد کالج میں داخلہ لینے کے لئے انہیں گائیڈ کرنا ہے... کونسے مضامین اور کونسی لائن بہتر رہے گی... ایک کے لئے، دوسرے کے لئے۔ ساری ذمہ داری اُٹھا لو بیٹے...!"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سٹول پر بیٹھے تھے، انگلی سے کاؤنٹر کے کونے کو کریدتے ہوئے کھوئے کھوئے سے، ڈوبے ڈوبے سے، دبی دبی آواز میں کہنے رہے...

"میں زندگی میں خود وہ نہیں بن سکا، جو بننا چاہتا تھا... لہٰذا اپنے خوابوں کی تعبیر بھی بچوں کے مستقبل میں دیکھنا چاہتا ہوں... رات دن محنت کرتا ہوں... انہیں کی خاطر... اپنی تکمیل کے لئے..."

پھر وہ یکلخت چونکے... "جذبات میں پتہ نہیں میں کیا کیا کہہ گیا... مختصر یہ کہ میں بچوں کے لئے کسی پُراعتماد ٹیوٹر کا انتظام کرنا چاہتا ہوں۔ اور بیٹے! آپ کی گفتگو سن کر مجھے آپ پر اک اعتماد سا ہو گیا ہے۔ میرا دل کہتا ہے آپ کی صحبت میں رہ کر میرے بچے..."

"لیکن محترم! میرے پاس وقت نہیں ہے... صبح سے شام ہو جاتی ہے یہیں دکان پر..."

"تو بچے یہاں آ جایا کریں گے... کوئی مضائقہ نہیں... بہت ذہین بچے ہیں... شریر بھی نہیں ہیں..."

"لیکن... سر...!"

"لیکن ویکن کچھ نہیں... آپ میری درخواست پر غور کریں... میں دو تین سال بعد اپنے وطن آتا ہوں... اب کا گیا اس وقت آؤں گا، جب یہ کالج کے بھی دو، دو سال گزار چکے ہوں گے... مجھے بڑا فکر رہتا ہے۔ پلیز! انکار نہ کریں... میں تین چار ہزار تک ماہوار دینے کو تیار ہوں۔"

"لیکن جناب! میری بھی بات آپ توجہ سے سنیں... میرا یہ وقت

اپنا نہیں... میں یہاں ملازم ہوں اور آپ جو کچھ چاہتے ہیں، اس طرح مالک کے ساتھ بے ایمانی ہو گی..."

آفر اچھی خاصی تھی... مزید تین، چار ہزار روپیہ ماہوار سے عمیر کے سارے مسائل حل ہو سکتے تھے... لیکن... یہ اس کے دل کو گوارا نہ ہوا۔ دکان جواد کی ہو۔ اتنے پُرخلوص دوست کی، اور وہاں دکانداری وہ علیحدہ قسم کی شروع کر دے... دکان کے مال کے علاوہ دوسری سودے بازی اور دوسرا کام...

"دکان بند کرنے کے بعد سہی... آٹھ بجے سے دس بجے تک کا وقت میرے بچوں کو دے دیں... پلیز..."

لطیفی صاحب کی یہ التجا وہ شاید مان لیتا... یکایک مومنہ کا خیال آ گیا... ہر وقت اندر ہی تو کہیں بسی رہتی تھی... دل میں ہی نہیں صرف۔ دماغ میں بھی، خیال میں بھی، وہی وہ ہوتی تھی ہر وقت...

"عمو! یہ آجکل تم سارا سارا وقت کہاں غائب رہتے ہو... ہم اداس ہو جاتے ہیں... امی بھی اور میں بھی..."

"دلہن! یہ تو ابھی نو بجے رات کو آ جاتا ہے آجکل، بڑی کرم نوازی ہوتی ہے ہم پر، ورنہ پہلے تو بارہ ایک بجے بجا دیا کرتا تھا...؟" جہاں آرا نے دل کے پھپھولے پھوڑے... بڑی تنگ تھیں عمیر کی حرکات سے...

"پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اس نے صرف ایک کام کیا ہے۔ آوارہ گردی۔ اور بس... آوارہ گردی..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"لیکن امّی جی! میں نے تو عمو میں بظاہر کوئی عیب نہیں دیکھا..."

"تمہیں اس گھر میں آئی کو ابھی وقت کتنا ہوا ہے... جوہر کھلیں گے آہستہ آہستہ..."

"کسی دوست وغیرہ کے پاس جاتا ہوگا..." مومنہ نے متجسّس سے لہجے میں قیاس آرائی کی... "کیوں عمو! ہیں نا... سگریٹ تک تو پیتا نہیں۔ یقیناً کوئی اور بھی لت نہیں ہوگی... مجھے پورا یقین ہے..."

دونوں ساس بہو اسے ڈسکس کر رہی تھیں اور وہ چپ چاپ بیٹھا سن رہا تھا...

"ضروری نہیں شراب جوئے والا ہی عیب ہو انسان میں، وہ تو عیب دار کہلائے... بعض اوقات کچھ ایسی بھی عادات ہوتی ہیں، جو عیب سمجھی جاتی ہیں... شراب جوئے کے علاوہ..."

جہاں آرا نے اپنی منطق مومنہ کو سمجھائی... بڑی بھولی تھی لڑکی، جو اتنا بھی نہیں جانتی تھی... انہوں نے سوچا...

"اب یہی دیکھ لو... پڑھ لکھ کر گنوا دیا... کچھ کماتا نہیں... بوڑھا باپ اس عمر میں بھی نوکری کر رہا ہے... بھائی وہاں سے بھیجتا ہے ہر مہینے، اس پر بھی کچھ فرائض ہیں نا گھر کے... اس نے کبھی سوچا..."

جہاں آرا بات کرتے کرتے ایک دم دُکھی ہوئیں اور پھر جوش میں آ گئیں... کچھ طیش تھا... کچھ جذبات... کچھ بہو کے سامنے شرمندگی کہ اس کے شوہر کی کمائی کے ہی سب محتاج ہو گئے تھے...

"پوچھو اس سے... اس نے کبھی سوچا... باپ بھائی کے ٹکڑوں پہ ہی نہ پڑا رہے... خود بھی کچھ کر لے... کبھی دل میں کوئی خیال آیا...؟ پوچھو اس سے..."

"عمو! کہاں رہتے ہو سارا سارا دن..." جہاں آرا کے بار بار کہنے پر آخر مومنہ نے پوچھ ہی لیا...

ماں کہتی رہی تھیں... وہ سنتا رہا تھا... خاموشی کے ساتھ... کوئی جواب نہیں دیا تھا... وہ تو کئی سالوں سے تقریباً روزانہ ایسے ایسے سوالات کرتی آ رہی تھیں... وہ کوئی جواب دیتا بھی تو انہیں یقین نہیں آنا تھا... عمیر پہ اک رتی بھر یقین و بھروسہ نہ تھا...

مومنہ نے پہلی بار سوال کیا تھا... عمیر نے جواب دے دیا... "جواد کے پاس..."

"ایک تو یہ جواد اسے بگاڑ رہا ہے... خود تین، تین دکانیں چلا رہا ہے اور دوست کو اتنا بھی نہیں کہتا کہ وہ بھی گھر کی کوئی ذمہ داری سنبھالے۔ وہ تو بس گپ شپ کے لئے اسے پاس بٹھا چھوڑتا ہے... خود غرض کہیں کا... اپنی رونق اور دل لگی کے لئے... اور یہ احمق... بھانڈ... اس کو تماشا دکھاتا رہتا ہے..."

"میں اپنی مرضی سے وہاں جاتا ہوں امّی..." جواد پر لگائے گئے یہ الزامات، یقیناً زیادتی تھی... وہ اب مزید خاموش نہ رہ سکا...

"اس نے مجھے کبھی مجبور نہیں کیا... ویسے بھی وہ اک دردمند انسان ہے۔"

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دیکھی ہوئی ہے اس کی بھی انسانیت... اتنے اتنے وقت تم پہ پڑے۔ دن کبھی تمہارے کام آیا... ؟ اچھا بھلا کما رہا ہے... ارے۔ وہ تو دوستی کا بھرم رکھنا بھی نہیں جانتا..."

ماں کی اس بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا... کیسے بتاتا کہ وہ کس کس طرح اس کا ساتھ دے رہا تھا... بتانے والی زبان تو کٹی ہوئی تھی...

زبیر کے ظلم نے کاٹ ڈالی تھی... مومنہ کی گرتی ہوئی صحت نے کاٹ ڈالی تھی... مصلحتوں نے کاٹ ڈالی تھی...

"پھر... ؟ سوچ لیا آپ نے... ؟" عمیر اپنے خیالات سے چونکا۔ وہ بزرگوار اک ٹک اس کے چہرے کو تک رہے تھے... امید و بیم بھری نگاہوں سے...

"جانے کیوں آپ کے چہرے پر کچھ ایسے اعتماد و بھروسے کے رنگ مجھے دکھائی دے رہے ہیں کہ میں آپ کو مجبور کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ آپ حامی بھر لیں... انکار ہوا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا..."

اسی لمحے جواد دکان کے اندر آ گیا...

"نہیں جی... اس دکان سے کبھی کوئی مایوس نہیں لوٹا... آپ کی خواہش کا احترام کیا جائے گا... عمیر ضرور اس ذمہ داری کو نبھا لے گا..."

جواد نے سب کچھ سن لیا تھا... عمیر کے لئے اس سے اچھی آفر کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی تھی... اسے معلوم تھا کہ اخراجات کتنے تھے اور

آمدن کتنی... اس کے علاوہ پچھلا قرضہ بھی تھا... باپ بوڑھا تھا... بھائی کمینہ... سب کچھ عمیر نے ہی کرنا تھا... تب اس نے خود ہی فیصلہ کر کے حکم نامہ جاری کر دیا...

"آپ آج سے اپنے بچوں کی طرف سے بے فکر ہو جائیں... قوم و ملک کے ایک بھی بچے کا اس کے ہاتھوں مستقبل سنور جائے تو سمجھیئے آنے والی اک پوری نسل سنور گئی... اس سے بڑی نیکی اور کیا ہو گی..."

"بہت مہربانی... بہت شکریہ..." لطیفی صاحب نے کھڑے ہو کر جواد سے ہاتھ ملایا... "آپ نے میری مشکل حل کر دی... میں بہت دنوں سے پریشان تھا..."

"لیکن جواد! میرے پاس وقت نہیں ہے... پہلے ہی امی گلہ کر رہی تھی اور امی آوارہ گردی کے طعنے دیتی ہیں... اور پھر کچھ اس دکان کے لئے بھی تو... میری دیانت..."

"او، پرعقل کے اندھے یہ ساری تگ و دو بھی تو اسی کے لئے ہے۔ اور خالہ جان آوارہ گردی کے طعنے دیتی ہیں تو سنتے رہو... ماں ہیں نا... دس باتیں اور بھی کہہ لیں... رہ گئی دکان کی، اور دیانت کی بات، تو تم صرف دو گھنٹے بھی یہاں وقت دے لو گے تو پھر بھی بہت ہے... اتنے عرصہ میں تم نے تو میرے بھی سارے گاہک توڑ لئے ہیں..."

جواد نے اسے پرے لے جا کر سمجھایا...

"اس آفر کو ٹھکراؤ نہیں... اللہ کا شکر ادا کر کے قبول کر لو... پچھلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قرضوں کی بھی ادائیگی ہو جائے گی اور پھر پانچ چھ مہینے بعد ڈلیوری کیس کے لئے اک بڑی رقم کی ضرورت ہوگی... پیچیدہ کیس ہے... شاید آپریشن وغیرہ ہو... ارے جانتے تو ہو تم سب کچھ... پھر میں کچھ کرنے لگتا ہوں تو تمہاری اَنا اور خودداری آڑے آتی ہے... لہٰذا... گھر آئی رحمت کو فوراً قبول کرلو... میرا عقلمندانہ مشورہ یہی ہے... جس طرح کما سکتے ہو کماؤ۔ ضرورت ہے اس وقت..."

جواد کہہ تو ٹھیک رہا تھا... سولہ آنے درست... عمیر کو احساس ہوا۔ اندازہ ہوا... یہ پیشکش ہر لحاظ سے اچھی تھی... پیسے کے لحاظ سے بھی، اور انسانیت کی خدمت کے لحاظ سے... بچے دونوں اس عمر میں تھے کہ بری صحبت مل جاتی تو بگڑ سکتے تھے... باپ کی کمائی کافی تھی۔ اور ماں گاؤں کی اک کم تعلیم یافتہ عورت...

لطیفی صاحب نے ضرورت کے علاوہ اپنی بے چارگی بھی کھول کر سامنے رکھ دی تھی... سکول سے آتے ہی بچے باہر نکل جاتے تھے... دوست بہت سارے بنائے تھے... ابھی تو آئس کریم اور ڈرنکس اور برگر اور چرغوں ہی کی عادت پڑی تھی... ماں سے پیسے لے کر کھاتے کھلاتے رہتے تھے... آگے بہت کچھ ہو سکتا تھا...

اپنی مجبوریاں... جواد کا اصرار، لطیفی صاحب کی پریشانی، لاچاری اور بے بسی... اور منتیں سماجتیں... عمیر مان گیا...

بچے سکول سے گھر آتے، یونیفارم بدلتے، کھانا وغیرہ کھاتے اور

سیدھا عمیر کے پاس دکان پر پہنچ جاتے... بڑے پیارے بچے تھے... سمجھدار بھی تھے... بس اچھی سرپرستی کی ضرورت تھی...

عمیر انہیں اٹھنے بیٹھنے، گفتگو وغیرہ کرنے، لوگوں سے ملنے ملانے کے طریقوں سے لے کر کھانے پینے، پہننے تک کے طور و اطوار سکھا رہا تھا... آگے بڑھنے کی، تعلیم میں، عقل میں، تجربہ میں، زندگی کی ہر دوڑ میں' امنگ پیدا کر رہا تھا...

ان کے باپ کی خواہشات اور ارمان کیا تھے، وقتاً فوقتاً ان کے کانوں میں ڈالتا رہتا... جنہیں پورا کرنا ان کا فرض بنتا تھا... کیونکہ ان کا باپ اک اسی مقصد کی خاطر اپنا وطن، اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب سب چھوڑے بیٹھا تھا...

انہیں آسائشیں دینے کے لئے، ان کا مستقبل سنوارنے کے لئے، ان کی زندگیوں کو اونچا، بہت اونچا اٹھانے کے لئے...

ساتھ ساتھ بچوں کو باپ کا خوف بھی تھا... ذرا گڑبڑ کی تو اس تک خبر پہنچ جائے گی... پہلے تو صرف ان کی اپنی ہی خط و کتابت باپ کے ساتھ تھی... جو چاہتے لکھ دیا کرتے تھے... جو چاہتے چھپا لیتے تھے... مگر اب...

ان کے سامنے باپ عمیر کو کہہ کر گیا تھا کہ ذرا بھی کسی نے کوئی غلط حرکت یا اس کی حکم عدولی وغیرہ کی تو وہ فوراً اسے مطلع کر دے... وہ ان کی زندگیاں سنوارنے کے لئے سب کچھ کر سکتا ہے... سارے اختیارات

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے اسے...

شروع شروع میں تو بچوں نے باپ کے خوف سے بھی عمیر کی باتیں سنیں، احکامات مانے، مگر پھر ہولے ہولے خود بھی اس سے مانوس ہوتے گئے...

اچھا کام، اچھا مال، اچھا خیال اور اچھا ارادہ ہو تو انجام ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے... اُنس اور لگاؤ کی حدوں سے نکل کر وہ عمیر سے محبت کرنے لگے... اور عمیر فرض کی حدوں سے نکل گیا...

اب تو چھٹی کا دن بھی بچوں کا گھر میں گزارنا مشکل ہوتا... "بھائی جان جمعہ کو بھی دکان کھول لیا کریں..." چھوٹے رومی نے اک دن بڑے لاڈ پیار سے کہا... "میں آپ کے بغیر اداس ہو جاتا ہوں..."

جواد پاس تھا... مسکرایا... آنکھوں میں شوخی ناچی...

"او تیرے اُلو...! اپنی اُداسی کا خیال ہے تمہیں... اور جو لوگ بھائی جان کے بغیر اداس ہو جاتے ہیں، ان کا کوئی خیال نہیں... جمعہ کا دن پتہ نہیں کتنی مشکل سے آتا ہوگا... اور کیا عذاب دے کر نکل جاتا ہوگا..."

"کیا جواد بھائی! کیا مطلب...؟ کون بھائی جان کے بغیر اداس ہو جاتا ہے...؟"

رومی کی بجائے اس سے بڑا بلّو پوچھنے لگ پڑا، تو جواد بڑے معنی خیز انداز میں عمیر کو تکنے لگا...

"یہ ایسے ہی بکواس کر رہا ہے... تم اس کی بات چھوڑو..." عمیر نے جواد کو اوپر تلے کئی آنکھیں مار ڈالیں... پر جواد اس وقت شرارت پر اترا ہوا تھا... ہنستا ہی رہا...

"کوئی کزن ہو گی... ہیں نا...؟ مجھے معلوم ہو گیا ہے..." بلّو جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہا تھا... بہت شرما شرما کر اور نظریں جھکا کر بولا۔

"کزن نہیں..." جواد کی آنکھوں میں شرارت کی پریاں ناچتی رہیں۔

عمیر نے کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کرایا... "یہ تم بچوں کے ساتھ کیسی باتیں لے بیٹھے ہو..."

"بلّو اب بچہ تو نہیں..."

"جواد باز آ جاؤ..." عمیر نے مُکا تانا تو اس نے جلدی سے پٹڑی بدل لی...

"ماں ہے بچے... اس کی ماں ہے... آپ کی امی کیا آپ کے بغیر کبھی اداس نہیں ہوتیں...؟"

"وہ تو ہم یہاں سے جاتے ہیں تو اداس ہوئی ہوتی ہیں..."

"تو بس... تمہارے بھائی جان کی ماں کا بھی یہی حال ہے..."

بات بن گئی تھی، عمیر نے اطمینان کا سانس لیا... بڑی بوڑھیاں سنایا کرتی تھیں کہ پہلے زمانے میں جو پھاپھا کٹنیاں ہوتی تھیں، وہ آسمان کا ایک ٹکڑا اتار بھی لیا کرتی تھیں اور پھر لگا بھی..."

"اچھا اچھا..." جواد نے خفیف سا ہوتے ہوئے عمیر کی بات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاٹ دی...

"پھاپھاکٹنی کا کچھ لگتا..."

"پھاپھاکٹنی کیا ہوتی ہے بھائی جان...؟ روبی کے سوال پر عمیر جواد کی طرف دیکھ کر مسکرایا... پھر اک زور سے قہقہہ لگا اُٹھا...

"بتاؤں اسے پھاپھاکٹنی کیا ہوتی ہے...؟"

جواد بُرا سا منہ بنا کر سر کو کھجانے لگا... عمیر کچھ دیر اسے اس عالم میں کھڑا دیکھ کر ہنستا رہا... پھر اک دم کچھ یاد آ جانے پر چونکا۔

"ارے...؟ پھر اُٹھا... جواد کا کان پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے لے جا کر اس کی دکان میں پٹخ دیا... "کل ان دونوں کا امتحان ہے۔ اور تم نے انہیں باتوں میں لگایا ہوا ہے..."

"اوہ... یاد نہیں رہا تھا..." جواد سنجیدہ ہو گیا... سوری یار! تمہارے دورِ حکومت میں ان بچوں کا پہلا امتحان ہے... نتیجہ اچھا آنا چاہیئے... بلّو کو ادھر میرے پاس بھیج دو... وہ ڈسٹرب نہ ہو..."

اور... ڈسٹرب تو خود اسے جواد کر گیا تھا... اوپر سے قہقہے لگاتا رہا تھا، ہنستا رہا تھا، پر اندر جو دکھ کا زہر اُتر گیا تھا اس کا اثر ابھی تک باقی تھا...

جواد کہتا تھا... "اس کے بغیر لوگ اداس ہو جاتے ہیں..." اس کا بیلی کی طرف اشارہ تھا... اے کاش! ایسا ہوتا...

زبان سے وہ کہتی ضرور تھی... پر... عمیر کا دل تو جانتا تھا ساری

حقیقتوں کو... اصلیتوں کو...

اپنے خونِ جگر سے وہ جو محبتوں اور امیدوں کی شمع جلا رہا تھا... ساری ساری رات جاگ کر مومنہ کے لئے خط لکھتا تھا... سارا سارا دن محنت کر کے، تن کا سیسہ پگھلا کر سکّے ڈھالتا تھا... کہ جس سے مومنہ کے لئے ڈرافٹ بن سکے...

تو... اسے کیا حاصل وصول ہوتا تھا... اس کے حصے میں تو پھر بھی بدبختیاں ہی آتی تھیں... البتہ زبیر کی محبت روز افزوں مومنہ کے دل میں زیادہ سے زیادہ ہو رہی تھی... وہ اس کے لئے دیوانی ہو ہو جاتی...

یوں عمیر کی جلائی ہوئی روشنیاں زبیر کی زندگی منور کرتی رہیں اور اس کا بخت تاریکیوں میں سر ٹکراتا رہا... مومنہ کو زبیر کا خط ملتا تو اس کی حالت قابلِ دید ہوتی...

چہرہ انار کی کچی کلیوں کی طرح سرخ ہو جاتا... "ہائے عموا تم میری سہیلی کیوں نہ ہوئے...؟ کاش میں تمہیں ان کا یہ خط پڑھا سکتی..."

وہ شرما کر، جذبوں میں جذبوں میں ڈوب کر کہتی... ہونٹوں پہ ننھی ننھی، شرمیلی شرمیلی، دلآویز سی مسکراہٹیں تھرکتی رہتیں...

"دوست اور سہیلی میں کیا فرق ہے بیلی...؟" عمیر حسرت سے اس کے شرم اور جذبوں میں ڈوبے چہرے کو دیکھتا... کاش! یہ سب میرے لئے ہوتا..."

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”فرق تو کوئی نہیں... پر یہ جو شرم آ جاتی ہے نا... کیا بتاؤں، وہ کس کس طرح اظہارِ محبت کرتے ہیں... کیسے کیسے خوب صورت الفاظ ہیں ان کے پاس... ہائے! میں تو اس معاملے میں بڑی نااہل ہوں... ان کو صحیح طرح جواب بھی نہیں دے سکتی...“ پھر ایک دن اس نے نظریں نیچی کر کے ہولے سے کہا...

”تم ہی کچھ میری مدد کرو نا... اتنی اچھی اچھی کہانیاں لکھتے ہو...“

”تم انہیں لکھنا کیا چاہتی ہو بیلی...؟“ عمیر نے اپنے دھڑکتے دل کی دھڑکنوں کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔ اندر سے یوں دل اچھل اچھل کر حلق میں حلق میں آ رہا تھا، جیسے اس خط کا جواب وہ دینا چاہتی تھی جو زبیر نے نہیں عمیر کے دل کی دھڑکنوں نے اسے لکھا تھا... اس کی چاہتوں نے تحریر کیا تھا... اس کی جنم جنم کی اسے پانے کی خواہش اظہار بن کر صفحات پر بکھری تھی...

”میں... میں... کیا لکھوانا چاہتی ہوں...؟ وہی عموماً جو اک محبت کرنے والی عورت اپنے محبوب کو لکھے... الفاظ کا چناؤ... چلو اچھا... میں خود ہی...“ پھر وہ خاموش ہو گئی...

”ارے کچھ کہہ دو... کچھ کہہ دو... میں سننا چاہتا ہوں بیلی! تمہاری زبان سے... لیکن...“ اس کی حسرت کو احساس ہوا... وہ جو کچھ کہے گی... اس کی زبان سے جو نکلے گا... وہ اس کے لئے تو نہیں ہو گا... وہ تو زبیر کے لئے ہو گا...

تب وہ چپکے سے نامرادیوں کو جھولی میں ڈال کر، حسرت بھری نظروں سے اس حسن و جمال کے مجسمے کو دیکھتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا...

”یہ مومنہ، اپنی بیلی تو تمہارے لئے لکی نمبر بن گئی...“ لطیفی صاحب سے ملاقات کے بعد جواد نے عمیر سے کہا تھا...

”بڑے نصیبوں والی ہے بھابھی...! اس کے لئے کمانے نکلے ہو تو چاروں طرف سے ہن برسنے لگا ہے... ساون کی موسلا دھار بارش کی طرح... کئی ٹیوشنیں مل گئی ہیں... چار ہزار ماہوار لطیفی صاحب کی طرف سے ہو گیا... تنخواہ کے علاوہ کہانیاں بھی شہرت پا رہی ہیں۔ مہینے میں کم از کم دو تو چھپ جاتی ہیں... ایک اور مجموعہ تیار ہونے والا ہے... اس کی رائلٹی علیحدہ مل جائے گی...“ جواد بڑے جوش سے کہتا رہا...

”ابھی صرف محبت کی ڈور بندھی ہے... میں تو کہتا ہوں کہیں اس کا نام تمہارے نام کے ساتھ جڑ جائے تو پتہ نہیں کیا حشر ہوں... تم چند سالوں میں گاڑیوں، کوٹھیوں کے مالک بن جاؤ...“

”کاش جواد...! تم نے دولت کی بات نہ کی ہوتی... محبت کی بات کی ہوتی... مجھے اس کی صرف محبت کی اک نظر چاہیئے... مجھے دولتوں کی نہیں ضرورت... کوئی ایسا جادو ٹونا بتاؤ کہ اس کی محبت مجھے مل جائے... ایسی محبت، جو وہ زبیر سے کرتی ہے... پر... ایسے نصیب کہاں... کہاں سے لاؤں...؟ وہ بازار، وہ انداز، وہ ادا تیا دو...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس سے اس کا دل جیت سکوں... اس کا من موہ سکوں...
لیکن... وہ تو اک وفا شعار عورت تھی... شوہر کے ہوتے ہوئے کسی اور کے لیئے دل میں کیوں کوئی جذبہ پالتی... کیسی احمقانہ سوچیں وہ رکھتا تھا...

یاس بھرے دل کو لیئے، وہ اپنی وفا کے راستے پر چل پڑتا... اسے تو اپنی محبت اور اپنے جذبوں کو پورا کرنا تھا...

مومنہ کی صحت بہت اچھی ہو گئی تھی... لیکن علاج ابھی ختم نہیں ہوا تھا... وہ اس دن تک جاری رہنا تھا، جب تک بچے کی پیدائش نہ ہو جاتی... خوشی، دوا اور خوراک نے اسے وہ خوبصورتیاں بھی دے دی تھیں، جو اس کے پاس پہلے نہیں تھیں...

اور یہ زبیر کی محبت کا اعجاز تھا... اس کے خطوط بڑی باقاعدگی سے اسے ملتے تھے... بڑے خوبصورت خطوط... محبتوں سے چھلکتے، مہکتے اور وفاؤں سے بھرے...

آنے والے بچے کے متعلق بہت باتیں لکھی ہوتیں... مومنہ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہتا... وہ ابھی دنیا میں آیا بھی نہیں تھا تو اس کی اس قدر و قیمت تھی، اتنی محبت تھی کہ ہر خط میں زیادہ اس کا ذکر ہوتا...

اک ماں کے لیئے اس سے بڑھ کر خوشی و مسرت کی اور کیا بات ہو سکتی ہے...

اس کے علاوہ اس کی خاطر وہ اب رقم بھی زیادہ بھیجنے لگا تھا...

"آنے والے وقت کا ابھی سے بندوبست کرنا چاہیئے نا... تاکہ ہمارا مُنا دنیا میں آتے ہی معاشی طور پر بہت مضبوط ہو... کسی کے لیئے بوجھ نہ بنے... سب دل اس پھول کی مہک سے مہک اٹھیں... کسی قسم کے بھی کانٹے کی چبھن کوئی محسوس نہ کرے..."

عمو! دیکھو تمہارے بھائی جان نے کیا کچھ لکھا ہے..." وہ پڑھ کر سنانے لگی... سکھ سے، خوشی سے، خود اعتمادی سے، اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا تھا... عمیر نظریں چراتا ہی رہتا... ٹک جاتی تھیں تو پھر ہٹا نہیں سکتا تھا... ایسی مقناطیسی قوتیں اس میں پیدا ہوئی جا رہی تھیں...

اور وہ بے چارا مجبور و نامراد انسان، ایسے رشتے کی ڈور میں اس کے ساتھ بندھا تھا، لہٰذا ہر سب کی نظروں میں، کہ سماج ان نظروں کی اجازت نہیں دیتی تھی...

پھر جب جہاں آرا یا کاظمی صاحب میں سے کوئی پاس نہ ہوتا تو وہ جی بھر بھر کر اسے دیکھتا... خوشی کی شادابی کے علاوہ مومنہ کے چہرے پر مامتا کا جو اک نور آجکل پھیل بکھر رہا تھا، وہ بڑا دلآویز، بڑا پُرکشش تھا... جسم میں پہلے جیسی نزاکت نہیں رہی تھی، پھر بھی...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر کو اپنی نظروں پر قابو نہ رہتا...
محبت اور وفا کی مار کھایا ہوا انسان تڑپتا ہی رہتا... مضطرب اور بے قرار ہی رہتا...

"عمو! اس کو ذرا سیر کرا لایا کرو... ڈاکٹر صاحبہ نے ہدایت کی ہے"

مَرے پر سو دُرّے... اگلے دن ماں نے حکم لگایا... "سارا سارا دن اکیلے ہی آوارہ گردی کرتے ہو..."

اندر کی خوشیوں نے اسے خاصا چونچال بھی کر دیا تھا... ساس کی بات سن کر زور سے ہنسی... "عمو! ان کا مطلب ہے کہ اکیلے آوارہ گردی نہ کیا کرو... ساتھ مجھے بھی کرا لایا کرو..."

"میرا یہ مطلب نہیں تھا..." جہاں آرا خوشگواری سے مسکرا پڑیں... پھر بڑے پیار سے مومنہ کے چہرے پر نظریں جما دیں...

"بڑی شریر ہوتی جا رہی ہے... سن رہے ہو نا عمو...!"

دونوں سلوک اور رویے سے ساس بہو تو لگتی ہی نہ تھیں... ماں بیٹی جیسی محبت تھی دونوں میں... مومنہ تو مزاجاً ہی ایسی تھی... محبتوں کی محرومی نے اسے ٹوٹ کر محبت کرنا سکھا دیا ہوا تھا...

البتہ جہاں آرا کی محبت میں کچھ غرض بھی شامل تھی... اس بیٹے کی کمائی گھر میں آ رہی تھی، جس کی مومنہ بیوی تھی... جب سے زبیر نے مومنہ کی خاطر ہی سہی، ہر مہینے باقاعدگی سے رقمیں بھیجنا شروع کی تھیں - اس وقت سے، بڑی لہر بحر تھی گھر میں...

"یہ لیں امی جی! اس بار انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ پیسے بھیجے ہیں..."

جب بھی ڈرافٹ آتا وہ کچھ اور حسین، کچھ اور پُر اعتماد ہو جاتی... کچھ اور خوشیوں کے رنگ چہرے پہ لپکنے لگتے...

"رکھو اپنے پاس... وقت آنے والا ہے... بہت خرچ ہوں گے..."

"اس وقت کے لئے وہ اور بھیج دیں گے... فی الحال آپ رکھیں۔ گھر کے اخراجات کے علاوہ کوئی اور خرچ ہو تو... کر لیں... عمو ایک دن کسی قرض وغیرہ کی بات کر رہا تھا... ابا جی نے لیا ہوا ہے۔"

"اللہ تمہیں سدا شاد اور آباد رکھے... کتنے احساس والی ہے میری بیٹی... دیکھا آپ نے...؟"

انہوں نے وہیں سے کاظمی صاحب کو بلند آواز میں بتا کر، پاس بلا لیا... "مومنہ کہتی ہے یہ رقم لے لیں اور قرض وغیرہ اتار لیں..."

"جیتے رہو زبیر بیٹے...! تم تو رحمتوں، برکتوں کا فرشتہ ثابت ہو رہے ہو... کل ہی اک قرضدار مطالبہ کر رہا تھا..."

"تو پھر لے لیجئے نا... آپ کے بیٹے کا مال ہے... سب سے زیادہ آپ حقدار ہیں... مجھ سے بھی زیادہ..."

کسی نہ کسی بہانے سارے ساس سسر کے آگے ڈال دیتی... کبھی حق کہہ کر... کبھی بیٹے کا فرض بتا کر... کبھی ان کی شفقتوں اور محبتوں کی تلافی ہوتی... کبھی پرورش کرنے والے محسن بنا دیتی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمیر کو علیحدہ خوشخبریاں سناتی رہتی... زبیر کے خطوط کے اقتباسات ہنس ہنس کر پیش کرتے ہوئے...

"یہ اقتباسات کیوں بھئی..." عمیر بھی شوخی میں آ جاتا...

"بیلی کبھی اپنے میاں کا خط بھلا پورا پڑھنے کو دو تب مزہ ہے۔"

"کیوں...؟ تم نے طریقہ سیکھنا ہے... محبتوں اور وفاؤں کا..."

"ارے طریقہ وہ مجھ سے سیکھیں.. محبت بھی کرتے کا، اور وفا بھی کرنے کا..." بے اختیار عمیر کے منہ سے نکل گیا... پھر دوسرے لمحے یکا یک سنبھل کر بولا...

"یہ محبت اور وفا کیا ہوئی... خود وہاں بیٹھے ہیں اور تمہیں یہاں پھینک چھوڑا ہے..."

"نہ نہ... جان بوجھ کر نہیں... ویزے نے کجتی کی... اور اب۔"

پھر اک شرمیلی سی ادا کے ساتھ گردن جھکا کر بولی...

"میں نے ہی کہا ہے، اس حالت میں مَیں نہیں جاؤں گی... امی جی کا بھی یہی مشورہ ہے..."

"اور تمہارے میاں حضور...؟"

"وہ تو میری جدائی میں دُبلے ہو رہے ہیں..."

"یہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ دُبلے ہو رہے ہیں، جدائی میں... کیا انہوں نے کوئی تصویر بھیجی ہے...؟"

"بھیجنے کی کیا ضرورت ہے، ان کی تصویر پہلے سے ہی ہر رنگ، ہر روپ،

ہر انداز کی میرے پاس موجود ہے..."

"اچھا... کبھی دکھائی تو نہیں..."

"دیکھ لو ابھی..." مومنہ نے مسکرا کر اپنی پوری آنکھیں کھول دیں۔

"غور سے دیکھو، کیسے طمطراق سے تشریف فرما ہیں... بہت چھپا کر رکھا ہوا ہے انہیں... یہاں..."

"ارے...!" عمیر نے اس کی آنکھوں میں بڑے غور سے تکتے ہوئے اک زور کا قہقہہ لگایا...

"وہاں تو میں موجود ہوں بیلی...!"

"ارے چور...! کیوں میرے میاں کی جگہ لے لی ہے... نکل باہر...."

مومنہ زور زور سے آنکھیں جھپکنے لگی... اور... عمیر نے زور سے اپنی آنکھیں بھینچ لیں... مومنہ کا یہ لوٹ لینے والا لب و لہجہ، یہ شرارتیں، یہ شوخیاں... کہیں نظر نہ لگ جائے...

جوں جوں صحت ٹھیک ہو رہی تھی، اس کے مزاج پر بھی نکھار آ رہا تھا... چہکتی رہتی ہر وقت... اس کی خوش مزاجی کی مہک سے گھر بھر مہکتا رہتا...

عمیر کے دل کی دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا لیکن، مومنہ کی موجودگی جیسے اس گھر میں چراغاں کئے رکھتی ہر وقت... ہر لمحہ... ہر پل...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مومنہ کے لئے چلنا پھرنا بہت ضروری تھا... ڈاکٹر صاحبہ کی ہدایت تھی... اور عمیر سارا دن دکان میں پھنسا رہتا... اپنے شاگردوں میں مصروف رہتا... روٹی وغیرہ کی سرپرستی بھی نبھانا تھی... چھوٹے کے اسکول اور بڑے کے کالج کی خیر خبر رکھنا...

بہت ساری مصروفیات تھیں... ایک منٹ کا وقت نہ تھا...

رات کو نو بجے سے پہلے گھر کی دہلیز نہ پار کر سکتا... جہاں آرا ہر وقت ناراض ہوتی رہتیں...

"آخر کس کام کے ہو تم... اناج کے دشمن کب تک اس طرح آوارگی میں زندگی گنواتے رہو گے... ایک کام تم پر ڈالا تھا..."

سر جھکائے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور چپ چاپ سن رہا تھا...

"گھر میں کتنا چل پھر سکتی ہے... ڈاکٹر نے لمبی واک کے لئے کہا ہے اور تم ہو کہ وقت ہی نہیں نکالتے... صبح نو بجے تک ٹانگیں پسارے پڑے رہتے ہو..."

رات کو نو بجے دکان سے تھکا لوٹتا آتا تھا تو پھر دوسرے تیسرے روز اک طویل سا خط بھی لکھنا ہوتا تھا... کوئی نہ کوئی کہانی شروع کی ہوتی، اسے بھی مکمل کرنے کا لالچ ہوتا... جہاں سے

جس طرح پیسہ نکلتا، وہ کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا...

ایک دو بج جاتے بستر پر لیٹتے لیٹتے... اس لئے صبح ذرا دیر سے آنکھ کھلتی... اکثر نماز بھی قضا ہو جاتی... کئی بار تو نماز پڑھ کر پھر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتا... نماز اور دعاؤں کی بھی آجکل بڑی ضرورت تھی...

کچھ بیلی کے کام آ جائے... کوئی دوا یا دعا ہی اپنا اثر دکھائے آنے والا وقت اس پر سہل ہو کر گزر جائے... ہر لالچ اس کے لئے تھا... ورنہ اپنے لئے تو زندگی جیسے ملی ہی نہ تھی... کبھی بھی۔ اور جو تھی... وہ بیلی کے نام کر چکا تھا... بہت عرصہ سے... جب سے پہلی بار اسے دیکھا تھا...

"بولتے کچھ نہیں..." جہاں آرا نے اس کا کندھا جھنجھوڑا...

"بھائی اتنا کچھ کر رہا ہے نا... بیوی کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی... تم بھی اس گھر کا ایک فرد ہو... کھانا پینا اچھا ہے... قرضے اتر رہے ہیں... تمہیں بھی تو فائدہ ہے... پھر اک یہ ذرا سا... اس کی بیوی کے لئے اتنا وقت نہیں نکال سکتے کہ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اسے سیر کرا لایا کرو... بچے کی پیدائش کے وقت آسانی رہے گی..."

"صبح پانچ بجے مجھے جگا دیا کریں..." کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے عمیر نے نیپکن سے منہ پونچھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نماز سے فارغ ہو کر ہی جایا کروں گا... پھر واپس آ کر ناشتے وغیرہ کے بعد مجھے دکان پر بھی..."

"بس..." جہاں آرا نے تلخی سے اس کی بات کاٹ دی... "یہ دکان تمہیں لے ڈوبے گی... بدمعاشی کا اڈہ بنایا ہوا ہے... ہی ہی ہا ہا کے لئے وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں... چلتی سڑک ہے... دوسری طرف بازار ہے... آتی جاتی عورتوں پر..."

"اقی جی پلیز..."

"پلیز پلیز... کئی سالوں سے سن رہی ہوں تمہاری بہانے بازیاں۔ دل چاہتا ہے کسی دن جواد کو بلا کر پوچھوں... بالکل نکما کر کے رکھ دیا ہے تمہیں... وہ یہ اڈہ..."

اور ماں کی بات پوری سنے بنا وہ اٹھ کر کمرے میں چلا گیا... بیلی کے لئے تو وہ اپنا سکھ، آرام، چین سب کچھ ہی تج سکتا تھا... یہ رات کی نیند کیا ہوئی...

صبح پانچ بجے مومنہ نے ہی آ کر اسے جگایا... اتنی گہری نیند میں ڈوبا تھا کہ کتنی ہی دیر اسے پتہ ہی نہیں چلا، وہ کہاں تھا اور یہ زلزلہ سا کیا آ رہا تھا...

ہوش میں آیا تو مومنہ کھڑی اس کا کندھا ہلا رہی تھی...

"کیا بات ہے...؟ خیریت ہے...؟"

"اقی جی نے کہا تھا جگانے کو..."

"اوہ اچھا اچھا..." وہ اک دم اٹھ کر بیٹھ گیا...

"بڑی گہری نیند میں تھے... دل تو نہیں چاہ رہا تھا... پر اقی جی نے کہا تھا... رات کو اگر دیر سے سوئے ہو تو اتنی صبح سویرے جگانے کو کیوں کہا تھا... کوئی ضروری کام تھا...؟"

"ہاں..." عمیر مسکرا پڑا...

"کیا...؟ مجھے بتانے والا نہیں...؟"

عمیر زور سے ہنس پڑا... "نہیں... پر تم دس منٹ بعد چادر وغیرہ لے کر تیار رہنا... میں اتنے میں نماز پڑھ لوں... جلدی جلدی اللہ میاں کو ٹرخا لوں... بندے نہیں ٹرخائے جاتے..."

اور پھر اس نے اپنی بیلی کی خاطر رات کی نیند بھی کم کر دی... جسم ہر وقت تھکا تھکا سا رہتا... ٹوٹتا ہوا سا محسوس ہوتا... آنکھوں میں تو جیسے مستقل اک جلن سی بس گئی تھی...

لیکن... صبح کی دو تین میل کی سیر نے مومنہ کی صحت پر بڑا خوشگوار اثر ڈالا تھا... تازہ ہوا جو ملتی تھی اس کے علاوہ، سارا دن گھر میں اکیلی ہوتی تھی... اک بوڑھے ساتھ کے ساتھ... کوئی اپنا ہم عمر بات کرنے والا نہ ملتا تھا...

اور اب... یہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ، جو عمیر کے ساتھ گزرتا۔ وہ جی بھر کر باتیں کرتی۔ اسی طرح جیسے اپنی کسی سہیلی سے... دل کی ہر بات... گھر کی، محلے کی اور اِدھر اُدھر کی باتوں کے علاوہ زبیر کی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے خطوں کی... بہت ڈھیر ساری باتیں کر چھوڑتی...

خوشی میں، ترنگ میں بولتی رہتی... چہکتی رہتی... "عمو! ایسی زندگی کا تو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا... جتنی محبت کرنے والے تمہارے بھائی ہیں اور..."

جانے کیا کیا کہتی رہتی... عمیر تو بس... نہ سن سکتا اور نہ جواب دے سکتا... زبیر کے لئے اتنے جذبوں کا اظہار کرتی تو تب بھی من جل جل اٹھتا... اس کے بھیجے ہوئے پیسوں سے آنے والے وقت اور مستقبل کا کوئی رنگین سا خاکہ کھینچتی تو...

تب بھی وہ ان سینوں میں نہ ہوتا... یہ بے دخلی بھی اسے بے چین کر ڈالتی... اس کا تو کچھ بھی نہ تھا... نہ حال، نہ مستقبل...

ہاں البتہ مومنہ خوش تھی... اور اس کی خوشی اسے درکار تھی۔ اور وہ کولھو کے بیل کی طرح مسلسل چلے جا رہا تھا... گھنٹیاں بج رہی تھیں... زندگی کی علامت... قربانی اور جاں نثاری کا اعلان۔ پر... دوسرے کسی کو احساس نہ تھا...

اور... وہ دوسروں کی نظر میں پتھر کا پتھر تھا... نکما، آوارہ، خود غرض، بے حس...

"امی جی... گلشن جی کا خط آیا ہے... پڑھا آپ نے...؟"

عمیر تھکا ہوا آیا تھا... بیٹھا کھانا کھا رہا تھا... جب مومنہ نے جہاں آرا سے بات شروع کی... وہ چونکا... کان کھڑے ہو گئے.

یہ اس وقت رات کے ساڑھے نو دس بجے ہی اس نے ساس کو یہ خبر سنانا تھی... خط تو یقیناً صبح کے وقت آیا ہوگا... پھر سارا دن ان کے درمیان اس معاملے پر بات کیوں نہ ہوئی تھی...؟"

عمیر سوچتا رہا اور کھانا کھاتا رہا... ضرور کوئی ایسا مسئلہ تھا جس کی سنوتی اسے دینا چاہتی تھی... وہ مسکرانے لگا...

"تم ہی بتا دو... اب کہاں پڑھنے والا چشمہ ڈھونڈتی پھروں گی۔"

"وہ..." مومنہ نے کنکھیوں سے عمیر کی جانب دیکھا... "وہاں ان کے کوئی ملنے والوں کی اک لڑکی ہے... وہ پاکستان آ رہی ہے..."

"پھر...؟" جہاں آرا کے چہرے پر لاعلمی کی معصومیت تھی...

عمیر سمجھ گیا... مومنہ نے ہی خط کی بات سنانے کا یہ وقت رکھا تھا۔ تاکہ وہ بھی سن لے...

"وہ ہمارے ہاں بھی آئے گی... عمو کے لئے دیکھنی ہے... انہیں تو بڑی پسند ہے..."

"کیوں گلشن پھر کسی کی دشمن ہونے لگی ہے..." جہاں آرا کڑوے کسیلے سے لہجے میں بولیں... سارا دن آوارہ گردی کر کے اس وقت جوان بیٹا گھر میں آیا تھا... خوش ہوتیں کیا...؟ بڑی جلی بیٹھی تھیں...

"بہن ہے امی جی...! وہ تو کوئی نہ کوئی لڑکی دیکھتی رہے گی۔" مومنہ عمیر کی طرف دیکھ کر مسکرائی... "ویسے بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وہ اگلے سال آئیں گی... سسرال میں کوئی شادی وغیرہ ہے... اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ چاہتی ہیں عمو کی شادی بھی انہیں دنوں میں ہو جائے.... تبھی یہ
لڑکی آ رہی ہے... عمو دیکھ لے.. پھر نسبت طے کر چھوڑیں ان کے
آنے تک...“

خط کا اقتباس تفصیل سے مومنہ نے سُنا ڈالا...

”لڑکیوں کا پتہ دبتی رہتی ہے... اس کی نوکری کا بندوبست نہیں
کرتی... اسے لکھو.. ضیا سے کہہ کر عمو کو وہیں کہیں نوکری دلا دے۔
یہاں وہ صرف آوارہ گردی کرتا ہے...“

جہاں آرا دُکھی ہو کر جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگیں...

”لڑکی پسند بھی ہو گئی تو کون ایسے والدین ہوں گے جو ہمارے
نکھٹو، نالائق کو اپنی بیٹی دے دیں گے... گلشن بڑی بے وقوف ہے۔
کہو اسے پہلے نوکری دلائے...“

”وہ بھی لکھ دوں گی...“ مومنہ کچھ پریشان سی ہو گئی... وہ تو
شرارت سے عمیر کے سامنے یہ ذکر لے بیٹھی تھی... ذرا اندازہ نہیں تھا
کہ بات اس طرح رُخ بدل لے گی...

”لیکن کیا آپ خوش رہیں گی، دونوں بیٹے ہی جب نہ صرف گھر
سے بلکہ ملک سے بھی باہر ہوں گے...؟“

”بڑے کے لئے صبر کی سل رکھی ہے نا... یہ تو تنگ ہی بہت
کرتا ہے.. اس کے جانے سے تو سکون آ جائے گا...“

”ہائے... تمہیں اتی جی...!“ مومنہ اک دم بے چین سی ہو کر بولی۔

”عمو سے تو گھر میں بڑی رونق ہوتی ہے...“

”گھر میں ہی تو موجود رہتا ہے ہر وقت...“ جہاں آرا نے طنز بھرا۔

”نہ سہی ہر وقت... صبح تو ہوتا ہے... پھر رات کو آ جاتا ہے۔
اس کے علاوہ اک احساس سا تو رہتا ہی ہے نا کہ عمو یہیں کہیں ہے۔
ابھی آ جائے گا... ابھی آ جائے گا...“

مومنہ جذباتی سی ہو کر بولے گئی... ”بھاڑ میں جائے نوکری۔
ہم تو عمو کو باہر نہیں جانے دیں گے...“

”اور پڑا رہے بڑے کے ٹکڑوں پر...“

مومنہ لاجواب سی ہو کر رہ گئی... کچھ نہ کہہ سکی... جہاں آرا کے
نقطۂ نظر کو بھی سمجھتی تھی... عمو نے سر اٹھایا... نوالہ نگلا...

”وہ وہاں اپنے کُتوں پر ہزاروں خرچ کرتے ہیں نا تو ہم پر
کر دیں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا... چلیں اک منٹ کے لئے مجھے
ان کا کتا ہی سمجھ لیں...“ اس نے نوالہ نگلنے کے بعد چند آنسو پیئے...

”پھر کیا ہو جائے گا... چھوٹا بھائی ہوں... بڑے تو چھوٹوں کے
لئے قربانیاں کیا کرتے ہیں... آپ مجھے کیوں ہر وقت طعنے دیا کرتی ہیں؟“

”پھر اور کیا کروں... بہت دُکھی ہوں... گلشن نے کسی لڑکی کا لکھا
ہے، ان لوگوں کو تمہارے متعلق کیا بتاؤں گی...؟“

”کہہ دیجئے گا... بھائی کے در کا کتا ہے... بڑا وفادار ہے...
اس کے بال بچے کی حفاظت کرتا ہے...“ اپنی نم آلود آنکھوں کو عمو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہنی سے صاف کرنے لگا..

کیسی بے بسی اور لاچاری تھی... بے قصور... بے گناہ ہوتے ہوئے بھی ہر وقت عتاب میں آیا رہتا تھا... پر زبان نہیں کھول سکتا تھا... واہ۔ کیسے نصیب پائے تھے..

دُم ہلا کر پاؤں میں لوٹنا اور چاٹنا بھی جانتا ہے..." نصیب کا مارا بڑبڑاتے گیا...

"عمو کیسی باتیں کر رہے ہو..." مومنہ کے دل میں اس کے لئے بے تحاشا ہمدردی اتر آئی ... "سب کچھ تمہارا ہے۔ بار بار ایسے مت کہو، ورنہ میں تمہارے بھائی جان کو لکھ دوں گی..."

"نہ نہ... انہیں کچھ نہ لکھنا... وطن سے دور ہیں دکھی ہو جائیں گے... بہت پیار کرتے ہیں ہم سب سے ... مجھ سے بھی... ہیں نا..."

پھر وہ اک دم ہی قہقہے لگانے لگ پڑا... "ہم خواہ مخواہ ہی ایک دوسرے سے اُلجھتے رہتے ہیں... طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں... اور... بھائی جان بے چارے چپ چاپ قربانیوں پر قربانیاں دیئے چلے جاتے ہیں۔ سب کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں... کماتے ہیں..."

"یہ ان کا فرض ہے عمو... ! احسان نہیں... قربانی نہیں..." مومنہ نے جیسے پھر اس کی دلداری کی...

لیکن... عمیر ہنستا رہا... اپنے آپ پر... قہقہے لگاتا رہا... "پاگل ہو گیا ہے...؟" جہاں آرا بڑبڑائیں...

"حالات سے پریشان ہو جاتا ہے نا۔ آپ امی جی کچھ نہ کہا کریں... بعض اوقات انسان کے بس میں کچھ نہیں ہوتا..." پھر وہ عمیر سے مخاطب ہو گئی...

"تم کوشش کرو نا... جلد کوئی نوکری مل جائے گی... چھوڑو دو جواد کی دکان پر رات گئے تک جگھٹا لگا کر بیٹھنا... اپنے لئے عمو...! جو لڑکی آنے والی ہے اس کے گھر والوں کے لئے... آخر کسی نے اپنی بیٹی..."

عمیر نے مزید کچھ نہیں سنا... اسی طرح ہنستا ہوا کھانا اسی طرح چھوڑ اپنے کمرے میں چلا گیا... اور... وہاں پہنچتے ہی اس کی ہنسی تھم گئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے...

وہ کن عذابوں سے گزر رہا تھا... "بیلی! تیری خاطر... تیری خاطر..."

کاش اسے موت ہی آ جاتی... ان عذابوں سے جان چھوٹتی... پر اس وقت وہ مر بھی نہیں سکتا تھا... جب تک مومنہ کا بچہ نہ ہو جاتا وہ خدا سے اپنی اس مصیبتوں بھری زندگی کو طوالت بخشنے کی دُعا مانگنے پر مجبور تھا...

ایسی مجبوری بھی کسی کو نہ ملی ہو گی... "پروردگار! رحم کر..." سامنے گھڑی پر نظر پڑی... گیارہ بج رہے تھے... اسے ابھی مومنہ کو خط لکھنا تھا اور پھر... صبح سویرے اسے ہوا خوری کے لئے بھی لے کر جانا تھا...

یہ خط بھی لکھنا اک عذاب تھا اور اس کے ساتھ جانا بھی اک عذاب۔ خوشی بھرا عذاب... ہر لمحہ اتنا بھاری ہو جاتا کہ لگتا صدیوں سے بھی طویل ہو کر گزرا تھا... اور کبھی گھنٹے سکڑ کر پلوں سے بھی چھوٹے، اتنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھوٹے ہوجاتے... کہ جیسے پلک جھپکنے کی بھی مہلت نہ ملتی، اور وہ گزر جاتے۔ ایسے پل صراط پر اس کا روز کا آنا جانا تھا... جس پر سے نہ گزر ے بنے اور نہ گزرے بنا... ہر قدم اُکھڑتا... ہر قدم مستحکم ہوجاتا... جینا مرنا... مرتا جیتا... یہ کیسا کھیل رچایا تھا تقدیر نے...

اور... وقت گزرے جا رہا تھا... گلشن نے جس دن کا لکھا تھا... عین اسی دن شازیہ آ گئی... وہی لڑکی... جو عمیر کے لئے اس نے منتخب کی تھی...

بڑی پیاری تھی... بڑی سگھڑ اور سلیقہ شعار تھی... جانے گلشن نے اسے کیا سکھا کر بھیجا تھا... ایک ہفتہ وہ انہیں کے ہاں رہی... اور جتنا وقت عمیر گھر میں گزارتا تھا، وہ اس وقت کا اک اک لمحہ گن لیتی، اور پھر ہر لمحہ کیش کرتی...

مومنہ کا وقت ایسا تھا کہ اب اس سے گھر کے کام نہیں ہوسکتے تھے شازیہ نے سارا چارج سنبھال لیا... اس کے کام... جہاں آرا کے کام... کاظمی صاحب کو وقت بے وقت چائے کی پیالی پیش کرنا نہ بھولتی... کسی کا کام نہ بھولتی... کچھ نہ بھولتی...

اور عمیر کے لئے تو جیسے وہ گوشت پوست کی بنی ہوئی تھی ہی نہیں، بس اک پورے کا پورا کمپیوٹر تھی... تھکتی ہی نہ تھی اس کے کام کرتی... اس کے کمرے کا، اس کے لباس کا، اس کی چیزوں کا خیال رکھتی ہی تھی۔ ہر طرح کی، صفائی، ستھرائی اور ترتیب سے، خود اس کے لئے تو بالکل

خاک ہوئی جا رہی تھی...

اس کے لئے چائے بناتی... وقت بے وقت کھانا گرم گرم پیش کرتی... اس کے ساتھ بڑے بڑے الفاظ والی اُردو بولتی... بات کو گرم دودھ کا گلاس اس کے سرہانے رکھنے جاتی تو بڑے خوبصورت اشعار اسے سناتی...

یوں ایک ہفتے میں اس نے سب کی اتنی خدمتیں کرڈالیں کہ اس کے رخصت ہوتے ہی جہاں آرا مومنہ کے کمرے میں داخل ہوئیں...

"گلشن کو لکھ دو... ابھی... کہ ہمیں یہ لڑکی پسند ہے... ہر طرح۔ بس ایک احسان اور کر دے کہ عمو کو وہاں نوکری لگوا دے... شازیہ کے گھر والے انکار نہیں کرسکیں گے..."

"پر امّی جی! عمو سے تو پوچھ لیں پہلے... وہ راضی ہوگا تو گلشن جی کو خط لکھوں گی نا..."

"ہائے ہائے تو عمو کو اور کیا چاہیئے... صورت دیکھو تو لاکھوں میں ایک اور گُن دیکھو تو کروڑوں میں ایسی کوئی نہ ہوگی... وہ بھلا راضی کیوں نہ ہوگا..."

"پر پھر بھی امّی جی! یہ اس کا حق ہے... اور پوچھنا ہمارا فرض۔ لڑکی تو مجھے بھی بڑی پسند آئی ہے..."

مومنہ نے چادر اچھی طرح اپنے جسم کے گرد لپیٹی اور عمیر کو آواز دی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا ہے بیٹی ...؟"
"اِدھر آؤ نا ... اک بات پوچھنی ہے ..."
"اتنی دیر ہو گئی ۔ نیند آئی ہے کل پوچھ لینا ..."
"ارے نہیں ... میں نے کہا نا ابھی آؤ ..."
"ایک تو تم جو حکم دے دیتی ہو نا، پھر میں اس کی عدولی نہیں کر سکتا ..."
وہ بڑبڑاتا ہوا اندر گھسا ... "پتہ نہیں تم کیا ہو اور میں کیا ہوں"
"ہم دونوں دوست ہیں ایک دوسرے کے ... بس ... فرق کوئی نہیں"
مومنہ ہنسی اور پھر جس لئے بلایا تھا وہ سوال کر دیا ...
"شازیہ کیسی لگی ...؟"
"اچھی ہے ..."
"کتنی ...؟" مومنہ کی آنکھوں میں بے چینی بھرا تجسس سا تھا ...
"بہت ..." پھر عمیر ماں کی طرف دیکھ کر مسکرایا ... "اچھا جواب ہے نا امی ...؟"
"تو پھر گلشن جی کو لکھ دوں ...؟"
"ارے نہ نہ ... میں نے شادی کے لئے اچھی تو نہیں کہی تھی ..!"
"پھر ...؟" مومنہ اور جہاں آرا بیک زبان پوچھ اُٹھیں ...
"پھر بس ... گلّو کو لکھ دو ... شازیہ اچھی لڑکی ہے اسے اچھا بر ملنا چاہیئے ..."

"ہاں ..." جہاں آرا نے جلدی سے عمیر کی بات پکڑ لی ... "اور یہ بھی لکھ دو کہ اس پتھر سے کیوں ماتھا پھوڑتی ہو ... زخم ہی ملیں گے اور کچھ حاصل وصول نہیں ہوگا ..."
"کیوں عمو! کوئی اور پسند کر لی ہوئی ہے کیا ...؟"
"بیلی! یہ سوال پھر نہ کرنا ..."
"میں نے تمہیں کہا ہے نا اس پتھر سے مت کوئی امید رکھو ... فائدہ ہی کوئی نہیں ... جذبوں سے بھرا دل ہوتا سینے میں، تو کب کا مچل اٹھتا ... پتھر نے کیا مچلنا، دھڑکنا ہے ..."
عمیر مومنہ ہی کے مسکراتے ہوئے پُرکشش چہرے کو تکتے تکتے چپ چاپ کمرے سے نکل گیا ... مزید کوئی بات ہی نہیں کی ... اور جہاں آرا اور مومنہ جستجو بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئیں ...
معاملہ تو وہیں کا وہیں تھا ... کیوں ...؟ کیوں ...؟ دونوں کی نظریں ایک دوسری سے سوال کر رہی تھیں ...

○

پرائیویٹ ہسپتال تھا ... صاف ستھرا، ہر چیز، ہر دوا فوراً، وقت پر مہیا ہو جاتی تھی ... چارجز زیادہ تھے تو کیا ہوا، مومنہ کی جان لاکھوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کروڑوں سے زیادہ قیمتی تھی...

یوں بھی اس کے نصیب کا پروردگار نے سب کچھ دیا تھا... اسکی صحت کے لیئے، اس کی زندگی کے لئے...

مومنہ انکار ہی کرتی رہی مگر عمیر نے اسی کلینک نما چھوٹے سے ہسپتال میں اسے رجسٹرڈ کرایا تھا...

"گھر کے اور بھی اخراجات ہیں عمو... !"

"یہ بھائی جان نے یہ پندرہ ہزار والا ڈرافٹ صرف تمہاری خاطر اور اسی وقت کے لئے بھیجا تھا... تم نے خود ہی تو بتایا تھا..."

"وہ تو ٹھیک ہے... ان کی محبتوں اور وفاؤں کی میرے دل میں بڑی قدر ہے... بڑی خوشی ہے، بڑا مان ہے... پر آگے خرچ تو مجھے کرنا ہے نا... عقل سے، سمجھ سے..."

"یہاں کی ڈاکٹر بڑی اچھی ہے... تمہاری معالجہ نے بھی یہیں داخلے کے لئے کہا تھا..."

"مجھے کچھ نہیں ہوتا... اب میں ٹھیک رہوں گی..."

"بحث بالکل نہیں... اور کنجوسی بھی نہیں... کل کو بھائی جان کے سامنے جواب دہ تو مجھے ہی ہونا ہے..."

تب مومنہ مسکرا کر خاموش ہو رہی اور... آج اسی ہسپتال کے لیبر روم کے باہر وہ ایسا بے قرار و بے چین پھر رہا تھا جیسے ابھی ابھی جو بچہ پیدا ہونے والا تھا، وہ اس کا اپنا ہی تھا... باپ کی صورت

میں نہیں، ماں کی صورت میں...

مومنہ تو نجانے اتنی تکلیف میں مبتلا تھی یا نہیں، عمیر کا حال بُرا تھا... اس کی ساری تکلیفیں اسے ہو رہی تھیں... دکان بغیر ناغہ کے اس نے کبھی بند نہیں کی تھی، آج وہ بھی بند تھی... صبح کا ناشتہ بھی نہیں کیا تھا...

آدھی رات کو مومنہ یہاں آئی تھی... وہ اسی وقت کا اس لمبے برآمدے کے اس سرے سے اُس سرے تک بے قرار و بے چین چکر کاٹ رہا تھا... بنچ پر جہاں آرا بیٹھی دعائیں مانگ رہی تھیں...

جواد تھرماس میں چائے اور کچھ بسکٹ اور سینڈوچ وغیرہ دے گیا تھا... جہاں آرا نے چائے بھی پی لی تھی... کچھ بسکٹ وغیرہ بھی کھا لئے تھے... مگر وہ... بس لمبے برآمدے کے چکر کاٹے جا رہا تھا...

ایک بار نرس باہر نکلی... "کیس پیچیدہ ہے... اماں جی دُعا مانگیں... اللہ زچہ بچہ دونوں کو زندگی دے..."

وہ تو اتنا کہہ کر واپس اندر چلی گئی تھی... پر عمیر پر نزع کا سا عالم طاری ہو گیا... کبھی برآمدے کے آخر میں جالیوں کے ساتھ پیشانی ٹیک کر کھڑا ہو جاتا... اور کبھی تیز تیز قدموں سے پھر چکر کاٹنے لگ جاتا... اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر..

"چائے کے ہی دو گھونٹ پی لو عمو... !"

"نہیں امی جی! نہیں... میں اس وقت کچھ کھا پی نہیں سکتا..."

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آپ بھی اس وقت کوئی اور بات نہ کیجئے... صرف دُعا مانگیئے..."

چہرہ ہلدی کی طرح پیلا ہو رہا تھا... ٹانگیں چل چل کر، ٹہل ٹہل کر اتنا تھک چکی تھیں کہ اب جیسے ان میں جان بھی نہیں رہی تھی... مگر پھر بھی وہ انہیں گھسیٹے جا رہا تھا... قرار ہی نہیں تھا تو لمحہ بھر کے لئے بھی ٹکتا کیسے...

"میرا جی چاہتا ہے ہمارے گھر آنگن میں بیٹی کے قہقہے گونجیں... تمہارے جیسی پیاری اور معصوم بیٹی کے..."

ایک بار مومنہ کو خط لکھتے ہوئے اس نے لکھا تھا... اسے لڑکیاں اچھی لگا کرتی تھیں... زبیر کا کردار دیکھ کر اسے لڑکوں سے نفرت سی ہو گئی ہوئی تھی...

زبیر کے علاوہ، وہ خود بھی تو اک بیٹا تھا والدین کا... کب اس نے انہیں کبھی کوئی خوشی دی... وہ ہر وقت اس سے نالاں ہی تو رہتے تھے... تقدیر ہی بُری سہی... بڑی دیر نہیں نوکری ملی... تکلیف تو ماں باپ کو ملی نا... ڈھیروں ڈھیر دُکھ بھی پہنچا تھا... ہر روز اس کے لئے دُکھی ہوتے تھے... خوشی نہیں میسر آئی تھی...

یوں اپنی ساری اولاد میں سے وہ اگر خوش اور سُکھی رہے تو گلشن کی طرف سے... زبیر امریکہ گیا تو وہیں کا ہو کر رہ گیا... وہ خود سارا دن گھر سے باہر رہتا تھا... اک صرف گلشن ہی تھی نا... آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور... سارا دن ماں باپ کی خدمت کرتی... ہنستی کھلکھلاتی

رہتی... گھر میں اس کے قہقہے گونجتے تو لگتا محفلیں سجی ہیں... رونقیں ہی رونقیں رہتیں...

یہی سب سوچ کر، جذبوں میں ڈوبے ڈوبے اس نے لڑکی کی خواہش کر ڈالی... مگر اس لمحے، جبکہ وہ وقت آن پہنچا تھا تو اس کی عقل و شعور یکایک بیدار ہو اُٹھے... جذبات کو عقل نے پچھاڑ دیا...

"اللہ میاں بیلی کو بیٹا دینا... اللہ میاں بیلی کو بیٹا دینا..."

اس کا ہر سانس، ہر موئے تن اب یہی دُعا کر رہا تھا...

جانے زندگی نے مومنہ کو کہاں لے جانا تھا... زبیر کے بعد... اور پھر اک طلاق شدہ عورت کے لئے بیٹی کا ساتھ، بے حد پرابلمز پیدا ہو جاتا تھیں... مومنہ کی ساری زندگی دُکھوں کے کانٹوں میں اُلجھ کر رہ جانا تھی...

بیٹی کی شادی کے وقت، جہیز کی مشکل پڑنا تھی... رشتہ ہونے کے وقت، طلاق شدہ عورت کی بیٹی کے ساتھ کوئی رشتہ کرنا گوارا نہیں کرتا۔ پسند نہیں کرتا، اچھا نہیں سمجھتا... بیلی کیا کرے گی...؟ زندگی بھر کے دُکھ کس طرح سمیٹے گی...؟ اتنے کانٹوں کی چبھن کیسے برداشت کرے گی۔ مر جائے گی وہ... مر جائے گی وہ... آج بچ گئی تو کل مر جائے گی۔

اور لڑکے کی تو ایسی کوئی پرابلم نہیں ہوتی... جس طرح بھی ہو زندگی اسے راستے دے دیتی ہے..." پروردگار! لڑکا... لڑکا... بیلی کے لڑکا ہو۔"

جوں جوں سوچ سنجیدہ ہوئی اس کا ہر سانس لڑکا لڑکا پکارنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانے کتنا وقت ایسے ہی گزر گیا۔ کوئی ہوش نہ تھا اسے... اسی طرح بے حس ٹانگوں سے چکر کاٹے جا رہا تھا...

"مبارک ہو... لڑکا ہوا ہے..." بہت دُور سے کہیں سے یہ آواز اس کے کانوں میں اتری... برآمدے کے دوسرے سرے پر تھا... مڑ کر ایک دم بھاگا... مگر... امی اسی طرح دعائیں مانگ رہی تھیں...

"اوہ... !" اس نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں میچ لیں...

"مبارک ہو... لڑکا ہوا ہے... اور ماں اور بچہ دونوں ٹھیک ٹھاک ہیں... بہت پیچیدہ کیس تھا... بس آپ کی دعاؤں نے ہی..."

عمیر نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں... نرس جہاں آرا کے پاس کھڑی کہہ رہی تھی... کس کی دعاؤں نے... ؟ کس کی دعاؤں نے... ؟

وہ جانتا تھا... پورا اعتماد تھا... اس کی اپنی دعائیں مستجاب ہوئی تھیں... تبھی... پہلے ہی اسے نوید مل گئی تھی... اس کی قربانیاں... اس کی جاں نثاریاں رائیگاں نہیں گئی تھیں... پاک پروردگار نے اس پر رحم کر دیا تھا... اسے دونوں جہان کی دولتیں بخش دی تھیں...

"بیلی... بیلی..." وہ کمرے کی طرف بھاگا...

"ٹھہریئے۔ یہ لیبر روم ہے... زچہ کو اس کے کمرے میں پہنچاتے ہیں تو پھر مل لیجئے گا..." نرس نے اسے اندر جانے سے روک دیا...

وہ وہیں ٹھٹھک گیا... حیرت بھری نظروں سے کبھی ماں کا منہ تکتا اور کبھی نرس کا... اس کی دعاؤں سے ہی تو یہ سب، یہ خوشی ملی تھی۔

"میں تو جا سکتی ہوں نا بیٹی... ؟" جہاں آرا نے بیتابی سے پوچھا...

"ہاں، اماں جی! آپ جائیں... ان کے شوہر ہوتے تو وہ بھی آ سکتے تھے... کسی غیر مرد، میرا مطلب ہے نامحرم..."

یکلخت عمیر کی گردن جھک گئی... چور سا بن کر رہ گیا... اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی وہ غیر بھی تھا، وہ نامحرم بھی تھا... وہ وہیں کھڑا سوچتا جا رہا تھا...

جہاں آرا اندر چلی گئیں... وہ کئی لمحے وہیں پتھر کا بُت بنا کھڑا لیبر روم کے بند دروازے کو تکتا رہا... پھر یکایک اسے خیال آیا... دنیا کچھ کہتی رہے... بیلی اس کے لئے جو کچھ تھی وہ تو وہ ہی جانتا تھا... اس کے کتنا قریب، اس کی کتنی اپنی، اس کی کیسی محرم۔ محبتیں بڑا حق رکھتی ہیں... سارے حق اس کے پاس تھے...

اک خوشی کی لہر اس کے چہرے پر دوڑی اور آنکھوں میں روشنیاں سی چمک اٹھیں... اس نے بیلی کی زندگی مانگی تھی... وہ پروردگار نے دے دی تھی... اس سے بڑھ کر اور خوشی کیا ہو سکتی تھی... اس کے من میں پھیلی خوشی و مسرت کی روشنی کو، کوئی بھی تو بجھا نہیں سکتا تھا...

وہ ایک دم بھاگ اٹھا... یہ خوشی کی خبر سب سے پہلے کس کو سنائے!

وہ سوچ رہا تھا... جو پورے خلوص کے ساتھ اس کی خوشی میں شریک ہو۔ اس کا حق سمجھ کر... مومنہ کو اس کا اپنا سمجھ کر... سب سے زیادہ اپنا سمجھ کر...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواد... ہاں... وہ جواد ہی تھا... وہ اس کی خوشی کو، اور اس کے حق کو سمجھتا تھا...

"جواد! بیلی کے بیٹا ہوا ہے... ماں اور بچہ دونوں ٹھیک ٹھاک ہیں..." مارے خوشی کے عمیر جواد سے لپٹ گیا... دو تین گاہک کھڑے تھے، ان کی بھی پرواہ نہیں کی... بازوؤں میں جواد کو بھرا اور اسے کئی چکر دے ڈالے...

"مبارک ہو... بہت بہت مبارک ہو... ارے روفی، بلّو بھاگ کر جاؤ میں اپنے یار کا **منہ میٹھا** کراؤں... دو کلو مٹھائی لے آؤ..."

"بس دو کلو..." عمیر نے حیرت سے پوچھا...

"جتنی کہو... آج جیسا خوشی کا دن کوئی اور ہو سکتا ہے... میرے یار کو اس کی زندگی ملی ہے..."

جواد کی مسکراہٹ کا ساتھ عمیر نے پوری طرح دیا... "ہاں... سچ کہہ رہے ہو... ایک من دو من منگوا لو..."

جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر، نوٹوں کی گھٹی نکال لی... "لے جاؤ سب... کچھ خیرات کر دو... مٹھائی اتنی منگوانا کہ یہاں سارے بازار میں تقسیم ہو جائے... آج سب خوب جی بھر کر، سیر ہو کر کھائیں..."

عمیر نے دوسری جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ سرخ سرخ نوٹ اور نکال لئے... "اچھے حلوائی کی مٹھائی بڑی اچھی ہوتی ہے... زیادہ کا آرڈر دے دینا... گھر لے جا کر سارے محلے میں بھی تقسیم کروں گا..."

"ہسپتال سے گھر تو آ لے بیلی بھابھی..."

پھر یکلخت وہ چونکا... "ارے! میں نے تو شکرانے کے نوافل ادا کرنا تھے... جواد تم مٹھائی کا انتظام کرو... یہاں تقسیم کر کے باقی روفی کے ہاتھ گھر بھیج دینا... وہاں محلے میں..."

"میں خود لے کر آؤں گا... خود... ہسپتال بھی جاؤں گا... بس تم چلو... میں بھی پیچھے پیچھے آیا..."

ایک دم بھاگ دوڑ سی مچ گئی... خوشیاں سب محبت کرنے والوں کے چہروں پر جھلکنے لگیں...

عمیر نے بچے کو اٹھایا... پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا... دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا... گول مٹول سا... پھولے پھولے گالوں والا... گلابی گلابی اور سفید سفید سی رنگت والا...

"ہیلو...!" عمیر کی آواز پر بچے نے روشن روشن آنکھیں کھول دیں۔ جانے عمیر کے لمس اور اس کی آواز سے بچے کے اندر کیسا احساس جاگا تھا... یا یہ اس کی فطرت تھی... وہ اک پیاری سی ہلکی سی مسکراہٹ مسکرا دیا۔ پھر غنودگی میں جھومتی اس نے اپنی آنکھیں عمیر کے چہرے پر جما دیں... بڑی کشش تھی اس بچے میں... ویسی ہی جیسے مومنہ میں تھی...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ ا سنتکے جا رہا تھا، وہ عمیر کو۔۔ انتہائی سنجیدگی سے۔۔۔

"پہچان رہے ہو مجھے۔۔۔؟ میں۔۔۔ میں تمہارا۔۔۔" اس سے بات کرتے کرتے عمیر چپ سا ہو گیا۔۔۔

اپنا کیا رشتہ بتائے۔۔۔ باپ نے تو اسے پیدا ہونے سے پہلے لاوارث کر دیا تھا۔۔۔ ایک دم سے ہی اس کے لئے بہت سارے جذبے من میں بھر گئے۔۔۔ دکھ۔۔۔ درد۔۔۔ اپنائیت۔۔۔ شفقت۔۔۔ اور جب یہ سارے جذبے اپنی انتہاؤں کے ساتھ اکٹھے ہوئے تو عمیر کی آنکھوں میں بہت سے آنسو آ گئے۔۔۔

اس نے بے اختیار ہو کر بچے کے سر، منہ، پیشانی کو چومتے ہوئے سینے سے لگا لیا۔۔۔

"تو لاوارث نہیں ہے۔۔۔ روزِ اول سے تو میرا ہے۔۔۔ میں تجھے اپناؤں گا۔۔۔ میں۔۔۔ کیونکہ تو میری بیلی کا ہے۔۔۔ اور۔۔۔ تیرے ساتھ میرا پہلا تحفہ یہ ہے کہ میں تمہارے لئے اپنی زندگی وقف کر رہا ہوں۔ تمہارا سرپرست ہوں گا۔۔۔ یہ ہے میری پہچان۔۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی پہچان بنیں گے۔۔"

بچہ اس کی آنکھوں میں تکتے تکتے مسکرانے لگ پڑا۔۔۔ عمیر پھر بے قابو سا ہوتے ہوئے اسے چومنے لگا۔۔۔

"بڑا پیار آ رہا ہے بھتیجے پر۔۔۔؟" جہاں آرا کی خوشیوں سے کھنکتی آواز عمیر کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔ جلدی سے مڑا۔۔۔

"ارے! یہ تم رو رہے ہو عمو۔۔۔؟"

عمیر سٹپٹا سا گیا۔۔۔ بچے کے لاوارث پن کا درد کب آنکھوں سے بہہ نکلا تھا۔ خود اسے بھی معلوم نہیں ہوا۔۔۔ "نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔" عمیر نے مسکرانے کی کوشش کی۔۔۔

"آنسو تو نہیں۔۔۔ یہ تو خوشی ٹپک رہی ہے۔۔۔ ہمارے سونے گھر میں پروردگار نے بڑی رونقیں۔۔۔ بڑی برکتیں اتار دیں۔۔۔ اور۔۔۔ اتی دیکھا آپ نے کتنا پیارا ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ بالکل زبیر جیسا۔۔۔" جہاں آرا خوشی کی زیادتی سے بوکھلائی ہوئی سی بولیں۔۔۔

"وہ بھی بچپن میں بالکل ایسا ہی تھا۔۔"

"مجھے تو اپنی ماں جیسا لگ رہا ہے۔۔۔" عمیر نے مومنہ کے مسکراتے چہرے پر نظریں گاڑ دیں۔۔۔ "ویسی ہی خوبصورت آنکھیں۔۔ ویسا ہی بالوں کا رنگ۔۔۔ ویسی ہی پیاری سی ناک اور مسکراتے ہوئے ہونٹ۔ ہر چیز خوبصورت اور پُرکشش۔۔۔"

وہ دل کی صداقتوں بھرے جذبوں اور اپنائیتوں کے ساتھ بولے جا رہا تھا۔۔۔ اور مومنہ شرمائی جا رہی تھی۔۔

"پر مجھے تو زبیر جیسا لگتا ہے۔۔۔" جہاں آرا نے پھر اس کے وجود میں اپنے بیٹے کو یاد کیا۔۔۔

"چلو جی۔۔۔ ماں جیسا ہو یا باپ جیسا۔۔۔" اس موضوع کو چھوڑتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے عمیر اسے اک والہانہ سی محبت سے تکتے تکتے مومنہ کے بیڈ کے پاس آن کھڑا ہوا...

"بیلی! یہ میں لے لوں...؟ اسے مجھے دے دو..."

مسکراتی ہوئی مومنہ نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ جہاں آرا پہلے ہی بول پڑیں... "سلامت رہے اس کا باپ... اس کو پالنے والا... اتنی کمائی کرنے والا... تمہارے پاس کیا ہے... کیا دو گے اسے...؟"

"امی جی!" مومنہ اک دم تڑپ کر بول اٹھی... "عمو کا مطلب یہ نہ تھا... چچا بھی باپ ہی ہوتا ہے..."

ماں کے جواب سے عمیر کے چہرے پر جو افسردگی کے تاریک سے سائے پھیل گئے تھے وہ پل بھر میں مومنہ نے محسوس کر لیے...

"ہاں عمو! یہ تمہارا ہی ہے... بالکل تمہارا... کبھی جو حق جتا جاؤں تو نام بدل دینا میرا..."

مومنہ کی بات سن کر ماں کی بات کا اثر چہرے پر سے غائب ہو گیا۔ وہ ماں تھیں زبیر کی... اور اس کی حمایت، اس کی غیر موجودگی میں قدرتی امر تھا۔ اور... جو کچھ عمیر جانتا تھا، اس سے وہ لاعلم تھیں... تبھی اس نے ماں کی بات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی...

"تو پھر پکی بات ہے نا... یہ ہو گیا نا میرا...؟" وہ اسے بار بار پیار کیے جا رہا تھا...

"کیا پکی بات...؟" جہاں آرا نے پھر اسے گھور کر دیکھا... وہ کون

ہوتا تھا زبیر کی ملکیت کو اپنانے والا... زبیر موجود نہیں تھا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اس کی اولاد کو کوئی اور اپنا لے...

"بتاؤ نا بیلی! وعدہ کرتی ہو...؟" ماں کی طرف توجہ دیئے بنا وہ مومنہ سے پوچھے جا رہا تھا...

"ہاں..." مومنہ کھل کھل ہنسے جا رہی تھی... محبتوں اور چاہتوں کا اس سے بڑھ کر اور کیا اظہار ہو گا... عمیر اچھا لگ رہا تھا... اس کی یہ خواہش اچھی لگ رہی تھی... بڑی خوش قسمت تھی وہ... اسے اپنی خوش قسمتی پر ناز سا ہونے لگا...

"لے لو... اور پھر اب سنبھالنا بھی تم خود ہی..."

"سنبھال لوں گا..." عمیر نے پھر اسے سینے کے ساتھ لگا لیا...

"کیسے سنبھالو گے...؟" جہاں آرا تیکھے سے لہجے میں بولیں... بچے کا خرچ بہت ہوتا ہے... پہلے اس کے لئے کمانا تو سیکھو... اسے دودھ کی ضرورت ہو گی... کپڑے لتے کی... پھر کھلونوں جھولوں کی... اور یہ سب کچھ پیسوں سے آتا ہے..."

"آپ تو امی جی! بس ہر معاملے میں مجھ پر طعنہ زنی ہی..."

"پر تجھ پر کوئی اثر بھی ہو..." جہاں آرا نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے ناک سکوڑ لی...

"امی جی! عمو اپنے ہاتھوں سے اس کی پرورش کرنے کو کہہ رہا ہے۔ پیسوں کی تو بیچ میں بات ہی نہیں...؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مومنہ نے جلدی سے بات بدلی، بنائی، اور ہنس کر بولی...

"ٹھیک ہے عمو! لو پھر اس کو پہلے اس کو چینج کرو... اس نے اپنے کپڑے بھگو لئے ہیں..."

"دیکھو بیٹی! چیلنج نہ کرو... میں یہ بھی کر دکھاؤں گا..."

"ہاں کر دکھائے گا... ارے پہلے وقت تو نکالو... تمہیں اپنی آوارہ گردیوں سے فرصت ملے گی، تو نا... چلا ہے اس کا باپ بننے... نہ کمائی نہ وقت... اور نہ عقل..."

"ارے بھئی کس کی کمائی اور عقل اور وقت کو کوسا جا رہا ہے...؟"

کاظمی صاحب اندر داخل ہوئے...

"ایک ہی تو ہے اس گھر میں ابا جی..." عمیر بچے کو مومنہ کے پاس لٹا کر بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گیا...

"نکما، نالائق، بے عقل، آوارہ، لفنگا... دنیا بھر کی خصوصیات اپنے ایک اکیلے وجود میں سمیٹے ہوئے..."

"سچ کو جانتا مانتا بھی ہے، پر غصہ بھی کر لیتا ہے..." جہاں آرا اس کی بڑبڑاہٹ پر بڑبڑائیں...

"ہائے امی جی! وہ اتنے چاؤ کر رہا ہے اور آپ نے اس کا دل ہی توڑ دیا..."

"کوئی بات اثر کرے بھی اس پر... اور یہ بندہ بن جائے..."

"ارے یہ موضوع تو کسی وقت بھی زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ بلکہ

ہمارے گھر میں تو ہر وقت ہی رہتا ہے... میرا مطلب تھا، خوشی کا موقع ہے، کوئی خوشی کی بات کرو... آؤ بیٹے میرے پاس..." کاظمی صاحب نے بڑھ کر بچے کو مومنہ کے پہلو سے اٹھا لیا...

"واہ بھئی واہ بڑا پیارا ہے میرا بچہ... بالکل اپنی دادی پر گیا ہے..."

نجانے کیوں بچہ بسورنے لگا... ننھی سی پیشانی پر ننھے ننھے بل پڑ گئے۔

"پیشانی تو بالکل ہی دادی جیسی پائی ہے..."

"ہاں ہاں... میں بڑی بدمزاج ہوں نا... کبھی اپنا غصہ بھی دیکھا ہے انہوں نے...؟ پوچھو دادا سے میرے چاند..."

ان کی آپس میں نوک جھونک ہونے لگی اور... مومنہ کی خوشیاں، مومنہ کے سکھ قہقہے لگانے لگے...

○

عمیر اسے اپنی زندگی کے فلک کا چاند سمجھتا تھا... مومنہ کا بیٹا، اور مومنہ، ان دونوں سے تو اس کی حیات روشنی پاتی تھی، تبھی وہ اسے چاند کہہ کر پکارتا تھا...

زبیر کا انتظار تھا... وہ آتا یا خط میں ہی اس کا کوئی نام تجویز کرتا تو باقاعدہ بچے کا نام رکھا جاتا... مٹھائی تقسیم ہوتی... کوئی فنکشن وغیرہ کیا جاتا... اور وہ ابھی تک آ ہی نہیں رہا تھا... کوئی نہ کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وجہ بن جاتی ... کبھی دفتر میں کام نکل آتا، کبھی چھٹی نہ ملتی اور کبھی پاسپورٹ یا ویزا وغیرہ میں گڑبڑ ہو جاتی...

اتنی دیر میں سبھی، عمیر جو کہتا تھا، وہی نام لے کر اسے پکارنے لگے۔

"مجھے تو چاند کہہ کر پکارنا بڑا اچھا لگتا ہے... میں تو کہتی ہوں امی جی! منے کا یہی نام نہ رکھ دیا جائے...؟"

"نہ..." جہاں آرا اک دم بولیں... "اپنے بیٹے کا نام زبیر خود رکھے گا..."

اور زبیر کے نام رکھنے کا انتظار کرتے کرتے خود وہ بھی اسے چاند ہی کہہ کر پکارنے لگیں...

"ثمو! چاند کے لئے کچھ کھلونے تو لے آنا... اب وہ لوگوں کو اور چیزوں کو پہچاننے لگا ہے... کچھ جھن جھن بجتا ہوا لانا... آوازوں کی طرف بھی لپکتا ہے..."

اور... چاند کی کوئی چیز لانا وہ کبھی نہ بھولتا... چوسنی، دودھ والی بوتل، گرائپ واٹر، ریڈی میڈ کپڑے، جھولا، جھولنے والا گھوڑا... جھن جھن بجنے والے کھلونے... روزانہ کوئی نہ کوئی چیز اٹھائے لاتا...

خرچ بہت بڑھ گیا تھا... مومنہ بیمار رہی تھی... دوبارہ زندگی ملی تھی، بچہ ماں کا دودھ نہیں پیتا تھا... دودھ کا بھی کافی خرچ تھا... کچھ مومنہ کی اپنی دوائیاں، ابھی تک ڈاکٹر استعمال کرا رہی تھی... دوبارہ زندگی ملی تھی... خوراک میں بھی احتیاط برتی جا رہی تھی... پھل وغیرہ

ختم نہ ہونے دیتا...

"ساری ان دونوں ہی کی تو برکت ہے..." عمیر سوچتا اور... ان کی برکت اسے اور، اور محنت کرنے پر مجبور کر دیتی... "کوئی کمی، کوئی محرومی نہ ملے دونوں کو..." وہ اسی تگ و دو اور کوشش میں لگا رہتا۔

"اتنی محنت... سارا دن مصروف رہنا... ٹیوشنیں بھی تم نے بڑھا لی ہیں۔"

جواد نے عمیر کی آنکھوں کے گرد پڑے سیاہ حلقوں کو دیکھا... پھر اس کے وجود پر اک نگاہ ڈالی... دن بدن دبلا ہو رہا تھا...

"پھر اوپر سے رات کی بے آرامی... نیند بھی پوری نہیں کرتے۔ کچھ اپنے آپ پر رحم کرو..."

"اس کے بنا چارہ نہیں..."

"تو خدا کے بندے کب تک یوں پستے رہو گے...؟"

"ابا جی کی نوکری چھڑوا دی ہے... بلڈ پریشر بہت زیادہ رہنے لگا تھا..."

"وہ تو باپ ہیں... اچھا کیا... میں تو سوچتا ہوں محنت انسان جتنی مرضی کر لے... پر ذہن کو سکون تو ملے... تمہاری تو محنت بھی رائیگاں جاتی ہے..."

"رائیگاں کیوں...؟ سارے گھر کا خرچ پورا ہوتا ہے... چاند اور بیلی کے اخراجات..."

"وہی تو کہہ رہا ہوں، سب کچھ کر کے بھی بدلے میں لعن طعن ملے،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نام کسی دوسرے کا ہو... ذہن کو سکون کہاں میسر آسکتا ہے... منتشر ہی رہتا ہوگا..."

"ہاں... انسان ہوں آخر..." عمیر مسکرا دیا... لاکھ لوگ پتھر کہتے رہیں... پر تم تو جانتے ہی ہو... یہ پتھر کیسا موم کا بنا ہے..."

"اسی لئے تو کہتا ہوں... یہ دنیا بڑی ظالم ہے... کسی کی قربانیوں کا بدلہ نہیں دیا کرتی..."

"میں نے کسی بدلے کے لئے کچھ نہیں کیا جواد! اپنے جذبوں کے لئے کیا ہے... انسانیت کی خاطر کیا ہے... یہ جو تمہارا دوست ہے نا جنگلی سا۔ اس کے اندر نرم گرم جذبوں سے بھرا دل رکھنے والا اک انسان چھپا ہے... یہ..."

"پلیز! اب پھر کوئی انسان اور انسانیت پر لیکچر نہ جھاڑ دینا۔" جواد نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے...

"میری تو بس اتنی درخواست ہے کہ اب اس ڈرامے کو ختم کر دو۔ اب تو چاند بھی سات آٹھ مہینوں کا ہو گیا ہے..."

"کیا کروں... بڑی مشکل میں ہوں... یہ ڈرامہ ختم کرنا بھی آسان نہیں... بلکہ..."

"خطوں کے رومانس کے عادی ہو گئے ہو..." جواد نے مذاق کیا...

"توبہ توبہ... تم کیا جانو... میرے لئے وہ وقت کتنا اذیت ناک ہوتا ہے..."

جواد ہنس پڑا... "اب خواہ مخواہ ہی بننے کی کوشش کر رہے ہو..."

"جس آگ میں، میں جل رہا ہوں نا، اس میں اک پل کے لئے تمہیں رہنا پڑے تو یہ ہنسی، یہ مذاق، قہقہے سب نکل جائیں..." عمیر نے بڑے کرب سے اسے دیکھا...

"جب اسے خط لکھ رہا ہوتا ہوں، تب بھی معلوم ہوتا ہے کہ جذبے اپنے بیان کر رہا ہوں... اور وہ ہوں گے کسی اور کے نام کے... وہ پڑھے گی تو دوسرے کو ذہن میں، خیالوں میں رکھ کر... اس سے زیادہ تکلیف دہ لمحات شاید ہی کوئی اور ہوں... اور مجھے ہر دوسرے چوتھے دن اس جلتی آگ سے گزرنا پڑتا ہے..."

عمیر نے اک درد بھری آہ بھری... "پھر اس کے خطوط... محبتوں اور وفاؤں کا عہد لئے... امنگوں اور آرزوؤں کا پیغام دیتے ہوئے۔ جاں نثاریوں کے لئے ہر وقت تیار... میرے لئے نہیں کسی دوسرے کے لئے ہیں کیا بولوں بیچ میں... یہ احساس بہت اذیت ناک ہے... بہت کربناک ہے... اک دہکتے جہنم میں پڑا ہوا ہوں جواد! خدا نہ کرے کسی کے مقدر میں ایسا سب ہو..."

"تبھی تو کہہ رہا ہوں... اب بس کرو... بچہ بھی ٹھیک ہے... تمہاری بیلی بھی راضی خوش ہے... اب اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں... اب برداشت کر لے گی..."

"پر مجھے ڈر لگتا ہے... کہ کہیں وہ ساری حقیقتیں جان کر یہاں سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یٰلی نہ جائے ... جب سارے ناطے ختم ہو جائیں تو ... تو ... چھوڑ نہ دے ہیں..."

"کہاں جائے گی ...؟ پاگل ..."

"کہیں بھی ... بہت خوددار ہے..."

"لاکھ خوددار سہی ... پر یہ بھی حقیقت ہے کہ تم لوگوں میں کافی گھُل مل گئی ہوئی ہے ... نہیں چھوڑ سکے گی اس گھر کو ... اور تم لوگوں کو..."

"جب اسے معلوم ہوا ناکہ یہ کچھ ہو چکا ہے تو ... وہ نفرت کرنے لگے گی مجھ سے ... اتنا عرصہ میں نے اسے دھوکے میں رکھا ہے ... اس کا شوہر بن کر اس سے خطوکتابت کی ہے ... مجھے تو لگتا ہے وہ شوٹ کر دے گی مجھے..."

عمیر کی بات سن کر جواد سوچوں میں کھو گیا ... وہ شاید ٹھیک ہی کہہ رہا تھا انسانی فطرت بڑی عجیب ہوتی ہے...

میرے بھائی نے اس کے ساتھ جو ظلم کیا ہے، اس کے بچے کو پیدا ہوتے ہی لاوارث کر دیا ... اسے بے سہارا چھوڑ دیا ... اس ظلم کے تحت بھی کب رہے گی اس کے دل میں ہم لوگوں کی ذرا سی بھی چاہت، عزت یا قدر ... شادی شدہ عورت اگر سسرال والوں سے کوئی تعلق، کوئی انس یا لگاؤ رکھتی ہے تو شوہر کی وجہ سے ... ہماری تو ساری ڈوریں، تعلق کی، محبت کی، اپنائیت کی، سبھی، ہمارے بھائی نے کاٹ ڈالیں ... ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں رہ گیا۔ قربانیاں دے کر بھی ہم خطاوار، قصوروار اور سزاوار ہیں..."

"اوہ ...!" جواد نے بڑی ہمدردی سے عمیر کے غمزدہ چہرے کی طرف دیکھا....

"بس اسی وجہ سے میں اب تک اس کو بتانے سے احتراز کر رہا ہوں ... اس وقت جیسی بھی زندگی ہے ... بے شک کرب و اذیت کے جہنم سے گزر رہا ہوں، پر کچھ لمحات خوشی کے بھی آ جاتے ہیں۔ وہ جب دکھائی دے جاتی ہے، میری محبت کو تسکین ملتی ہے ... اس لئے کماتا ہوں، وہ ڈرافٹ دیکھ کر خوش ہوتی ہے تو سکھ مجھے ملتا ہے .."

وہ جذبات میں ڈوبا کہے جا رہا تھا اور جواد اس کے چہرے پر پھیلے سکون اور طمانیت میں ڈوبا ہوا تھا...

"وہ کھاتی پیتی ہے، وہ پہنتی اوڑھتی ہے تو مجھے عجیب سی آسائش کا احساس ہوتا ہے ... ایسا، جو کبھی کسی کو نہ ملا ہو ... لاکھوں کروڑوں دے کر بھی ... پھر چاند ہے ... وہ تو گھر بھر کی رونق ہے ... آبا جی اتنا بیمار تھے پر نوکری نہیں چھوڑتے تھے اور روز بروز ان کی حالت بگڑ رہی تھی۔ اب چھوڑ دی ہے تو صرف چاند کی وجہ سے ... سارا دن اس سے کھیلتے ہیں ... ان کی بیماری دُور ہو گئی ہے ... دوائیاں وغیرہ سب ختم ..."

"پھر کوئی تو حل سوچنا چاہیئے ... آخر کب تک اس طرح چلے گا ... یہ کاٹھ کی ہنڈیا ہے عمیر صاحب! ایک دن جل جائے گی ..."

"جانتا ہوں ..." مایوسی عمیر کے چہرے پر پھیل گئی ... جواد نے ہمدردی سے اسے دیکھا ..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں کہتا ہوں تم بات تو کرو... ہو سکتا ہے یہ سارے محض تمہارے خدشات ہی ثابت ہوں... میکے میں ان کا کوئی ہے نہیں... طلاق کا سن کر آنے والی زندگی کی کٹھنائیاں اسے، اس گھر کی دہلیز نہ پار کرنے دیں... وہ یہاں رہنے میں ہی اپنی عافیت پا لے... ساتھ ہی تم اسے پرپوز کر دینا... طلاق والی بات سنا کے ہی... فوراً... دُکھ ملے تو ساتھ سُکھ کے اُجالے کی کرن بھی..."

"کیا کیا خواب دیکھ رہے ہو..." عمیر اک افسردہ سے تبسّم کے ساتھ کہنے لگا...

"بھائی جان کے نام اس کے جو خطوط ہوتے ہیں، وہ... وہ... یار! وہ بڑی باوفا عورت ہے... بہت محبت کرنے والی... شوہر کے لئے جان تک قربان کر دینے والی... میں تمہیں بتا نہیں سکتا... مجھے تو لگتا ہے جب حقیقت کھلی تو... وہ کہیں اپنا ذہنی توازن ہی نہ کھو بیٹھے... یا کہیں اس کی زندگی ہی نہ... میرے منہ میں خاک..."

عمیر نے ہاتھوں میں سر تھام لیا...

عجیب حالت میں بیٹھا تھا مضطرب سا، ٹوٹا پھوٹا سا، مفلس سا، زندگی سے بھی، جذبوں سے بھی اور... مستقبل سے بھی... اس کے لئے تو کچھ نہیں تھا سوائے ٹوٹ پھوٹ اور خانہ خرابی کے... اور دل کی بربادی کے...

"آخر ایک نہ ایک دن تو یہ دن آنا ہی ہے... میں تو کہتا ہوں

جتنی جلد اس پلصراط سے گزر سکتے ہو، گزر جاؤ... اپنی حالت دیکھی ہے... یونہی گھل گھل کر مر جاؤ گے..."

"کاش! میری زندگی ہی ختم ہو جاتی..."

"نہ... ایسی مایوسی کے الفاظ منہ سے نہ نکالو.. گناہ ہے یہ."

جواد نے اسے تسلی دینے کے لئے اس کے کندھے پر ہاتھ دھر دیا.

"مجھے یقین ہے... تم اک بہادر انسان ہو..."

"تھا... کبھی تھا جواد...! پر بیلی کے مسئلے نے مجھے بڑا کمزور کر دیا ہے... اس محبت نے جو میرے اندر مسلسل اک آگ کی طرح جل رہی ہے، اس نے مجھے راکھ بنا ڈالا ہے... لیکن نہیں... اس نے مجھے من کی ٹھنڈک اور سُکھ بھی دیا ہے... گھر جاتا ہوں تو گھر کا ماحول مجھے ایسی ہی اک طویل زندگی کی تمنا کرنے پر مجبور کر دیتا ہے... چاند مجھے اپنی اولاد لگتا ہے..."

عمیر نے ہاتھوں میں سے سر نکالا... جواد کی آنکھوں میں دیکھا.. اک عجیب ماورائی سی چمک اس کی آنکھوں میں اتری ہوئی تھی...

"ایسا خوب صورت پھول پوری دنیا کے کسی اور آنگن میں نہ کھلا ہو گا... جیسا... جیسا... وہ ہے... میرا چاند..."

"وہ چچا آ گئے... چاند کے چچا آ گئے..."

"چچا کیا ہوا... تم نے وعدہ کیا تھا بیلی! کہ یہ میرا ہے... اسے کہو ابو آ گئے... کہو نا..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خواہ مخواہ ہی..." پاس سے جہاں آرا تنک کر بولیں...

"باپ کے ہوتے ہوئے تمہیں کیوں ابو کہے...؟ اس لڑکے کی تو عقل ماری گئی ہے... کبھی تُک کی بات نہیں کرتا..."

"وہ آپ کا بیٹا امریکی باؤ اس سے اپنے آپ کو ڈیڈی شیڈی کہلوائے گا یقیناً... یوں ابو فارغ ہو جاتا ہے... وہ میرے لئے رہنے دیں... میرا بھی شوق پورا ہو جائے گا... ویسے بھی..."

عمیر نے بے حد خوشگوار سے اور مذاقیہ سے لہجے میں کہا... "مجھ پھٹر نے نہ کمائی وغیرہ کرنی ہے... اور نہ ہی پھر شادی شودی کا سلسلہ ہو گا... چاند کو ہی گود لے لوں... اولاد کی حسرت تو پوری ہو جائے گی..."

مومنہ ہنسنے لگی... مگر جہاں آرا نے اس کی بات سن کر بیزار سا منہ بنا لیا...

"ہاں امّی جی...! عمو کی بھی بات ٹھیک ہے... اس کو چاند ابو ہی کہا کرے گا... اور... وہ خطوں میں ڈیڈی ہی لکھتے ہیں..."

مومنہ ہمیشہ عمیر کا دل رکھ لیا کرتی تھی... بڑی عقلمند تھی...

خط میں ایسا کوئی اشارہ تک نہ تھا مگر اس نے عمیر کی خاطر بات بنا دی... اور عمیر انتہائی مشکور نظروں سے اسے تکتا رہ گیا...

اس کے بعد وہ جب بھی گھر جاتا، مومنہ اسے دیکھتے ہی چاند کو اسی طرح... عین اس کی خواہش کے مطابق... اس کی طرف

متوجہ کراتی..." وہ دیکھو چندا...! آپکے ابو آ گئے..."

وہ لمحہ اتنا خوب صورت ہوتا... اس لمحے کا احساس اتنا تسکین بخش ہوتا کہ عمیر بے پناہ لذتوں میں ڈوب ڈوب جاتا... بچہ ٹانگیں، بازو مار مار کر عمیر کی طرف ہمکنے لگتا... تب عمیر جذبوں میں سرشار اسے بازوؤں میں بھر کر سینے کے ساتھ لپٹا لیتا...

نظریں مومنہ پر جم جاتیں... دن بدن نکھر رہی تھی... زیادہ حسین ہو رہی تھی... صحت کی سُرخیاں گالوں میں انگاروں کی طرح دہکنے لگی تھیں... کچھ ماتا کے جذبے، خوشیوں کی دمک، سب کی محبتوں اور چاہتوں کا اعتماد اس کے چہرے پر قوس و قزح کی طرح بکھرا رہتا اور کہکشاں کی طرح جھومتا رہتا...

بڑی بڑی دیر تک عمیر کی نظریں اس نظارے میں محو رہتیں اور سینے میں بچے کے لمس اور حدت سے ایک انتہائی لذت بخش سی ٹھنڈک اترتی رہتی..." تو میرا بیٹا ہے نا... میرا اپنا... بالکل میرا..."

روز ہی ایسا ہوتا... وہ گھر آتا... اسی طرح اس کا استقبال ہوتا۔ نظروں میں اپنی تمام تر خوبصورتیوں اور دلکشیوں کے ساتھ مومنہ ہوتی اور سینے کے ساتھ چاند... اس نے تو زندگی کی معراج پا لی تھی۔ اس کی ساری قربانیاں کام آ گئی تھیں...

لگتا... گھر نہیں، وہ اک چھوٹی سی جنّت میں رہ رہا تھا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور مومنہ جیسی حُور اپنی مسکراہٹوں اور خدمتوں سے اس کی رونقیں آباد رکھتی تھی... جہاں آرا اور کاظمی صاحب بھی بہت خوش تھے... مومنہ کی خدمتوں سے اور چاند کی روشنی سے... گھر میں اُجالا سا بھر گیا تھا۔ اس کے وجود سے... نوکری چھوڑ دی تھی، سارا دن چاند کے ساتھ کھیلتے... کبھی اسے جھُولا جھلاتے... کبھی چابی والے کھلونوں میں چابی بھر بھر کر اس کے سامنے نچاتے، بھگاتے، رقص کراتے رہتے... گھنٹوں محو رہتے... بچہ کلکاریاں مارتا... ہنستا، ننھے ننھے قہقہے لگاتا... تو... سب کی زندگی کلکاریاں مارنے لگتی... ہنسنے قہقہے لگانے لگتی... دلوں میں خوشیوں کے چراغ جل اُٹھتے...

جب عمیر نے بیٹی کو دل میں بسایا تھا تو دل کی اس بستی کا کچھ ایسا ہی نقشہ بنا تھا... اس نے جو خواب دیکھے تھے، ان میں اک ایسے ہی گھر کا عکس ملتا تھا... دادا، دادی، ماں، بچہ... اور... وہ... وہ خود... وہ خود...

جیسے وہی مالک تھا... وہی سرپرست تھا... اسی کی ساری ذمہ داریاں تھیں... اسی کی دنیا تھی...

"لوجی... میرے چاند کے ابو تو آ گئے..."

"اللہ ڈیڈی کے قدموں کی آہٹ بھی اسی طرح آتا رہے..."

جہاں آرا ایسا کوئی نہ کوئی فقرہ بول دیتیں تو عمیر کی مدہوشیاں ٹوٹ جاتیں... سپنے بکھر جاتے... بسی بسائی بستی اُجڑ جاتی...

جس گھر، آنگن، جنّت کے وہ خواب دیکھنے لگ جاتا تھا، وہ تو بھائی کا تھا سب کچھ... پر... بھائی کا بخت بھی نامراد رہ گیا، اس نے اتنی خوب صورت جنّت کو خود ہی ٹھکرا دیا... ابلیس بن گیا... خوشیوں سے مہکتے، دہکتے بستے ہیں، دُکھ کی برکھا شروع ہو جاتی... لیکن... چاند کی مسکراہٹیں، اس کا وجود، عمیر کے سینے میں روشن و تابندہ ہی رہتا...

"میں تو کہتا ہوں آج ہمت کر کے دیکھ ہی لو... کیا ہوتا ہے؟"

عمیر نے چونک کر جواد کی طرف دیکھا... دل کی دھڑکنیں جیسے ایک دم تھم سی گئیں... "کہیں سب کچھ نہ ختم ہو جائے..." اس نے دبے الفاظ میں اپنے خدشے کا اظہار کر ڈالا...

"ختم سے کیا مطلب؟"

"میرا دل سونا ہو جائے... میرا گھر سونا ہو جائے... میری زندگی سونی ہو جائے..." عمیر بے کل سا ہو کر رہ گیا...

"بیلی اتنی بے وقوف تو نہیں ہو سکتی کہ کوئی ایسا فیصلہ کر ڈالے۔ اور اگر اس نے تمہارا گھر چھوڑ دینے کی ٹھان ہی لی تو یار! یہ اس کا حق ہو گا... کوئی کسی سے زبردستی محبت نہیں کرا سکتا..."

جواد کا اشارہ عمیر کی خاموش محبت کی طرف تھا... "تم کب تک ایک موہوم سی امید میں ڈوبے رہو گے... اس کے خوابوں میں گم رہو گے... اس کی محبت کو پانے کے لئے خاک ہوتے رہو گے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پلیز...! بہادر بنو... حقیقتوں کا سامنا کرو... مقدر میں جو کچھ ہو گا مل جائے گا... بس تم بسم اللہ کر کے، بات تو کرو..."

"ٹھیک ہے... آج ہی سہی..." عمیر کی آواز میں ارتعاش تھا۔

"تم پیالہ ہونٹوں سے لگاؤ تو سہی... کیا پتہ زہر کا نہ ہو، امرت کا ہو..."

جواد کے ہونٹوں پر اک معنی خیز سی مسکراہٹ پھیل گئی..

"کل آتے ہوئے مٹھائی لانا نہ بھولنا..."

"کیسی مٹھائی...؟"

"منگنی کی... یا نکاح کی..."

"بیوقوف... عقل کے دشمن... میں کہتا ہوں، وہ مجھے چلتی پھرتی مسکراہٹیں بکھیرتی نظر آتی رہے... بس... اس سے زیادہ کی تو میں نے کبھی توقع ہی نہیں کی... دعا مانگتا... وہ بس اس گھر سے چلے جانے کا فیصلہ نہ سنا دے... باقی سب کچھ میں برداشت کر سکتا ہوں... میرے ماں باپ کی بیٹی بن کر اس گھر میں بیٹھی رہے... میں ساری زندگی اس کے لئے کماؤں گا... ساری زندگی اس کے لئے محنت کروں گا... ساری زندگی... اس سے بھی زیادہ محنت..."

"اور پھر چند سالوں میں اس کا یہ آسرا بھی انشاء اللہ اس سے چھین لوں گا..."

جواد نے دانت کچکچاتے ہوئے طنز کیا... "اوئے الّو کے پٹھے آہنی

محنت کرو گے تو جلد مر جاؤ گے..."

"اس کے لئے جینا بھی خوش قسمتی اور مرنا بھی اعلیٰ بختی..." وہ جذبوں میں ڈوبا بڑبڑایا...

"اچھا مجنوں میاں! اب تم گھر سدھار ہی جاؤ تو بہتر ہے... شام ہونے میں کوئی زیادہ وقت نہیں رہ گیا... اٹھو جاؤ... دکان وغیرہ میں بند کر لوں گا... پر... کل میں آخری بات سنوں..."

جواد نے اس کا کندھا زور سے ہلایا... "سمجھے... آخری بات... مجھے اس طرح سسک سسک کر زندگی گزارنا پسند نہیں... تخت یا تختہ... کچھ ملے... بات ختم کرو... کچھ تو زندگی آگے بڑھے... یا بینڈ باجے کے ساتھ... یا پھر..."

"چار کہاروں کے کندھوں پر..." عمیر نے اس کا جملہ مکمل کر دیا...

"ہاں چل ایسا ہی سہی... میں صبر کر لوں گا..."

"امی جی! بارہ بجنے والے ہیں اور آپا جی ابھی تک سبزی ہی لے کر نہیں آئے..."

مومنہ نے کھڑکی میں سے باہر سر پر آئی چمکتی دھوپ کو دیکھتے ہوئے تشویش سے کہا...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کب کھانا پکے گا اور کب ... ارے! ساڑھے بارہ بجے تو مسجد سے مولوی صاحب کھانا لینے آجاتے ہیں... اور آج تو کل کا بھی کوئی بچا ہوا سالن فرج میں نہیں پڑا ہوا... کیا کریں گے...! پتہ نہیں اباجی کہاں رہ گئے..."

"کہیں شطرنج کی بازی لگی ہوگی ... اور دیکھنے کھڑے ہوگئے ہوں گے..." جہاں آرا کی پیشانی شکن آلود ہوگئی... "یہ تمہارے اباجی بھی بس عجیب انسان ہیں..."

"پر اباجی شطرنج تو کبھی نہیں کھیلتے..."

"ساری جوانی کھیلتے رہے ... بہت کھیلی... پھر نان نفقے کے ہی لالے پڑے رہے ... بچوں کو پڑھایا لکھایا... ایک کو امریکہ میں تعلیم دلوائی... وہ وہیں جا بسا... دوسرے نے کما کر دینے کی قسم کھالی... اور اب فارغ ہوئے ہیں، زبیر کے وسیلے سے تو..."

وہ مسکرانے لگیں ... ایک دم ہی ان کے چہرے پر بہاروں کے کارواں اتر آئے..."اب خیر سے چاند ہے... اس کے ہوتے ہوئے شطرنج کا کسے ہوش رہ سکتا ہے..."

"تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا ہے کہ شطرنج میں لگ گئے ہوں گے۔ وہ تو جانا ہی نہیں چاہتے تھے... چاند کا گھوڑا بن کر اسے کھلا رہے تھے... بڑبڑاتے ہوئے گئے تھے... جب بھی اپنے بچے سے کھیلنے لگتا ہوں کوئی نہ کوئی کام کہہ دیتے ہیں..."

"بات تمہاری بھی درست ہے ... پھر اور کہاں دیر ہوسکتی ہے... میں نے سوچا چور چوری سے جائے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جا سکتا... یقیناً کہیں بازی لگی نظر آگئی ہوگی... اور..."

ان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کاظمی صاحب کے قدموں کی آواز اُبھری - دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا...

"لو... وہ آگئے..."

"ماشاءاللہ بڑی عمر ہے اباجی! آپ کی..." مومنہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آگئی... "سبزی لے آئے ہیں...؟ بڑی دیر ہوگئی آج تو..."

"وہ... وہ..." نجانے کیوں مومنہ سے نظریں چراتے ہوئے اور ہکلاتے ہوئے، مومنہ کے پاس سے ہٹ کر جلدی سے جہاں آرا کے پاس جا کھڑے ہوئے...

"ذرا اِدھر آنا، اک بات کرنا تھی..."

ان کے چہرے کی رنگت عجیب بے رنگ سی ہو رہی تھی... ہونٹ تک پیلے پڑے ہوئے تھے - ہاتھ بھی ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے...

"کیا بات ہے؟ کہیں پیسے تو نہیں گر گئے...؟" ان کی کیفیت دیکھ کر جہاں آرا نے تیز سی نظروں سے انہیں دیکھا... جب ان سے کوئی نقصان ہو جایا کرتا تھا تو ایسی ہی کچھ حالت، کچھ حلیہ بن جایا کرتا تھا...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کوئی بات نہیں اباجی! گر گئے ہیں تو آپ کے سر کا صدقہ اُتر گیا... میں اندر سے اور لا دیتی ہوں... آپ پریشان نہ ہوں..."

ان کا کوئی جواب سُنے بنا ہی مومنہ اندر سے پیسے لینے کے لئے چل دی... وہ نظروں سے اوجھل ہوئی تو کاظمی صاحب لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں جہاں آرا سے مخاطب ہوئے...

"کبھی موقع کی نزاکت کا بھی احساس کر لیا کرو... فوراً طعنہ زنی پر اُتر آتی ہو..."

"پر ہوا کیا ہے...؟"

"کہہ رہا ہوں نا... اندر چل کر میری بات سنو... یہاں سنانے والی نہیں..."

"خواہ مخواہ ہی پُراسرار بننے کی کوشش کر رہے ہیں..." جہاں آرا اُٹھتے ہوئے بڑبڑائیں... "اندر جا کر کھُدے ہوئے پہاڑ میں سے چوہیا ہی نکلے گی... مجھے یقین ہے... یہیں بتا دیتے... پتہ بھی ہے گھٹنوں کے درد کی وجہ سے مجھ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہوتا ہے..."

وہ بڑی مشکل سے گھٹنے پر ہاتھ کا دباؤ ڈال کر اُٹھیں اور ہولے ہولے چلتے ہوئے کاظمی صاحب کے پیچھے پیچھے دہلیز میں جا قدم رکھا۔

"دروازہ بند کر کے آنا..."

"اب رہنے بھی دیں..." وہ دروازے کو کھلا ہی چھوڑ آ گئے

بڑھ گئیں...

"ہونا کیا ہے... کوئی ذرا سی بات ہو گی جس کا تنگڑ بنا کر مجھے سنا دیں گے..."

پھر جانے کیا سوچ ذہن میں آئی... ایک دم سنجیدہ ہو کر مدھم سی آواز میں بولیں... "کیا عمو نے کوئی گل کھلایا ہے...؟ بہت دنوں سے انتظار میں تھی... یہ ہر وقت کا باہر رہنا اور وہ بھی بیکار اور آوارہ..."

"کبھی دوسرے کو بھی بات کرنے کا موقع دیا کرو... سارے تیانے اپنے آپ ہی لگا کر دھر دیتی ہو..."

"پھر بتا بھی چکیئے نا... کیا گل کھلایا ہے ہمارے سپوت نے..."

"آج تک تو بڑے کے کھلائے ہوئے گلوں کے ہار ہی گلے میں سجائے پھر رہے ہیں... ابھی چھوٹے کی باری نہیں آئی..."

"کیا...؟ کیا کیا میرے زبیر نے... کوئی خواہ مخواہ کی تہمت نہ لگا دینا... ایسی اولاد تو خدا ہر کسی کو دے..."

"خدا نہ کرے..." کاظمی صاحب بے ساختہ کہہ اُٹھے...

"پر ہوا کیا...؟"

"کچھ معلوم بھی ہے تمہیں، تمہارے لاڈلے نے ہماری عزت کی کس طرح دھجیاں اُڑائی ہیں..."

"وہاں اتنی دُور بیٹھے بیٹھے نے آپ کی عزت کی دھجیاں کس طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُڑا دیں...“

جہاں آرا بڑے طنز سے مسکرائیں... ”ہم سب کا خرچ پورا کر کے... آپ کا سارا قرض اتار کر...“

”وہ تو جانے کس نے کیا... فی الحال تو تمہیں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ صاحبزادے نے مومنہ کو طلاق دے دی ہوئی ہے...“

”کیا...؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں...؟ ہوش حواس میں تو ہیں؟ ہر دوسرے دن اس کا خط آتا ہے... مہینے بعد ڈرافٹ آتا ہے...“

جہاں آرا نے مضحکہ اڑانے والا اک قہقہہ لگایا...

”ہوش و حواس میں تم نہیں ہو بیگم! اتنی دیر ہو گئی، کیوں نہیں اس نے مومنہ کو اپنے پاس بلایا... ارے وہاں اس کی پہلے سے شادی ہو چکی تھی اور دو بچے تھے... عیسائی عورت سے ہوئی تھی... اور وہاں کے قانون کے مطابق وہ دوسری شادی نہیں کر سکتا تھا... تبھی واپس جاتے ہی ہماری بہو کو طلاق بھیج دی...“

”نہیں نہیں... یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہے... ہمیں تو کوئی ایسی خبر نہیں ملی... بس خط آتے رہتے ہیں... اللہ کرے آپ کے کان بھرنے والا کبھی...“

”میرے کان کسی دوسرے نے نہیں بھرے خود اس نے مجھے بتایا ہے...“

”خود بتایا ہے... کیا خواب ہیں...؟“ جہاں آرا نے پھر ان کا

مذاق اڑایا...

”وہ آیا ہوا ہے... یہاں... پاکستان میں...“ کاظمی صاحب نے دانت پیستے ہوئے قدرے گرم نگاہوں سے بیگم کو دیکھا... ”یقین ہی نہیں کر رہیں میری بات کا... بتا تو رہا ہوں کہ اس نے خود سب کچھ بتایا ہے...“

”خود...؟ خود...؟“ جہاں آرا نے پھیلی پھیلی نگاہوں سے کاظمی صاحب کے چہرے سے مترشح صداقت کو سمجھتے ہوئے سر کرسی کی پُشت کے ساتھ ٹکا دیا...

”نہیں یقین آ رہا... پر دل بھی دھڑکے جا رہا ہے... یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے...“

”میں سبزی لینے نکلا ہوں نا تو مجھے باہر ہی مل گیا... تبھی تو بغیر اطلاع کے آیا ہے... وہیں برآمدے میں ہی میرے پاؤں پر گر کر معافیاں مانگنے لگا...“

جہاں آرا کے کاٹو تو بدن میں لہو نہ تھا... سکتے کے عالم میں پڑیں کاظمی صاحب کو تکے جا رہی تھیں...

”اپنی زبان سے اس نے اعتراف کیا ہے کہ مومنہ کے ساتھ اس کے ہاتھوں ایسا ظلم ہو گیا ہے... جس کی سزا کبھی پوری نہ ہو سکے گی... ساری زندگی وہ ضمیر کے ہاتھوں مرتا رہے گا... پر مرے گا بھی نہیں... چین بھی کبھی نہیں پائے گا...“

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"لیکن... اس کے تو خط اور ڈرافٹ آتے رہے ہیں..." جہاں آرا کی آنکھوں میں کاظمی صاحب کا حال دیکھ کر سچائی اُتر گئی تھی... پر پھر بھی یقین کرنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا...

"بڑی باقاعدگی سے... اور ڈرافٹ... بڑی بڑی رقوم والے۔ بھلا طلاق دینے کے بعد اس نے کیوں بھیجا تھے..."

"اس نے کب بھیجے ہیں...؟ میں نے پوچھا تھا... اس نے تو نہ کبھی ایک سطر خط کی لکھی ہے اور نہ اک پیسہ اپنی کمائی کا بھیجا ہے..."

"تو پھر... یہ... یہ کون بھیجتا رہا ہے...؟" انہوں نے بے یقینی کا اظہار کیا...

"عمو ہی کے نام طلاق نامے والی رجسٹری بھیجی تھی... وہی پھر یہ سب کرتا رہا ہوگا..."

"ہونہہ! عمو اتنی بڑی بڑی رقمیں بھیجنے والا... کمایا کبھی ہے نہیں اور..."

"وہ بعد کی بات ہے پہلے اس مسئلے کو تو سلجھاؤ..."

"تم تو سٹھیا گئے ہو... سچ بتاؤ سبزی لانے میں اتنی دیر کیوں ہوئی؟ شطرنج کھیلنے لگ گئے تھے نا... اور اب بہانے بنا رہے ہو..."

"جہاں آرا بیگم یہ سب سچ ہے... میں سبزی وغیرہ نہیں لایا... باہر نکلا تو زبیر مل گیا... اس نے واقعی یہ چاند چڑھایا ہے... اور اب میں اسے فی الحال قریشی صاحب کے ہاں چھوڑ آیا ہوں... مومنہ کے

سامنے اس کا آنا مناسب نہیں..."

کپکپاتے ہونٹ، لرزتے ہاتھ، ہکلاتی زبان، آنکھوں میں نمی، یہ سب علامتیں ان کے بیان کو سچ ثابت کر رہی تھیں...

"اللہ! یہ کیا ہو گیا..." جہاں آرا کو یقین آیا تو وہ نہ صرف یہ کہ ہوش و حواس ہی کھو بیٹھیں بلکہ... جنونی انداز میں چیخنے لگ پڑیں...

"زبیر، تو نے ہمیں کہیں کا نہ رہنے دیا... تو نے ہمیں ذلیل و خوار کر دیا... ہائے ہائے! اس مظلوم کی آہ کہاں جائے گی... عرش ڈھا دے گی... یہ کیا کیا زبیر تو نے..."

وہ بے اختیار و بے قابو ہو کر زور زور سے رونے پیٹنے لگیں...

"خدا کے لئے آہستہ بولو... چپ کر جاؤ... صبر کرو... حوصلہ کرو... اور کوئی بہتری کا راستہ سوچو..."

"مجھے اس کی بہتری نہیں چاہیئے جس نے ایسی معصوم اور بھولی سی بچی پر یہ ظلم ڈھایا... اللہ کرے زبیر! تجھے بھی کبھی سکون نہ ملے..."

وہ بلند آواز میں بین ڈالنے لگیں...

کوئی ہوش نہ تھا... رازداری کے لئے کاظمی صاحب اندر بلا کر لائے تھے۔ مگر کیسی رازداریاں اور کس کی رازداری...؟ وہ اس قابل کب تھا۔ کہ اس کی عزت کو سنبھالا جاتا... سب کچھ راز میں رکھ کر...

وہ تو اس قابل تھا کہ سارے جہان کی ذلتیں اور رسوائیاں اسکے چہرے پر تھوپ دی جاتیں۔ جہاں آرا کوئی مصلحت سوچے بنا بولے جا رہی تھیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روئے جا رہی تھیں...

"امّی جی! کیا ہوا... کیا ہوا امّی جی...؟" ساس کی آواز سنتے ہی مومنہ تڑپ کر اندر چلی آئی... "کچھ مجھے بھی تو بتایئے کیا ہوا.... گلشن جی تو ٹھیک ہیں...؟"

"ہاں ہاں بیٹی! وہ ٹھیک ہے..." کاظمی صاحب عجلت سے بولے۔

"تم جاؤ دیکھو چاند کہاں ہے...؟"

"وہ سویا ہوا ہے ابّا جی..."

"اسے جگاؤ... کہیں سوتے سوتے اس کے نصیب بھی نہ سو جائیں... جیسے مومنہ کے سو گئے..." وہ عجیب بہکی بہکی سی باتیں کرنے لگیں...

"ہوش کرو جہاں آرا بیگم..." کاظمی صاحب نے جہاں آرا کو نظروں ہی نظروں میں گھورا... تنبیہہ کی... مومنہ کے سامنے کیا کچھ کہے جا رہی تھیں... اور وہ نہیں چاہتے تھے، ابھی اسے کچھ معلوم ہو مگر نظروں کی فہمائش کا، تنبیہہ کا، جہاں آرا پر کوئی بھی اثر نہیں ہوا... اتنا بڑا صدمہ لگا تھا کہ برداشت کا حوصلہ کھو بیٹھی تھیں...

"اس سے چھپاتے ہو، جس کی دنیا اُجڑ گئی... اور پھر کب تک چھپاؤ گے..."

"کیا امّی جی...؟ کیا ہو گیا ہے...؟" مومنہ پریشان، سراسیمہ، لرزہ براندام پوچھ رہی تھی...

"اس کمبخت، نامراد نے تمہیں طلاق دے دی... میں تو اسے دودھ نہیں بخشوں گی... میں تو اسے..."

"بیٹی! تم جاکر چاند کو دیکھو..." کاظمی صاحب نے جلدی جلدی مومنہ کی توجہ جہاں آرا کی بڑبڑاہٹ کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کی...

لیکن... مومنہ سمجھ گئی تھی کہ کچھ ہو گیا تھا... بہت کچھ بُرا... اور اس سے چھپانے کی کوشش کی جا رہی تھی...

"ابّا جی! بات کیا ہے... مجھے بتا دیجیے..."

"دیکھو بیٹی! بعض صدمے..."

"ابّا جی! میں نے زندگی میں دُکھ ہی دُکھ جھیلے ہیں... بہت مانوس ہوں غموں سے، اور اب وہ چٹان بن چکی ہوں جس پر نہ موجوں کا اثر ہوتا ہے، نہ طوفانوں کا... آپ مجھ سے کچھ نہ چھپایئے پلیز! پلیز ابّا جی...!"

اس نے لرزتے کانپتے ہوئے کاظمی صاحب سے منّت کی... اندر سے دل دھڑک دھڑک کر حلق میں آ رہا تھا... جسم سے جان نکلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی...

"خدا کے لئے ابّا جی! میرے صبر کا اور امتحان نہ لیں..." وہ بے کل، مضطرب، گڑگڑائی، اور آخر میں کاظمی صاحب کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے...

"زبیر آگیا ہے بیٹی... اور اس نے بتایا ہے کہ... کہ..." کاظمی صاحب

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی قوتِ گویائی مفلوج ہو رہی تھی... مومنہ سے بڑا پیار تھا... گلشن کی طرح... بولا نہیں جا رہا تھا تو مومنہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر رونے لگے...

"پر تم ہماری بیٹی ہو... ہمیشہ ہمارے پاس رہو گی... ہم اسے گھر سے نکال دیں گے... تمہیں اپنے سینے سے لگا کر رکھیں گے... کیا ہوا اگر اس نے تمہیں طلاق دے دی..."

"طلاق...؟ مجھے...؟ کب...؟" اتنے بڑے صدمے کی خبر ہو گی۔ یہ اندازہ مومنہ کو بھی نہ تھا... کتنی ہی دیر وہ سکتے کے سے عالم میں کھڑی انہیں تکتی رہ گئی...

"جب یہاں سے گیا تھا، اُسی وقت... وہاں اس نے شادی کی ہوئی تھی... دو بچے بھی تھے..."

"اسی چٹی چمڑی والی نے یہ سب کرایا ہو گا..." جہاں آرا ڈولی ڈولی ابھریں... "اللہ کرے کسی کی موت تجھے آ جائے... میری بچی کے سر سے سایہ چھیننے والی تو خود بے سہارا ہو جائے..."

وہ پھر رو رو کر بددعائیں دینے لگیں... کبھی زبیر کی پہلی بیوی کو اور کبھی زبیر ہی کو کوسنے لگتیں...

"اور وہ خط... وہ ڈرافٹ ابا جی...!" مومنہ نے گرتے گرتے دیوار کا سہارا لیا... ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا...

"عمو ہی کو سب پتہ ہے... طلاق نامے والی رجسٹری اسی کے نام زبیر نے بھیجی تھی... دو بار... پتہ نہیں اس نے کیوں چھپایا ہم سے... اتنی اہم خبر..."

"اس پتھر کو تو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا... کوئی اُجڑے یا بسے..." اب جہاں آرا عمیر کو کوسنے لگیں... "بے حس... بے شرم..."

مومنہ کچھ دیر دیوار کا سہارا لئے کھڑی کانپتی رہی... چہرے کا رنگ لمحہ لمحہ بدل رہا تھا... جب سارے صبر، حوصلے جواب دے گئے، اعصاب میں مزید برداشت کی قوت نہ رہی تو... چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھے چیخیں مارتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی...

"مومنہ... بیٹی... بہو... سنو..." کاظمی صاحب آوازیں دیتے ہوئے اس کے پیچھے گئے... مگر اس نے کمرے میں پہنچ کر اندر سے اسے لاک کر لیا...

کاظمی صاحب پہلے تو کچھ دیر دروازہ کھٹکھٹاتے رہے... نہیں کھلا تو آ کر بے بسی کے مارے جہاں آرا سے جھگڑنے لگے...

"کہتا تھا نا حوصلے سے کام لو..."

"تم مرد ہی سخت دل ہوتے ہو... اک وہ تمہارا چھوٹا سپوت اور اک تم... کتنے مہینے بلکہ سوا ڈیڑھ سال اس نے بات چھپائی... ہائے ہائے! اس عمو کے بچے نے بھی مجھے بڑے دُکھ دیئے ہیں... پتھر کا بنا انسان..."

"خدایا! یہ کیا ہو گیا...؟ اب کیا بنے گا...؟"

جہاں آرا کچھ رو رو کر اور کچھ پریشانی اور صدمے سے ایسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نڈھال ہوگئی تھیں کہ غشی سا آ گیا... کاظمی صاحب جلدی جلدی پانی لے آئے... کچھ حلق میں ٹپکایا... کچھ چہرے پر چھینٹے دیئے...

"خدا کے لئے تم تو کچھ حوصلہ کرو... جس پہ بیتی ہے... جس کو ساری زندگی کی بربادی ملی ہے اس کو کون سنبھالے گا...؟"

جہاں آرا ہوش میں آئیں تو پھر بولنے لگیں... "اس سے تو اچھا تھا زبیر! تجھے موت آ جاتی... وہ بیوہ ہو جاتی... ہم صبر کر لیتے۔ مگر یہ ذلت تو ہمیں نہ ملتی... اب تو ہم اسے بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے..."

وہ روئے جا رہی تھیں... بولے جا رہی تھیں... کچھ پتہ نہ تھا، زبان سے کیا کیا نکل رہا تھا...

"خاندان کے نام کو کیسا بٹہ لگا دیا... کیا کہیں گے دنیا والے... ہمارے بیٹے نے یہ کرتوت کی... اک معصوم کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کر ڈالا... ہائے زبیر! تو نے ہمیں جینے کے قابل نہیں چھوڑا... اللہ مجھے موت دے دے..."

"سنو... شور نہ کرو... اس معاملے کو زیادہ ہوا نہ دو... نہ اچھالو۔ زبیر اپنے کئے پر پشیمان ہے... بہت معافیاں مانگ رہا ہے... اگر دوبارہ ان کا بندھن بندھ جائے... کفارہ دے کر ہی... یا کسی اور طرح... ہمارے چاند کا باپ ہے... وہ لاوارث ہونے سے بچ جائے گا..."

"کیا ایسا ہو سکتا ہے...؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے...؟"

جہاں آرا آنکھوں میں امید کے ہزاروں دیپ جلا کر کاظمی صاحب کی صورت تکنے لگیں...

امریکہ میں قانونی طور پر عورت کو بڑی مراعات حاصل ہیں۔ مساوات سے بھی کچھ بڑھ کر... خصوصاً غیر ملکی مردوں کے مقابلے میں... اور زبیر نہ صرف غیر ملکی تھا، بلکہ اک پس ماندہ ملک کا باشندہ تھا...

وہاں عورت کی آزادی کو کھلی آنکھوں اور بڑے ظرف سے دیکھا جاتا ہے... ہر قسم کی آزادی کو... اور تسلیم بھی کیا جاتا ہے... لیکن... جس معاشرے میں زبیر نے جنم لیا تھا... پلا بڑھا تھا... وہاں عورت کی ایسی آزادی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا...

لاکھ زبیر بہت ماڈرن ہو گیا تھا... وہاں کے کلچر کے رنگوں میں رنگا گیا تھا... تن من سے... مگر... بنیادی طور پر وہ اپنی معاشرت اور اپنے مذہب کو دل اور دماغ کے کونوں کھدروں میں جو کچھ چپکا رہ گیا تھا، اسے کھرچ نہیں سکا تھا... زنگ آلود ضرور ہو گیا تھا لیکن دوسرا رنگ نہیں چڑھ سکا تھا...

مذہب اور معاشرت تو انسان کے خمیر میں رچ بس جاتی ہے...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ اس طرح، کہ جذبات اور جوانی کی عمر اگر اس پر دھول سی کی کوئی تہہ چڑھا بھی دے تو... وقت کی آندھی کسی حادثے کی برکھا اسے صاف کر ڈالتی ہے....

امریکن عورت، جس کا مذہب عیسائیت ہو... وہ شراب بھی پیتی ہے... وہ سُور کا گوشت بھی کھاتی ہے... وہ عریاں لباس بھی پہنتی ہے... وہ غیر مردوں سے آزادانہ ملتی جلتی ہے... نامحرموں کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی بھی ہے... یہ سب کچھ دیکھ کر بھی زبیر کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی...

سب سے پہلے اسے ملک کی دقیانوس عورت کی نسبت وہاں کی عورت ہی بہت پسند آئی... دلیر... آزاد... تعلیم یافتہ... پُراعتماد... بلاجھجک گفتگو کرنے والی... بے تکلفی اور اپنائیت بھرا رویّہ رکھنے والی....

جتنی لڑکیاں ساتھ پڑھتی تھیں، سبھی ایسے اوصاف کی مالک تھیں، ورنہ اپنے ملک میں تو شرم و حیا میں ڈوبی عورت، اَن پڑھ، جاہل، کسی سے بات کرنے کا طریقہ سلیقہ نہیں، کسی محفل میں اٹھنے بیٹھنے کی تمیز نہیں... کچھ بھی نہیں تھا، یہاں کی عورت میں...

اس کے بعد اس نے اس ملک کو دیکھا... بہت بڑا ملک تھا..

بہت خوب صورت... بہت امیر... روپے پیسے کی ریل پیل... ہر آسائش وہاں موجود... خوراک اچھی... آب و ہوا اچھی... رہن سہن

اچھا...

عورتوں کے علاوہ وہاں کے دوسرے لوگ مرد، بوڑھے، بچے... سب میں اک انفرادیت تھی۔ وہاں کی بود و باش صاف ستھری اور خوشحالیوں سے پُر... وہاں کے رسم و رواج، سادہ اور آسان... کوئی تنگی نہیں... کوئی دشواری نہیں...

تب زبیر وہاں کی ہر چیز اور ہر ذی رُوح کا غلام ہو گیا... تعلیم حاصل کرنے کے بعد اچھے عہدے پر لگ گیا تو اپنے ملک سے زیادہ معاشی طور پر مضبوط ہو گیا تھا... مستقبل روشن تر نظر آنے لگا..

یوں...

اِدھر سے وفا کٹتی گئی... ہولے ہولے... اور اُدھر کے ساتھ ناطے بندھتے گئے... چار چھ مہینے نوکری کی... پیسہ ہاتھ میں فراوانی سے آنے لگا... تو آنکھیں مزید کھلیں... کچھ اور ہوا لگی...

یہاں کی دنیا میں تو بہت کچھ تھا... اوپر سے چڑھتی جوانی... کسی طوفان خیز سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتی ہوئی اس کے اندر باہر ہلچل مچانے لگی...

جوان نظروں کے سامنے نظارے بے تحاشا تھے... دفتر میں، سڑکوں پر، دکانوں پر، تفریح گاہوں میں، ہوٹلوں میں... ہر جگہ سجی سنوری ہوئی عورت ہی نظر آئی...

اپنے ملک میں یہ سب کچھ نہیں دیکھا تھا... اس کی آنکھیں ان

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نظاروں کی عادی نہیں تھیں۔۔۔ وہ بے اختیار و بے قابو ہو گیا۔۔۔ اس عمر میں یونہی ہر عورت خوب صورت دکھائی دیتی ہے۔۔۔ ہو یا نہ ہو۔۔۔ اور زبیر کی آنکھوں کی بھوک اسے کسی لالچی بچے کی طرح ہر ایک کی طرف بازو پھیلا کر ہمکنے پر مجبور کر دیتی۔۔۔

الزبتھ اتنی خوب صورت نہیں تھی جتنی حسین اور دل موہ لینے والی ادائیں اس کے پاس تھیں۔۔۔ زبیر تعلیم یافتہ تھا۔۔۔ اچھے عہدے پر فائز تھا۔۔۔ خوشحال تھا۔۔۔ وہ پہلے تعارف میں ہی اتنی اپنائیت سے اس سے ملی کہ "ہاؤ سویٹ اینڈ سمارٹ فیلو" کہہ کر اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔۔۔ اور اس کے رخسار کا بوسہ لے لیا۔۔۔

تب۔۔۔ زبیر پہلی ہی ملاقات میں اس سے اتنا متاثر ہو گیا کہ چند دنوں میں ہی وہ ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے۔۔۔ اتنا قریب۔۔۔ کہ۔۔۔ دونوں نے اکٹھا رہنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔

پھر وہ ایک ہی کمرے میں رہنے لگے۔۔۔ اکٹھے آفس جاتے۔۔۔ اکٹھے سیر کرنے جاتے۔۔۔ اکٹھے کھانا کھانے۔۔۔ اکٹھے فلمیں دیکھتے۔۔۔ پھر رات گئے تک اکٹھے بیٹھ کر ٹی۔وی واچ کرتے اور کافی پیتے رہتے۔ یہ ان کا روزانہ کا معمول بن گیا۔۔۔

الزبتھ کے معاشرے میں بغیر شادی کے بچے پیدا کرنا اتنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا، جتنا زبیر کے معاشرے میں تھا۔۔۔ لیکن اس نے زبیر کی معاشرت کے احترام کی خاطر نہیں بلکہ۔۔۔ زبیر اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا۔

اور اچھے عہدے پر فائز تھا، اور آمدنی بھی خاصی تھی۔۔۔ اور مستقبل میں مزید ترقیوں کے امکانات بھی تھے۔۔۔

یہ وجوہات تھیں، جن کی خاطر وہ زبیر کو جلد از جلد شادی کرنے پر مجبور کرنے لگی۔۔۔ اس کے بچوں کو وراثت اور حق تو مل جائے گا۔۔۔ آسائشیں اور دولت تو مل جائے گی۔۔۔ ولدیت اتنی ضروری نہ تھی۔۔۔

"آخر کیوں۔۔۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔ اچھے بھلے رہ رہے ہیں۔۔۔"

"بچے کے لئے، بہت ضروری ہے۔۔۔"

"بچے کے لئے۔۔۔؟" زبیر چونکا۔۔۔ گڑبڑایا۔۔۔ سراسیمہ سا ہو اٹھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ ہمارے بچے کے لئے۔۔۔"

"اوہ۔۔۔" وہ سنجیدہ ہو گیا۔۔۔ اپنے ماحول اور معاشرت کی خاطر۔۔۔ اور مذہب کو تو بھول ہی چکا تھا۔۔۔ اس میں کیا جائز تھا اور کیا ناجائز۔۔۔

الزبتھ کے ساتھ مل کر شراب بھی پی لیتا تھا۔۔۔ کبھی کبھار۔۔۔ ابھی کچھ اپنی روایات اور سماجی و اخلاقی پابندیاں زندہ تھیں اندر۔۔۔ جو کبھی کبھی سر ابھار دیتی تھیں۔۔۔

"پر میری ماں اور باپ اور باقی خاندان کے لوگ۔۔۔ ان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اجازت لیئے بنا ہی..."

زبیر کی پوری بات سنے بغیر ہی الزبتھ اس کا مذاق اُڑانے لگی... شادی زبیر کی اور مرضی والدین اور خاندان والوں کی... کیسا ملک تھا... کیسا رواج... وہ کتنی ہی دیر مضحکہ اڑاتی رہی...

اور کیسے لوگ تھے جو شادی کرنے والے کو یہ حق بھی نہ دیتے تھے کہ وہ جہاں چاہے شادی کرلے... شادی اس نے کرنا تھی، والدین نے یا خاندان والوں نے نہیں...

وہ ہنستی رہی... قہقہے لگاتی رہی... زبیر شرمندہ ہوتا رہا... اپنا ملک، اپنے لوگ، اپنی معاشرت... سب کچھ کمتر نظر آنے لگا۔ ان میں بُرائیاں ہی بُرائیاں دکھائی دینے لگیں...

تب اس نے گھر اطلاع دیئے بغیر، ماں باپ کی اجازت لئے بغیر، زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ خود ہی کرلیا...

الزبتھ کی اور زبیر کی شادی ہوگئی... مذہب جُدا جُدا تھے اس لئے نہ چرچ میں گئے، نہ نکاح خواں کی خدمات حاصل کیں... کورٹ میں جاکر دونوں نے سول میرج کرلی...

"بھائی جان! پلیز وہاں شادی نہ کریں..." اک دن گلشن کا خط اسے موصول ہوا تو اس میں لکھا ہوا تھا...

"کسی عیسائی عورت کے ساتھ تو بالکل نہیں... ہم اس کے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کرسکیں گے..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ایڈجسٹ تو زبیر کو کرنا تھا... کیونکہ اس نے ہی اس ملک کی نیشنلٹی لے لی تھی... البتہ گلشن کی اس التجا کا اتنا احترام اس نے ضرور کیا کہ شادی کی اطلاع نہ دے کر ان اپنوں کو دُکھی ہونے سے بچالیا... یوں زبیر نے اپنی مرضی بھی کرلی اور گھروالوں کی خوشی بھی رہ گئی...

تین سال گزر گئے... دو بچے بھی ہوگئے... اس نے گھر میں بتایا ہی نہیں... نہ بیوی کے متعلق کچھ، نہ بچوں کے متعلق... وہ اسے پاکستان میں بُلا کر شادی کرنے کے لئے لکھتے تو وہ ٹال دیتا... ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ پیش کردیتا... پر یہ کبھی ان پر ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ شادی کرچکا تھا...

"آپ کو بھائی جان! میری قسم اگر آپ میری شادی پہ پاکستان نہیں آئے تو... میں خودکشی کرلوں گی ورنہ... چپکے سے... سب سے رُوٹھ جاؤں گی..."

گلشن نے اتنی بڑی قسم کھالی تھی... اسے پاکستان آنا پڑا... پھر وہاں اس کی شادی کا قصہ چھڑا... وہ پوری دیانتداری سے نہ نہ، کرتا رہا... ہر انداز میں اس نے انکار کیا... پر... مومنہ کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھلا بیٹھا...

اس نے آج تک جتنی لڑکیاں دیکھی تھیں، جتنی گرل فرینڈز بنائی تھیں، مومنہ ان سب میں منفرد تھی... کچھ عجیب سی اور انوکھی سی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معصومیت اور کشش تھی اس میں...

مومنہ کو دیکھنے کے بعد وہ سب کچھ بھول گیا... اس کی ایک بیوی پہلے بھی تھی... اس کے دو بچے تھے... اس کا گھر بار تھا... اس کے کچھ اصول تھے... کچھ قانون... کچھ مذہبی پابندیاں... اِدھر نہ سہی... اُدھر تو تھیں...

جہاں کا اب باشندہ بن چکا تھا، وہاں دوسری شادی کرنا جائز فعل نہیں تھا... اس نے الزبتھ سے کئے ہوئے سارے عہد بھی توڑ ڈالے... اور اپنے سماجی اصولوں کو بھی جذبات کے قدموں تلے روند ڈالا...

مومنہ کے ساتھ اس نے شادی کر لی... اس کے ساتھ رہا... بڑے خوب صورت شب و روز تھے... بڑے حسین لمحات تھے... بڑی رنگینیاں تھیں ان ساعتوں میں، ان گھڑیوں اور ان دنوں میں... مومنہ اتنی دلرُبا، اتنی پُرکشش اور ایسی سحر انگیز شخصیت کی مالک تھی کہ اسے دنیا کا کچھ اور، نہ والدین اور بہن بھائی، اور نہ بیوی اور بچے... کچھ بھی نہ یاد رہا...

چھٹی ختم ہو گئی... مومنہ کی قربتوں کا جادو ابھی سر پر چڑھا تھا۔ اور چھٹی لے لی... وہ ختم ہوئی تو چند دنوں کی اور لے لی... واپس امریکہ جانے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا، پر اب تو وہ وہاں کا باشندہ تھا...

یوں بھی اس کا سب کچھ وہاں تھا... اس کی ڈگریاں... اس کی ملازمت... اس کا بنک بیلنس... اس کا گھر... اس کی آسائشیں... اسے آخر کار ان سب کے لئے وہاں جانا تھا...

"وہاں جاتے ہی تمہیں بلوا لوں گا..." مومنہ کو یہی دلاسہ دیا، یقین دلایا...

پر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہاں کے قانون کے مطابق وہ دوسری بیوی رکھ ہی نہیں سکتا تھا... کئی دن سوچتا رہا... اتنے دن الزبتھ پاس تھی... اس کی محبت اور بچوں کی قربت نے، ان کے لئے دل کے دریچے جو مومنہ کی معصومیتوں اور کششوں نے بند کر دیئے تھے، دوبارہ کھول دیئے...

"کسی ایک کو چھوڑنا ہو گا..." الزبتھ سے چوری چوری جس وکیل سے مشورہ کیا تھا، اس نے یہی مشورہ دیا...

وہ صرف اک بیوی رکھ سکتا تھا... وہ کس کو رکھے، کس کو چھوڑے...؟ بہت سوچنے کے بعد اس نے دونوں کو ترازو کے ایک ایک پلڑے میں ڈالا... الزبتھ والے پلڑے میں دو پیارے پیارے بچے بھی آن ٹکے... یوں وہ بھاری ہو گیا... تب اس نے مومنہ کو طلاق دے ڈالی...

لیکن... مومنہ کا تاثر، مومنہ کا عکس، جو دل اور دماغ پر ثبت ہو چکا تھا وہ کسی صورت نہ مٹ سکا...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مومنہ کے ساتھ رہنے کے بعد اسے معلوم ہوا تھا کہ باحیا عورت کیسی خوبصورتیاں اپنے اندر سمیٹے ہوتی ہے... عورت کی شرم اور عورت کا حجاب اسے کیسے کیسے حسن بخش دیتا ہے... شراب پی کر بہکنے والی عورت کی نسبت، محبت سے، جذبوں سے، وفاؤں سے، بھی ہوئی عورت کہیں زیادہ پُرکشش اور جادوگر ہوتی ہے کہ ہوش و حواس ختم ہو جاتے ہیں... مرد کا اپنا آپ گم ہو جاتا ہے.. مٹ جاتا ہے...

الزبتھ آزاد ماحول کی تھی... وہ اپنے معمول اور کلچر کے مطابق رہتی تھی... ہر کسی سے آزادانہ ملنا... اپنے دوستوں سے... زبیر کے دوستوں سے... اجنبیوں سے... بیگانوں سے... یگانوں سے...

پہلے تو زبیر کو محسوس نہیں ہوتا تھا... اپنی احساسِ کمتریوں میں ڈوبا یہی سوچتا تھا، کہ جو کچھ الزبتھ کرتی تھی، وہی درست تھا... اور وہی زندگی کی معراج تھی... امیر ملک اور آزاد ملک کے لوگوں کی یہی شانِ زندگی تھی... اسی قابل تھے یہ لوگ...

پر اب... مومنہ سے ملنے کے بعد، اندر سے آواز اٹھتی... یہ مناسب نہیں تھا... اس میں خوبصورتی نہیں تھی... یہ بدصورتی تھی۔ کراہت سی محسوس ہوتی جب الزبتھ بے تکلفی کے ساتھ ہر کسی کے گلے میں باہیں ڈال دیتی... کسی دن، کسی پارٹی میں، کسی فنکشن میں شراب اتنی پی لیتی کہ اسے اپنا ہوش نہ رہتا... اور پھر... جب تن بدن

کا ہوش نہ رہتا تو پھر شرم و حیا اور عزت و ناموس بھی رُلنے لگتی...

اب ضمیر اُسے قدم قدم پر ٹوکنے لگا تھا... ضمیر اسے لڑکتا، وہ الزبتھ کو لڑکتی، سمجھاتا... زندگی کی خوبصورتیوں کی نشان دہی کرتا... اپنے لوگوں کی مثالیں دے دے کر ان کی تصویریں دکھاتا...

زبیر مذہب کے اتنا قریب کبھی نہیں رہا تھا جتنا اک مسلمان کو ہونا چاہیئے... لیکن مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے نے بیس سال تک اپنی ماں اور باپ کو جس طرح زندگی گزارتے دیکھا تھا، وہ بھی ذہن میں محفوظ تھا... وہ یادیں، وہ حسن اب اجاگر ہونے لگا... بدصورتی دیکھ کر خوبصورتی کا احساس باشعور کرنے لگا...

"یہ کرو، وہ نہ کرو... یہ کھاؤ، وہ نہ کھاؤ... شراب مت پیو... لباس ایسا پہنو... دوستوں کو اس انداز سے ملو..."

زبیر کی یہ روک ٹوک الزبتھ کو پسند نہ آئی... نہ اس نے کبھی ایسی طرزِ معاشرت دیکھی تھی اور نہ ہی ایسی طرزِ زندگی اختیار کرنے کے متعلق کبھی سوچا ہی تھا... جو کچھ اپنے بڑوں اور بزرگوں کو کرتے دیکھتی آئی تھی، وہی اس کا ضابطہ حیات بن چکا تھا... وہی اس کے خیال میں زندگی کا حسن اور خوبصورتی تھی... اور وہی سچے کھرے اصول...

یہ زبیر کس دلدل میں اسے لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ اسے کیا ہو گیا تھا... اس کے دماغ کے کل پرزے اپنی صحیح جگہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر تو تھے...؟

زبیر کی ٹوکا ٹاکی پر ہر وقت گھر میں جھگڑا رہنے لگا... جھگڑا بھی رہتا... پر پھر بھی الزبتھ وہی کرتی جو اس کی پیدائش سے اس کی گھٹی میں پڑا تھا... اس کے خون میں رچا لیا تھا... اس کے تمام آبا ؤ اجداد نے کیا تھا... اور اس کی قوم اور ملک کا رواج تھا، دستور تھا اور معاشرت تھی... اس کے لئے یہ سب ثواب تھا...

پھر ایک دن اسی بحث مباحثے میں، لڑائی جھگڑے میں، بات اتنی بڑھی کہ زبیر نے الزبتھ پر ہاتھ اُٹھا لیا... اس کی بیٹی بڑی ہو رہی تھی... چھ سال کی ہو گئی تھی... ماں کو جو کچھ کرتے دیکھتی، اس کی نقل اتارنے کی کوشش کرتی... اپنے ننھے ننھے دوستوں سے اسی انداز میں ملتی... وہی کھیل کھیلتی... گلاسوں میں بچے ہوئے شراب کے قطرے تک بھی اپنے حلق میں ٹپکا لیتی...

یہ دیکھ کر زبیر نے ہر ممنوع چیز گھر میں آنے کی پابندی لگا دی۔ شراب، سور کا گوشت... الزبتھ کے دوست... لیکن... وہ کون ہوتا تھا... اسی کے ملک میں بیٹھ کر، اسی کے کلچر سے اسے دور کرنے والا۔ الزبتھ کی زبان گالیاں بکنے لگی...

مومنہ زبیر کی اتنی عزت کرتی تھی... اتنا احترام ملحوظ رکھتی تھی۔ کہ... اس کے سامنے بدزبانی کرنا تو کجا رہا کبھی اونچی آواز میں بولی تک نہ تھی... عبادت کی طرح اس کی خدمت کرتی تھی...

تھی... وہ آپے سے باہر ہو گیا... اور اس نے الزبتھ کو پیٹ ڈالا... آزاد ملک کی آزاد باشندہ، الزبتھ سے یہ پابندیاں برداشت نہ ہو سکیں، اور یہ مار کٹائی... یہ تو درندگی کی انتہا تھی...

اس نے علیحدگی کے لئے زبیر پر مقدمہ کر ڈالا... زبیر کو پاگل قرار دے کر اس کو طلاق دینے کے لئے کیس کر دیا...

زبیر اکیلا تھا اور الزبتھ کا سب کچھ وہاں تھا... ماں... ملک۔ قوم... اپنے لوگ... جو کوئی سنتا، زبیر کو غلط کہتا، سچ مچ پاگل قرار دیتا... الزبتھ کو درست کہتا... الزبتھ کے ساتھ ہر کوئی ہمدردی کرتا...

اور تو اور... بچے تک ماں کے طرفدار تھے... باپ ان کے لئے بھی خار تر تھا... اور یوں وہ ماں کے مقابلے میں اک خار تر کے ساتھ نہ محبت کر سکتے تھے اور نہ وفا نبھا سکتے تھے... یہاں تک کہ باپ کے لئے ان کے دلوں میں ذرّہ بھر رحم یا ہمدردی بھی نہ تھی... اس نے ان کی ماں کو پیٹا تھا... ان کے سامنے... روزانہ جھگڑا کرتا تھا۔ ناجائز قسم کی پابندیاں لگاتا تھا...

مقدمہ جیتنے کے لئے زبیر نے جان توڑ لڑائی... پر اکیلی جان تھی... اور ادھر پوری قوم اور ملک تھا... مذہب تھا... کلچر تھا... شکست کھا گیا...

ایسی ہار ہوئی کہ... سب کچھ ہی ہار گیا... بیوی بھی... بچے بھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھر بھی... روپیہ پیسہ بھی... اور آدھی سے زیادہ تنخواہ بھی...

ایک پاگل کے پاس بچوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا... وہ ماں کی کسٹوڈی میں دے دیئے گئے... ان کے رہنے کے لئے گھر دینا بھی زبیر کی ذمہ داری تھی... اور ان کا خرچ بھی... سب کچھ زبیر کے ذمہ تھا... کماتا پہلے جتنا ہی تھا مگر اب، اس کے ہاتھ میں سوائے اس کے اپنے اخراجات کے، اور کچھ بھی نہیں آتا تھا۔ قانونی طور پر بالا بالا ہی سب کچھ اس کے بچوں اور بیوی کو دے دیا جاتا تھا...

بدنامی اور رسوائی کے علاوہ پلے بھی کچھ نہ رہا تو زندگی اتنی تنگ ہوئی کہ اس کا اک اک لمحہ گزارنا مشکل ہو گیا... وہ سچ مچ پاگل ہوا اُٹھا...

اب پاکستان میں ہی اسے پناہ مل سکتی تھی... وہاں اپنے لوگ تھے... ماں تھی... باپ تھا... چھوٹا بھائی تھا... بے شک اس نے ساری زندگی کبھی کسی کے اپنے اوپر واجب حقوق ادا نہیں کئے تھے... نہ اپنے فرائض، جو والدین کی طرف سے اس پر عاید ہوتے تھے...

پر... پھر بھی اسے یقین تھا، کہ ان کے پاس اسے پناہ ملے گی... وہ اسے بخوشی گلے سے لگا لیں گے...

عمیر ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھا تھا اور ماں کی زبانی زبیر کی واپسی کی داستان سن رہا تھا... سارا راستہ وہ کیا کچھ نہ سوچتا آیا تھا...

یوں بیلی سے بات کرے گا... یوں معافی مانگے گا... اور پھر آخر میں یوں اسے پرپوز کرے گا...

وہ سارے الفاظ جو اس نے ادا کرنا تھے، وہ لہجہ، جس کا اس پر خاطر خواہ اثر ہو سکے، اور وہ انداز، جس سے وہ اسے معاف کرنے کے بعد اپنی زندگی اس کے حوالے کر دے... پوری خوشی اور مرضی کے ساتھ...

پیدل گھر آیا تھا... تاکہ زیادہ وقت لگے اور اسے اپنی سوچیں، خیالات، جذبات اور الفاظ، ایک جگہ پر پُر اثر طریقے سے مرتب کرنے کا اتنا ہی وقت مل جائے...

پر... زبیر نے شکست نہیں کھائی تھی... یہ شکست بھی اسے ہی ملی تھی... جہاں آرا نے زبیر کے آنے کی داستان رحم اور ہمدردیوں بھرے لہجے میں سنا ڈالی... تو... اس نے یہی محسوس کیا...

اس کے من کی باتیں من میں ہی رہ گئیں... معافیاں... التجائیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور جذبے ... سب کچھ اندر ہی گھٹ کر، دب کر فنا ہو گیا ...

زبیر کی کہانی پھر کھل گئی ... "بیچارہ میرا بچہ ... کمبخت غیروں نے کس طرح اسے لوٹا ..." جہاں آرا اولاد کی محبت میں وہاں کے لوگوں کو کوس رہی تھیں ...

"مکان ... بیسہ ... سامان ... بچے ... پرے دفع کرو ... بچوں کو ... ماں جیسے ہی بے وفا نکلے ... سلامت رہے اس کا اپنا چاند ... وفاؤں والی کا بیٹا ..."

پھر یکایک جہاں آرا چونکیں ... غور سے عمیر کی طرف دیکھا ... چپ چاپ ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھا تھا ...

"ارے ہاں ... مجھے یاد آیا ... وہ ڈرافٹ وغیرہ ... اور خط ..."

"میں اپنے پاس سے بھیجتا رہا تھا ... بہت بیمار تھی نا ... اس لئے طلاق نامہ بھی چھپا لیا ... ڈاکٹر صاحبہ نے کہا تھا ... اسے خوش رکھنا ہے ..."

عمیر نے جلدی جلدی اپنا کارنامہ جیسے بیان کیا ... زبیر کے لئے اتنی ہمدردی ان کے من میں مچل رہی تھی ... شاید کچھ ... تعریف و توصیف اس کے حصے میں بھی آ جائے ...

"ویسے تمہیں ایسا کرنا نہیں چاہیئے تھا ... مجھے ہی بتا دیتے ... کم از کم ..."

"آپ کو بھی تو دکھ ہوتا ..."

"ہاں ... دکھ تو ہوتا ... پر ... جو کچھ ہو گیا اچھا ہو گیا ... مومنہ یہیں رہ تو گئی ... ورنہ ... جانے کہاں چلی جاتی ... اس کے علاوہ چاند ہمارے پاس ہے ... باپ مل جائے گا اسے ..."

"میں نے بھی تو اسے باپ کے پیار کی کوئی کمی نہیں آنے دی"

"پھر باپ باپ ہی ہوتا ہے ..." جہاں آرا اپنی رو میں سیدھی سچی بات کہہ گئیں ... یہ سوچا ہی نہیں اس غریب پر کیا گزری ہو گی جس نے اپنے خون سے اس پودے کو سینچا تھا ...

"ارے ہاں ... وہ رقم کہاں سے لاتے رہے ہو ... جو مومنہ کو ڈرافٹ بھیجتے تھے ..."

بہت سرسری سا انداز تھا پوچھنے کا کہ عمیر کے سارے گرما گرم جذبے سرد پڑ گئے ... بے پرواہی کی ٹھنڈی یخ برف تلے دب گئے ...

"ادھار لیتا تھا ..." وہ جلے دل سے بولا ...

"اتنا ادھار چڑھا لیا ... کیسے اترے گا ...؟" جہاں آرا لمحہ بھر کے لئے متردد ہوئیں ... تشویش بھری پرچھائیاں ان کے چہرے کو تاریک سا کر گئیں ... لیکن دوسرے لمحے ... اک رنگ سا اس تاریکی پر چمک بکھر گیا ... روشن ہو گئیں ایک دم ...

"کوئی بات نہیں ... تمہارے ابا جی کہتے ہیں زبیر کو یہاں بڑی اچھی نوکری مل جائے گی ... سارے دلدّر دور ہو جائیں گے ... سارے قرضے بھی اتر جائیں گے ...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ دل مسوس کر رہ گیا... اس کی قربانیاں، رات دن تن من جلا کر خود کو بھسم کر لینے والے جذبے، اتنے ارزاں، اتنے کم قیمت تھے کہ جہاں آرا یوں سرسری سا ذکر کر کے پھر زبیر کا ماتم الاپنے لگی تھیں... اس کی قابلیت کا... اس کی اعلیٰ نوکری کا...

"ابّا جی کہاں ہیں...؟" اس نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

"وہ زبیر کے پاس... اسے یہاں رکھنا مناسب نہیں سمجھا.. اس لئے اکیلے کو چھوڑنا بھی مناسب نہ معلوم ہوا... جانے کیا کیا سوچے گا... پہلے ہی بہت دُکھی ہے... پریشان ہے بہت... باپ کی موجودگی سے کچھ تو سہارا ملے گا..."

"اور باقی لوگ...؟" اس کا اشارہ مومنہ کی طرف تھا...

"چاند کو ابھی ابھی سُلایا ہے اور... ارے ہاں مومنہ صبح کی کمرہ بند کر کے اندر پڑی ہے... کچھ کھایا پیا بھی نہیں... سارا دن چاند کو میں ہی سنبھالتی رہی ہوں... اس نے تو اپنی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کی..."

"اتنا بڑا غم... پہاڑ کا پہاڑ اس پر گرا ہے... سنبھلتے سنبھلتے ہی سنبھلے گی..."

"فاقہ اور غم دونوں مل گئے تو... میرا چاند خدانخواستہ کہیں ماں سے ہی محروم نہ ہو جائے..."

"خدا نہ کرے..." عمیر بے اختیار ہو کر بول پڑا...

"تم ذرا جا کر اسے سمجھاؤ... کچھ کھا پی ہی لے..."

"ابّا جی نے بھائی جان سے پوچھا نہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا...؟"

"پوچھنے پر ہی تو اس نے یہ دُکھ بھری داستان سنا ڈالی... پھر باپ کے قدموں پر گر پڑا... وہ بتاتے تھے بہت کمزور ہو گیا ہے... بہت خستہ حالت میں آیا ہے... پھر کیا کہتے اسے..."

زبیر کی حالت بیان کرتے ہوئے جہاں آرا کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی...

"یوں بھی کیئے کی سزا پالی... بہت بُھگت لیا اس نے... اب اپنوں کے پاس آیا ہے تو زخموں پر مرہم رکھیں گے... مریں تو نہیں..."

ماں کی بات سُن کر وہ چپ سا ہو گیا... دل کی بستی کیسی عجیب بستی ہے... اک پل نہیں لگتا اُجڑتے ہیں... چند گھنٹے پہلے خیالوں میں کیسے آباد کی تھی، اور اب..."

زبیر کی آمد اک طوفان کی صورت میں ہوئی اور سب کچھ تاراج کر گئی... اس کا سب کچھ... موقع ہی نہ ملا کچھ بتانے کا... اپنے جذبے بیان کرنے کا...

"تم نے بھی ابھی کھانا کھانا ہو گا... جاؤ نا... مومنہ کو دیکھو... تمہارے کہنے سے شاید دروازہ کھول دے... پھر اکٹھے کھانا کھانا..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جہاں آرا سمجھاتی رہیں اور وہ سوچتا رہا ... "اس سے تو اچھا تھا بیلی! تمہیں اسی وقت مرجانے دیا ہوتا ... آج میں بھی تو نہ مرتا ... اتنی اُمیدوں کے ساتھ جینے کے بعد، مرنا ... بہت مشکل ہے ... بہت تکلیف دہ ہے ..."

"اٹھو، جاؤ نا ..." ماں نے اس کا بازو پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی تو وہ خود ہی اُٹھ کھڑا ہوا ...

مومنہ کے کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا ... عمیر نے دستک دی ... نہیں کھلا ... دوبارہ دستک دی ... پہلے سے زیادہ زور سے۔ تب بھی نہیں کھلا ... سوتے کو تو جگایا جا سکتا ہے، مگر جاگتے کو جگانا بہت مشکل ہوتا ہے ... اس نے سوچا تھا، مومنہ سو گئی ہوگی ... پر نہیں۔ آج ہی تو اسے بیداری ملی تھی ... اب نیند کیسے آ سکتی تھی ... ایسی بیداری کے بعد ...

جب دو تین بار دروازہ کھٹکھٹانے پر نہیں کھلا تو عمیر باہر نکل کر برآمدے کی طرف والی کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا ... ذرا سا اسے دھکیلا وہ کھل گئی ...

یوں رات کے وقت کسی جوان عورت کے کمرے میں کھڑکی کے راستے جانا، تھی تو معیوب بات ... مگر جانے کیوں اس نے دل میں سوچ لیا کہ وہ یہ حق رکھتا تھا ... اس حق کو استعمال کرتے ہوئے وہ کھڑکی میں سے اندر کود گیا ...

لیمپ کی ہلکی روشنی میں اس نے دیکھا مومنہ اوندھے منہ پڑی تھی ... عمیر نے بڑا بلب آن کر دیا ... قدموں کی چاپ کے بعد تیز روشنی ہوئی۔ تو ...

"آپی جی! میں نے کہا تھا نا پلیز! مجھے اکیلا ... اوہ ..." عمیر کو سامنے کھڑا دیکھ کر وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھی ...

عمیر کی نظریں اس کے وجود پر جمی تھیں ... رو رو کر اس کی آنکھیں متورم ہو چکی تھیں ... ایک دن میں ہی کیسے اس کی ساری خوبصورتیاں ماند پڑ گئی تھیں ... نہ گالوں میں وہ شعلوں کی لپک تھی اور نہ آنکھوں میں زندگی کی چمک ... اور نہ ہونٹوں پر ہمہ وقت کھیلتے رہنے والی معصوم سی مسکراہٹ ...

اس کی حالت دیکھ کر عمیر کی نظریں جھک گئیں ... اور عمیر کو دیکھتے ہی مومنہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر، بلک بلک کر رونے لگی ...

"اب کونسا ناٹک کھیلنے آئے ہو ... بتاؤ کوئی کسر باقی رہ گئی تھی۔؟" وہ روتے سسکتے ہوئے بولی ... "تمہارے بھائی نے جو مجھ پر ظلم کیا، کیا وہ کم تھا جو اوپر سے تم نے ... تم نے ... مجھے ایسا دھوکا دیا ..."

"وہ دھوکا نہیں تھا بیلی! تمہاری زندگی بچانے کی اک ضرورت تھی۔"

"تم نے میری انا اور خودداری کے اس طرح ٹکڑے کئے کہ ساری عمر بھی لگی رہوں گی تو جُڑ نہیں سکیں گے ... تم نے کیوں مجھ پر ترس کھایا ... کیوں ...؟" اس نے عمیر کی سُنی اَن سُنی کر دی ...

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روئے گئی... بولے گئی... سِسکیاں بھرے گئی... عمیر کا دل کٹ رہا تھا... نیکی کی تھی... اس کی بھلائی سوچی تھی... اسے اپنا سمجھا تھا... پر... گناہگار بن گیا... بھلائی نے بُرائی کا روپ دھار لیا...

"میں نے تمہیں اپنا دوست جانا تھا... بتاؤ کیوں تم نے اتنا بڑا دھوکا دیا مجھے... اوہ خدایا... وہ خطوط... میری شرم وحیا... میرا ناموس... میرا حجاب... سب کچھ تم نے لُوٹ لیا..."

"کچھ لُوٹا نہیں... زندگی کی تگ ودو کی... مت سوچو ایسے..."

"کیوں نہ سوچوں... کس کو اپنا کہوں... ایک نے دنیا کا سب سے بڑا ظلم مجھ بے گناہ پر کر ڈالا، اور دوسرے نے... ارے مر جانے دیا ہوتا مجھے... مرجانے دیتے... وہ مرنا اس جینے سے ہزار گنا اچھا تھا..."

"نہیں بیلی..."

"مت کہو مجھے بیلی...!" وہ چلّائی... "جس پہ ظلم کیا جائے، جسے دھوکا دیا جائے، وہ دوست نہیں ہوتا..."

عمیر بڑھ کر اس کے پاس نیچے فرش پہ بیٹھ گیا... کانپتے ہاتھ دونوں اٹھائے اور اس کے ننھے ننھے سرد قدموں پہ دھر دیئے...

"اپنے خیال میں، میں نے تمہاری زندگی بچانے کے لئے یہی راستہ بہتر سمجھا تھا... تمہیں خوش رکھنا مقصود تھا... ڈاکٹر کا حکم تھا... اور اب تم اسے دھوکا فریب کہتی ہو تو... تمہارا گناہگار ہوں مجھے معاف

کردو... تمہاری اَنا... خودداری، تمہاری عزت، شرم وحیا، تمہاری ناموس۔ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے... خدا کے لئے مجھے معاف کردو... میری وہ خطا بھی، جو میں نے تمہاری بھلائی کی خاطر کی ہے..."

مومنہ روئے جا رہی تھی، اور عمیر نے اس کے دونوں پاؤں پکڑے ہوئے تھے...

"آج میں تمہیں خود ہی بتانے والا تھا... پر میری تقدیر... ہمیشہ مجھے دغا دے جاتی ہے... آج تک نہیں بتایا تھا کہ تمہیں دُکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور پھر... خود بھی ناکردہ گناہ کا گناہگار اپنے آپ کو متصور کرتا تھا... کچھ اس لئے خاموش رہا... اور اب اعتراف کر رہا ہوں ہر خطا کا، ہر زیادتی کا... لہٰذا معاف کردو..."

اس کے بعد مومنہ کچھ نہیں بولی... بس روتی ہی رہی... مسلسل گریہ وزاری کرتی رہی... اور عمیر سوچتا رہا... اس نے بھی اس کے دھوکے ہی کی شکایت کی تھی... زبیر کے اس طلاق والے مذموم فعل کا ذکر تک نہیں کیا تھا... شکوہ کرتی... گلہ کرتی... اسے کوستی، بولتی، کچھ اندر کا غبار نکلتا...

پھر عمیر اسے سمجھاتا... بہلاتا... آنے والی زندگی کے لئے نئی راہیں متعین کرتا... پر وہ تو بس روتی ہی رہی...

کیا اب بھی اسے زبیر سے محبت تھی... اس کی بیوفائی کے باوجود اس کے دل میں اس کی وفا تھی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یقیناً تھی... تبھی تو... اس کی زبان پہ اس کا گلہ نہیں آیا تھا اور وہ عمیر کو ہی موردِ الزام ٹھہراتی رہی تھی... کہ اسی نے دوست بن کر دھوکا دیا تھا...

"ایک بار... بیلی ایک بار کہہ دے کہ زبیر نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے..." عمیر کا دل مچل مچل کر یہ مانگ کرتا رہا... مگر وہ پوری نہیں ہوئی...

اس نے مومنہ کے قدموں پہ سے اپنے ہاتھ ہٹا لئے...

"میں نے کھانا نہیں کھایا... تم نے بھی نہیں کھایا ہوگا...؟"

"مجھے کھانا بھی نہیں..."

"دودھ ہی پی لو... ورنہ امی پریشان بیٹھی ہیں اور اس وقت تک رہیں گی جب تک تم کچھ کھاؤ پیو گی نہیں..."

مومنہ نے عمیر کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا... بس روتی رہی۔

"میں بھی بھوکا رہوں گا... اگر تم نے کچھ کھانے پینے کی حامی نہیں بھری..."

وہ تب بھی نہیں بولی... بس روتی رہی... عمیر اُٹھا... جا کر کچن سے دودھ کا گلاس بھر لایا... ساتھ سکون دینے والی گولیاں...

"لو شاباش! انکار نہ کرنا..." عمیر اس کے پاس بیٹھ گیا... ایک ہاتھ میں گلاس تھامے تھا۔ دوسرے سے اس کے آنسو صاف کئے...

"ہر خزاں کے بعد بہار کو آنا ہوتا ہے... پتہ نہیں کس صورت میں

آئے... زندہ رہ کر اس کا چہرہ دیکھنے کا انتظار کرو... ہو سکتا ہے تمہیں پسند آ جائے..."

اور عمیر نے گولیاں اس کے منہ میں رکھنے کے بعد دودھ کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیا... وہ چپ چاپ گولیاں نگل گئی... دودھ پی گئی... بلا حیل و حجت...

"شاباش..." عمیر نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے خالی گلاس میز پہ رکھ دیا...

"مجھے خوش کیا ہے... مان دیا ہے... تمہیں بھی خوشی ملے گی... انشاءاللہ"

اس نے بڑے خلوص سے دعا دیتے ہوئے اسے شانوں سے تھام بیڈ پہ لٹا دیا... پھر اسے کمبل اوڑھایا...

"بس اب خاموشی سے سو جاؤ... کچھ سوچنا مت..."

اچھی طرح کمبل اوڑھانے کے بعد کسی بچے کی طرح وہ اس کا سر سہلانے لگا... مومنہ چپکی پڑی رہی... کتنی ہی دیر کھڑا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہا اور تسلی کی، خوشگوار مستقبل کی، اس کے چاند کی اور مقدر میں لکھی آنے والی خوشیوں کی باتیں کرتا رہا...

سکون آور دوا کھائی تھی... سکون ملا... کچھ عمیر کی دل خوش کن باتوں نے ڈھارس بندھائی... مومنہ سو گئی...

عمیر بتی گل کر کے ہولے ہولے دبے دبے قدم اٹھاتا اس کے کمرے سے نکل آیا... گھر آیا تھا تو بڑی بھوک لگ رہی تھی مگر اب... دم توڑ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکی تھی... جہاں آرا کے اصرار کرنے کے باوجود اس نے کچھ نہیں کھایا... مزید کوئی بات بھی نہیں کی...

نہ بولنے کو جی چاہ رہا تھا... نہ کچھ سننے کو... اور نہ دیکھنے کو... لگ رہا تھا جیسے اب اس کی دنیا میں کچھ بھی نہیں رہ گیا تھا... نجانے کیوں... زبیر کی آمد میں اسے اپنی بربادی دکھائی دے رہی تھی... آباد تو وہ پہلے بھی نہیں تھا... پر اک امید قائم تھی... ساری رات کروٹیں ہی بدل کر اور اپنے بختوں کی کم نصیبی پہ آنسو ہی بہاتے گزار دی...

طبیعت بڑی کسلمند تھی... دکان سے ناغہ کر لیا... اب تو جیسے کوئی مقصد ہی نہیں رہ گیا تھا وہاں جانے کا... بستر پہ ہی لیٹ کر سارا دن گزار دیتا اگر مومنہ کا خیال نہ آ جاتا...

کل بھی سارا دن بھوکی رہی تھی... صرف رات کو دودھ پیا تھا... آج بھی یونہی فاقے سے رہے گی تو دو چار دن میں ہی ختم ہو جائے گی...

"خدا نہ کرے... خدا نہ کرے... پروردگار! میری عمر بھی اسے لگا دے..."

وہ جلدی سے اُٹھ کر کمرے سے باہر نکلا... ہر طرف خاموشی تھی۔ پریشان سا ہو کر درمیان والے کمرے میں گھس گیا... جہاں آرا وہیں موجود تھیں...

چپ چاپ گھٹنوں پر کہنی ٹکائے اور ہتھیلی پر تھوڑی جمائے بیٹھیں کچھ سوچ رہی تھیں... کاظمی صاحب بھی تھے... حقّے کی نے ہونٹوں میں دبی تھی... گڑگڑا نہیں رہے تھے۔ عمیر بھی جا کر بیٹھ گیا...

"سب نے ناشتہ کر لیا...؟" اس کی نظریں مومنہ کے کمرے کی طرف اُٹھیں...

"نہیں... کسی نے بھی نہیں کیا..." جہاں آرا نے اپنی سوچوں سے نکل کر گہری سانس بھری... "دل ہی نہیں چاہ رہا..."

"کیوں...؟ کھانا پینا کیوں چھوڑ دیا...؟"

"وہ... مومنہ کمرے سے ہی..."

اور... ان کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی مومنہ اک اٹیچی کیس اُٹھائے اندر داخل ہوئی... چہرہ کملایا ہوا تھا... برسوں کی مریض لگ رہی تھی...

"امی جی! میں جا رہی ہوں..." چاند کے جھولے کے پاس اٹیچی کیس رکھ کر اس نے چاند کو گود میں اُٹھا لیا...

"کیا...؟" جہاں آرا اور کاظمی صاحب چونکتے ہوئے بیک زبان بولے... "کہاں...؟"

"اس شہر میں بہت یتیم خانے ہیں... دارالامان ہیں... کہیں تو پناہ ملے گی..."

جہاں آرا چیخیں مار مار کر رونے لگیں... "نہ جاؤ مومنہ! ہمیں چھوڑ کر

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ جاؤ..."

"کس رشتے سے یہاں رہوں اب...؟" سسکی روکنے کے لئے اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا...

"ہماری بیٹی بن کر..."

"اب نہیں بن سکتی... مجھے اجازت دیجئے..."

"ہم کیا کریں گے... تمہارے بغیر بھی اور چاند کے بغیر بھی... نہیں رہ سکیں گے..."

"پھر میں نے برداشت اور حوصلہ کیا ہے امی جی! کچھ آپ بھی کیجئے... اور مجھے دعا دیجئے کہ خدا مجھے صبر اور سکون دے..." اس نے جھک کر اٹیچی کیس اُٹھا لیا...

"ہائے ہائے کیسے پتھر کے بنے بیٹھے ہیں دونوں باپ بیٹا... کوئی اسے روکے..."

جہاں آرا کے چلانے پر ایک دم کاظمی صاحب چونکے... پھر جلدی سے اٹھ کر مومنہ کے پاس جا کھڑے ہوئے...

"بچہ نہ بنو بیٹی! اپنے بچے کے مستقبل کا خیال کرو..."

"میں سنبھال لوں گی... سنوار لوں گی..." مومنہ نے پُر اعتماد لہجے میں کہا...

"باپ بغیر مشکل پڑے گی..."

"تو کہاں سے لاؤں اس کا باپ... بتایئے..." اس کی آنکھیں

پھر بہہ نکلیں...

"ابا جی! میں نے اپنی خوشی سے یہ فیصلہ نہیں کیا... بہت عرصہ پہلے میری تقدیر نے ہی کر دیا تھا... مگر میں نادان سمجھ نہ سکی..."

"تم یہ فیصلہ بدل بھی سکتی ہو..."

"میں...؟ تقدیر کا فیصلہ...؟" مومنہ کی آنسو بھری آنکھوں میں حیرت اُمڈ آئی...

"انسان چاہے تو اپنی تقدیر خود لکھ سکتا ہے... خدا نے اسے دماغ دیا ہے... عقل دی ہے... اشرف المخلوقات ہے انسان..."

انہوں نے اس کے ہاتھ سے اٹیچی کیس لے کر پرے رکھ دیا...

"زبیر بہت شرمسار ہے... پچھتاووں میں ڈوبا ہوا ہے... جو کچھ اس نے کیا تھا، غلط کیا تھا... خدا نے خود اس کا بدلہ لے لیا... اس نے تمہیں طلاق دی تھی، اسے اس کی بیوی نے دے دی... قانونی طور پر دوسری بھی ہر چیز ہتھیا لی... اب کچھ بھی نہیں رہ گیا اس کے پاس..."

"میں بھی خالی ہاتھ ہوں..." وہ سسکی...

"نہیں... تمہارے پاس یہ دولت ہے..." کاظمی صاحب نے چاند کی طرف اشارہ کیا...

"تو... کیا مطلب ہے...؟" وہ کانپی... "آپ مجھ سے یہ بھی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھین لینا چاہتے ہیں...؟"

"باپ کا حق ہوتا ہے اولاد پر... زبیر لے بھی سکتا ہے اسے۔ لیکن... ہم نہیں چاہتے تم پر مزید کوئی ظلم ہو..." کاظمی صاحب کا لہجہ شفقتوں بھرا تھا...

"آپ کیا کریں گے اباجی...؟ کس طرح ان مظالم کے اثرات سے مجھے بچائیں گے...؟"

"بچائیں گے... ضرور بچائیں گے... ذرا اچھی طرح سوچنے کا موقع تو دو... چلو میری بیٹی..."

کاظمی صاحب نے چاند کو اس کی گود سے لیا اور جہاں آرا کی گود میں ڈال دیا... اور مومنہ کو بازوؤں کے حلقے میں لے کر، صوفے پر لا بٹھایا...

"آؤ بھئی سب ناشتہ کریں... عمو! جاؤ بازار سے کچھ لے آؤ... جو میری بیٹی کو پسند ہو..."

"نہیں اباجی! نہیں... میں کچھ نہیں کھا سکوں گی..."

"ارے کیوں نہیں... خود بخود ہی بھوک لگ جائے گی جب تمہیں پتہ چلے گا کہ تم ہمیشہ اسی گھر میں رہو گی، اسی ناطے کے ساتھ۔ جس سے بندھ کر اس گھر میں آئی تھیں... یعنی کہ... بہو کے ناطے کے ساتھ..."

"بہو کے ناطے سے...؟" عمیر بڑبڑایا... سینے میں اک دم سے

خوشگوار سی دھڑکنیں بیدار ہو اٹھیں... اب تو مومنہ کا بہو کا ناطہ اسی کے ساتھ بنتا تھا... اس کی پیاری نظروں میں، خیالوں میں تھرک تھرک کر ناچنے لگی... چھم چھم کر کے... وہ مسکرا دیا...

کاظمی صاحب نے ملک کے بڑے سے بڑے اور عالم وفاضل علمائے دین سے مشورہ کر ڈالا... سب نے یہی فتویٰ دیا... حلالہ کے بغیر شادی جائز نہ ہوگی...

خیال تھا کفّارے کی ہی کوئی صورت نکل آتی... دوسرا ہر قسم کا کفّارہ ادا کرنے کو کاظمی صاحب تیار تھے... خود بک جاتے... جائداد بیچ دیتے... ایک بار زبیر کی اجڑی زندگی میں پھر سے بہار آ جاتی...

وہ بہت ٹوٹا پھوٹا ہوا تھا... تباہ حال تھا... ویران تھا... گھر سے نکلا ہوا تھا... مومنہ کے ہوتے ہوئے اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی... ماں باپ بانہیں کھولے بیٹھے تھے... پر مومنہ نے ہی کہہ دیا تھا کہ پھر وہ اس گھر سے نکل جائے گی... مومنہ کا بھی جانا کسی کو منظور نہ تھا... مومنہ کے ساتھ چاند تھا... سب ایک دوسرے سے لازم و ملزوم... عجیب سے حالات تھے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے حد پریشان کُن...

جب زبیر کو معلوم ہوا کہ مومنہ سے اس کا ملن تبھی ہو سکتا تھا کہ پہلے اس کی کہیں اور شادی ہو... پھر وہاں سے طلاق ملے اور پھر... زبیر کے ساتھ اس کا عقد ممکن تھا... دوسری اور کوئی صورت، اسے شریکِ زندگی بنانے کی نہ تھی...

اور... زبیر مومنہ کی خوبصورتیوں کا گھائل تھا... اس کے وجود کی کششوں کا اسیر تھا... وہ تو امریکہ کی نیشنلٹی، الزبتھ اور بچوں کی وجہ سے اس وقت ایسا ہوا تھا... پر اب ایسی کوئی مجبوری نہ تھی... مومنہ سے بہتر تو کیا مومنہ جیسی بھی اسے کوئی دوسری عورت نہ مل سکتی تھی...

باقی سب چاند کی وجہ سے ایسا چاہتے تھے... مگر زبیر تو مومنہ کے لئے مرا جا رہا تھا... اسے کھونے کے بعد وہ اس کے عشق میں مبتلا ہوا تھا... اور اب پاگل ہو رہا تھا...

"کچھ بھی ہو جائے... میں مومنہ کو اپنانا چاہتا ہوں... اس کے بغیر میں جی نہیں سکوں گا... جذبوں کی مار بھی مار ڈالے گی اور ضمیر کی مار بھی..." اس نے کھُلم کھُلا اور صاف صاف الفاظ میں باپ سے کہہ دیا...

"اس جیسی باوفا اور باحیا عورت مجھے اور کوئی نہیں مل سکتی۔"

چاند کا اس نے نام ہی نہیں لیا... لیکن سب یہی سمجھتے رہے کہ

وہ اولاد کی خاطر بھی زیادہ پریشان تھا... اس کے لئے بھی ہر سزا بھگتنے کو تیار تھا...

"میں ہر قربانی دینے کو تیار ہوں... حلالہ تک..." آخر میں اس نے فیصلہ کُن انداز میں کہا... "اگر ایسا نہ ہوا تو میں یہ ملک بھی چھوڑ جاؤں گا... شاید دنیا بھی چھوڑ دوں..." لہجے میں کچھ دھمکی بھی تھی...

"نہیں بیٹا ایسے نہ کہو... برسوں بعد ہمیں ملے ہو... اب جُدا نہیں ہوں گے... میں کوشش کرتا ہوں... سب ٹھیک ہو جائے..."

کاظمی صاحب نے شفقتِ پدری سے مجبور ہو کر وعدہ بھی کر لیا اور اس کی ڈھارس بھی بندھائی...

اب معاملہ تھا مومنہ کو منانے کا اور ایسا شخص ڈھونڈنے کا جو شادی کر کے اسے طلاق دے دے... ایسا شخص تو کاظمی صاحب کی نظروں میں اک تھا بھی... پر پہلے مومنہ کو راضی کرنا ضروری تھا۔

"تم ماں کی طرح اسے سمجھاؤ... محبت سے... پیار سے... ابھی تو زبیر کے خلاف اسے غصہ ہو گا... بہت ہو گا... اس کی انا اور خودداری بھی تو بُری طرح مجروح ہوئی ہے..." انہوں نے جہاں آرا سے کہا...

"ہاں... مشکل تو ہو گا... پر شاید اس کی محبت غالب آ جائے... اسے شوہر سے محبت بھی بہت تھی... جب زبیر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نام سے خط آتا تھا تو اس کی حالت دیکھنے والی ہوتی تھی..."

"پھر سمجھاؤ نا..."

"نہیں... مجھے سمجھانے کا طریقہ نہیں آتا..."

"اچھا اسے بلاؤ... میں تھوڑی سی بات تو شروع کروں... پھر ایک دو دن سوچے گی... ساتھ ساتھ ہم اس کے کانوں میں اس فیصلے کی منظوری سے جو بہتری ہو گی وہ ڈالتے جائیں گے... امید تو ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا... عقلمند لڑکی ہے..."

جہاں آرا نے اسی وقت مومنہ کو آواز دے ڈالی... وہ چاند کو نہلا رہی تھی...

"ابھی آئی امی جی..." جلدی جلدی پانی اس پہ ڈالا اور تولیے میں لپیٹے اسی طرح چلی آئی...

"یہاں میرے پاس بیٹھو..." کاظمی صاحب نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا...

"چاند کو مجھے دے دو... میں اسے کپڑے پہنا دیتی ہوں..."

جہاں آرا نے چاند کو اس سے لے لیا...

اسی لمحے عمیر بھی کسی کام سے اندر آ گیا... آجکل دکان پہ نہیں جا رہا تھا... جی ہی نہیں چاہتا تھا کوئی کام کرنے کو...

"سنو بیٹی! تمہاری زندگی اس دن ختم ہو گئی تھی جس دن تم اس بچے کی ماں بنی تھیں... اب تمہیں صرف اولاد کی زندگی جینا ہے..."

کاظمی صاحب نے بڑی شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے جیسے تمہید باندھی...

"اور چاند اس گھر سے وابستہ رہے گا تو اسی میں اس کی بقا ہے۔ اس کی مضبوطی ہے... ورنہ یہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا... باپ کی، خاندان کی محرومی اسے کھا جائے گی... اس کا مستقبل برباد ہو جائے گا۔"

مومنہ سمجھ گئی تھی کہ یہ تمہید کس سلسلے میں تھی... چپ چاپ سر جھکائے مؤدبانہ بیٹھی سنتی رہی... عمیر بھی اک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا...

"ہمارے مذہب میں ہر رعایت موجود ہے... میں نے کہا تھا نا کہ ٹوٹے ہوئے رشتے جڑ سکتے ہیں..."

"پر ٹوٹے ہوئے دل..." عمیر نے نجانے کیا کہنا چاہا تھا... کاظمی صاحب نے جلدی سے اس کی بات وہیں کاٹ دی...

"مذہب اور شرع و سنت کے احکامات بغیر جذباتیت کے مانے جاتے ہیں..."

"تم چپ رہو نا... باپ بیٹی سے بات کر رہا ہے... کرنے دو..." جہاں آرا نے عمیر کو ٹوک دیا...

"ہاں تو بیٹی! زبیر نے جو کچھ کیا، وہ اس پہ پچھتا رہا ہے... تائب ہے... اور ازالہ کرنا چاہتا ہے... اور بیٹی! میرا بھی تم سے یہی مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب چاند کی زندگی اور اس کے مستقبل کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدنظر رکھتے ہوئے تم کوئی فیصلہ کرنا... چاند زبیر کی اولاد ہے..."
جانے کیا ہوا... مومنہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپکنے لگے... پر اس کا سر جھکا ہوا تھا... کاظمی صاحب دیکھ نہ سکے...

"وہ اپنی غلطی کا کفارہ ادا کرنے کو تیار ہے... وہ ہر صورت تمہیں پانا چاہتا ہے... اسے بے پناہ محبت ہے تم سے... معاف کر دو اسے..."

"اس کی گواہی تو میں بھی دیتی ہوں... ایک جان دو قالب تھے دونوں۔ بس امریکہ میں قدم..."

"فضول باتوں کو چھوڑو اس وقت..." جہاں آرا کو خاموش کرا کے وہ پھر مومنہ کی طرف متوجہ ہوئے... "میں نے پاکستان کے ہر بڑے عالمِ دین سے پوچھا ہے... سب نے یہی فتویٰ دیا ہے کہ حلالہ کے بعد تم دونوں کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے..." کاظمی صاحب نے جلدی سے مدعا بیان کر دیا...

"حلالہ...؟ دوبارہ نکاح... میرا کیا قصور...؟ میرا کیا قصور...؟"

مومنہ کے پہلے صرف آنسو ٹپک رہے تھے اب وہ چیخیں مار مار کر رونے لگی...

"یہ تو پھر عورت کے ساتھ ظلم ہوا نا..." عمیر نے مومنہ کی حالت دیکھتے ہوئے بے چین سا ہو کر کہا... کچھ اپنے دل کے بھی مطالبے تھے... کاش ایسا نہ ہو... مومنہ اور زبیر کا رشتہ ٹوٹا ہی رہے...

"ہمارے مذہب میں ظلم کوئی نہیں ہے بیٹے...! یہ دین فطرت ہے۔

سزا و جزا کا بیلنس برقرار رہے تو کوئی بھی خرابی نہیں ہوتی..." کاظمی صاحب نے عمیر کو سمجھایا...

"سب بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں اس میں... بظاہر نظر نہ آنے والے ظلم میں بھی کوئی نہ کوئی بہتری ہوتی ہے... یہ حلالہ والا عمل ظلم نہیں ہے... اک شوہر کے لئے سزا ہے... بہت بڑی سزا... تم ابھی یہ جان نہیں سکو گے... اور یہی کفارہ زبیر دے گا... یہی سزا بھگتے گا... بہت بڑی ہے... بہت بڑی..."

مومنہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

عمیر اسی کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا... کیسا پھیکا اور بے رنگ سا ایک دم ہو گیا تھا... کچھ تکدر کے آثار بھی تھے... شاید یہ صرف اس کا اپنا ہی احساس تھا...

"پر ابا جی..." اس نے مومنہ کی بے زبانی کو اپنی زبان دینا چاہی... مگر جہاں آرا نے اسے پھر ٹوک دیا...

"عمو! تم چپ رہو... تمہارے ابا جی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ چاند کا ہے... اسے باپ کی محبت نہ ملی تو وہ بہت ساری محرومیوں کا شکار ہو جائے گا..." جہاں آرا نے بھی کاظمی صاحب کی بات کی تائید کی...

"یوں بھی، جب زبیر معافیاں مانگ رہا ہے تو... خدا نے انتقام سے زیادہ احسن فعل معافی کو قرار دیا ہے... عفو و درگزر کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سراہتا ہے...“

عمیر چپ سا ہو گیا... اندر جو امید کی کرنیں پھوٹی تھیں... وہ تاریکیوں میں ڈوب رہی تھیں... چھم چھم کرکے ناچتی پریاں تھم سی گئی تھیں... اس طلاق کے پرزے نے جو اس کے سپنے سجا دیئے تھے... وہ پھر ویران ہونے لگے تھے... جس بچے کی خاطر ماں اور باپ اس کا دوبارہ رشتہ جوڑنے پر تلے ہوئے تھے وہ اسے بھی تو بہت عزیز تھا... زبیر سے زیادہ وہ اسے اپنا سمجھتا تھا... اپنی ملکیت۔ زبیر نے کب ایک دن بھی بچے کو اس نظر سے دیکھا تھا...

یا... طلاق دینے والا ایسا مذموم فعل کرتے ہوئے اسے اس کا خیال آیا تھا... بلکہ اس کے خیال دلانے پر اس نے اسے ختم کر دینے کا آرڈر جاری کر دیا تھا...

ایک بار جی چاہا... ماں سے کہہ دے... چاند کی فکر نہ کریں اس کا باپ میں بنوں گا... میں زبیر سے زیادہ اس سے محبت کروں گا... مجھے بھی تو آزما کر دیکھیں... قربانیاں کرنے کی عادت سی پڑی ہوئی ہے... مجھے بھی تو کسی خانے میں فٹ کر دیں... کبھی میرے بھی دل کے اندر کوئی جھانک کر دیکھے... اتنے عرصہ سے اس گھر کی ذمہ داریاں اٹھا رہا ہوں... اب بھی اٹھاؤں گا... آئندہ بھی... زبیر کا اعتبار مت کریں... اس کا پچھلا ریکارڈ دیکھیں۔ اس سے زیادہ قابلِ اعتبار انسان میں ہوں... چاند کا باپ میں اس سے بہتر ثابت ہوں گا...“

عمیر نے سوچا سب کچھ... کہنے بھی لگا... پر زبان کی نوک تک آئی بات رک سی گئی...

”کیا پتہ مومنہ کو منظور نہ ہو... وہ مجھے اس روپ میں قبول نہ کرے... ہائے...!“

دل میں پھر اک ٹیس سی اٹھی... مقدر نے اسے کس گرداب میں پھنسا دیا تھا... پر... بہرحال مومنہ کی خوشی اسے منظور تھی... اپنا کیا تھا... زندگی نے سدا دکھوں اور حسرتوں کے دشت کی پیمائی کی تھی...

”امی جی!“ وہ دیوار سے ہٹ کر ماں کے پاس آن کھڑا ہوا...

”آپ مومنہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہ کیجئے گا... پہلے ہی اس بیچاری کے ساتھ ہمیشہ پابندیاں رہی ہیں... حالات کی بھی اور بختوں کی بھی... اب اسے آزادی سے اپنے متعلق فیصلہ کرنے دیں... شاید اس کے بخت ساتھ دے جائیں...“

”وہ ابھی بچی ہے عمو! اور ہم اس کے بزرگ... جو کچھ ہم سوچیں گے، اپنے لئے وہ نہ سوچ سکے گی... ہمارے پاس زندگی کا تجربہ ہے...“

”جانتا ہوں... پر انسان کی آزادی اور خوشی دوسروں کو مقدم سمجھنی چاہیئے...“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آزادی اور خوشی کی بات چھوڑو... بعض وقت بچہ اتنا ہی بگڑنا چاہتا ہے، کیا ماں باپ اسے بگڑ لینے دیتے ہیں...؟ تو بھی بگلا ہے... بچہ ہے..."

وہ مسکرائیں... اس کی نادانی پر... اس کی ناتجربہ کاری پر...

"مجھے پتہ ہے اس وقت اس کے دل میں زبیر کے خلاف بہت غصہ ہوگا... پر بہتری اسی میں ہے کہ وہ اسی گھر کی ہو کر رہے۔ اس کی اولاد بھی اس کے پاس رہے گی... ہم بھی پاس ہوں گے... تم بھی... میں اور تمہارے ابا جی... ہم سب بھی اسے نہیں چھوڑ سکتے... وہ یہ گھر چھوڑ گئی تو کہاں در در کی ٹھوکریں کھاتی پھرے گی... اس کا بھی دکھ ہمیں ہی ہوگا..."

وہ بھی ٹھیک کہہ رہی تھیں... عمیر نے تسلیم کیا... اس کے من میں جو کچھ تھا اس سے تو وہ بے خبر اور انجان تھیں... لہٰذا... اس صورت میں یہی درست تھا...

لیکن... عمیر کے جذبے... ایسے شدید جذبے... کبھی امید بندھتی۔ کبھی ٹوٹتی... زخم لگتا... ابھی اس پر انگور نہ آیا تا کہ دوبارہ لگ جاتا۔ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا... لکھنے والے نے اس کی تقدیر کیسی لکھ دی تھی۔

"بلکہ عمو! میں تو چاہتی ہوں تم اسے سمجھاؤ..." اِدھر اُدھر تکتے ہوئے جہاں آرا نے رازدارانہ اسے کہا... "وہ اگر فی الحال اس بات کو پسند نہیں بھی کرتی تو اسے کر لینا چاہیئے... زبیر سے اسے محبت تو تھی ہی۔

کون مرد ہے جو بھٹکتا نہیں... اپنی اور چاند کی زندگی اور مستقبل کے لئے اسے معاف کر دے... جاؤ... تم اسے سمجھاؤ..." پھر ارد گرد دیکھا... کاظمی صاحب بھی کسی کام سے اُٹھ کر اپنے کمرے میں جا چکے تھے...

"میں...؟ میں امی جی...؟" عمیر سراسیمہ سا ہو کر ماں کو تکنے لگا... یہ فرض بھی اسے ہی سونپا جا رہا تھا... یا اللہ کوئی زخم رہ گیا ہے جو مجھ بدبخت کے سینے پر نہیں لگا..."

"اس وقت لوہا گرم ہے... کچھ تمہارے باپ نے قائل کیا ہے۔ کچھ دلیلیں وغیرہ تم دو... مان جائے گی..."

"پر امی جی! میں کیسے...؟" وہ پھر ہکلایا... اس کی تو ساری زندگی ہی ہکلاہٹ بن کر رہ گئی تھی...

"تمہاری بہت مانتی ہے... دوستی ہے اس کی تمہارے ساتھ۔ اس دن کھاتی پیتی کچھ نہیں تھی تو تمہارے ہاتھ سے دودھ پی لیا تھا۔ چلو جاؤ... ابھی... زبیر بھی گھر سے بے گھر ہوا پڑا ہے... ادھر سے اتنا بڑا صدمہ سینے پر دھر کر لایا ہے... یہیں کچھ مرہم لگ جائے... ہائے! کیسے نصیب میرے بچے کو ملے ہیں..."

"کیا میں آپ کا بچہ نہیں...؟ کبھی میرے اندر بھی جھانک لیا کریں۔ کبھی میرے بھی دُکھوں کو محسوس کر لیا کریں...؟" اس کا دل گلہ گزار تھا مگر زبان پر تالے...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جا میرا بیٹا! ابھی جا... میں چاہتی ہوں چند دنوں کے اندر اندر یہ کام ہو جائے... سب کو ہی سکون مل جائے گا... تم بھی ان دونوں کی وجہ سے اپنا کہیں بھی آنا جانا چھوڑے بیٹھے ہو... جاؤ شاباش...!"

جہاں آرا منت کرنے لگیں... زبیر کی خاطر ہو رہا تھا یہ سب... اسے اندازہ تھا... اس کے دل کی بستی، جو دوبارہ بسی تھی، پھر تاراج ہو رہی تھی... زبیر ہی کی خاطر... اور وہ... خود ہی تاراج کرنے جا رہا تھا... یہی اس کے مقدر میں تھا... روزِ ازل سے لکھا گیا تھا... پر وہ ماں کے حکم سے انحراف نہیں کر سکتا تھا... مومنہ کے کمرے میں جا داخل ہوا...

"بیلی! مان جاؤ... سب کی اسی میں بھلائی ہے... تمہاری سب سے زیادہ..."

وہی سب دلائل، جو جہاں آرا نے دیئے تھے، وہ عمیر نے دے ڈالے...

"اور پھر... تمہیں بھائی جان سے محبت تو ہے ہی..."

مومنہ رو رہی تھی بہت... اس کا دکھ کم کرنے کے لئے... اسے قائل کرنے کے لئے عمیر نے ان خطوط کا حوالہ بھی دے ڈالا... مجھے تو سب پتہ ہے کہ تم کیسی وفادار ہو... کس قدر محبت کرنے والی بیوی ہو... اب بھی تمہارا اک اک لفظ میرے حافظے میں محفوظ ہے..."

عمیر کی اس یاد دہانی پر مومنہ نے ایک دم بھیگی بھیگی پلکوں والا چہرہ اٹھایا... عمیر کی آنکھوں میں دیکھا... "کیا...؟"

"ہاں مجھے یاد ہے سب کچھ..." عمیر نے ہولے سے کہا... "تمہارے لکھے ہوئے خطوط کا اک اک لفظ نہ صرف حافظے میں، بلکہ دل میں ہے۔ تم بھائی جان کو معاف کر دو... اپنی ان محبتوں اور وفاؤں کے نام پر، جن کا اظہار خطوط میں کیا کرتی تھیں... اور... چاند کی خاطر... وہ چاند کا باپ ہے..."

"تم نے تو کہا تھا... چاند میرا ہے... تم اس کے سرپرست بننا چاہتے تھے... وہ وعدے... وہ پیمان... کیا یہی تمہاری چاند کے لئے محبت تھی..."

"اسی محبت کی خاطر تو تمہاری منت کر رہا ہوں... اس طرح تم ہمارے پاس رہ جاؤ گی تو چاند بھی ہم سے جدا نہ ہو گا... ہمیں اور کیا چاہیئے..."

"اس کے علاوہ..." مومنہ نے بھیگی بھیگی نظریں اس کی آنکھوں میں جما دیں...

"کیا اور کوئی صورت نہیں..." اس کی آنکھوں میں تکتے ہوئے اس نے اک سسکی کے ساتھ پوچھا... سوالیہ نظریں... آنسوؤں کے سچے موتی لٹاتی نظریں، عمیر کی آنکھوں میں گڑی تھیں...

"اور صورت...؟ اور صورت...؟" عمیر سوچنے لگا... اک لمحے کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دل چاہا... وہ صورت اسے بتا دے... اس کی بن جائے...

مگر... زبیر... ماں باپ... چاند... اور خود وہ... مومنہ کو بھی تو زبیر سے محبت تھی... اس وقت تو صرف اس طلاق دینے والے کے ظلم کے خلاف احتجاج کے طور پر وہ انکار کر رہی تھی... شاید کچھ اپنی عزتِ نفس اور اپنی خودداری کے لئے بھی... اور یا پھر کسی اور شخص سے نکاح کے لئے... جو اسے منظور نہ تھا شاید...

عورت کے لئے یہ بھی تو مشکل ہے... وہ محبت کسی اور سے کرے اور چند دنوں کے لئے ہی سہی... کسی دوسرے کی بیوی بن کر رہے... پتہ نہیں اس پر کیا بیت جائے... وہ شخص کیسا ہو... جسے کاظمی صاحب نے حلالے کے لئے تیار کیا تھا... وہ اسے اک لمحہ کے لئے بھی برداشت کر سکے یا نہیں...

وہ بیچاری... ہر مصیبت، ہر مشکل اس کے لئے تھی... عمیر نے کوئی جواب دیئے بنا سر جھکا لیا...

"بتاؤ نا... بتاؤ کوئی صورت...؟" اس کی نظریں بھی اور زبان بھی اپنا سوال دہرا رہی تھیں...

"اس کے علاوہ کوئی نہیں بیلی! اور کوئی نہیں..." عمیر نے نگاہیں جھکاتے ہوئے دل کے تقاضوں کے خلاف جواب دے دیا... پر اس کے لئے یہی درست تھا... ماں نے اسی لئے اسے اس کے پاس بھیجا تھا...

"تم بھی مجھے یہی مشورے دیتے ہو...؟" نجانے مومنہ نے یہ کیوں پوچھا۔

عمیر ندر سے گڑبڑایا... پھر لڑکھڑاتی سی آواز میں بولا..." ہاں تمہارے لئے یہی بہتر ہے... سب کے لئے یہی بہتر ہے..."

مومنہ پھر رونے لگی... عمیر اس کا جواب سننے کا منتظر بیٹھا تھا اور وہ رو رہی تھی... روئے جا رہی تھی...

"پھر ایک شرط ہے عمو..." اس نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ عمیر کے ہاتھ پر دھر دیا...

"مجھے کسی اور انسان پر اعتبار نہیں... زبیر کے طلاق دینے کے بعد میری زندگی بچانے کے لئے تم نے جو کردار ادا کیا تھا وہی اب، تم مجھے دوبارہ ان سے ملانے کے لئے کرو گے..."

"کیا مطلب...؟" عمیر سمجھ بھی گیا تھا... پر سمجھنا چاہتا بھی نہیں تھا۔ ایک دم زرد پڑ گیا تھا... روح تک جسم سے کھنچی چلی گئی تھی...

"حلالہ کے لئے میرا جو نکاح ہو گا، وہ تم سے ہو گا..." مومنہ نے اپنی بات کی وضاحت کی... صاف صاف، کھلے کھلے الفاظ میں..." میں اس گھر سے باہر نہیں جانا چاہتی..."

اب وہ انجان بننے کی ایکٹنگ نہیں کر سکتا تھا... اس کی تو صرف رہی سہی جان نکل گئی تھی بلکہ... وہ ہوش و حواس بھی گم کر بیٹھا تھا۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں میچ لیں...

"اتنی قربانیاں تم نے زندگی میں دی ہیں... یہ آخری..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بس... خدا کے لئے بس کرو..." عمیر اک دم اُٹھ کر کھڑا ہو گیا...
"اپنی یہ شرط امی تک پہنچا دو... میں نہیں کہہ سکوں گا..." اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے باہر نکل گیا...

جہاں آرا برآمدے میں ہی مل گئیں... "عمو! مومنہ مانی ہے یا نہیں...؟"

"اس کی ایک شرط ہے، وہ آپ جا کر خود سُن لیں..." اتنا کہا اور تیز تیز قدموں سے برآمدہ پار کر گیا...

اپنے کمرے میں جا کر بستر پر وہ اس طرح گرا جیسے ملبے کا ڈھیر... تقدیر کے ترکش کا آخری تیر... یہ تو زہر میں بُجھا ہوا تھا... کیا یہ آزمائش بھی اسی کے لئے رہ گئی تھی... اس سے تو اچھا تھا اسے دار پہ لٹکا دیا جاتا... اسے کالے پانی کی سزا دے دی جاتی... اس کے سارے جسم کی کھال کھینچوا دی جاتی... سب کچھ آسان تھا... بہ نسبت اس کے... مومنہ کا شوہر بننا اور اسے طلاق دینا... تاکہ وہ اپنی گھرہستی میں پھر فِٹ ہو جائے اور ہنسی خوشی زندگی گزارے۔

"آہ پروردگار! رحم کر... اب مجھے آزاد کر دے... نہیں چاہیئے مجھے ایسی زندگی... مر مر کر جینے والی... خدایا... خدایا... میں اس عذاب سے کیسے گزر پاؤں گا... مجھے موت دے دے باری تعالیٰ... مجھے موت دے دے..."

وہ موت کی دُعائیں مانگ رہا تھا اور جہاں آرا کو جیسے زندگی

مل گئی تھی... مومنہ نے اپنی شرط بتائی... صرف اک لمحہ کے لئے جہاں آرا نے سوچا تھا...

"ہمیں منظور ہے..." وہ مسکرا پڑی تھیں... دل و جان سے منظور ہے... عمو تو پتھر کا پتھر ہے... بے جذبہ دل لئے پھرتا ہے... کہیں گے نکاح کر لے... کر لے گا... کہیں گے طلاق دے دے... دے دے گا... میرا اور اپنے باپ کا ہر حکم بلا چون و چراں مان لیا کرتا ہے... اچھا ہے گھر میں ہی سب نمٹ نٹا جائے گا... باہر کسی کی منتیں نہیں کرنا پڑیں گی... اور پھر... یہ بھی خدشہ ہے... باہر والا تمہیں دیکھے اور پھسل ہی پڑے... طلاق دینے سے انکار کر دے... یہ تو تم نے بڑی سمجھ بُوجھ والی بات کی..."

جہاں آرا خوش خوش عمیر کے پاس آئیں... "یہ تو بہت اچھا ہو گیا عمو! مومنہ نے بڑی عقل کی بات کی ہے... مجھے بہت پسند آئی ہے... اور یقین ہے تمہارے ابا جی کو بھی پسند آئے گی۔ اور زبیر تو بہت خوش ہو گا... تم آخر اس کے بھائی ہو... خیال رکھو گے... ارے کیا بات ہے... سو رہے ہو..."

وہ تو نہیں سویا، سو تو اس کے بخت گئے تھے... اس نے تو یونہی آنکھیں میچ رکھی تھیں... اب زندگی سے نظریں دوچار نہیں کرنا چاہتا تھا...

"چلو اچھا پھر... تم آرام کرو... میں کہتی ہوں جب یہ طے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے تو اگلے جمعہ کو ہی تمہارا اور مومنہ کا نکاح کیوں نہ ہو جاتے... ہاں اگلا جمعہ ٹھیک رہے گا...؟"

اور جہاں آرا کے منہ سے نکلی ہوئی بات پتھر پہ لکیر بن جایا کرتی تھی... جمعہ کو مومنہ اور عبیر کا نکاح ہونا قرار پا گیا...

جہاں آرا کا حکم پتھر پہ لکیر ہو جایا کرتا تھا... جب مومنہ مسکین سی، معصوم سی صورت بنائے ان کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی...

"امی جی! کیا یہ شادی کچھ دن لیٹ نہیں ہو سکتی...؟"

نجانے اس کے دل میں کیا تھا... کون سی مجبوری تھی... جہاں آرا اسی وقت ڈھیلی ہونے لگیں... اس کی زندگی کے راستوں میں دکھوں کے سوا اور تھا ہی کیا... اگر اتنی سی اس کی خواہش پوری کر دی تو کیا پتہ اسے کتنی خوشی مل جاتی... یہی سوچ کر انہوں نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا...

"ہو سکتی ہے... پر کیوں...؟ وجہ تو بتاؤ..."

"اتنے دنوں میں نہ تو گلشن جی پہنچ سکتی ہیں اور نہ ہی تیاری ہو سکتی ہے۔"

مومنہ کے جواب پر جہاں آرا سٹپٹا سی گئیں... "تم نے تیاری

کیا کرنی ہے...؟"

"آپ نے تو کرنی ہے نا... آپ کے بیٹے کی شادی ہے... بری وغیرہ بنے گی اور پھر عروسی جوڑا... اور دولہا کا لباس وغیرہ بھی... وقت تو چاہیئے ان سب کاموں کے لئے... اور جمعہ صرف تین دن بعد ہے..."

جہاں آرا ہکا بکا سی اس کی صورت تکتی رہ گئیں... چہرے پر طمانیت بھری ہلکی سی مسکراہٹ تھی... اور نرم نرم سی لہریں شرم و حیا کی پھیلی تھیں... کچھ عجیب سی، رنگ ترنگ سی ہو رہی تھی۔

"دکھوں کی بارش میں نہانے کے بعد کیا ایسا رنگ روپ نکل آیا کرتا ہے...؟" وہ سوچ رہی تھیں...

"میرا جی چاہتا ہے عروسی جوڑا بڑے خوب صورت رنگ کا ہو۔ اور اس پر کام بھی بہت بھاری سا ہو... جگمگ جگمگ کرے... کسی کی نظر نہ ٹکے..."

"بیٹی! یہ تمہاری دوسری شادی ہے..." جہاں آرا نے نظریں جھکاتے ہوئے اسے دبے دبے سے الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی۔

"پر عمو کی تو پہلی ہے نا... کیا پتہ اس کے دل میں کیا کیا ارمان ہوں گے..."

جہاں آرا جز بز سی ہو گئیں... "یہ ارمانوں والی شادی نہیں ہے۔"

"شادی تو ہے نا...؟" عجیب سی بحث لئے بیٹھی تھی... اور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جہاں آرا پریشان ہو رہی تھیں . . .

"سمجھو شادی بھی نہیں ہے . . ."

"پھر کیا ہے . . . ؟" انوکھا سا اس کا سوال تھا . . . اتنا انوکھا کہ اس کا جواب جہاں آرا کے پاس بھی نہ تھا . . . بہت سٹپٹائیں . . . گھبرائیں . . دل چاہ رہا تھا اسے ڈانٹ دیں . . . اس قسم کے سوالات کرنے سے منع کر دیں . . . پہلے ہی کانٹوں میں پڑی تھیں . . . یوں کہ . . . ہر موئے تن پہ اک کانٹے کی نوک گڑی تھی . . .

جواب دینے کی بجائے انہوں نے کراہ کر اسی سے سوال کر ڈالا . . .

"اس کو تم شادی کہتی ہو . . . ؟" آنکھوں میں پانی بھرا آ رہا تھا . . . اسے اندر ہی اندر پینے کی کوشش میں جلدی سے چشمہ اُتار کر صاف کرنے لگیں . . .

"میرا اور عمو کا نکاح ہو گا نا . . . ؟" اسی معصومیت اور سادگی سے اُس نے پوچھ ڈالا . . .

"ہاں . . ." وہ آواز دبا کر چیخ سی پڑیں . . . "ہو گا . . . مقدر میں لکھا گیا ہے . . ."

"تو پھر شادی ہی ہوئی . . ."

"لیکن بیٹی !" جہاں آرا تردّد سے اس کے چہرے کے اطمینان کو دیکھتے ہوئے اسے سمجھانے لگیں . . .

"یہ ویسی شادی نہیں جیسی شادیاں اکثر ہوا کرتی ہیں . . . خوشیوں والی،

رونقوں والی، شادمانیوں والی . . ."

"نہیں امی جی ! یہ شادی بھی انشاءاللہ ویسی ہی ہو گی . . . جیسی اکثر شادیاں ہوا کرتی ہیں . . . ڈھولک بھی بجے گی . . . مہندی بھی لگے گی۔ جھلمل جھلمل کرتے کپڑے بھی پہنے جائیں گے . . . اور مہمان بھی آئیں گے . . . سب کچھ ہو گا . . . خوشیاں . . . رونقیں . . . شادمانیاں . . ."

جہاں آرا اک اضطراب سے، اک بے چینی اور بے کلی سے اسے تکتے ہوئے اس کے پاس سے اُٹھ گئیں . . . "مجھے تو لگتا ہے عمو ! مومنہ کے دماغ پر کوئی اثر ہو گیا ہے . . ." وہ آنسو بہاتے ہوئے عمیر کو بتا رہی تھیں . . .

"عجیب بہکی بہکی سی باتیں کر رہی ہے . . ." پھر انہوں نے اس کی زبان سے نکلا ہوا اک اک لفظ عمیر کو سنا ڈالا . . . ساتھ روئے جا رہی تھیں . . .

"پروردگار ! تُو نے مجھے اور کیا کیا دکھانا ہے . . ."

"بھائی جان کو اطلاع کرائیں . . ." عمیر نے مختصر سا جواب دیا . . .

"آج اسے ملنے جا تو رہی ہوں . . . بتاؤں گی سب کچھ . . . مجھے لگتا ہے زبیر کے علاوہ کسی دوسرے کے نکاح میں آنے والے فیصلے سے اس کا دماغ بھٹک گیا ہے . . ."

"نو امی جی ! یہ میری خواہش تو نہ تھی . . ." عمیر بے قابو سا ہو کر بلند آواز میں چلّا پڑا . . .

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تو راستے کا پتھر ہوں... جس کا جدھر دل چاہتا ہے ٹھوکر مار کر لڑھکا دیتا ہے... پلیز، مجھ پر رحم کریں کچھ..."

"ارے... یہ چھینٹے کیوں لگ پڑے... میں نے تم پر تو کوئی الزام نہیں دھرا... بیٹے! یہ صدمہ ہم سب کا مقدر تھا... اپنے اپنے حصے کا بھگت رہے ہیں..."

جہاں آرا ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھے عمیر کو ہمدردی بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اور اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اس کے کمرے سے نکل گئیں... عمیر کی پریشانی کا بھی احساس تھا... آجکل گھر کا ہر فرد کتنی تکلیف اور کتنی پریشانی میں مبتلا تھا... سب پہ ہی ترس آرہا تھا... سب کے لئے دکھی تھیں... "ہمارے دکھ اب کاٹ دے مولا..."

اور... جب زبیر نے سنا تو... "کچھ بھی ہو جائے یہ نکاح ہونا ضروری ہے... ایک بار حلالہ کا عمل پورا ہو جائے... پھر اتّی امی سنبھال لوں گا... مومنہ کی اگر دماغی حالت درست نہیں تو بس اس کا علاج کراؤں گا... جہاں سے بھی ہو سکا... بڑے سے بڑے ڈاکٹر سے... اس کی خاطر ملک سے باہر جانا پڑا تو باہر بھی لے جاؤں گا اسے... سب کچھ کروں گا اس کے لئے... تن من لٹا دوں گا..."

"اور وہ جو کہتی ہے، عروسی جوڑا ایسا بنے... گلشن کو بلایا جائے... مہندی ہاتھوں میں رچے... ڈھولک بجے... اسی طرح

رونقیں لگیں جیسی شادیوں میں..."

"تو کر ڈالیئے سب کچھ... کر ڈالیئے... اس کا ہر مطالبہ، ہر خواہش، ہر تمنا پوری کر دیں... زندگی میں اس نے دکھ ہی دکھ اٹھائے ہیں... محرومیاں ہی محرومیاں اس کا مقدر رہی ہیں... شاید خواہشات پوری ہونے پر اس کا دماغی توازن درست ہو جائے... یہ اس کا علاج ہی ہو..."

"عجیب لڑکے ہو تم بھی..."

"میں عجیب نہیں... انسان کی نفسیات بڑی عجیب ہوتی ہے امی!"

"اچھا رہنے دو یہ نفسیات وغیرہ..." وہ الجھی الجھی ہوئی سی اٹھ پڑیں... دل میں، دماغ میں بہت کچھ تھا... پر بس میں کچھ نہ تھا جہاں آرا نے چاہا تھا... چپکے چپکے، اندرونِ خانہ ہی سب کچھ ہو جائے اور گھر سے باہر کسی کو پتہ ہی نہ چلے... مومنہ کا عمیر سے نکاح بھی ہو جائے، طلاق بھی ہو جائے اور پھر آخر میں، جس ناطے کے ساتھ وہ اس گھر میں آئی تھی، اسی طرح ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے...

سب کی عزتیں ڈھکی چھپی رہیں... سب کے وقار قائم رہ جائیں مگر... وہ دیکھتی ہی رہ گئیں اور بات گھر سے نکل کر چاروں اطراف پھیل گئی... ہوا بس یہ کہ... حفظہ استری لینے آئی تھی... ساتھ والے غوری صاحب کی بیٹی...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاند کو بڑا پیار کرتی تھی... وہ بیٹا کھلونوں سے کھیل رہا تھا... وہ اس سے کھیلنے لگی...

"امّی جی! یہ رنگ کیسا رہے گا...؟" مومنہ اپنے کمرے میں سے نکلی... ہاتھ میں اک چھوٹی سی کترن تھی... "اس پر سنہری کام بڑا سجے گا... ہیں نا...؟"

"کس کے لئے بھابھی...؟ کس کی شادی ہے...؟" حفظہ چاند کو گود میں اُٹھائے اس کے پھولے پھولے پیارے پیارے گالوں کو چومتے ہوئے مومنہ کے پاس آن کھڑی ہوئی...

"میری... عمو کے ساتھ... تمہیں معلوم نہیں...؟ مجھے تو کئی ماہ پہلے طلاق ہو گئی تھی... اور اب دوبارہ شادی..."

"ہائے! پاگل لڑکی..." جہاں آرا پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے بڑبڑائیں... آنکھوں ہی آنکھوں میں مومنہ کو کئی اشارے کر ڈالے... مگر اس نے نہ کچھ دیکھا... نہ سمجھا... حفظہ حیران ہو ہو کر پوچھتی چلی گئی اور وہ ہر سچ بتاتی گئی...

بات کا کیا ہے... منہ سے نکلی... کوٹھے پہ چڑھی... اِدھر حفظہ استری لے کر واپس گئی... اُدھر جہاں آرا کے پاس ایک ایک کر کے محلّے کی عورتیں آنا شروع ہو گئیں... پانچ دس منٹ ہی گزرے ہوں گے... یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر سُو پھیل گئی...

"ہائے ہائے... یہ میں نے کیا سُنا ہے... زبیر نے بہو کو

طلاق دے دی ہے... میں تو پہلے ہی کہتی تھی یہ باہر چلے جانے والے بڑے بے اعتبار سے ہو جاتے ہیں... کیا کمی تھی مومنہ میں... بس... چِٹّی چمڑی والیوں کا جادو چڑھ گیا... کھا گئیں ہماری سو ہزار گُنوں والی لڑکی کا سہاگ..."

"بہو کو طلاق کا سُن کر بہت افسوس ہوا... لیکن ہم نے سُنا ہے آپ اب اس کی شادی چھوٹے بیٹے سے کرنے لگی ہیں... واہ واہ۔ نیکی ہو تو ایسی... آپ جیسی دل گُردے والی، کوئی کم ہی ماں ہو گی۔ اک طلاق یافتہ اور بچے والی کے ساتھ اپنے کنوارے بیٹے کی شادی کر رہی ہیں..."

"شاباش ہے بھئی شاباش! کیا لعل جنا ہے... عمیر قابلِ صد تعریف ہے... بچے کی ماں کے ساتھ شادی کی حامی بھر لی... تابعداری ہو تو ایسی... قربانی دی جائے تو ایسی... ہمارے لڑکے تو کمبخت مارے کنواریوں میں سو سو عیب نکالتے ہیں..."

"بھئی ایسی مثال دنیا میں اور کوئی نہ ملے گی... کمال کا انصاف کیا... ایک سے کوتاہی ہوئی تو دوسرے سے تلافی کرا دی... کون کہتا ہے دنیا میں نیک بندوں کی کمی ہے...؟"

جتنے منہ اتنی باتیں... پر ہر ایک نے جہاں آرا اور کاظمی صاحب کے اس فعل کو بہت سراہا... ہر زبان پر ان کی تعریفیں تھیں... جہاں آرا بُری طرح بوکھلائی ہوئی تھیں... نہ تردید کر سکتی تھیں،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ تائید... نہ بول سکتی تھیں، نہ کچھ کہہ سکتی تھیں...

ایک دو دن تو اسی انداز کی گفتگو میں گزرے... پھر طلاق کا افسوس ختم ہوا اور شادی کی باتیں شروع ہو گئیں... مومنہ کے ساتھ سب کو ہمدردی تھی... عمیر کی اس قربانی نے سب کے دل جیت لئے تھے...

"خالہ! بَری کے کتنے جوڑے بنائے ہیں...؟ عمو بھائی کی بری بڑی شاندار بنایئے گا..."

"مومنہ کا پہلے دن کا جوڑا کیسا بن رہا ہے...؟ بنا بنایا نہ لیجئے گا... مہنگا پڑے گا..."

"ہاں بچی... کپڑا منگوا دیں... ہم سب مل کر بنا دیں گی..."

مومنہ کے اخلاق و عادات کی محلّے بھر میں دھوم تھی... جہاں آرا کی عمر کی ہر عورت اس جیسی بہو پانے کی تمنّا کرتی تھی... بیٹیوں کو اس کے حسنِ سلوک اور حسنِ اخلاق کی مثالیں دی جایا کرتی تھیں... اس جیسی سگھڑ اور سلیقہ شعار ہونے کی دُعا دی جاتی تھی...

تبھی... سب اس کی خوشی میں بصد شوق حصہ لے رہی تھیں...

بڑی عمر کی عورتیں بھی اور لڑکیاں بالیاں بھی... بڑے چاؤ اور چاہتوں کے ساتھ مومنہ کا عروسی جوڑا بننے لگا... سارا دن گھر میں اک رونق سی لگی رہتی... اک اُٹھ کر جاتی، دوسری آجاتی...

یوں ہاتھوں ہاتھ جوڑا تیار ہو گیا... جھلمل کرتا ہوا، بہت بھاری بنا... نظر نہیں ٹکتی تھی...

بری بھی بن گئی... ایسی بری تو زبیر کی بھی نہ تھی... ساتھ ساتھ جوڑے ٹانکے جاتے، ساتھ لڑکیاں ڈھولک لے کر بیٹھ جاتیں...

جہاں آرا پریشان ہوتی رہتیں... پر سب کچھ اختیار سے باہر تھا... ان کی تو جیسے بولنے والی زبان کٹ چکی تھی...

شادی میں پانچ چھ دن رہ گئے تو گلشن بھی آگئی... "مجھے تو مومنہ کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ یہاں یہ کچھ ہو چکا ہے..." ہائے! یہ کیا ہو گیا...؟" مومنہ کو گلے سے لگا کر وہ بڑی دیر روتی رہی لیکن... مومنہ کے چہرے پر تو کوئی ملال، کوئی دُکھ نہ تھا... رتی بھر بھی...

ماں کی طرف تجسّس بھری نظروں سے دیکھا... جہاں آرا نے کنپٹی پر انگلی سے دائرہ سا بنا دیا... پھر جب اکیلے میں مل بیٹھنے کا موقع ملا تو رو رو کر بیٹی کے آگے سارا دُکھ کھول بیٹھیں...

"مومنہ کا تو اس طلاق والے صدمے نے دماغی توازن ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے..."

"ہائے ہائے کیسا ظلم ہو گیا...؟" صدمے کے مارے گلشن کا بھی بُرا حال ہونے لگا...

"پر زبیر کہتا ہے سب ٹھیک ہو جائے گا... وہ علاج کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے گا...“

ایک دو دن تو گلشن بھی افسوس کرتی رہی... دُکھی ہوتی رہی... لیکن یہ قدرت کا قانون ہے... دُکھوں سے انسان بھاگتا ہے... خوشیوں کی طرف لپکتا ہے... آپ ہی آپ...

یوں اگلے دن وہ بھی مومنہ کی خوشیوں میں خوشی خوشی شریک ہونے لگی...

گھر کا جس قسم کا ماحول بنا ہوا تھا وہ اسی طرح اس میں مدغم ہو گئی... مومنہ کے لئے دل میں ترس بھی تھا... ڈھارس بھی... کچھ اس صدمے کی تلافی مقصود تھی، جو اس کے بھائی کی طرف سے اسے ملا تھا... یوں وہ جو کہتی، گلشن کر دیتی...

”آپ میرے لئے اتنا کچھ کر رہی ہیں... کچھ بھائی کی بھی خبر لی ہے...“

”کیوں... کیا ہوا اسے...؟“

”میرے لئے تو پہلے بھی سب کچھ بنا تھا... میں چاہتی ہوں عمو کو کوئی حسرت نہ رہے... اس کے لباس وغیرہ کا آپ خیال رکھیے گا... وہ بڑا درویش قسم کا بندہ ہے...“

مومنہ کی بات سُن کر گلشن کو بے اختیار رونا آ گیا... وہ اس

شادی کو زندگی کا سچ سمجھ رہی تھی... بے چاری مومنہ...! زندگی کے جام کا سب سے زیادہ تلخ گھونٹ بھرنے جا رہی تھی...

”آپ نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا...؟“

”تم جو کہو گی... جیسا لباس کہو گی، شادی کے دن کے لئے بنوا دیا جائے گا...“

”میرا تو جی چاہتا ہے، عمو سفید شلوار قمیص پر سفید شیروانی پہنے... سفید اونچے سے شملے والا کلاہ... سفید سلیم شاہی جوتا... گلے میں ایک بڑا سا طِلّے والا ہار ہو... یہ گھٹنوں تک لٹکا ہوا... مجھے تو ایسا دولہا پسند ہے... کیا عمو بھی پسند کرے گا...؟“

”اس کی بات چھوڑو... تم جو چاہتی ہو وہ ہو گا...“

بڑے ترس اور ہمدردی بھری نظروں سے وہ مومنہ کو تکتے ہوئے اُٹھی اور اسی وقت عمیر کے پاس جا پہنچی...

”چلو میرے ساتھ... تمہارا شادی کا لباس خریدنا ہے...“

”میرے پاس سب کچھ ہے...“

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر مومنہ کی جو خواہش ہے، ویسا نہیں ہے..." گلشن نے تفصیل بتا دی...

"وہ اگر پاگل ہو گئی ہے تو کیا ضروری ہے سارا گھر ہی اس کے ساتھ دیوانہ ہو جائے... میں ایسا سب کچھ نہیں کرنے دوں گا..."

"اس کی خوشی کے لئے تو اب کرنا ہی پڑے گا... کیا ہمارے گھر سے اسے صرف دکھ ہی ملنے ہیں...؟"

"مگر! اس کا دماغ ٹھیک نہیں ہے... تم خود سوچو... کیا یہ سب کچھ درست ہو رہا ہے...؟"

عمیر کی آنکھوں سے عجیب سی اذیت، دکھ اور کرب جھانکنے لگا...

"میں کیا کروں...؟ میں کیا کروں...؟ کچھ میرے حال پر بھی تو رحم کرو..."

"کیوں... تمہیں ہم قتل کر رہے ہیں...؟"

"قتل...؟ کاش کر دیتے... ایک بار ہی یہ لمحہ لمحہ کی اذیت..."

"بس اب ڈائیلاگ نہ بولو... اٹھو..." گلشن نے اس کا بازو پکڑا اور کھینچ کر بستر سے اٹھا دیا...

"میری اتنی زندگی گزر گئی... سب کے درمیان، سب کے ساتھ... مگر کوئی

مجھے سمجھ نہیں سکا... کوئی نہیں..." اک افسردہ سا، اک زخم خوردہ سا اور اک شکستہ سا تبسم اس کے ہونٹوں پر پھیل گیا...

"سمجھی کیوں نہیں... اس کام سے نمٹ لوں... مومنہ کے نکاح اور طلاق کے بعد تمہارا مسئلہ بھی حل کر دوں گی... ابھی میں ایک مہینہ یہاں ہوں..." گلشن نے بڑے پیار سے اس کی طرف دیکھا... "شازیہ جیسی لڑکی کو تم نے رد کر دیا تھا... مجھے یقین ہے اس کی وجہ وہی ہے... وہ، سکّہ اچھالا کرتے تھے... جس کی خاطر... یہ راز بھی اب اگلوا کر رہوں گی... دیکھ لینا... اور... جہاں کہیں بھی وہ ہو گی، اسے وہاں سے اس گھر میں لا کر رہوں گی..."

"اچھا... یہ ارادے ہیں..." اک کھوکھلی سی ہنسی عمیر ہنس دیا...

"تو پھر قائم رہنا اپنی بات پر..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

رات کو رسم حنا تھی... کوئی ارادہ کچھ بھی کرنے کا نہیں تھا... موقع ہی ایسا تھا... پر... محلے بھر کی خواتین نے خود ہی سارا پروگرام مرتب کر ڈالا... مومنہ کی طلاق اور دوسری شادی کی وجہ سے اگر گھر والے کوئی دھوم دھام یا خوشی ہنگامہ کرنے سے گریزاں تھے تو...

عمیر کی تو پہلی شادی تھی... جو پوری اُمنگوں ترنگوں کے ساتھ منائی جانا چاہیے تھی۔ بڑے بھائی زبیر نے ایسی نازیبا حرکت کی تھی، وہ اس کا گناہ... عمو کی تو کوئی خطا نہ تھی، جو اس پر خوشیوں کے دروازے بند کئے جا رہے تھے... وہ تو بلکہ، اتنی بڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قربانی دے کر زیادہ رونقوں اور شادمانیوں والی شادی کرانے کا حقدار بن گیا تھا...

"آپ کی مجبوریاں مناسب، درست... پر ہم بھی تو ہمسائے اور ماں جائے ہیں... ہم بن بلائے ہی آ جائیں گے اور مومنہ کو اور عمو کو مہندی لگائیں گے..."

سب نے یہ تصدق کر لیا تھا۔ اور ان کے ارادے بھانپ کر ہی گلشن کو خیال آیا..."امی جی! چائے وغیرہ کا بندوبست کر ہی لیتے ہیں... سب خوشیوں کے ساتھ، شگنوں کے ساتھ آئیں گی تو بستے رستے گھر سے سوکھے منہ چلی جائیں... مناسب نہیں لگتا..."

"لیکن مجھے، یہ سب اچھا نہیں لگ رہا..."

"اب جو کچھ بھی ہے... اچھا لگے یا نہیں... کرنا تو پڑے گا ہی... کسی کو اندر والی بات کا تو پتہ نہیں نا کہ یہ سچ مچ کی اور ہمیشہ کے لئے شادی نہیں ہو رہی۔ یہ تو صرف حلالہ ہے..."

"تم بھی ساتھ شامل ہو جاتی ہو... لیکن اس وقت پتہ چلے گا، جب ہاتھوں سے لگائی گرہیں دانتوں سے کھولنا پڑیں گی..." جہاں آرا کے لہجے میں تلخی تھی، فہمائش تھی اور بہت ساری پریشانی...

"اللہ کو جو منظور ہوتا ہے، وہی ہوتا ہے..." گلشن نے قناعت اور رضائے الٰہی کو مقدم سمجھتے ہوئے بڑی فراست سے مختصر سا جواب دیا...

"تو پھر جو مناسب سمجھتی ہو کر لو..." جہاں آرا متفق بھی ہو گئیں..." پتہ نہیں خدا نے ابھی اور کیا کیا دکھانا ہے..." اک سرد آہ بھر کر چاند کا جھولا بلا ضرورت ہی جھلانے لگیں...

مٹھائی منگوانے کے لئے اور کوئی نہیں ملا تو گلشن نے عمیر کو ہی جا پکڑا...

"اتنی ڈھیر ساری مٹھائی کیا کرنی ہے...؟"

"آج مہندی ہے نا تمہاری... اور لڑکیوں نے یہ رسم پوری طرح منانی ہے..."

"ایک ہی بار بتا دو گی! مجھے کس کس انداز میں اور کتنی بار پھانسی پر چڑھنا ہے...؟"

"عمو جانی...!" گلشن نے تسلی کے انداز میں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا... "نیکی کا کام ہنس ہنس کر کرنا چاہیئے... رو رو کر اور بسور بسور کر نہیں... یوں ضائع ہو جاتی ہے... ویسے ہی تم نے تو خود ہی حامی بھری تھی..."

"ہاں... سب خطائیں میری ہیں... سارے قصور... سارے گناہ میرے ہیں..." وہ بڑبڑاتا ہوا مٹھائی لینے چل دیا...

مٹھائی کے علاوہ بھی کچھ چیزیں تھیں... کافی لمبی چوڑی لسٹ تھی... سب کچھ لے کر واپس آیا... برآمدے میں ہی مومنہ مل گئی... "یہ لسٹ اور یہ چیزیں... گل سے کہو آ کر چیک کر لے..."

"وہ تو کسی ضروری خریداری کے لئے حفظہ کے ساتھ بازار گئی ہیں..."

"اور امی...؟ انہیں بلا دو..." عمیر نے نظریں جھکائے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھجکا تھے پوچھا...

"ان کے سر میں درد ہے... گولیاں کھا کر لیٹ گئی ہیں..." مومنہ نے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے پیکٹ، لفافے، ڈبے تھام لئے... پھر کچن میں لے جا کر ساری چیزیں لسٹ کے ساتھ ملائیں... پوری تھیں... پیسوں کا حساب کیا... باقی عمیر نے چپ چاپ اس کی ہتھیلی پر واپس رکھ دیئے... کوئی بھی بات نہیں کی...

مومنہ اسے دیکھتی رہی... سر سے پاؤں تک... بڑی اُجڑی حالت میں تھا... بال بے ترتیب... شیو بڑھی ہوئی... لباس شکن آلود... آنکھوں سے ذہانت اور شوخی کی وہ چمک غائب تھی، جو چمکارے مارا کرتی تھی... ہونٹ یوں دانتوں میں بھینچے ہوئے تھے جیسے کچھ ضبط کرنے کی کوشش میں تھا، جو ہو نہیں پا رہا تھا...

فارغ ہو کر اسی طرح گمبھیر سی خاموشی ہونٹوں میں دبائے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تو مومنہ بھی پیچھے پیچھے جا پہنچی... "عمو...!"

"تم یہاں کیوں آئی ہو...؟"

"تم سے اک بات کرنا تھی..." وہ آگے نہیں بڑھی... پرے دروازے کے ساتھ ہی لگ کر کھڑی ہو گئی...

"کوئی کسر ابھی باقی رہ گئی ہے...؟" جو کچھ ہو رہا تھا، اس نے عمیر کو بہت پریشان کیا ہوا تھا... اور یہ سب مومنہ کا کیا دھرا تھا... کتنی مصیبت میں اس نے سب کو ڈال رکھا تھا...

"میں بہت بُری ہوں عمو...؟" مومنہ نے بھیگی بھیگی آنکھوں سے عمیر کے غصّہ بھرے چہرے کو دیکھا...

"اوہ..." عمیر چونکا... "نہیں نہیں..." مومنہ کے ٹوٹے پھوٹے لہجے اور بھیگی بھیگی پلکوں نے اس کا غصہ تو کیا، سارے ہی کو موم کی طرح پگھلا ڈالا... "میرا مطلب یہ نہ تھا..." اسے اس پہ ترس بھی آ گیا... اس کا کیا قصور...؟

"پھر تم اتنے دنوں سے میرے ساتھ سیدھے منہ بات کیوں نہیں کر رہے...؟"

"جو جو کچھ تم کہہ رہی ہو... وہ سب ہو تو رہا ہے..." عمیر نے اس سے نظریں چُراتے ہوئے جواب دیا... نظر ملتی تھی تو دل بے ایمان ہونے لگتا تھا... پھر وہ ان معصوم معصوم چوریوں پر مجبور ہو جاتا تھا۔ جو اس کی چاہتوں کے تقاضے تھے... اور یہ بد دیانتی تھی بھائی کے ساتھ اور ظلم تھا اپنے جذبوں کے ساتھ...

"تم یہاں سے جاؤ... کوئی آ جائے گا..."

"ہم دونوں اکٹھے ہواخوری کے لئے جایا کرتے تھے... گھر میں اکٹھے بیٹھ کر گپیں مارا کرتے تھے... اس کے علاوہ تم میں اور مجھ میں دوستی ہے عمو...!"

"خدا کے لئے مومنہ! میرے صبر کا مزید امتحان نہ لو... اور جاؤ یہاں سے... میرے پاس تمہاری کسی بات کا جواب نہیں ہے..."

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ رشتہ جو بندھنے جا رہا ہے، اس نے تمہیں مجھ سے بہت دور کر دیا ہے... فکر نہ کرو یہ ٹوٹ بھی جائے گا... جب تم چاہو... فوراً..."

عمیر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا... ٹوٹتے ہوئے دل کی کرچیوں کو سمیٹنے کی کوشش میں لگا رہا...

"کیا پھر ہماری دوستی بھی ختم ہو جائے گی...؟"

وہ زخم پر زخم لگائے جا رہی تھی... عمیر چیخ سا پڑا... "تم کہنا کیا چاہتی ہو...؟ جو بات کرنی ہے وہ کرو... میرے پاس فالتو باتوں کا جواب نہیں ہے..."

"میں یہ کہنے آئی تھی..." وہ اس کی بے رخی کو نظر انداز کرتے ہوئے خوشگوار سے لہجے میں بولی... "کیا دو تین دنوں کے لئے تم ایسا نہیں سمجھ سکتے کہ تمہاری یہ شادی تمہاری پسند کی لڑکی سے ہو رہی ہے..."

"کیا مطلب...؟" عمیر نے گھبرا کر نظریں اٹھائیں... مومنہ نے کیسا نشتر چلایا تھا... پورے انداز سے... زخم کے اوپر زخم لگا...

"مطلب یہ، کہ ذرا اچھے طریقے سے یہ وقت نبھا لو... خوش مزاجی سے... حسنِ سلوک سے... اصل بات کا لوگوں کو علم نہیں ہے... اور سب کے ذہنوں پر اس وقت تمہارا امیج بڑا اچھا ہے... تم سب کی نگاہوں میں بڑے بلند مقام پر کھڑے ہو... اپنی اس خاموشی اور

اس اُجڑی حالت سے نہ وہ امیج ختم کرو اور نہ اپنا مقام گنواؤ... بس یہی تم سے التجا تھی..."

دل نے اس کے سامنے سر خم کر دیا... جذبوں نے گھٹنے ٹیک دیئے۔

"جو حکم میری سرکار..." بس خوش رہیے... جو جور و ستم ڈھانا چاہتی ہے، ڈھائے... دل حاضر ہے... جان حاضر ہے..."

وہ خاموش رہا تو مومنہ نے دوبارہ پوچھا... "وعدہ کرتے ہو نا؟ میری عزتِ نفس کا معاملہ ہے..."

"پگلی... دیوانی..." عمیر دل میں ہنس دیا... "یہ عزتِ نفس کو لئے بیٹھی ہے اور ہم نے ہر چیز قربان کر ڈالی ہے..." اس نے سر اُٹھایا... "ہاں وعدہ کرتا ہوں... سبھی کی عزتیں قائم رہیں گی... انشاءاللہ...!"

"اور ہاں، اک وعدہ اور..." مومنہ نے واپس جانے کے لئے قدم اٹھایا تھا... کچھ سوچ کر پھر رُک گئی...

"شادی والا لباس پورے شوق اور سلیقے سے پہنو گے... چہرے پر مسکراہٹیں سجا کر... حفظ کے بھائی نے تصویریں اتارنے کا انتظام کیا ہوا ہے..."

"اوہ خدایا..." عمیر کے سارے جذبے چیخ اُٹھے... "یہ اتنے مظالم... اتنی زیادتیاں... آخر کیوں...؟ کیا کیا ہے میں نے... جو میرے جذبات کے ساتھ اس طرح کھیلا جا رہا ہے..."

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا دل چاہا زور زور سے چیخے ... اتنا زور سے کہ یہ دنیا زمانہ تو کیا، دوسرا جہان بھی اکٹھا ہو جائے ... پھر وہ سب کو اپنا دُکھ درد سنائے۔ سب کو ... زمین اور آسمان کی ساری مخلوق کو ... ایسا کسی کے ساتھ کبھی ہوا ہوگا، جو اس کے ساتھ ہو رہا تھا ...؟

نہ دعوتی کارڈ چھپے تھے اور نہ کسی کو بلاوا بھیجا گیا تھا ... پھر بھی ... مہندی کی رات دھوم مچاتی آئی ... ایسے حُسن اور رنگ بکھرے کہ زندگی ناچ اٹھی ... زندگی وجد میں آ گئی ... زندگی مستیوں میں ڈوب ڈوب گئی۔

زبیر کو کاظمی صاحب نے گھر میں آنے کی اجازت نہیں دی تھی ... لیکن ... اس سے اب ایک منٹ بھی اور، وہاں تنہائی میں رہا نہیں جا رہا تھا ... اس کے علاوہ مومنہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے اس قدر بیتاب ہو گیا کہ باپ کے حکم یا اجازت کی بھی پرواہ نہیں کی ... رات کی تاریکی کا سہارا لے، چپ چاپ چلا آیا ...

گھر کے اندر اس وقت ایک ہنگامہ تھا ... شور تھا ... ڈھولک کی آواز تھی ... نغموں کی گونج تھی ... کسی کو پتہ بھی نہیں چلا ... وہ پچھلے برآمدے سے گزر کر گلشن کے کمرے میں جا داخل ہوا ...

گلشن اچانک ہی دوپٹہ بدلنے آئی تھی ... جو مہندی گرنے سے خراب

ہو گیا تھا ... اس نے اندر زبیر کو دیکھا ... پہلے تو ڈر گئی ... پھر ... خون کی محبت ایک خلوص بھری مسکراہٹ بن کر لبوں پر پھیل گئی ... "اچھا ہوا آپ آ گئے ... بڑی رونق لگی ہوئی ہے ..."

"مجھے مومنہ کے پاس لے چلو گی ...؟"

"اس وقت ...؟ نہیں نہیں ... سہیلیوں میں گھری بیٹھی ہے ... کل کوئی موقع نکالوں گی ..."

جلدی میں تھی ... ساتھ ساتھ دوپٹہ تلاش کرتی رہی ... "چائے پئیں گے ...؟ مٹھائی وغیرہ ... بہت کچھ ہے ... ہم نے بھی منگوالی اور بہت سارے لوگ بھی لے آئے ... عمو سے سب بڑے متاثر ہیں ..."

"کیوں بھلا ... میں لاتی ہوں ... خوشی کی رات ہے ... آپ بھی منہ میٹھا کریں ..." گلشن اپنی ہی رَو میں کہتی چلی گئی ...

"خوشی کی رات ...؟ منہ میٹھا ...؟" زبیر کی لہجے کی کاٹ اور طنز نے اسے چونکا دیا ...

"اوہ ... میرا مطلب تھا ..." وہ گڑبڑائی ... "سب مہمان تو ایسا ہی کہہ رہے ہیں اور یہی تاثر عام ہے ... دراصل، اصل بات کا کسی کو علم نہیں نا ..."

"تمہیں تو ہے نا ...؟" اور زبیر نے شکوہ بھری نظروں سے گلشن کے سراپا کو دیکھا ... گوٹے کناری والا چم چم کرتا لباس پہنا ہوا تھا ... چہرے پہ رنگوں کی قوسِ قزح بکھری ہوئی تھی ...

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرہ... یہ... آنے والے لوگوں کے لئے... نہ پہنتی تو سب بُرا شگون کہتے... اور... اور...“ وہ ہکلا رہی تھی... بوکھلا گئی تھی... کوئی بات نہیں بن رہی تھی... زبیر کے جذبات کا بھی خیال تھا...

”لیکن یہ سب آپ ہی نے تو کہا تھا... مومنہ جو کہے، وہی کیا جائے...“

زبیر کی نظروں اور ایسے سوالات کے جوابات کے لئے نہ اس کے پاس الفاظ تھے اور نہ جرأت و ہمت... دوپٹہ مل گیا تو وہ لے کر جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی...

مہندی کی رات بڑے ہال میں منائی گئی تھی... مومنہ کو بھی وہیں بٹھایا ہوا تھا... عمیر کو بھی لڑکیاں اسی کے کمرے سے کھینچ لائیں... اس کو مہندی لگائی... منہ میٹھا کرایا... مومنہ کو مہندی لگائی... منہ میٹھا کرایا... گانے گائے گئے... رقص ہوئے... ایک دوسرے کے نام کے ساتھ ٹپے، ماہیے گائے گئے... غرض ہر قسم کا شگن کیا... ہر انداز میں خوشی منائی گئی...

تقریب اپنے عروج پر تھی... حفظہ بڑی پیاری آواز میں عمیر کا سہرا گا رہی تھی... اس میں مومنہ کا بھی نام تھا... زبیر بے کل سا ہو کر کمرے سے باہر نکل آیا... پچھلے برآمدے میں اندھیرا تھا... وہاں کھلنے والی ہال کی کھڑکی میں سے اندر دیکھنے لگا...

”اوہ خدایا...! یہ سب تو اس کی توقع سے بہت مختلف تھا...

مومنہ پر نگاہ پڑی... مسکراہٹوں سے اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا... رنگ ترنگ... نور پُر نور ہو رہا تھا... زبیر نے گھبرا کر پردہ چھوڑ دیا... اندر الاؤ سے دہکنے لگ گئے تھے... ایسا تو اس نے نہیں چاہا تھا... پر... اسے یاد آیا... مومنہ کی تو ذہنی حالت ہی ٹھیک نہ تھی...

جلتے الاؤ، اس خیال سے ٹھنڈے پڑنے لگے... اس نے پھر تھوڑا سا پردہ سرکایا... اب نظر عمیر پر جا پڑی... وہ بھی تو... وہ بھی تو... خوش ہی دکھائی دے رہا تھا... لڑکیاں اسے مذاق کر رہی تھیں، وہ ہنس رہا تھا... کسی کسی کے مذاق کا خوبصورت سا، چٹپٹا سا جواب بھی دے دیتا تھا... بار بار نگاہ اُٹھا کر اس کونے میں جب دیکھتا تھا، جہاں مومنہ سہیلیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی، تو اس کے چہرے پر کچھ عجیب سے رنگ پھیل جاتے تھے... مومنہ جیسے تو نہیں... پر... کچھ الگ سے... منفرد سے... ایسے روپ میں، اس نے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا... اپنی شادی کے دنوں میں بھی نہیں... کیا تھا...؟ یہ کیا تھا...؟

وہ اُلجھ کر... جھنجھلا کر، وہیں برآمدے میں ہی ٹہلنے لگا... ادھر رقص و سرود کی محفل جمی رہی، ادھر یہ سوچتا رہا، سلگتا رہا۔ سگریٹ پھونکتا رہا اور... مومنہ کی طلب، چاہت، محبت سوا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی گئی... اس کے بغیر وہ زیادہ سے زیادہ بے قرار ہوا جا رہا تھا...

اتنی خوشیوں، ہنگاموں والی رات اتنے زخم دے گئی کہ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا، کس کو سہلائے، کس کو سینے سے لگائے اور کسے رستا چھوڑ دے...

رات ہی کی طرح دن بھی ہنگامہ خیز تھا... کسی کو علم نہیں تھا کہ زبیر اس گھر میں موجود تھا... سوائے گلشن کے... اس نے ماں اور باپ کو بھی نہیں بتایا تھا... باپ سے ڈرتی تھی... اور ماں سے ڈر تھا وہ برداشت نہ کر سکے گی... شور مچا دے گی... رونا پیٹنا شروع کر دے گی... کہ... ابھی بھی زبیر کے لئے جہاں آرا کے دل میں ساری اولاد سے زیادہ ممتا تھی... اس کے دیئے گئے اتنے زخم لے کر بھی وہ اسی کے لئے مرتی تھیں...

مومنہ نے جیسی خواہش کی تھی عمیر ویسا ہی دولہا بنا تھا... وہی لباس، وہی انداز اور چہرے پر وہی مسکراہٹیں، خوش مزاجی اور زندہ دلی کی، جن کے لئے مومنہ نے التجا کی تھی... وہ بڑا وجیہہ، بے حد اسمارٹ اور بے انتہا پُرکشش لگ رہا تھا...

نکاح خواں آیا... نکاح پڑھا گیا... اس کے بعد دولہا اور دلہن کو پاس پاس بٹھا دیا گیا... حفظہ کے بھائی نے بہت ساری تصویریں اتاریں... علیحدہ علیحدہ بھی... دونوں کی اکٹھی بھی...

ہر زاویے سے... ہر سمت سے... مسکراہٹوں والی... سنجیدگی والی۔ ہنستے چہروں کی... ایک دوسرے کو تکتے ہوئے... ایک دوسرے میں گم... غرض سینکڑوں تصویریں کھینچ ڈالیں...

سب نے عمیر کو سلامیاں دیں... مومنہ کو بہت سارے تحائف پیش کئے گئے... بغیر کسی لالچ کے یا بدلے میں کچھ واپسی کی امید کے... یہ صرف خلوص و محبت کے نذرانے تھے... مومنہ کے دکھوں کو اور عمیر کی عظیم قربانی کو یہ خراجِ عقیدت تھا...

جہاں آرا پریشان حال پھر رہی تھیں... یہ سب تو حلالہ کے عمل کا حصہ نہ تھا...

سب رسمیں... سب شگون ہونے کے بعد لڑکیاں رخصتی کے گیت گانے لگیں... اس وقت جہاں آرا کو بڑا رونا آیا... یوں تو سارا دن یہی عالم رہا تھا... اٹھتی بیٹھتیں آنسو ہی پیتی رہی تھیں... دونوں بیٹوں کی قسمتوں سے دکھی تھیں بے حد... بار بار صبر کا دامن چھوٹ جاتا... پہ... برداشت کرتی گئیں... کوئی اور چارہ بھی تو نہ تھا...

شام ہوتے ہوتے سب مہمان رخصت ہو گئے... دولہا بھی گھر میں تھا... دلہن بھی گھر میں... نہ برات چڑھی تھی، نہ ڈولی اٹھی تھی... پھر بھی۔ کچھ عجیب سی کیفیت اور جذبوں میں گھرے ہوئے سب لوٹ گئے... غم کے بھی... خوشی کے بھی... ہنستے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے بھی... اور نم آلود آنکھیں لئے بھی... ملا جلا تھا سب کچھ...

گھر میں صرف گھر کے افراد ہی رہ گئے تو... جہاں آرا مضطرب و بے چین سی ہو کر نظروں ہی نظروں میں گلشن سے پوچھنے لگیں...

"اب کیا کیا جائے...؟"

"میں کیا بتاؤں...؟" گلشن نے کندھے اُچکائے... اتنی دھوم دھام سے یہ شادی تو ہو گئی تھی... اس کے بعد... اس کے بعد...؟ ہر دماغ میں، ہر ذہن میں یہ سوال اُٹھ رہا تھا... ساتھ ہی گلشن کی نظریں بار بار گھوم گھوم کر اپنے کمرے کی طرف... جا رہی تھیں...

زبیر بھی اسی گھر میں موجود تھا... گلشن نے آتے جاتے چوری چوری اسے کھانا وغیرہ بھی دیا... چائے... پھل... خشک میوہ... ہر چیز اندر پہنچاتی رہی تھی... مگر نجانے کیوں... زبیر کھانے پینے کا بڑا شوقین بھی تھا... پھر بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا... بس سگریٹ ہی پیئے گیا تھا...

"یہ بھوک ہڑتال کیوں بھائی جان...؟"

"بس... دل ہی نہیں چاہ رہا..."

"دو چار دن کی بات ہے... سب ٹھیک ہو جائے گا..." گلشن نے اسے تسلی دی... "پھر ساری خوشیاں آپ کی... مومنہ آپ کی... چاند آپ کا... اتنی دولتیں آپ کے پاس ہوں گی... ماشاءاللہ..."

زبیر خاموش رہ گیا تھا... لیکن کچھ بے چین سا تھا... "آپ ایسا کریں آرام کریں... لگتا ہے آپ کی طبیعت کچھ..."

"ہاں ہاں تم جاؤ... تمہیں بہت کام ہیں... میرا فکر نہ کرو..."

"ارے ہاں... یاد آیا... ابا جی قریشی صاحب کے ہاں، آپ کے پاس جانے لگے تھے..." وہ مسکرائی... "میں نے کہہ دیا تھا کہ آپ دو دن کے لئے کسی دوست کے پاس اسلام آباد چلے گئے ہیں..."

"بڑی عقلمند ہو گئی ہو..."

"شکریہ... آپ کی بہن ہوں نا..."

اتنی رونقوں میں اس طرح تنہا بیٹھا تھا... اسے خوش کرنے کے لئے اس کی تعریف کر دی...

"میں نے تو زندگی میں بڑی بیوقوفیاں کیں... بہت... اور ان بیوقوفیوں کی وجہ سے... سب کچھ ہار گیا..." زبیر نے اک پُر درد آہ بھری...

"ہار کیوں گئے... اللہ آپ کو کامیابیاں دے... یہ سب آپ ہی کی خاطر، اور آپ ہی کی کامیابیوں کے لئے تو ہو رہا ہے..."

"شاید..." اس کی آنکھوں میں مایوسی کے سائے لرزے...

"شاید کیا ہوا...؟"

"اچھا جاؤ جاؤ... دیکھو تمہیں کوئی پکار رہا ہے..."

"اوہ... تصویریں اُتر رہی ہیں نا..." گلشن اک دم تیزی سے باہر نکل گئی...

پھر اس کے بعد زبیر کے پاس جا ہی نہیں سکی تھی... آمنے سامنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں کمرے تھے ... مومنہ کا اور اس کا ... بیچ میں ایک کاریڈور ... اور پیچھے برآمدہ مشترک ... بڑی ناکافی جگہ تھی اس کے لئے ... قید نما۔ تنہائی کاٹ رہا تھا ...

"تم نے کوئی مشورہ نہیں دیا ...؟" جہاں آرا پوچھ رہی تھیں...

گلشن کی نظریں پھر اپنے کمرے کی طرف اٹھ گئیں ... کاریڈور میں دونوں ماں بیٹی کھڑی تھیں ... زبیر اندر سے سب کچھ سُن رہا ہوگا ... اگر سو نہ گیا ہوا تو ... اس لئے بھی گلشن کچھ کہنے سے، کوئی مشورہ دینے سے ہچکچا رہی تھی ... گریز کر رہی تھی ...

"کیا بات ہے ...؟" کاظمی صاحب بیگم کو تلاش کرتے ہوئے ادھر ہی آنکلے ...

وہاں ماں بیٹی کو کچھ کھسر پھسر کرتے دیکھا تو قریب آگئے ...

"یہ سرگوشیاں سی کیوں ہو رہی ہیں ...؟"

جہاں آرا نے جلدی سے کاظمی صاحب کا بازو پکڑا اور وہی مشورہ جو گلشن سے مانگ رہی تھیں، ان سے کرنے کے لئے انہیں کھینچتے ہوئے پرے لے گئیں ... گلشن کے کمرے کی دیوار کے پاس ... ادھر اندھیرا تھا ذرا ذرا ...

"کیا عمو کو مومنہ کے پاس رات گزارنا ہوگی ...؟" وہ انتہائی رازدارانہ کاظمی صاحب سے پوچھنے لگیں ...

"ہاں ہاں ... کیوں نہیں ...؟" انہوں نے پُرزور لہجے میں جواب دیا۔

"شرع شریعت کی رُو سے وہ اس وقت میاں بیوی ہیں ... دونوں کا نکاح ہوا ہے ..."

"اور زبیر ...؟" جہاں آرا جیسے سسکیں ...

"اس کو اس وقت بھول جاؤ ..." اس وقت اگر کوئی ایسی بات کی تو گناہ ہوگا ... ان دونوں میاں بیوی کے درمیان اب، اس وقت زبیر کا نام آنا بھی ناجائز ہے ..."

گلشن زیادہ دور نہیں تھی ... ماں اور باپ کی باتیں کانوں میں پڑ رہی تھیں ... پریشان سی ہوگئی ... وہیں پاس ہی اس کے کمرے میں زبیر تھا ... وہ کہیں کچھ سن نہ لے ... آخر مومنہ اس کی بیوی تھی ... کہیں بھائی بھائی کے درمیان کچھ رنجش، کوئی بدگمانی نہ جنم لے لے ... عمبر نے تو سب کچھ اس کی خاطر کیا تھا ... اس کی قربانی، اس کی بُرائی اور بدنامی نہ بن جائے۔

"ابا جی ... ابا جی ..." وہ انہیں پکار ہی رہی تھی کہ کاظمی صاحب نے فیصلہ ہی سنا دیا ...

"میں خود جا کر عمو کو بلا لاتا ہوں ... خدا کے احکامات کے مطابق ہر کام کیا جائے تو اس میں بھلائی بھی ہوتی ہے اور خیر و برکت بھی ..."

اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اس کے پاس سے گزر گئے ... یہ سارے صلاح مشورے انہوں نے یہیں کرنا تھے ...؟ گلشن پریشان سی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی ہوئی ماں کی طرف لپکی... "امّی جی...؟"
"وہ بلانے گئے ہیں عمو کو... خود... بہ نفسِ نفیس... کہتے ہیں اسے مومنہ کے ساتھ رات گزارنا ہوگی... دیکھی تم نے باپ کی عقل...؟"
"امّی جی..."
"تم سب نے مل کر یہ جو ڈرامہ کھیلا ہے نا..." جہاں آرا گلشن کی سن ہی نہیں رہی تھیں... اپنی ہی کہے جا رہی تھیں... "مجھے سخت اعتراض ہے اس پر... جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے..."
"دیکھو... اس کی صورت دیکھو..." کاظمی صاحب عمیر کا بازو پکڑے اسے کھینچتے لئے آ گئے تھے... "کوئی پوچھے اسے کیا ہوا ہے... کیا دُکھ ملا ہے...؟ گھٹنیوں میں چہرہ دیئے پڑا تھا... رو رہا تھا... کیوں... کیوں...؟"
ماں اور بہن کے سامنے انہوں نے اسے لا کھڑا کیا... "اسے سمجھاؤ... نیکی کا کام کرتے ہیں تو خوشی خوشی سے..."
"ابھی اچھا بھلا خوش نظر آ رہا تھا... اب کیوں رونے دھونے لگا..." جہاں آرا نے طنز بھری نگاہ عمیر پہ ڈالی...
وہ ابھی تک اسی لباس میں تھا... بس گلے سے ہاتھ آتار دیا تھا اور سر پہ سے دستار... نظر جھکائے کھڑا تھا... مجرموں کی طرح - کسی سے ملا نہیں رہا تھا...
"جاؤ بیٹا... اس کا ہار وغیرہ لاؤ... اسی طرح یہ اپنی دلھن

کے پاس جائے گا... اسی حلیئے میں... یعنی دولھا کے رُوپ میں..."
"میں... میں... نہیں نہیں..." وہ گڑبڑایا... "کیا ناٹک ابھی ختم نہیں ہوا...؟"
"نہیں..." کاظمی صاحب انتہائی سنجیدگی سے بولے... "یہ ناٹک نہیں ہے... یہ زندگی کی اک سچائی ہے... اور اس تلخ گھونٹ کو حلق سے اُتارنا ہے... تمہیں اپنی دلہن کے پاس جانا ہوگا..."
گلشن ہار اور دستار لے آئی... کاظمی صاحب نے خود اسے پہنایا... بڑے پیار سے... بڑی شفقت سے...
"چلو جاؤ..." پھر مومنہ کے کمرے کی طرف اشارہ کیا...
"تمہیں جانا چاہیئے..."
"نہیں... پلیز نہیں..." عمیر نے تھرتھر کانپتے ہوئے التجا کی...
"مجھے اس آزمائش میں مت ڈالیں..؟"
"بیٹے! یہ خدا کا فرمان ہے... اور ہر کام شرع و سنّت کی رُو سے کرنا چاہیئے... اس کے بغیر حلالہ کا عمل پورا نہیں ہوتا..."
کاظمی صاحب نے عمیر کا بازو پکڑ لیا... "جاؤ... مومنہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہاری دلہن ہے... تمہارے نکاح میں آئی ہے...
اس لئے وہ اس وقت تمہاری عورت ہے... تمہاری ملکیت
... جائز... جاؤ اس کے پاس..."

"ذرا خیال رکھنا..." ماں نے پاس سے سرگوشی کی...

"زبیر کو اس سے بہت محبت ہے... اس کی محبت..."

کاظمی صاحب نے جہاں آرا کو گھورتے ہوئے پرے دھکیل دیا اور عمیر کو مومنہ کے کمرے کی طرف لے گئے...

"میری بات سمجھتے ہو نا... جاؤ اپنی بیوی کے پاس۔"

عمیر ان کا مطلب بھی سمجھ گیا تھا... دھڑکتے، کانپتے، لرزتے دل کو تھام کر اس نے صرف سر ہلا دیا... زبان میں بولنے کی سکت نہ تھی... اور نہ ہی قدم اٹھانے، بڑھانے کی ہمت... کاظمی صاحب نے پکڑا نہ ہوتا تو وہ شاید گر پڑتا...

اور... انہوں نے سہارا دے کر اسے کمرے کے دروازے کے اندر داخل کر دیا... "جاؤ... اندر سے دروازہ بند کر لو..."

وہ اسے چھوڑ کر پلٹے... جہاں آرا خشونت آمیز نظروں سے انہیں گھور رہی تھیں... "آپ تو بس عجیب انسان ہیں... نہیں جاتا تھا تو رہنے دیتے..."

"پاگل نہ ہو جایا کرو... ہر کام جائز طریقے سے کرنا چاہیئے... چلو تم آؤ اِدھر اپنے کمرے میں.... تھکی ہوئی ہو... جسمانی طور پر بھی... اعصابی طور پر بھی... اور ذہنی طور پر بھی..."

"امی جی! آج میں آپ کے پاس سوؤں گی..." گلشن بھی جلدی سے ان کے ساتھ چل دی... اپنے کمرے میں جا کر زبیر کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہ تھی... اسے یقین تھا اس نے سب کچھ سن لیا تھا...

اور... بیوی کو یا اس عورت کو جس سے بے پناہ محبت ہو، اسے کسی دوسرے کے ساتھ، اس طرح، یا کسی بھی طرح دیکھنا... جائز، ناجائز طریقے سے، اک شوہر یا محبت کرنے والے مرد کی برداشت سے باہر ہوتا ہے۔

پر... یہ تو اس کے اپنے ہی گناہ کی سزا تھی... وہ کیا کرتی...؟ وہ کیا کرتی...؟

عمیر کتنی ہی دیر دروازے کے ساتھ لگا کھڑا رہا...
لباس دولھا والا... خوشی و مسرت کی علامت، پر چہرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر غم و اندوہ اور اعصاب پر تھکن ... قدم آگے بڑھانے کی ہمت تھی نہ طاقت ...

کمرے کا سارا سماں، خوابناک سا ماحول، ہلکی ہلکی رومان پرور سی روشنی اور سہانی سہانی سی خوشبو ...

لیکن ... یہ احساس بھی مارے ڈال رہا تھا ... مومنہ اسکے نکاح میں آ کر بھی اس کی نہ تھی ... یوں ... یہ اس کی سہاگ رات نہیں بلکہ ... یہ تو ایسے دکھ کی اور نا امیدی کی طویل رات تھی کہ جس کا کوئی سویرا ہی نہ تھا ...

کھڑا کھڑا تھک گیا ... ٹانگیں پاؤں شل ہو گئے تو ہولے ہولے قدم اٹھاتا ... بے جان سے وجود کو گھسیٹتا پھولوں کی لڑیوں اور طلائی ہاروں ... زنجیروں سے سجی مسہری کے پاس سے گزر کر پرے دیوار کے ساتھ والے صوفے پر جا بیٹھا ...

نظر پھر مسہری کی طرف اٹھی ... مومنہ عروسی جوڑے میں ملبوس اس پر بیٹھی تھی ... "ایک بار تمہارے نکاح میں آ گئی تو بس ... پھر اسے چھوڑنا نہیں ... وہ تمہاری ہے ... ازل سے تمہاری ... بس اللہ کی طرف سے ملنے کے طریقے جدا ہوتے ہیں ... وہ تمہیں اس انداز سے مل گئی ..."

آخر وقت تک جواد اسے سمجھاتا رہا تھا ... "تم نے اس کے لئے جو کچھ کیا ہے ... جس جس طرح تن من گالا ہے ... راکھ ہوئے ہو ... سمجھو وہ تمہارا حق ہو گئی ... خبردار! طلاق کا نام نہ لینا۔ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے ... بس وہ تمہاری ہے ... تمہاری۔ تمہاری ..."

جواد کے الفاظ ... جواد کی تاکیدیں ... اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں ...

"بیلی میری ہے ... بیلی میری ہے ..." اس کے سارے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی ... دل میں خوشگوار سی دھڑکنیں بس گئیں ... مسہری کی طرف دیکھتا دیکھتا وہ اٹھا ...

"اونہوں! اسے چھونا نہیں ... یہ تمہارے بھائی کی امانت ہے ..." پاس ہی سے کسی نے سرگوشی کی ... وہ ریت کی دیوار کی طرح وہیں ڈھے گیا ... اس نے سہم کر نظر پھیرتے ہوئے صوفے کے ساتھ ٹیک لگائی اور آنکھیں میچ لیں ...

"مومنہ! تم میری ہو کر میری زندگی میں داخل ہوئیں بھی تو۔ کس طرح ... کس انداز میں ... اے کاش! یا میں اس دنیا میں نہ آتا ... یا تم نہ آتیں ..."

قدموں کی چاپ ہوئی ... پھر اک خوشبو کا بھبکا سا اس کے نتھنوں میں آن گھسا ... بڑی مست کر دینے والی خوشبو تھی ...

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر اس نے پھر بھی آنکھیں نہیں کھولیں... قریب ہی، بالکل اس کے کانوں کے پاس، چوڑیوں کی جھنکار ہوئی... مومنہ کے سوا اور کون ہو سکتا تھا...

یہ خوشبو... یہ چوڑیوں کی جھنکار... یہ سہاگ رات... یہ پھولوں پتیوں سے سجی ہوئی سیج... اور... اس کی دلہن... اس کی محبت... مومنہ... جس کے لئے اس نے اک اک پل ہزار ہزار بے قراری کے ساتھ کاٹا تھا... اسے اپنا بنانے کی تمنا میں بہت سارا وقت مر مر کر جیا تھا... مگر آج... یہ خوشی، یہ زندگی، یہ جنم جنم کی آرزو ملی بھی تو...

کھلنے کو بے قرار آنکھیں، اس نے اور زور سے بھینچ لیں۔

اس نے سانس روک کر، دل کی بیتاب ہوتی دھڑکنوں کو روکنے کی کوشش کی...

"عمو...!" بڑی مدھم سی، بڑی مترنم سی اور بے حد مدہوش کن سی سرگوشی کے ساتھ اک نرم نرم، گرم گرم ہاتھ اس کی پیشانی پر آن ٹکا...

اس ہاتھ کا لمس اتنا مسحور کن... اتنا سکون بخش تھا کہ وہ مستیوں میں ڈوبنے لگا...

"ذرا خیال رکھنا... زبیر کو اس سے بڑی محبت ہے... اور اس کی محبت..."

عمیر نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں... پھر اک جھٹکے کے ساتھ مومنہ کا ہاتھ پرے جھٹک دیا... جیسے وہ کوئی سانپ بچھو تھا... ابھی ڈنگ مار دے گا... مومنہ صوفے کے پیچھے کھڑی تھی... عمیر نے ہاتھ جھٹکا تو وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی...

چند لمحے مومنہ چپ چاپ کھڑی اسے تکتی رہی... عمیر کا دم گھٹ رہا تھا... عمیر کے دل کی دنیا زیر و زبر ہو رہی تھی... عمیر کے اندر جذبات کا لاوا ابل رہا تھا... کھول رہا تھا... پر... پر... جذبوں کی شدت نے اس پر بری طرح کپکپاہٹ طاری کر دی تھی... اس کے باوجود اس نے ضبط کا دامن تھامے رکھا... حالت بری تھی... پر چھٹنے نہیں دیا...

"میرا گھونگھٹ نہیں کھولو گے...؟" وہی مترنم آواز کسی حسین نغمے کی طرح اس کے کانوں میں آ تری... وہی آواز، جسے ہر دم سنتے رہنے کی اس کا دل تمنا کیا کرتا تھا... پر اس نے کانوں پر ہاتھ دھر لئے...

"تم میرے بھائی کی امانت ہو مومنہ..."

"میں تمہاری دلہن ہوں عمو...! بیسیوں لوگوں کے سامنے میرا تم سے نکاح ہوا ہے..."

یہ کہتے کہتے مومنہ نے خود ہی گھونگھٹ ہٹا دیا... "مجھے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھو... مجھے پہچانو... میں تمہاری بیوی ہوں..."
عمیر نے بہت چاہا کہ وہ اس کی طرف نظر نہ اٹھائے....
لیکن... مومنہ دلہن بنی ہوئی تھی... اس کی دلہن... اس کا جلوہ ایک بار، آخری بار دیکھنے کو دل بُری طرح مچل گیا... اس نے نظریں اٹھائیں...

"اوہ...!" ایسا سحرزدہ کر دینے والا رنگ روپ، اور حُسن و جمال تو اس دن بھی اس کے چہرے پر نہ تھا، جب وہ کنواری زبیر کے ساتھ بیاہ کر آئی تھی... وہ ڈوب سا گیا... یہ اس کے چہرے پر کیسے ملکوتی اور ماورائی سے رنگ تھے... جنہوں نے اسے ایسا حسن بخشا تھا...؟ جذبوں کے...؟ خوشیوں کے...؟ چاہتوں کے...؟ زبیر سے ملنے کا وقت قریب آ رہا تھا... وہ منزل کے قریب پہنچ رہی تھی... شاید تبھی...

اسے وہ تمام خطوط یاد آ گئے جو اس نے زبیر کے لئے لکھے تھے... "اوہ...!" عمیر نے اک دم نظر ہٹائی... اور اس کی ہٹتی ہٹتی نظر مومنہ کی پیشانی پر جا ٹکی...
اس کا ٹیکہ بہت چمک رہا تھا... "ارے...!" یہ تو وہی سکہ تھا جو اس نے مومنہ کو سلامی میں دیا تھا... اور اب اس پر زنجیر لگوا کر اس نے پیشانی پر ٹیکے کی طرح سجایا ہوا

تھا... چمکتا ہوا وہ عربی حروف والا سکہ، جس کے معنی خوش قسمتی کے تھے... بڑا سج رہا تھا اس کی صبیح پیشانی پر... خوش قسمتی ہی کی طرح...
پر... کس کی خوش قسمتی...؟ عمیر کا سامنا تو سدا بدبختیوں نے کیا تھا... یہ زبیر کی خوش قسمتی تھی...
"دلہن! جاؤ سو جاؤ..."
"نہیں... آج کی رات، ساری رات میں تمہارے ساتھ جاگوں گی... اتنے انتظاروں کے بعد یہ ارمانوں بھری رات میری زندگی میں آئی ہے... اور میں سو جاؤں... میرے سوئے ہوئے بخت جاگے ہیں تو میں سو جاؤں...؟ یہ کیسے ممکن ہے..."
اس نے عمیر کے قریب کھسکتے ہوئے اپنے بازو اس کے گلے میں حائل کر دیئے... جیسے پھولوں کی دو ڈالیاں... نرم نرم ملائم ملائم، معطر معطر...!!
"اس کا تو دماغی توازن ہی درست نہیں رہا..." جہاں آرا کے الفاظ عمیر کے کانوں میں گونجے... "زبیر سے طلاق ملنے کا اتنا صدمہ اسے ہوا ہے..."
عمیر نے سٹپٹا کر یہ خوشبوؤں اور جذبوں سے مہکتا... گرمی بخشتا... اس کے بازوؤں کا ہار جلدی سے گردن میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکال دیا... پھر اسے کندھوں سے تھاما اور زور زور سے
جھنجھوڑ ڈالا...

"بیلی... خدا کے لئے ہوش میں آؤ... اپنے ذہن کو،
دماغ کو درست کرو... تمہیں تمہاری محبت جلد واپس مل
جائے گی... بہت جلد... میں کل ہی تمہیں طلاق....."

مومنہ نے تڑپ کر عمیر کے ہونٹوں پہ اپنا لرزتا کانپتا
ہاتھ رکھ دیا...

"ایسے نہ کہو... پلیز! ایسے نہ کہو..." وہ صوفے سے
اُٹھی اور نیچے عمیر کے قدموں میں بیٹھ گئی...

"میں ہوش و حواس میں ہوں... پورے ہوش و حواس
میں... لیکن سب مجھے دیوانی سمجھ رہے ہیں... ہاں میں
دیوانی ہوں... پر تمہاری محبت میں... میں دیوانی ہوں...
میں دیوانی ہوں..."

وہ چیخنے لگی... پھر جھک کر عمیر کے قدموں سے لپٹ
گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی...

"مجھے معاف کردو عمو... ! مجھے معاف کردو... میں
بہت خود غرض ہوں... اپنی اک خواہش کی تکمیل کے
لئے... اپنے اک سپنے کی تعبیر پانے کے لئے... میں نے
اتنا بڑا کھیل کھیل ڈالا... سب کو دکھ پہنچایا....

سب کو..."

"یہ کیا کہہ رہی بیلی... !" لرزتے کانپتے عمیر نے اسے
کندھوں سے تھام کر اٹھایا... یہ کیسا انکشاف تھا...!؟ یہ کیسی
خبر تھی...؟ روح افزا یا روح فرسا...؟

وہ بھیگی بھیگی آنکھوں سے روتی ہوئی مومنہ کو تک رہا
تھا... بارش اور دھوپ کا حسین امتزاج... نگاہ اس کے
دلکش چہرے پر جمی ہوئی تھی... اور اس کے سارے
وجود کی شریانوں میں گرم گرم خون بڑی تیزی سے گردش
کر رہا تھا... جذبوں کی آنچ اتنی تیز تھی کہ اس کا سارا بدن
جیسے جل رہا تھا...

"میں سچ کہہ رہی ہوں... آج زندگی میں پہلی بار
اپنے اس راز کو افشا کر رہی ہوں... میں نے جس کو
چاہا... جس کی ہر دم تمنّا کی... وہ تمہیں ہو... تم عمو...
جواد پلازا میں تمہیں روزانہ آتے جاتے دیکھا کرتی تھی...
تب میں نے تمہارے سنگ اپنی ساری حیات کے سپنے سجا
لئے... پر... مقدر کے ہاتھوں ہار گئی... میں ہار گئی عمو...!
ہار گئی... اور اب..."

روتی روتی، آنسو اور پیار چھلکاتی اس کی آنکھیں عمیر کی
حیرتوں میں ڈوبی آنکھوں میں ٹِک سی گئیں...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے اپنی تمنّا پالی ہے ... تم میرے ہوگئے ہو ...
بس آج کی رات مجھے جی بھر کر اس فتح کی خوشی منا لینے دو۔
کل میں چلی جاؤں گی یہاں سے ... طلاق لے کر نہیں ...
صرف تمہیں آزاد کرنے کے لئے ... تاکہ تم اپنی پسند کی لڑکی
سے شادی کر سکو ... میں جانتی ہوں محبت کیا ہوتی ہے،
اور اسے پانے کی تمنا کتنی شدید ... دُعا کرتی ہوں تمہیں
تمہاری وہ سکھّے والی مل جائے ... جس کے لئے تم نے مجھے
ردّ کیا ... شازیہ کو ٹھکرایا ..."

اس کے رخساروں پر آنسو بہے چلے جا رہے تھے ..
اور وہ عمیر کو تکے جا رہی تھی ... اک ٹک تکے جا رہی
تھی ....

ساری زندگی محرومیوں میں گزارنے کے بعد اک یہ
آج کا دن جو پالیا ہے، میری ساری زندگی کا حاصل ہے ...
کل حفظہ وہ ساری تصویریں لا دے گی ... وہ میرے
پاس محفوظ رہیں گی ... تکمیلِ تمنا کی یادگار ... میرے
ایک سُکھ ... ایک خوشی، ایک واحد سپنے کی یادگار ... ہمیشہ
میرے پاس ..."

اس نے عمیر کے دونوں ہاتھ تھامے اور بے اختیار ہو
کر انہیں چومتی چلی گئی ... اس کے گرم گرم ہونٹوں کا لمس

عمیر کے ہوش و حواس پر بے خودی سی طاری کئے دے
رہا تھا ...

"عمو ...! میرے چاند کو تم اپنی سرپرستی میں رکھنا ... تم ہی
اس کا باپ بننا ... مجھے اور کسی پر اعتبار نہیں ... خدا کے
بعد میں اسے صرف تمہارے آسرے چھوڑ کر جا رہی ہوں ..."

عمیر دانتوں پہ دانت جمائے بیٹھا تھا ... گُم سُم ....
مجبور ... لاچار ... بے بس ... زبیر کو کیا جواب دے گا ...؟
ماں اور باپ سے کیا کہے گا ...؟

مومنہ کا ہر فقرہ اسے اتھل پتھل بھی کر رہا تھا ... اس
کا افشا ہونے والا راز عمیر کو زندگی کی نوید بھی دے گیا تھا۔
اس کی منزل بے سان و گمان اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی
تھی ... جسے کھوجتے ہوئے اسے کئی جنم، کئی صدیاں لگ
گئی تھیں ...

اور وہ چپکے سے ... آن کی آن میں ... اس کے سامنے
آ گئی تھی ... اس سے زیادہ خوشی کا وقت اور کون سا ہو سکتا
تھا ... پر ... پر ... وہ تو پابندِ سلاسل تھا ... وعدے
اور مجبوری کا ...

عمیر نے آنکھیں موند لی تھیں ... سوچوں میں کھویا ہوا تھا ...
اور ... مومنہ اپنے دیوتا کے قدموں میں بیٹھی آنکھیں جھپکے بنا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے دیکھے جا رہی تھی ... اس نے اپنے ننھے سے دل کی، محرومیوں بھرے دل کی ہر آرزو، ہر تمنا بیان کر ڈالی تھی ...

عمیر نے سب کچھ سنا تھا ... ہر لفظ کے ساتھ اس کے جذبات مچلے تھے ... کیفیات بدلی تھیں ... دل میں اُمنگوں کے کارواں اُترے تھے ... ہر بار اس کا جی چاہا تھا اسے بازوؤں میں جکڑے اور سینے کے ساتھ لپٹا لے ... وہ اس کی تھی ... ہر طرح اس کی ... قانوناً ... شرعاً ... مذہباً ... محبت کے نام پر ... وفا کے نام پر ... ہر انداز میں اس کی ...

پر ... وہ چاند کی ماں تھی اور ... ذبیر کی بیوی رہ چکی تھی ... اور اب ... اور اب ...

جانے کتنی دیر وہ اسی طرح بیٹھے رہے ... ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ... اور آنکھوں میں اتارتے رہے ... دروازے پر دستک ہوئی ... دروازہ مقفل نہیں تھا ... دوسری بار دستک ہوئی تو وہ کھل گیا ... گلشن اندر داخل ہوئی ...
انہیں پھر بھی علم نہیں ہوا ...

"عمو ... !"
دونوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا ... وہ بے حد گھبرائی ہوئی تھی ... عمو اُٹھ کر کھڑا ہو گیا ... گلشن نے اس کا بازو پکڑا اور عجلت میں کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر نکال لے گئی ...

پریشان مومنہ بھی ہو گئی تھی ... نجانے کیا معاملہ تھا؟
دروازے کی اوٹ میں جا کھڑی ہوئی ... اس گھر کے ہر فرد کے ساتھ اس کے جذبے وابستہ تھے ...

"یہ دیکھو ... یہ رُقعہ ... بھائی جان امریکہ واپس چلے گئے ..."

کاریڈور میں رُک کر اِدھر اُدھر تکتے ہوئے گلشن نے کاغذ کا چھوٹا سا پرزہ عمیر کے ہاتھ میں تھما دیا ...

"مجھے اپنے بچے اور الزبتھ یاد آ رہی ہے ... میں ان سے علیحدہ نہیں رہ سکتا ... اس لئے واپس امریکہ جا رہا ہوں ... خدا حافظ ..."

"اب ... ؟" گلشن گھبرائی ہوئی نگاہوں سے عمیر کو تکنے لگی ... "اب کیا ہو گا عمو ... ؟ بھابی کو پتہ نہ چلے ..."

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ تو پہلے ہی دماغی طور پر... ہائے! یہ کیا ہو گیا...؟ گلشن تو رونے ہی لگ پڑی...

"عمو...! تم کیا کر گئے...؟ تمہاری وہ سکے والی، اور بھابھی کو... ایک بار پھر بھائی جان دھوکہ دے گئے..."

عمیر اور مومنہ کا دکھ دل میں اتارے وہ روتی ہوئی جہاں آرا کے کمرے کی طرف بھاگی... مومنہ دروازے میں کھڑی تھی... سب کچھ سن لیا تھا... اس کے اپنے لئے یہ خبر خوشی کی تھی... ہنسنا چاہا... خوش ہونا چاہا... پر... دل دکھ کے مارے کراہ اٹھا...

"نقصان تو سارا عمو کا ہو گیا... اس نے تو صرف حلالہ کے لئے یہ نکاح کیا تھا..."

مومنہ دکھی ہو کر سوچ ہی رہی تھی کہ عمیر واپس کمرے میں آیا... بڑا خاموش تھا...

"عمو...! تم دکھی نہ ہونا... زبیر کے چلے جانے کے باوجود میں اپنے وعدے پر قائم ہوں... میں تمہارے راستے میں کبھی حائل نہیں ہوں گی... میں آج جا رہی ہوں... تم اپنی پسند کی لڑکی سے... اس سکے والی سے شادی کر لینا..."

چند لمحے اسی طرح سنجیدہ صورت بنائے عمیر بھیگی بھیگی پلکوں والی اپنی بیلی کو تکتا رہا... پھر بازوؤں میں اسے سمیٹ کر ہولے سے سرگوشی میں پوچھنے لگا...

"کیا تمہیں ہی نہ وہ سکے والی سمجھ لوں...؟ تمہاری پیشانی پر ہی تو سجا ہے..."

"لیکن... لیکن..." مومنہ نے کچھ کہنا چاہا... پر... عمیر کے شدید ترین جذبوں نے مومنہ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دیا...